

لیکن بڑھتی ہوئی خدمت و مساعیہ و ملاکان الملوک و قطب الدین کذا لکھا صرف مدعا عمرہ فرمایا
 لمسائل السیاسة المشهوریہ و لم یفسر لم یطابق کتاب کبیر و دقیق من کتب الاصول و مبایعہ و العلماء الما
 یحدث من العدل حتی یطالع علی جمیع اعضاء معزکۃ اراء المحققین لیعصم نفسہ عن اغواء المخوفین اغتر
 بقولہ فاستجاب دعوتہ و اخذ ما جمعه و کان فی العباۃ العربیۃ فتجسد بالہندیۃ و سماہ بتقوی الحق و نسبہ الی
 لایحق و لذا التسمیہ علی ما اور دناہ فی هذا التفصیل من ارباب فلیعصم عندنا فلیطلب منا الشواہد و
 یلمع سلیم و عقل مستقیم سیطرن قلبہ من مطاخر تلك الرسائل ان فی آخرها اقاراراً من محمد شاہ
 بلما كانت الرسالۃ فی العباۃ الہندیۃ ینبغی ان یکون جراحا ایضاً فی الهند یتہ فاما مولی من ارباب
 ان یفطر الی ما قبل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال والتوفیق
 بعد حمد و نعمت کے بندہ عاجز ظاہر حسنات و ارباب محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے سچ خدمت علماء ماہرین شریعت
 بیٹا کے کہ شہ ۱۲ بارہ سے اسی میں ایک سالہ سسٹریہ بنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب
 خالی کے چھپرے جابجا شہود ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بھی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہ رسالہ حقیقت
 رتبہ یا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبروہ نے بسبب غیر
 ندرت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی حصیڈا سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکار اور چاہلو
 عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب مروج کو سپرد آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رس
 زنجبہ اردو زبان میں فراموش اور معرفت اپنی چھپواوین کہ عوام الناس بنا بر شہرت فضیلت اور
 رکے لیں اور دستور اہل اپنا پڑاویں پس جناب مولوی صاحب نے پیامیں حیا و کرم و مروت جمل
 بیان محمد شاہ مقدون باجا بت فرما کر اچانک اس میدان جان فرسائیں یا انداز ہوئے اور
 اپنی کو چھوڑ کر ذات شریف اپنی جنس میں مباحث دقیقہ معرکہ آرا سے اہل اصول میں ڈالی حالانکہ
 اس کے ایام شباب تا بغایت حال فارس تجربہ و خدائت اس میدان تو دور کے تھے ص

راج اور جرم احادیث اور سبیل متنازع فیہا کہ جس شیخ محمد نے قدم ڈالا مطلق ہوئی کسی کہنے والے نے
خوب کہا ہے مصرعہ نمبر ۱۱ کا راجہ و دوسرے کت ۱۱ سو سبیل کہ جناب مولوی نصیر مرقی الیہ کو بیت دردم فاما لفظ
سہر نام اور ضروری روز مرہ اہل حاجات سی فرست کھان ملتی ہے کہ بد بختی تمام حسن اعضاء اور سبیل مشککہ
میں نظر تاریک فرما دین اور شیخ جس نے جس جن مقام میں نسبت نام طبعیہ اور تا تجربہ کاری کے اس سبیل کی تو
نظر میں لگتا ہے نیز مولوی صاحب مدح سے اوپر عماد اسکے کے نفوس واقع ہوئی کچھ ہے دیکھنے اور سننے میں بڑا
فرق ہے ۱۱ شہید کی بودا مند ویدہ ۱۱ اور کوئی نادان اس بیان سی ۱۱ سمجھے کہ سنہن فرست اور ۱۱
جناب مولوی صاحب کے بانی جاتی ہے حاشا کہ یونہی نہیں کہو کہ کیا قید اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سبب ہیں کہ
جاسا او کا ہر اہل صلاح و تقیہ پر واجب ہو و معجز الکمل فن جہاں موقع و تزیب ہی ۱۱ ہر کسی راہبر کا رہے سبب
اور یونہی نہ ہے کہ شیخ جس نے ظہر بزم لپٹے اس سالہ میں مائید مذہب جن کی کی ہی مگر باعث کج فہمی اور
کی کہ ہوسر تو آموز ہے بیان و وجوب تقلید مذہب معین میں خلاف مسلک رائی امام حسن اور صاحبین ۱۱ و غیر سبب
جہاں خصوصاً درجہ رد کرے رسالہ الفضل الحق و غیرہ کہ جو جملہ معنی مبارکات جناب فقہاب جامع شرک و بدعت خواہند
مولانا ابوالفضل الدلتا محمد سبیل شہید کرے نہ سی ہی بہت تن تنہ ہو چنانچہ ناظرین و قارئین رسالہ مذکورہ پر
روش اور ہوتا ہے ۱۱ ہر رنگی کی آپ سنا سم ۱۱ مقام نفوس کا ہے کہ اشاریہ ہادی پاس کئی برس رہا شرب
مستفید ہوتا رہا لیکن مذاقی تحقیق علماء حقانی ربانی سی بے پردہ ۱۱ تہیہ رستان قسمت راجہ سودا زہر کمال
نباہر کے اس عاجز نے واسطے انہما حق اور خیر خواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط میں نہ پڑیں درباب
حق و کذبے تحقیق تقلید مذہب ائمہ اربعہ و غیر سبب و جہاں اللہ تعالیٰ کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہ
والہ و جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد سبیل شہید علیہ الرحمۃ والرضوان اور جیلر سے
کتبہ اصولیہ خفیہ اور الکیہ اور شافعیہ وغیرہ میں دلیل شرعی کی ساتھ معمول یہ نزدیک علماء محققین منصفین کے
چلا تا ہے بلکہ کم و کاست گھبراؤ اور اپنے رائے کو آپس میں بدل غیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق نہ کہا خداوند کریم اپنے
فصل حکم سے افراط و تفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکھ کر کو توفیق جو ابد ہی باصواب کی عطا فرما دے رب زدنی
علما آمین رب العالمین رحم آمین اب و ائمہ ان شرح شریف سی کہ حکمت و حقیقت کتاب سنت اور تعامل تا نام صحابہ اخیار اور
آداب و روش العین اور شیعہ تابعین اور مجتہدین ناماد و محدثین کبار و طریقہ علماء ائقعات تاخرین منصفین رضی اللہ
عنہم سے بخوبی واقف ہیں اتنا س کرا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بغیر انصاف ملاحظہ فرما دین اور صبر و بصیرت نہ لا دین کہ الحق
کلام منین سید المرسلین ہے پس اگر تائید حق میں محتاجی یا دین تو بلا خوف و تردد لازم اخبار حق میں خاص نمکین
بلکہ منافق نادان کوئی کا سطر میں ادا کرین ہذا لکنا یفنی بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال و لکن اکثر کذب الحق کارہون

اور جو کہیں اس میں غلط واقع ہوئی ہو تو مبتلا ہے واعفوا واصفحوا اصلاح دیدین اور جو اصلاح مذی سکین تو فرما سن
میں قال المؤلف بابل بیچ فضائل امام عظیم رح کے **اقول** ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب کی ہرگو میں عزت
 اور قدر بتا سکتے کہ دے ہمارے پیشوا میں اور ہم انکی امر حق میں پر وہیں لاکن ان فضائل سے جو فی الواقع ہیں ہرگز
 ساتھ بنا دیکھ کے ثابت ہوں نہیں تو چہ بی تردید شیعہ فخر کا ہی کیونکہ وہ لوگ کسی مرتبہ کی ہلاک ہو گئی ہیں اور فضائل
 بڑائی گئی ہیں اسلیں ہر ضرر و ہوا کہ اس بات کی ہی تحقیق نگاہیں کیونکہ کجی کجی باتیں کہ جو بایہ تحقیق سے نزدیک علماء محققین
 ثقات کی دور میں ہر مرتبہ میں اور کائنات امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور وہ اصلی اثبات اس دعویٰ کے
 اور حدیث موصوٰفہ اور حلقہ اوصفیٰ اہیات دار کی گئی ہیں اور ہمیں کچھ امام صاحب کی کشتان اور مذمت نہیں ہی اسلیں کرنا
 فضیلت باقی ہوئی پر معروف نہیں اور کما محمد ہونا اور متبع سنت اور متبعی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے اور کجی فضائل میں
 اور آئہ کریمہ ان اگر مکہ عندا لله انتقدکم زینت بخش است باو کی کی ہی اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکا قابل
 نہیں چنانچہ انکی بیان سکا ایسکا **قال** اور اعلام الاخبار وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت ابن رضی اللہ عنہ سے حدیث
 نقل کیں اول حدیث طلب العلم فیرضی عنہ علی کل مسلم حدیث دوم ان الله یحب العابد اللہ فان غیرہی حدیث لو توالی الصدا
 یا لله تعالیٰ ثقت الطیور لوزق کما یوزق الطیر نقد و خاصا و تروح بطاناکا فی الخطاوییے دو کمرہ حدیث
 الی اولیٰ بن حلقہ کہ کوئی میں سن چٹاسی یا شامی میں سب صحاب کی بعد ملت فرمائی اور وقت امام چہرہ یا شات برکی
 بتے اور امام نے اسی یہ حدیث نقل کی ہے من بنی للہ مسجدا ولو کفخص فظاۃ بنی للہ لہ بیتا فی الجہنم کذا فی الخطاوی
 اور مختصر میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ باجم برکی عمر صالح حدیث میں معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسماعیل بخاری نے محمود بن ربیع کے روایت
 باجم برکی کی عمر میں قبول کی ہے تیسرے ہل بن سعد قنادی کہ مدینہ میں سن اٹھاسی یا اکا نوین میں بعد سب صحاب کے
 داخل جنت ہوئے اور وقت امام صاحب ائمہ گیارہ برس کے تھے لاکن اسنے کچھ روایت نہیں کی چہرہ ہی ابو طفیل عامر بن
 داؤد کہ میں بعد سن اکیسویں کے سارے جہان کے صحاب کے بعد ملت فرمائی اور پہلا ہجر امام نے سوا کہ بریں کے
 عمر میں شہد ہوئے میں کیا ہے اسکے معلوم ہوا کہ امام نے بیشائے طفیل سے ملاقات کی چوکی کیونکہ کما
 جہان میں ایک صحابے باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کر کے صحاب کو ملاقات کرتے تھے **اقول**
 ویا الدائمون منہ الاموال الی تحقیق یہ چار دن صحابہ امام کے زمانہ میں موجود رہے لاکن
 ملاقات امام صاحب کے اوچتیں سے کسے سے یا روایت کرنے اور ان سے نزدیک کرائمہ نقل کے
 ثابت نہیں ہوتے چنانچہ شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البیاری کے تحقیق سے فن حدیث و خبر میں علماء
 خوب واقف ہیں تذکرہ موصوٰفات میں فرماتے ہیں وکان فی ایام الی حلیفۃ اربعۃ من
 الصحابة النفس بن مالک بالہجرۃ وعبید اللہ بن

ابی اوفی بالکوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عاصم بن وايلة بكة ولم يلق واحدا منهم ولا
 عنه واصحابه يقولون انه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهى
 ترجمه بطريق اختصار کے یہ چاروں صحابی نام کے زمانہ میں موجود تھے لیکن ملاقات امام کی ان میں سے ایک کو ہی ثابت نہیں
 اسے نقل کے نتیجے آدمی اندازہ نہیں دے سکتے ہیں بعض علماء تو کہتا ہے ترجمہ کر کے باور رکھنا اہل علم کا فرض ہے شرح منجذہ الفکر کے
 علماء سنی و شیعیان کے لئے ہے کہ قول صحابہ صحیح ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کسی صحابی سے روایت کرتے ثابت نہیں اور یہاں
 کیا مقلد محمد اکرم خلیفہ ازبج ماہیہ منجذہ الفکر کے علماء سنی و شیعیان کے لئے ہے کہ نقل علی القادر و شرح منجذہ الفکر کے علماء سنی و شیعیان کے لئے ہے
 روایت الامام عن احدا من الصحابة الصغرى في زمن ادراكها امام النخعي كلامه وذكر محمد اکرم الخنفي في اصحابه
 وتوضيح منجذہ الفکر کے ذکر قلہ الوسائط فی الروایۃ منها التالیات للبخاری والتالیات فی موطا
 والحدان فی حدیث الامام ابو حنیفہ قال الحلاق السخاوی لکن الاختیار یسند غیر مقبول اذ المعتمد انما رواه
 ابی حنیفہ عن احدا من الصحابة نعم النخعي كلامه اور قاضی علاء الدین ابن خلکان نے بھی یہی فائدہ فرمایا ہے چنانچہ
 الایمان میں فرماتے ہیں وادرك ابو حنیفہ اربعة من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين وهم انس بن
 سعد بن الله بن اوفی بالکوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وابو طفيل عاصم بن وايلة بكة ولم يلق واحدا منهم
 اخر عنه واحدا يقولون لقي جماعة من الصحابة ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهى اول قولہ انما ابو حنیفہ اربعة من الصحابة
 ادرك زمانهم كما صرح به الشيخ ابن طاهر الا فلا معي لما قال بعد ولم يلق واحدا منهم وهذا لا يخفى على من لداني لب
 اور امام نوادی صاحب صحیح مسلم تہذیب السامیوں فرماتے ہیں قال الشيخ ابو اسحق في الطبقات هو النعمان بن ثابت بن زوطا
 مائة مولى تصلقه بن ثعلبة ولد سنة ثمانين من الهجرة وتوفي بمئة وثمانين سنة وهو ابن سبعين سنة
 الفقه من حاد بن ابي سليمان وكان في زمانه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبد الله بن ابي اوفی وسهل بن
 سعد ابو الطفيل ولم يأخذ عن احدا منهم انتهى الشيخ ابن طاهر صاحب البحار من فرقة بين وابو حنیفہ النعمان بن ثابت
 ابن زوطا بن ماء الامام الكوفي مائة ثمانين سنة وهو من رضة حمزة الزماني وكان خزانة ابي اسحق الخضر وكان جده
 اهل كابل وبابل مملوكا لبني تميم فاعتقه وقال اسمعيل بن حماد بن ابو حنیفہ عن من انبأه فارس بن الاحرار ان
 علي بن ارق ولد بعد سنة ثمانين ووصفه في حاله بالبركة فيه وفي ربه وثابت بعد سنة ثمانين
 ومائة على الاحمر وكان في زمانه اربعة من الصحابة انس بن مالك وعبد الله بن ابي اوفی وسهل بن سعد ابو الطفيل
 ولم يلق احدا منهم ولا اخر عنه واصحابه يقولون انه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم ولا يثبت ذلك عند اهل النقل
 انتهى اقول نقل الشيخ مقول اسمعيل بن حماد بن ابو حنیفہ تعرض علي بن ثعلبة عن كذا بن ماء على التحقيق فانه مقول متفق
 على حريه اصله والحقن الرق كما صرح به الشيخ انفا والفاظ ابن حجر في التقریب والامام النواوي في التوقيف العلاء

۵۰
 نکاحانی بغیر ان و غیرہم و مسئلہ علی ان الامام ابو حنیفہ جدا سمعیل ذہب الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقالہ بالبرکۃ
 و منہ لا یحقق عند هؤلاء الاربعہ و غیرہم من کافۃ المسلمین بل ہوم یقل بہ احد من الجملۃ فاطنک بالعلم و لان علیا
 مات قبل ولادۃ الامام یاربعین مسئلہ کما صرح بہ الصقلانی فی التقریب و غیرہم فافہم لا یتوہم ان مراد اسمعیل
 من الجملۃ الذی ذہب الی علی یحتمل ان یکون جدا علی لان اسمعیل یعنی بالجدا الجدا الذی مات ببغداد سنۃ خمسین
 و مائۃ کا بدل علی کلام و ہو لیس الا ابو حنیفہ سر اور اس مقام منزلۃ الاقدام میں حافظہ دراز تپاوری ہی پہلے اور
 تحقیق سے پہلے چنانچہ اول ترجمہ فارسی بارہ اول صحیح بخاری میں بیان مناقب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہیں کہ اسمعیل سیرجہاد
 گفت کہ بعد من امام ابو حنیفہ در سال شہادت متولد شدہ و از پدر او ثابت بخیرت علی شاہ ولایت برودہ بود و در آن حال از خود بیان د
 پس حضرت علی رضی اللہ عنہ در آن حال بدرگاہ ایزد متعال حاضر ہوا کہ حق تعالیٰ بطف رحمت بسیار بخیر و برکت مینما
 دروے و اولاد و سے بار بار نمایاں تہیہ بخیر و فخر و تحسین و تحسین و تحسین کے موصوف اور ممتاز ہیں کہ البیہی بخیر
 اپنے کہ جو چہ سرم و حیا کی ہے خبر نہیں رکھتے کیونکہ سال فات علی مرتضیٰ کجا اور سال پیدائش امام رضا کجا سہ آہنہا کہ چشم بر گل
 تحقیق و کنندہ از سر ہم نہ رنگ گیر و حیا کنندہ و رحمتہ کہ غیر خوشی علاج نیست و پر پر زہب تکیہ چون و چو کنندہ و اور حفظ
 اکبریت ابن حجر عسقلانی تقریباً تہذیب میں فرماتی ہیں النعمان بن ثابت الکوئی ابو حنیفہ الامام یقال اصلہ مرقا س
 و یقال مرقا بن یحییٰ تمیم فقیہ مشہور من السادسة انتہی اقوال حافظ ابن حجر نے امام کو چہ طبع میں شمار کیا ہے اور چہ سابقہ
 ان لوگوں کا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی چنانچہ جو ابن حجر مقدمہ الکتاب میں فرماتے ہیں السادسة طبقہ جاحضرا
 الخاصۃ لکن لم یثبت لهم لقاء احد من الصحابة کابن جریر انتہی تو دیکھو کہ کمال محققین و معبرین کے کلام سے ظاہر ہو کہ لقاء
 امام کا اور چاروں میں سے کسی صحابی سے ثابت نہیں ہو سکا کہ سیدہ رستمہ کی کافی ہے اور دعویٰ کو اثبات دعویٰ کا سارہ دلیل
 قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مؤلف نے دعویٰ کیا ان چاروں صحابہ کو کسی دلیل اور بیعت سے ثابت نہیں کیا یعنی کوئی قول
 نقل سے مثبت اس دعویٰ کا نقل نہیں کیا سوزہ نقل کرنا جناب مؤلف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطہ ثبات ملاقات امام کر سہل
 بن خدا اور ابو فضل سے تو طاعت ہے لکن ملاقات اس امر بعد اللہ کی جبر قول طحاوی کا نقل کیا ہے وہ ہی حقیقت میں مجرور است
 و تہیہ ہے اس لئے کہ طحاوی اور مثل اس کی ائمہ نقل سے نہیں ہیں اور قول او کا ایسے دعویٰ کو مثبت نہیں ہو سکتا جیتا کہ ائمہ
 نقل سے روایت متصل نہ ہو کیونکہ فقہاء و مقلدین اپنے ائمہ کی تقریر میں کیا کہ نہیں بلکہ کہ گئے چنانچہ صاحب الدین نے دفعہ میں امام
 عظیم رحمہ کی طرح میں کیا کہ یہ کوئی اور کچھ ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی آخر زمانہ میں امام ہی کے ذہب برعل کر نیکی حدیث
 قال انی ان یکون عندہ علی بن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہی اور اگر اس قول کی حلی فی تاویل کر دی ہو لکن وہ تاویل
 توجیہ القول یا لا یرحی بہ قائلہ ہے اسی واسطہ طحاوی نے بعد نقل کرنے تاویل طبعی کہا ہے والذی یشیع للطائفة الخفیۃ
 ان لا یکتلموا ہذا الا لفاظ الموصیۃ فانہا موصیۃ لکلکلمہ بل ان بعض الحقہ یسور الامام و ینقون عندنا حینما قالہ

بجنہ اور بعض خیروں نے یہ کہا ہے کہ امام صاحب حضرت علیہ السلام کے اہل سنت و جماعت میں سے ہیں اور ان سے
 تین برس مسلم حاصل کیا تھا پانچ برس میں حیات میں اور پچیس برس قبر میں چنانچہ طحاوی نے نقل کیا ہی اعلم
 ان الله تعالى قد خص ابا حنيفة بالشریفة والكرامة ومن كذا بآية ان الخضر علیہ السلام کان یحیی الیہ کل
 یوم وقت الصبح وتعلم منه احكام الشریعة الى خمس سنین فلما توفی ابو حنيفة ناجی الخضر ویدلہم انکا
 لی عندك منزلة فاذا نزلابی حنيفة حتى یعلمنہ من القبر علی حسب ادته حتی اعلم شرع محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم علی الکمال لتعلم لی الطریقة والحقیقة فتودی ان اذهب الی قبرہ وتعلم
 منه ما شئت فجاء الخضر علیہ السلام وتعلم منه ما شاء كذلك الى خمس وعشرین سنة حتی اتم الدلائل والا فاول
 لیسے اللہ علیہ السلام اور اس سے بڑا کون ہے قصہ قیسری کا جس میں خوب تفصیل ہے خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقدر بایا
 چنانچہ وہ ہی طحاوی میں منقول ہے اور سوائے اسکے بہت ایسی باتیں ہیں کہ مقتدین ماضی سے اپنے اپنے
 آئینہ کی تعریف میں صادر ہو چکے ہیں تو اگر مجرد قول ماضی کا کالوچی من السماء ہونا اور ایسے مورخ
 میں حاجت دلیل اور روایت کی آئینہ نقل ہے ہوتی تو پھر قصہ قیسری اور قصہ خضر و امثالہا کو علماء حنفیہ نے
 کیوں رد کر دیا ہے دیکھو طحاوی میں ان قصوں پر کیا کچھ لکھے ہوئے ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحاوی و غیرہ نے
 قول امام صاحب کو نااہلی نہیں کر سکتا جب تک آئینہ نقل سے ثبوت نہ ہو بیخدا اسکا حال تم دیکھو ہی چکی ہو اب اگر کوئی
 اعتراض کرے کہ بے شک امام کی ملاقات ان صحابی سے بغیر آئینہ نقل تو ثابت نہیں لاکن ہم عصر تہی اور
 روایت کرنا امام کا اس اور عبد اللہ بن یحییٰ سے اونی سے طحاوی وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے سو یہ امر اعلیٰ ایجابات
 دعویٰ لگائے اس اور عبد اللہ کی کافی ہے بنا بر غیب امام مسلم صاحب میجر کی جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کرنا امام
 کا اس اور عبد اللہ سے طحاوی وغیرہ نے پسند متصل الی الامام امام سے روایت نہیں کیا اور علم حدیث و تفسیر
 ملاحظہ حال راویوں کا درجہ آخر تک پر ضرور ہی عبد اللہ بن مبارک کہتی ہیں بیان کرنا اسناد کا جملہ دین ہی ہے
 کیوں کہ جو ہنبار ہنسا دکانہ ہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہ دنیا تو غیوٹا وسیع میں امتیاز نہ تو عبد اللہ بن مبارک یقول الاسناد
 من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء کذا فی مقدمہ صحیح مسلم وغیرہ اور روایت
 بلا سند ہی اسی محبت نہیں ہوتی نزدیک جمہور علماء کے کافی تخریج انکار و شرع وغیرہ تو بنا بر غیب مسلم کی ہی قضا ثابت
 ہوا علاوہ یہ ہے کہ جو تین حدیثین مروی امام کہیں اس میں مولف ہی طحاوی سے نقل کہیں ہیں وہ تینوں موضوع
 ہیں نزدیک اکثر کے خاص کہ حدیث پہلی کہ او کو بہت سارے علماء اتفاق دے موضوع کہا ہے جس کسطح ہم عصر
 سے روایت کرنا ضمیمہ کر کے بنا بر غیب مسلم کے ملاقات امام کی اس میں ثابت کہو گے اب موضوع ہونا ان
 احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں

فریفته علی کی مسکو اور سند خوارزمین ابن جریر سے یہ حدیث نقل کی ہے من تلقہ فی دین اللہ کفاهم وہذقہ اور جابر سے
یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے پیڑ بھٹکے علیہ السلام کے پاس آکر پوچھا کہ میری ان کہی بیٹیاں نہیں ہوا اپنے فرمایا میں کنت من
کثرة الاستغفار و کثرة الصلوة یزیدی فی اللہ پس اسنی بہت استغفار پڑھنا اور بہت صلوات دینا شروع کیا تب اس کی توجیہ
ہوئے اقول عائذ باللہ من لکاذبین ہر چند کہ بعض نے لکافات و روایات امام کے دل جاؤں صحابہ سی مکنی ہر حکم امام ہی مسلم ہی
اور بعد از اس دست منج کے کلام سی ابن طاہر لڑا بن خلکان اور نوادی اور ابن حجر کی حاجت رکھنے کی اس قول کو تو نہ تری لاگو چکے
مؤلف سی اس ترمین غلطی جملہ واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے و میان نقل صحیح اور نقل غلط وہابی کی انوس کہ جناب ترجمہ جابر بن عبد اللہ
تعلیق سے ترجمہ نو آموز کے ایسی غلطی میں پڑے اسلئے کہ یہی تفسیر یحیاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کی وقت میں جابر بن عبد اللہ اور عبد
بن انیس وغیرہما موجود تھے اور امام فی انوسی روایت ہے کہ ہی امام نوادی کی طرٹ ہو کہ نسبت کرنی عیا کہ مؤلف فی دعوی کی ہی کہ نہ
اور بہتات تھیں ہی فیغوزہ اسد شہ اسلئے کہ امام نوادی فی تہذیب الاسامین ہرگز نہیں کہا کہ یہ لوگ امام کی وقت میں موجود تھے جس کی سیکو
شک ہو وہ تہذیب الاسام کو ملاحظہ کر لے بلکہ امام نوادی کی کلام سی جو غریب مقول ہو گا خاصا معلوم ہوتا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد
بن انیس امام سی پہنے کی برس انتقال کر چکے تھے اور جیکہ جناب مؤلف فی تہذیب الاسام نے طرف امام نوادی کی غلطی سے کہا ہے تو سی قیاس پر
امام یافنے کی طرٹ نسبت کرنا اس قول کا ہی غرض غلط ہی ماسا کہ امام یافنے فی کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ میں ہی اور امام کو انوسی تھا ہر
اس روایت کی ہی انوسی اب عبارت مرآت الجنان تا یخ الام یافنے کی نقل کی جاتی ہے کہ جو درج معلوم ہو جاوے قال الیافی نادیر مرآت الجنان
فی حوادث سنہ خمسین ومائة وفيها توفي فقیہ العراق الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الکو فی مولیٰ یحییٰ تیم اللہ
بن ثعلبہ وعلیہ سنہ ثمانین مای اتا ویک عن عطاء بن ابی رباح وطبقہم وكان قد ادرك اربعة من اصحابہم الحسن مالک
بالبصرة وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفہ وسہل بن سعد الساعی بالمدينة وابو الطفیل حاتم بن واثلہ بکۃ قال بعض
اصحابہ للتاریخ ولہ یو احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابہ وروى عنهم فلم یثبت ذلک عنہ
النقل انھہ کلام الیافہ عنھما وروى عنھما معلوم ہوا اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس کا اور بیان لغا و امام حسن
اسمین مذکور نہیں تو ہرچہ فقرہ پر ذکر کی کچھ اور تصویب نہیں ہوتا روایت قرطبی پر عمل اعتماد کرنا موجب مذمت کا ہوتا ہے اور
اگر بالفرض ائمہ ہر امام یافنے نے یہ قول کہا ہی ہو تو یہ قول اوٹھا ناقابل قبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہو گا اسلئے کہ لغا بعض روای
اول تاریخ میں ہی امام سی محال ہے عقل اور بعض سے عادی تو ہر کہ طرٹ سے قول اوٹھا سنا جا گیا کیا امام یافنے اگر بالفرض یہ کہہ گئے
ہوں کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہی تو قول اوٹھا ناقابل قبول ہو گا ماسا وکلا۔ اتبہ فیصل محال ہو ملاقات کی سنو کہ جابر بن
سنتہ اناسی میں ایک سال ولادت امام کے پہلے انتقال کر چکے تھے کہ امام سنتہ اسی میں پیدا ہوئے تھے حضرت ابن العابد بن شاسے
رہنما زمین فرماتی ہیں واعترض باند مات قبل ولادة الامام لبسة اتھے اور ابن شاپر فرماتی ہیں هذا دم صحیح فان
جابر بن عبد اللہ بانفاق الروایات مات فی بعض وسبعین ولم یصل الی ثمانین ومی التی بلد فیہا الامام ابو حنیفۃ رحمہ

[illegible]

۱) تا من بعد المدۃ اختیار کر دے اور کسی تقدیم وفات اور کسی کی امام کی تولد پر ثابت ہوگی تو پر کس طرح کہہ سکیں کہ امام کی قبل تولد کے ملاقات
بانی کے محال کی ہی اور ایک حدیث یہی آدمی اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ عبد اللہ بن حسن قبل تولد امام کی وفات یا کسی
عقبیٰ تھی تو یہ ہو سکتا ہی کہ امام کی ملاقات کوئی اور عبد اللہ بن حسن جو ابلا سکا بیچ جنہوں نے دعویٰ امام کی ملاقات کا عبد اللہ بن حسن
ایک ہی تو مراد از ان کی ہی عبد اللہ بن حسن کوئی تھی نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام میں یہی مذکور ہی کہ ملحقا کو میں مندرج
کہ امام جو وہ پہلی عمر میں عبد اللہ بن حسن کوئی تھی نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام میں یہی مذکور ہی کہ ملحقا کو میں مندرج
اور حال یہی کہ وہ عبد اللہ کوئی رالی نہیں مگر جو بی کیونکہ سو آدمی اور کوئی عبد اللہ بن حسن کوئی تھی نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام میں یہی مذکور ہی کہ ملحقا کو میں مندرج
روایت میں فرماتی ہیں و احبب بان هذا الاسم لحسن من اختلفا فلعل المراد غير الحسن من رديان غيرهم بل لا الكوفة انتمه آراء من
حدیث کو جو کوئی نہ فی ملحقا سے نقل کر کے کہا ہی کہ امام کی جو وہ بر کسی عمر میں کوئی نہ میں مندرج از ان میں عبد اللہ بن حسن یہ حدیث سننی ہی ہے مگر
کہ عبد اللہ تر کہ جس میں انتقال کر کے تھی پہر مندرج از ان میں عبد اللہ بن حسن کوئی تھی نہ کوئی اور عبد اللہ چنانچہ مولف کی کلام میں یہی مذکور ہی کہ ملحقا کو میں مندرج
سے نقل کیے گئی تو میں اور اس جو مولف محال میں تحقیق کر دیا چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں فرماتی ہیں و اخبر بعضہم
الی الامام انه قال قلت سنة ثمانين و قدّم عبد الله ابن ابيس صاحب رسول الله صلى الله عليه الكوفة سنة اربع وتسعين
وسمعت من عمر بن رسول الله صلى الله عليه حب للشئ عيسى و بصم و اعترض بان في سنة ميجولين و بان ابن ابيس مات سنة
اربع و خمسين ايتھے تو یہ کہ جو بار بن عبد اللہ عبد اللہ بن حسن ملاقات قبل تولد امام کی وفات یا کچھ تھے اور قطع نظر سے تین
کلام ہی امام نوادی ہی کی قول ہی تقدیم وفات اور ان دونوں کی تولد امام پر ثابت ہی ہے تو انسانی کچھ اور ان مرتبہ سے ملاقات کا ذکر
کرنا کیا محال عقل اور نقل کے ہے اور نسبت اکی طرف امام کو تو اکی کیسا بہتان عظیم ہی اور شیخ مولف کیسا شیر بہادری کہ اکی عقل اور نقل
دونوں ہی شراب ہے اور جبائے ترجم حسابی دہو کہا کہایا او کی عبادہ اور حوالہ شیعہ بنت عجم کے ملاقات اگر الفرض ثابت ہی ہو تو
اکی ملاقات ہی امام جنتا تا یہ نہیں ہو سکتے بلکہ کو عابد بنت عجم و صحابیہ تھی جیسے شیخ الاسلام حافظ الحدیث اسرار الرازی
محمد بن احمد ابو عبد اللہ ذہبی ترکمانی کی کلام ہی حلی جلالت شان اور علویان ہی سب علماء ادنیٰ اور اعلیٰ واقف ہیں اور شیخ امام
حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی کی کلام ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں فرماتی ہیں قولہ بنت عجم اسمها
عائشة و اعترض بان حاصل کلام الذہبی و شیخ الاسلام بن حجر العسقلانی ان هذا لا صحبة لها و اغال لا تكاد
تسر استہی اور اسی نظر سے وہ حدیث جو مولف فی مروی امام کے عائشہ ہی قرار دیا ہے وہ نامقبول ہے چنانچہ محقق شامی
رد المحتار میں فرماتی ہیں و بذلك رد ما روى ان ابا حنيفة روى عن ما هذا الحديث الصحيح اكثر جند الله في
الارض اجرا دلا ا لله و لا ا حرمه ابن حجر الحسینی استھے اور دائلہ بن الاسع کے ملاقات عقل محال نہیں تو
محال عادتہ تھے اور منقول نہ ہونا اور کلمے امام آلہ نقل میں سے مرجع در سرا ہے اور جو بہت حال عباد کی ہے کہ دائلہ بن بقول
متفق علیہ کہ سن پچاسی میں مکات نام میں یہ شہر دمشق کے وفات پائی ہے اور امام جنتا اس میں نہ میں پنج بر کسی لڑکے تھی اور یہ

امام صاحب پنج برس کے لڑکے ہو کر دمشق میں پہلی ملاقات وائے کے تشریف لے گئے ہون ثابت نہیں اور عقل سلیم کو بھی یہ
 انکار ہے کہ پنج برس کے لڑکے سے یہ امر صادر ہوا اور سندہ وفات مائل کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ بن حجر اور
 امام نوادی کی ظاہر ہوتا ہے حافظ بن حجر تقریب میں فرماتے ہیں وائے بن الاسقع بالقاف ابن کلب الشیخی صحابی مشہور
 نزل الشام وحاشا الی سندہ خمس وثمانین ولد مائتہ و خمس سنین انتھی۔ اور امام نوادی تہذیب میں فرماتی ہیں و توفی
 بدمشق سنة ست و خمس ثمانین وهو ابن ثمان وتسعين قال ابو مسهر قال سعید بن خالد توفی سنة ثلث
 وثمانین وهو ابن مائتہ و خمس سیدین ۱۔ **نفسی**۔ ان روایات میں سے روایت متفق علیہا کو حسین امام نوادی
 اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے یہی ختم کیا اور باقی دو روایتیں بھی ہمارے موافق ہیں خاص کر تیسری روایت
 جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئے کہ بنا براد کی امام کے عروقت وفات وائے کے تین ہی برس کی
 ہوتی ہے کمالاً بغیر اب باقی رہے عبداللہ بن جزو ہوا و توفی پہلی ملاقات امام کی سن چھانوین میں جیسا کہ مولفنا ور
 او کی اتباع کو دعویٰ ہے عسقلانی کے اسلئے کہ عبداللہ بن جزو توفی سن چھانوین میں مصر میں انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ
 ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں عبداللہ بن الحارث بن جزو بفتح الجیم وسکن الزای بعد ما هجره الزبیدی کا بضم الزاء صحابی
 ابو الحارث سکن مصر ہوا آخر من مات بها من ائمتنا سنة خمس و ست و ثمانین و ثلثانی اصغر انتھی اور یہی سن تھیں
 عبداللہ کی متفق ثانی تھا و شیخ ابن طاہر نقل کیا ہے جیسا کہ غفریہ آویگا تو علی تحقیق امام صاحب نے کل چھ سال
 حیات سے عبداللہ بن جزو کی ہائی اور امام چھ سال میں تھے کہ ابن جزو نے انتقال کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ
 پندرہ برس کے ہو کر سن چھانوین میں عبداللہ سے ملاقات کی اور دو حدیثیں مبنی نو دیکھو کہ یہ کیسی غلطی فاحشہ اور غلط امر جو
 مولف مذکور نے اقع ہوئی بنا برے تیزی اور عدم ادب اور کتب پر محققین کے **س** بنام کن امام کو نام چند چنانچہ
 اس دعویٰ کو بغیر اسی کذب بدیہی اور پتیاں قطعی کے علماء محققین حنفیہ نے رد کر دیا ہے چنانچہ ابن العابد بن حنفی
 روایت میں فرماتے ہیں واما ما جاء عن ابی حنیفہ من انہ حج مع امیر سنہ ست و تسعين و انه راى عبد الله هذا يدرك
 بالسجدة الحرام وسمع منه حديثا فوافره جماعة منهم الشيخ قاسم الحنفی بان سند ذلك فيه قلب تحريف و فيه كذاب بال اتفاق
 و بان ابن جزو مات بمصر لا في حنیفة ست سنین و بان ابن جزو لم يدخل الكوفة في تلك المدة ابن حجر انتھی
 اور شیخ ابن طاہر حنفی مذکورہ موضوعات میں فرماتی ہیں فی الذیل حدثنی عبد الله بن احمد ثنا أحمد بن احمد
 ثنا اسمعيل بن محمد ثنا أحمد بن الصلت الحماني ثنا محمد بن سماعة عن ابی یوسف عن ابی حنیفة قال حجبت
 مع ابی و لی ست عشر سنة فمرا ناحلقة فاذا اظهر فقلت من هذا قالوا عبد الله بن الحارث بن جزء
 فتقدمت اليه فسمعتة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تقفه في دين الله كفاه
 الله همه و رزقه من حيث لا يحتسب الميزان هذا كذاب فان جزء ما في غير لا بصحيفة ست سنين الا في

قال الذارقطنی کان یضیع الحدیث وقد وقع لنا هذا الحدیث من جد آخر وهو اطل ایضاً واخر جدامن الجوزی
فی الواهیات انتھے لقیۃ دوی امام کی ملاقات کا جا بری جو قبل تولد امام کے ایک سال یا دو سال انتقال کر چکے تھے
اور ایسا ہی عبد اللہ بن نسی سے جو نہیں برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکی تھے اور ایسا ابن خزائے سے
ہیان بن مرین ملا کر دیکھتا تھا یہی مرین حالت فراہم کی تھے ایسے بے تمیزوں کی کچھ نئے بات نہیں ہے کیونکہ وہ شخص سے
یہ دعویٰ کیا تھا کہ خضر علیہ السلام نے قیامت میں امام سے علم حاصل کیا تھا پھر مرین نے مرین اور پھر مرین نے
مرین کی چوری وہی تھی انہیں لایا ہوا ہے بے تمیز تھا پھر اگر انہوں نے یہی دو تین روایتیں امام کی ملاقات کا دعویٰ کیا تو کچھ
جس میں کہتے ہیں کہ تصدیق بن قیس مرین سے روایت فرماتا ہے کہ امام نے مصداق آیت کریمہ الشیخون
لا یرکون من المخاصمین والاخصار والذین اتبعوہم یا احسان رضی اللہ عنہم ورحمہم اجمعین
احد انہم جنتی جنتی حقا الا کفہم علم من آخرت اور فضیلت کا اور ہر شے مجتہدین کی بلند کیا کہ باقی مجتہدین میں
ہر فضیلت نہیں پائی جاتی اس میں کہ امام مالک یہ آیت ہے اور ان میں آیتا نوین میں میں پیدا ہوئی اور مالک میں میں کہ
بن تشریف علیہا نا و کتابت نہیں تا ابو طفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح بن تفسیر کی کہ امام مالک نے تفسیر
میں کہ کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی اور امام شافعی ہر کوشش دیر نہ تو میں پیدا ہوئی شاکر امام محمد کی اور امام کمال
ہیں اور امام احمد بن حنبل ہر شاگرد امام شافعی کی ہیں کہ ایک نسخہ جو مشہد میں پیدا ہوئی ہیں ثابت ہوا کہ امام عظیم
یہ سب مجتہدین سے نہایت ہے بڑی قول امام صاحب اس کی مصداق نوب ہوئی تھیکہ انہی ہوئی اور اسکا حال خوب روشن
دیکھا تو فضیلت امام کی باقی تینوں مجتہدوں پر اگر تو بھی ہونے کی نظر سی ہی تو زنی تہا یہی نہیں جہا دن برابر میں اور
وجہ داعی ہونی کے اتباع باحسان میں ہوا داخل ہیں جیسا کہ تفسیر منیادی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے والذین اتبعوہم
احسان اللہ حقون بالاتباع من القبلتیں اور من اتبعوہم بالایمان والطا الى یوم القیمة انہی اب اگر کہو کہ امام
فضیلت ہونے سے حدیثوں ہی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ صاحب مؤلف نے کہا ہے کہ تیسری صفحہ میں یہودی نے لکھا ہے کہ امام
فضیلت میں یہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لوکان الا یمان عند اللہ لئلا یرجال من فارس تو یہی باقی اور امام
فضل میں ثابت ہوا کیونکہ روایتیں کسی امام حدیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث
یوشان فیہ الناس لکبا دالہ بل یطیلون العلم اقلیہ دن احدا علیہ من الہ المدیۃ کی جو کہ ترمذی نے روایت کی ہے
مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ عبد اللہ بن ادریس بن عیینہ سی جہا دی ہیں اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے
اور امام شافعی رحمہم کو کسی امام حدیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہیں جیسا کہ امام نوادی نے ان احادیث کو تہذیب میں
تفصیل سے وار کیا ہے طالب تفصیل کو چاہئے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہو کہ ان احادیث مذکورہ بالا میں تو امام
کسی کو بھی نہیں اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلاً ابو صفیہ کا یا شافعی کا اور ان احادیث میں تو تینوں اور چہ اپنی صفیہ کی

لاکون ابو حنیفہ کہ کہی نسبت میں بعضی اسی حدیث میں جو ان میں ہم مبارک بلکہ وہی حدیث ہے جس سے یہ ایک لایۃ میں آج آج
 یکنون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی اور ایک میں یون آیا ہے سیاق بعد رجل یقال لہ النعمان
 بن ثابت الکوفی ویکنے بانی حنیفۃ لیحسن دین اللہ وسنتی علی بید اور ایک میں یون فرمایا ہے بخیر
 امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ ویان کہہ خیال بھی اللہ تعالیٰ علیہا سنتی اور حضرت علی سی روایت ہی الا انکم
 رجل من کوفتکم ہذا یکنے بانی حنیفۃ قد سلمتی قلبہ علیما وحکما وسیہلک بہ قوم فی اخر الزمان القاء
 علیہم التنا فریقال لہم البنائۃ کما ہلکت الرافضۃ بانی بکر وعمر رضی اللہ عنہما اور یہ دور و امتی آخر میں
 مرفعتی فی نزل کین میں سوہبات کسی کو سوائی امام مثالی میر نہیں تو اور دن پر فضل ثابت ہوا تو تم کسی جواب میں کہیں گے کہ یہ
 سب بات اور مفریات اور موضوعات ہیں اور وہیں اسکی مصداق ہیں اس حدیث کی من کذب علی متعجل اخلیقہ
 متعجلہ من المشاد۔ اور یہ قیلین انکی اگر باوجود علم و وضع کی ادن کو نقل کئے ہیں تو فاسق ہیں بالاجماع کیونکہ روایت
 کو حدیث موضوع کا حرام ہی اتفاقاً تھا اگر سبب چل کی اونکی موضوع ہوں کسی نقل کی ہیں تو باطل اور غروہ میں اور غروہ
 ہوا ادن و امہات کا اوکی انشا اور میں ہی ظاہر ہے اور محدثین نے ہی تنبیہ کی ہے چنانچہ نور الدین علی کتاب مختصر تنزیہ
 الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار الثابتۃ المرفوعہ میں فرماتی ہیں **حدیث** سیاقی بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت
 ویکنے بانی حنیفۃ لیحسن دین اللہ وصیلتی علیہ عظم من حدیث انس من طریق ابان وعند ابو المعالی
 بن المہاجر جھول وعند سلیمان بن قیس كذلك وعند محمد بن یزید بن عبد اللہ السلمی متروک ووجد
 من طریق الجوببارک وناہیک بہ کذا۔ اور قبل اس عبارت کی فرماتی ہیں حدیث یکنون فی امتی رجل یقال لہ النعمان بن ثابت
 ضعیف علی امتی بن الیسیس یکنون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی فاما من حدیث انس فضعیف احمد جوببارک
 امتی السلمی واحدما وضعہ ذکر الکام فی المدخلان مامون قیل لہ لا تروی الی الشافعی ومن تبعہ حاشا فقال حدثنا احمد بن الخضر
 بان یحدا اند الواضع لہ علیہ ما استحق وجعل ایضا من حدیث الی مریۃ اخوہ الخطیب من طریق محمد بن سعد
 لم یروی البوری وقال الکام وخطیب ہون وضعہ اتقی اور قاضی محمد بن اسحاق فی کتاب نوایہ الجوببارک فی الاما
 لم یروہ میں فرماتی ہیں ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی ہو موضوع و فی اسناد کا
 وضعا عن مامون السلمی واحمد بن عبد الجوببارک والواضع لہ احمد ہما الفتھ اور شیخ ابن طاہر
 لکرو موضوعات میں فرماتی ہیں قال الصحیح سلیم امتی ابو حنیفۃ موضوع لکھ اور علامہ اللہ بر رئیس مشین عصر محمد بن
 صاحب فاموس خطرات میں فرماتی ہیں وفضائل امام ابی حنیفۃ و امام شافعی رضی اللہ عنہما و ذم لیمان چیز کے صحیح ثابت
 نہ وہ ہرچہ وہاں معنی مذکور ہے مجموعہ مستری و موضوعات ابی توفیق اربع میں سے کسی حضرت کو در سر تفصیل کلی
 میں سب حضرت انصاریں اور مقتدا شیخ میں ہی اہل میزان شعروانی میں کہا ہی لا یمہ کلہم علیہم کہہ ہم

وہی حدیث ہے جس سے یہ ایک لایۃ میں آج آج یکنون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی اور ایک میں یون آیا ہے سیاق بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت الکوفی ویکنے بانی حنیفۃ لیحسن دین اللہ وسنتی علی بید اور ایک میں یون فرمایا ہے بخیر امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ ویان کہہ خیال بھی اللہ تعالیٰ علیہا سنتی اور حضرت علی سی روایت ہی الا انکم رجل من کوفتکم ہذا یکنے بانی حنیفۃ قد سلمتی قلبہ علیما وحکما وسیہلک بہ قوم فی اخر الزمان القاء علیہم التنا فریقال لہم البنائۃ کما ہلکت الرافضۃ بانی بکر وعمر رضی اللہ عنہما اور یہ دور و امتی آخر میں مرفعتی فی نزل کین میں سوہبات کسی کو سوائی امام مثالی میر نہیں تو اور دن پر فضل ثابت ہوا تو تم کسی جواب میں کہیں گے کہ یہ سب بات اور مفریات اور موضوعات ہیں اور وہیں اسکی مصداق ہیں اس حدیث کی من کذب علی متعجل اخلیقہ متعجلہ من المشاد۔ اور یہ قیلین انکی اگر باوجود علم و وضع کی ادن کو نقل کئے ہیں تو فاسق ہیں بالاجماع کیونکہ روایت کو حدیث موضوع کا حرام ہی اتفاقاً تھا اگر سبب چل کی اونکی موضوع ہوں کسی نقل کی ہیں تو باطل اور غروہ میں اور غروہ ہوا ادن و امہات کا اوکی انشا اور میں ہی ظاہر ہے اور محدثین نے ہی تنبیہ کی ہے چنانچہ نور الدین علی کتاب مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ عن الاخبار الثابتۃ المرفوعہ میں فرماتی ہیں حدیث سیاقی بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ویکنے بانی حنیفۃ لیحسن دین اللہ وصیلتی علیہ عظم من حدیث انس من طریق ابان وعند ابو المعالی بن المہاجر جھول وعند سلیمان بن قیس كذلك وعند محمد بن یزید بن عبد اللہ السلمی متروک ووجد من طریق الجوببارک وناہیک بہ کذا۔ اور قبل اس عبارت کی فرماتی ہیں حدیث یکنون فی امتی رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ضعیف علی امتی بن الیسیس یکنون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی فاما من حدیث انس فضعیف احمد جوببارک امتی السلمی واحدما وضعہ ذکر الکام فی المدخلان مامون قیل لہ لا تروی الی الشافعی ومن تبعہ حاشا فقال حدثنا احمد بن الخضر بان یحدا اند الواضع لہ علیہ ما استحق وجعل ایضا من حدیث الی مریۃ اخوہ الخطیب من طریق محمد بن سعد لم یروی البوری وقال الکام وخطیب ہون وضعہ اتقی اور قاضی محمد بن اسحاق فی کتاب نوایہ الجوببارک فی الاما لم یروہ میں فرماتی ہیں ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وهو سواہ امتی ہو موضوع و فی اسناد کا وضعا عن مامون السلمی واحمد بن عبد الجوببارک والواضع لہ احمد ہما الفتھ اور شیخ ابن طاہر لکرو موضوعات میں فرماتی ہیں قال الصحیح سلیم امتی ابو حنیفۃ موضوع لکھ اور علامہ اللہ بر رئیس مشین عصر محمد بن صاحب فاموس خطرات میں فرماتی ہیں وفضائل امام ابی حنیفۃ و امام شافعی رضی اللہ عنہما و ذم لیمان چیز کے صحیح ثابت نہ وہ ہرچہ وہاں معنی مذکور ہے مجموعہ مستری و موضوعات ابی توفیق اربع میں سے کسی حضرت کو در سر تفصیل کلی میں سب حضرت انصاریں اور مقتدا شیخ میں ہی اہل میزان شعروانی میں کہا ہی لا یمہ کلہم علیہم کہہ ہم

اور کسی بے بین کو فضل بنا دے کسی عین کوئی فضیلت نہی مصریح ہر گھٹی مانگے ہوئی دیکر بہت بے تنبیہ اس کی ایسی امانت
 پر دیکھ کر کسی کی ہمت اس میں باقی چھوڑ دے تو اس سے ہی جواب ہو گیا ہے جو شخص امانت بھی نہیں دے گا ہر گھٹا اس رو کو دیکھ کر باقی
 کلام پر متنبہ کر دے **قال** ادعائے کہ قتل ہے کہ فرمود حضرت **صلی اللہ علیہ وسلم** کہ آدمی ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 تابعین کا ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 امام کی قول کو تابعین کے امام صاحب نے تابعی ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 عطیہ کو علماء اصول ہی صحابی کہیں کیونکہ شافعی نے ہی بنا کر قول جدید کی اور ان تمام سی جہاں نام گنہگار ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 صحابی کا جہین رای کو دخل ہو ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 نہیں کہتا تو چاہی کہ امام کو بھی تابعی ہو سکتا ہو کیونکہ کسی کے تسلیم ہی قول تابعی کے فہم **قال** ہر ایک ستر نہ پہن سکے
 امام صاحب نے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 پڑھنے ہی اور تمام شب جاگتی عطا دی میں نقل ہی کہ جس مقام پر امام نے وفات پائی ہی وہاں ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 بغداد میں خطیب نے کہا ہے کہ میرا چالیس برس تک امام نے ایک خصوصی نماز پڑھا اور ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 رہا ہے اور موجب امام کا ہے یہ کہ کتب کا باعث ہوا اور جناب حضرت امام کی تو یہ شان نہیں ہی کہ ایسی تکلیف شاق
 اور بد نما کو ان کی طرف نسبت کیا جاتی اور دلیل بدعت ہونی اور عبادت کی یہ ہے کہ جناب سات آب علی اللہ
 علیہ وسلم نے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے ہر گھٹا کہ ستر نہ پہن سکے
 سوتی اور اس پر زیادتی کو فرماتے کہ یہ شخص میری سنت ہی نفرت کرتا ہے اور یہ ہم میں ہی نہیں اور ایسا ہی
 ختم کرنا قرآن کا ہے سات دن کی دوسری دست نہ کہتی اور فراموشی کہ میں نے ہی کم مدت میں پڑھنی حال تو قرآن کو سمجھتا ہے
 بخیر روایت ہی عبد اللہ بن عمر **قال** **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** احب الصلوة الی اللہ صلوة داؤد واخیر الصلوة
 الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلث وینام سلسہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور
 عائشہ صدیقہ رضی **قال** کان یغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل ویحیی آخرہ نشان کانیت لحاحہ الی
 اہل قعۃ حاجتہ فریام وان کان عند النہاء الاول جنبا وحب فافاض علی الماء وان لم یکن جنبا توضا للصلوة
 ثم صلی رکعتین رواہ ایضا الشیخان اور عائشہ صدیقہ رضی **قال** کان یغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا
 القرآن کلہ فی لیلة ولا قام لیلة کاملہ حتی الصباح والاضام سہرا کلا لا یند محضان اور عائشہ صدیقہ رضی **قال** کان یغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 صدیقہ رضی **قال** ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان بن مظعون فجاہد فقال یا عثمان ارغبت عن سبیتی
قال لا واللہ یا رسول اللہ ولكن سنتک اطالب **قال** فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکم النساء فاتقوا اللہ یا
 عثمان فان لاکھلک عبلک حقا وان لاصفک عبلک حقا وان لنعیک علیک حقا اصوم وافطر وصلی ثم رواہ ابو داؤد

پہن کر طہر ہے تو ایسی بدعا جو خباب نام کی طرف بزرگ نسبت کرنی چاہئے کیونکہ امام حسن علیہ السلام سنت کا بہت رکھتی تھی اور غلطی
سنت کی نہیں کرتے تھے علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کی سی یہ عبادت تو عقلا ہی دشوار ہے ایسی کہ تمام رات کی روضہ
بارگاہی ہوتی ہیں اور بارگاہی کو سینہ سے نہا کر تین گھنٹہ اولیٰ شب کی کاؤنیں کہنا چاہنا شب کا اور سبجا
طہات اور وضو اور نماز عشا کی اور صبح اور ایک گھنٹہ آخری شب کے کو اوسین وقت فجر کی آمد ہو جاتی ہے اور وہ نفل نہیں پڑی
جانی تو باقی ہے آٹھ گھنٹہ تو اوسین اگر نہ رکعت پڑھتی ہے تو ہی گھنٹہ سوا رکعت پہلی اور اس کا سوا رکعت کا مع ادا کی ارکان
یعنی رکوع و سجود و قیام و قعود و قنوت و جلوس و کھڑکی اور سوا رکعت اور سوا ایک گھنٹہ کی میا میں عقل سلیم محال جانتی ہے
ان اسبہ کہ کو اس کیفیت سی پڑھتے تھے کہ بعد تحریک قنوت و بعد مد آستان کر کے رکوع و سجود میں اشارۃ ذرا سر کو ہوا رکعت
پوری کرتے تھے تو البتہ مکان ہے لاکھ یہ کیا عبادت ہونی اور سین کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی شتر شتر ختم جسکی تخفیف
تین ختم ہر دو ہوتی ہیں یہی شواہد پہلے سے کہ امام صاحب ربار تجارت ہی کرتے تھے جیسا کہ کلام میں ابن طاہر کی مجلس مجمع
نفی کیا گیا ہے گذر چکا اور چند مسائل یہی کرتے تھے اور رجا چہاد کی سباجشا و رشورہ شاگردوں کے لئے نہ تھا و نفیس و تعلیم میں
شامل رہتی تھی ہیں! ایہ ہر روز تین ختم قنوت کی طرح کرتے ہونگی اور یہ یہی نہیں کہ کسی تک رکعت سی میں ختم ہر روز کرتی تھے
ایک لکھ کر رکعت فایک امر اتفاقی ہے کہ غارتی حالت کی ہو جاتی ہے نہ عامی اور عادی حالانکہ پیشہ شاعر نام کا بقول جسم کی مدافعت
تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شافہ عبادت شراب و بدعت ہی اور عادتہ دشواری اور نسبت کر کے اسکا طرف خباب نام کی اچھا نہیں اور شان
حضرت امام کی اس سی بلند تر ہے اور ثواب کی ترشح صنعت میں ملتا ہی نہ نیا وہ شقت اوٹھائی میں جیسکے قاضی شاعر شہر حرم ہر بار شہ
الطاہین و حیردین ارشاد فرماتی ہیں اور خباب شاہ ولی اللہ محدث والد مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہا ہجرت آبادانہ میں
فرماتی ہیں و منها التثبوت و حقیقہ اختیاد العبادۃ الشاقلم یا ربھا الشارک دوا الصیام والقیام والتبطل
وترک التزوج وان یلتزم السنن والاداب کالتزام الواجب و هو حدیث غنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ
بن عمر و عثمان بن مظعون عما قہدا من العبادۃ الشاقۃ و هو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یشاد الدین احدا لا غلبہ
فاذا صلا هذا المعتقد او المتشدد معلوم قوم و رئیسہم ظنوا ان هذا امر الشرع و رضاه و هذا جاء رعبا الیہ و النصاۃ
فی کلامہ ابی جحلم لدرین النسخ عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارہم امرہم من الاعمال بایطیقون
الوا انالسا کھیشک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفرک ما تقدم من ذنبک وما تاخر فیغضبتہ عن الغضب فی وجہہ
عقل ان اتفاقہ و اعلم کہ باللہ انما کارواہ العباد و کنا الایمانہ و صبرنا و صبرنا فی سیرت کی نوفا کہ کسی میں نہ چکا کہ قنوت نایہ ہر روز
تو قنوت احد الشرع منع غیبتہ و بختہ الاعتقاد ان العباد لا ذنوب الا ان الذنوب من الاشیاء الفکر فی فتح الباری مختصر میں جین
نہر و ابیہ بلند سیم کی نفیست میں امام صاحب کے بقول کرتے ہیں امام صاحب کا کہتا ہے نہ سیم متسل مسلک نہیں پہنچا اور نیز
خالف سنت ہوا و شان امام کی یہی کم مقتضی نہ تو بایہ اعتباری ساقط ہی کیونکہ اخبار دین سیم متسل لازم ہونی قبول نہیں

ایک نزدیک فقہا اور محدثین اور یہ صحیح فہم لانا اور بیان یا نہیں جاتی ہو کہ نہ قابل اعتماد کی ہو یا اہل اضافت
 سرشتہ عدل کا ہندہ سے نہیں اور جو خود فکر کر کے مطابق اس آیت کو کہے اور اہل اقرب للفقہیٰ المہاجرین میں چشم پوش
 نفر وین کہ حق اور باطل میں امتیاز ہو جاوے قال باب وصرانہ بیان تطبیق الیہ اربعہ کی زبانی اسد اللہ کا
 فاسئلوا اهل الذکر انکم لا تعلمون یعنی میں پوچھ پوچھتی جو اہلیت تو کر کے کہتی ہیں اگر نہیں جانتی تو تم پر یہ آیت
 سارہ اجماع است کی مخصوص طہنی ہی اسلئے کہ اگر اہل سنت جانتے نہیں ہوتی ہیں کہ پروردی کیجاوی رذہ فضل فوج کی اور
 اسلئے رذہ فضل وغیرہ نہیں اجازت دی کہ پروردی کیجاوی اہل سنت کی بل اجماع ہوا امت کا اور تخصیص اس آیت کی میں ہو
 ہند آیت مخصوص طہنی الدلالة اقول اصل عرض مولف کی عقد بانی کی اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہی لاکن مخصوص
 خدا سپر اربعہ کو محض یہ اسلئے کہ مقتود مولف کا اس حوی کی یہ آیت مخصوص الاجل اور طہنی الدلالة ہی یہی کہ جبکہ
 ایک دفعہ پہنچے تو اب نہیں تخصیص چاہیگی کیا اگر کسی تو تخصیص کی نہ چاہے اس کی ثابت ہو جاوے تو نہ کہ دعویٰ تخصیص کا اور
 طہنی الدلالة ہوئے اس آیت کا مطلق اور ہی اصل ہے اسلئے کہ لفظ اہل کا اس آیت میں اپنے معلوم ہوا اور اسکے تخصیص پر کوئی دلیل شرعی
 نہیں ہے نہ تو کتاب بشمار و نہ حدیث متواتر یا مشہور یا خبر واحد و نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے معلوم
 میں اس حال معلوم ہو تو ہرگز تخصیص کیجاوی تو تخصیص کی یا تخصیص ہوگی اور تخصیص خاص تخصیص نہ کرنا ہی کتاب اللہ کو وسیع کہ
 عبارت شرح ابن الحجا جب کسی معلوم ہوگا اور منوع ہے بالفاق امتہ محمدیہ کی کہ نہ کہ رافع چنان کو لغت اور شرح سے
 یعنی جو لفظ اعتبار لغت یا شرع کے عام ہونی پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اس کی خاص جو پر قیام نہیں ہو جو کوئی
 اپنے فہم جو دعویٰ بلا دلیل اس کو خاص کر دالی تو اعتبار لفظ عموم کا از روی لغت اور شرع کی جاتا رہی اور حکام شرعی دیکھ رہے
 ہو جادین اور یہ بات مخالف اہل بیان اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہیں ہو سکتا اور مولف لفظ اہل کے عام
 بلا دلیل خاص کر کہ ہے تو اس میں مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آدگی اور یہ مخالفت منوع ہے چنانچہ صدر الشریعہ شمس بن
 فزانی میں ولو جازا اذادة البعض بلا قرینة لا تقسم الا فان عن اللغة والشرع بالکلیة لان خطابات الشرع
 عامة انھی اور علامہ فخرانی نے بھی میں فرماتے فقیر نے اندہ لجازا اذادة بعض مسجیات العام من غیر قرینة لا تقسم
 الا فان عن اللغة لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامة یحتل بالخصوص فضلا
 یستقیم ما یفهمه السامعون من الصوم وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جازا اذادة البعض من
 اور اگر کوئی قرینہ کہ جس سے منوع لفظ اہل لیا جائے ہو تو نہ اور شرعی لفظ اہل اس اور چاہا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہیں ہو چکی
 عبارت توضیح کی ہے کہ اگر جائز ہو جائے ارادہ کہ نہ چاہے اور عام کا بغیر قرینہ کی تو ارادہ جاتا اس لئے کہ یہ کہہ سکتے
 عام لفظ عربی زبان میں بولی جاتی ہیں سب میں خاص ہو جائیگا حال اسلئے وہ معنی ایک زمین کی جو عام لفظ
 سننے والوں نے سمجھے میں اور شرع سے ہی اس لئے ہوا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہیں اسلئے اگر جائز کہیں ارادہ بعض منوع

تغیر فرمیتے ماحر فہم الاحکام بصیغۃ العموم انھی مکہ یہ تفسیر جامعہ میں مذکور ہے کیونکہ وہ لوگ عزت و تکرار
اور اہل کے برائے شریعت تفسیر کر لیا کرتے تھے چنانچہ تحفرت مسلمہ میں مذکور ہے والی بن ابی اہلک الذین قبلہ
انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف زکوہ و اذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد و اہ البخاری
و مسلم عن عابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عام قصۃ النمرۃ الخنزیر و مینہ او جگہ کی ایک فردی یہی ذکر
ہیں کیا کہ یہ آیت مخصوص ہے ہر جامع کی کیا ہے اور مؤلف کی جو سے اجماع کو جو شخص نے بنیاد پر ہے نہ ہے کون متنا
اور جو مؤلف نے کہا ہے کہ اہل سنت و اجماع میں یہی ہے کہ پروردگار کی جاد سے رفیع کی اور ایسا ہی بالعکس اس
اجماع تھیں پر لفظ اہل کے اس آیت میں نہیں نکلتا ہے اسلئے کہ اجازت نہیں مفسرین کا وہی اتباع و رضا کے
اور اجازت نہیں انہی کے لئے بلکہ اتباع اہل سنت کی یہی اس پر نہیں ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل مذکر کا
مصدق جان کر ہر اپنے تخصیص کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق
ہے نہیں جانتا اور اوسمیں داخل ہے تفسیر و کتب اور جبکہ اپنے مقابل کو
اہل ذکر میں داخل مانتا تو حاجت اسکی خارج کن کی اور اپنی فرقہ کو نام کرنے کی کہان ہوئی تقریر مفصل اسکی فرقہ
اہل سنت کی طرف سے کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل ذکر ہم ہی ہیں اور کسی پر فرقہ سار سے اہل ذکر مذاق
ہیں اناسلئے کہ لفظ مذکر کو کہ معنی اہل لفظ اہل کا ہی فی نفسہ تو مطلق اور شامل تھا ذکر حق صریح کو ہی اور ذکر باطل کو ہی
ہی اور ذکر مخلوط اور مشوب بہر اہل نفسانی کو یہی لاکن اس آیت میں مقید ہے ساتھ فید حق ہے اور اجاث اس تفسیر پر
آیات قرآن اور احادیث صحیحہ ہی ہیں اور عقل نیز تائید کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ ان اللہ نزل الکتاب بالحق
الایۃ نزل علیک الکتب بالحق الایۃ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتفوا الحق وانتم تعلمون الا لایۃ
ویکفر من بما وراہ و هو الحق الایۃ من بعد ما تبین لہم الحق فاعفوا واصفوا الایۃ وان فریقانہم لیکتہب
الحق و ہم یعلمون الحق من بک فلا تكونن من الممتدین الایۃ و انہ الحق من ربک و ما اللہ بغافل عما تعملون
الایۃ و کذب بہ قومک و هو الحق الایۃ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر الایۃ حتی
جلد ہم الحق و رسول انزل الایۃ و لما جاہم الحق قالوا هذا صحر مبین الایۃ و لما قال فی التفسیر النیشابوری العالم بالحق
بہر سبب یہی ہے کہ اللہ نے یہ کتاب حق پر آفریدی ہے آخر آیت نکلتی تھی کہ کتاب حق پر آخر آیت نکلتی تھی
حق کو باطل کے ساتھ اور چنانچہ حق کو جان بوجہ کہتے ہیں کہ حق کی حالانکہ وہ حق ہے آخر آیت نکلتی تھی کہ کتاب حق پر
ظاہر ہو گیا اور نہیں حق پس صاف کر دے اور گندہ کر دے اور شکیل یک گروہ و مخاف کو جان بوجہ کہ یہاں تا ہی حق ہی ہے
کہ جسے اس آیت پر شک کرن والا نہیں ہے مت ہو آخر آیت نکلتی تھی کہ اور ہی شک یہ حق ہے کہ کتاب حق پر آفریدی تھی کہ کتاب حق پر
اور چنانچہ اس آیت پر شک کرنے والا نہ ہو کہ حق پر آخر آیت نکلتی تھی کہ اور ہی شک یہ حق ہے کہ کتاب حق پر آفریدی تھی کہ کتاب حق پر

یجب علیہ اظہارہ وحیم کہ تانہ انتھہ قال اللہ تعالیٰ فاتبعوا احسن ما اتزل من ربکم وقال تعالیٰ اتبعوا ما
 اتزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء وقال تعالیٰ فیشرعیادی الذین یستحقون الفضل
 ویستحقون احسنہ وقال تعالیٰ ارایت من اتخذ الہدھواء الاثیہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا تین
 علی امتی کا ائی علی بنی اسرائیل حل والنعل بالنعل حتی انکان منہم من اتی اسلانیۃ لکان فی امتی من یضیع
 ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ ویفتقروا امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کالہم فی
 النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمر
 اور سوا سی اسی اور بہت حدیثیں جو کہ رو میں خاتجیا اور ترجیا اور جہیا اور حشر یا اور قدر یا اور حیرہ کی وارد میں اس تفسیر
 باعث میں اور باعث ہوا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی رسولوں کا اور ان کی کراچی متوا و غیر متساوی نہیں کیا
 مگر وہی اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیت میں مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہو گا عمودا خواہ
 کوئی ہو اور اسکا اتباع وقت لاعلمی کے جب ہو گا اور نہیں ہے مگر بار بار فرقہ سنیا اور سوا سی ہا کسب فرقہ اہل ذکر میں
 داخل ہے نہیں باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب کا باطل ہے اکثر امور میں بنا بر عقیدہ اور اعمال کی چنانچہ
 علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے کتاب النہاء والنظائر میں ناقل عن بعضی کہا ہے واذا استلنا عن معتقدا
 ومعتقد خصم منا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیہ والباطل ما
 علیہ خصم منا ہذا نقل عن المشائخ انتھہ اور ایسا ہی لکھا کوئی دعویٰ کیا ہے اور کہا ہی فعلیکم
 معاشر المؤمنین بانہاء الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرہ ای نصر اللہ
 وحفظہ وتوفیقہ فی سوا فقتہم وخذلاند وخطہ ومقتہ فی حق الفتنہم انتھہ

حق پر اظہار حق واجب ہی اور چاہا ہوا اسکا حرام ہے جو کجی عبارت فیضا پوری کی اسد نقالی فی فرمایا ہی پیری کی رو بہتر وہ جو
 او تارا گیا تمہاری اسکی جانب ہی اور فرمایا پیری کروا اسکی جو او تارا گیا تمہاری اسکی جانب ہی اور نہ پیری کرو
 سوا اسکی رفیقو کی ہو تو خوشی سائیر سے بندوں کو جو سنتی ہیں بائیں ہر جلتی ہیں اسکی نیکو فرمایا ہوا کہ یہ تو جھٹنے چٹا
 کچڑا اپنے چاؤ کا - تا آخرتہ - اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت میرے ہمت پر ہو یا یہاں وقت آئیگا جیسا بنی اسرائیل پر
 آیا تھا یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کہیں کہلا کہلا بنی مان سے نہ لکھا ہے تہہ سے ہمت میں سے ہی کوئی لکھا
 اور شیک بنی اسرائیل تہتر فرقی ہو گئی اور میری ہمت تہتر فرقوں پر متفرق ہو گئی سب الگ میں ہو گئی گرا کے تہ
 تو کون فی پوجا وہ کون سا فرقہ ہے اسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرقہ ہے جس میں اور میری صحابہ ہیں ولایاں کہ یہ حدیث تہتر
 عبد اللہ ابن عمر سے ملے اور جو وقت پہنچ جائیں ہم اپنے مسکا اور اپنی مقابل کی مسکا سے عقیدہ کی باہر میں تو وجہ ہی
 میری یہ کہنا کہ جو ہم میں وہ حق ہے اور جس پر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یوں ہیں اگر کون سی متقول ہی ہو کجی عبارت خاتجیا کی

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعویٰ ہی اور علی بن ابیالیاس ہر ایک فرقہ اپنے معیت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے
اپنے دعویٰ کی کرنی الواقعہ کون اہل ذکر حق کا ہے فروغ میں سو یہ بحث دوسرا ہی مقام میں اس بحث نہیں
اس محل میں تو اتنا معلوم کر لینا چاہئے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی ختم کر کے اور کواپنی مذہب میں منحصر کرتا ہے
اور اپنے لوگوں کو اہل اس ذکر کا ٹھہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی اہل حق کہتا ہے کہ ہماری ذکر کے جو کہ
حق ہے سب اہل عمر و قابل اتباع کی ہیں تو اجازت مذہب ہر فرقہ کا وہی اتباع اپنے مخالف کی تسلیم نہیں کونفہ
اہل میں ہوا اور یہ آیہ ظنی الدلالة ہوتی قال میں یہ تخصیص اس آیت کی اور تقریر مذہب کے ہر شخص میں فی باجماع
اہل سنت و جماعت کی باسناد و مراد اہل ذکر سے ائمہ اربعہ میں پس حلال کی اس آیت کی کہ تقلید ایک کی اور اربعہ میں
و حسب لازم ہے اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا ہے ملحوظ دیگر وہی کہا ملحوظ دی فہم شرح و الخواتم کے کتاب الذی الخ
قال بعض المفسرین ضلکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة
فان نصر الله تعالى وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقتہ في مخالفتهم
وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعہ ثم الخفيون والمالكيون
والشافعيون والحنبلين ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعہ فهو من اهل البعد والنار الخ
اقول اس میں دو دعویٰ کسی میں پہلا یہ کہ اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہی اس پر کہ اب اس آیت میں اہل ذکر سے
ائمہ اربعہ مراد ہیں دوسرا یہ کہ جبکہ ائمہ اربعہ بالاجماع مراد ہوتی تو تقلید ایک کی ائمہ اربعہ میں وجہ ہو گئی سو دعویٰ دوسرا
تو باطل اور غلط محض ہے حاجتی غور سے کہ فرض کیا کہ مذہب اربعہ کی تقلید چاہئے لکن اس میں یہ کہاں لازم آتا
کہ ایک مذہب کی خاص کر یہی تقلید وجہ ہو جاوے یہ تو آج تک کسی اہل عقل کی دعویٰ نہیں کیا جیسا کہ چار کی جنت ہوتی
ایک جنت ہو نہ کیا دعویٰ کسی کی نہیں کیا اور دعویٰ اول اس میں زیادہ تر باطل ہے اس لئے کہ آج تک یہ بھی کسی نے
نہیں کہا کہ اس آیت میں ائمہ اربعہ مراد ہیں پر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کی تو تمام صولین یہ بھی مکرر کرنا
وجہ میں تم چار سے کرو سو سوئی پروردی اس فرقہ نجات یافتہ کی جیسا کہ نام اہل سنت و جماعت ہی کیونکہ مداد کی بدولت
مداد و نگہبانی اور توفیق انہیں کے موافقت میں ہی اور ذلت و بناؤ سکاد و خفا ہونا اور بگاڑنا اور کئے مخالفی لغت میں
ہے ہو چکی عبارت ملحوظ کی کہ کہا بعضی مفسرین کی کہ وجہ ہی تم پر لکھ کر وہ سو سوئی پروردی کرنا اس فرقہ نجات یافتہ کا
جیسا کہ نام اہل سنت و جماعت ہے کیونکہ مداد کی مدد اور حفاظت اور توفیق انہی کے موافقت میں ہی اور ذلت و بناؤ
اور خفا ہونا اور بگاڑنا اور کئے مخالفت میں ہے اور یہ کہ وہ نجات یافتہ انہی دن مجتمع ہو گیا ہے چار مذہب
کہ وہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہیں اور جو کوئی نیکان ان چاروں مذہبوں میں سے تو وہ اہل بدعت اور

۱۔ اہل نارسے ہی ہو چکی عبارت ملحوظ کی ۲۔

اهل اتفاق المختارین انہ علیہ السلام فی عصر واحد علی اس مشی اور جو عبارتیں خواہ اس کو ہی برخطادی غیرہ
 نقل کیا ہے اور عبارتوں میں سی ایک سی ہی معلوم نہیں ہوتا کہ اس آیت میں لایہ اربعہ کی مراد ہونی یا جماع
 اہل سنت کا ہوا ہے طحاوی کی کلام کے توسعی ظاہری یہ ہیں کہ اکٹھا ہو گیا ہے کجی دن وہ فرقہ ناجیہ
 مذہب اربعہ میں سے اگرچہ قبل اس سی سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائے ائمہ اربعہ اور اتباع و انکی
 کے فرقہ ناجیہ میں داخل تھے لکن چونکہ زمانہ او کا مقرر نہ ہو گیا ہی اور کسی متنازعہ کے سوائے ائمہ اربعہ کے
 اتباع اور عقیدین نہیں رہی تو اب اہل سنت میں سے ائمہ اربعہ کے لوگ باقی رہ گئی ہیں اور وہ فرقہ نہیں
 میں اکٹھا ہو گیا ہے تو انصاف سی کہو کہ اس کلام سے جماع مراد ہونی پر ائمہ اربعہ کی کہان نکلتا ہے شاید
 جناب مؤلف نے لفظ جماعت سی کہیں اجماع حروف اجماع کی موجود میں اجماع کو متنبہ کیا ہے تو متنبہ
 مؤلف کا ساتھ کلام طحاوی کے باطل ہوا اور باقی اور عبارتوں کو جن سی اجماع سمجھا عقرب نقل کر کے
 اونسی جواب دیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب طحاوی کی اس دعوی کی کجی دن اہل سنت مذہب اربعہ میں
 منحصر ہیں اور سوائے انکی جو ہو سو وہ اہل بدعت اور اہل نارین سے ہی تحقیق کی جاتی سی تو سنو کہ اگر اس صرح کو
 عادی اور اکثری کہیں تو مسلم الثبوت ہی جیسا کہ حقایق جلالیہ میں صرح و دعائی محض کیا ہے الفرقۃ المناجیۃ ہم
 الاشارة اجماع و ہم السلف الصالحون من المحدثین العارفين باحادیث رسول الله صلعم و تمیزین
 اقسامہا من الصبیح والحسن والضعیف وغیرہا ونقل ہامن المصنوعا اتقی مافی المتعاید لجماعتہ لانکہ
 تشریح یہی فرقہ ناجیہ میں بلارب داخل ہیں پس مراد عبارت حقایق جلالیہ سی صرح وادی و اکثری ہے نہ صرح صحتی
 تنزیلی کہ تشریح یا سے خارج ہو جاوے گا لا یخفی علی الماہر المتقن ہی طور سی توجیہ عبارت طحاوی کی کیا دے
 کہ تمام اہل ملت ائمہ اربعہ اور محدثین صحابہ صحاح ستہ وغیرہم فرقہ ناجیہ میں داخل ہو جاوے گا اور جو ہم اپنے ہر شخص اپنے کو
 فرقہ ناجیہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دوسری کو خلاف اس کے جانتا ہے تو طحاوی کا دعوی لغو محض ہے شرعاً و عقیدہ
 اہل تعصب کا ایسا ہی ہوتا ہی المشہور فی دیار الخراسان والفرق والشام والکثر الاقطار ان اہل السنۃ والجماعۃ
 ہم الاشارة و فی دیار ما وراء النہر ان اہل السنۃ والجماعۃ ہم الماتریدیتا اصحاب الی المنصوب الماتریدی کا
 ملہ وہ متفق ہونا بہت محمد کی مجتہد کا ایک زمانہ میں ایک امر شرعی چوتھ فرقہ نجات یافتہ کے سب اشخاص
 ہیں اور وہ اہل محمد فون میں کی نیک لوگ ہیں کہ او کو احادیث رسول اللہ صلعم میں شناخت اور قہام شدہ میں
 اعتبار اور ممنوعاتی خارج حاصل ہے شہر مشہور خراسان اور عراق اور شام میں اور اکثر اطراف میں بہت
 کہ اہل سنت والجماعت تو شاعرہ میں اور مشہور اور اراکین نہیں ہیں کہ اہل سنت و جماعت تو تشریح یہی ہوتی
 ہ (بلی مشہور تشریحی میں جیسا کہ مذکور تھا مشہور)

شرح العقائد الجلالیۃ هذا هو من هو سائر ما اقر الله به من سلطان بل كلهم من اهل السنة والجماعة
كما لا يخفى على اهل الخبرة بالشرايع واحوال القروا والنفوس فيها ومعنى عادي اكثرى كى سبب من كنى الواقع توجب
حكم خدا ورسول كى سبب بل سنت كى مقيدى صحابه وروايعين اور مجتهدين ائمه اربعه وسواى كنى اور متقدمين كنى فقه
اجية من داخل هتي لاكن انجمن عادت ليسى ہو گئے كى كرساوى اہل مذہب اربعہ كى كوئى نہیں رہا اور رویت ہي كى
مذہب كى سواى مذہب اربعہ كى كتر كتر نہیں ملتى تو ہج سے حضرت كافر شرعى تنزل ہوا ہوا بل عادی اور اكثرى سبب
وجود ملنے كے ہوا اور ارتفاع اس مانع كى ہي ہج حضرت نہيكا معنی چيكه كوئى رویت صحيح نقل ثابت كسى مجتہد ہي ہوا
ائمه اربعہ كى كچھ ليكي تو اوس وقت ائمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر كيان ہونكى جيسا كہ كلام طاغوت نظام سى مولانا جلال
عبد العلى حنفى كے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح تحریر این الہام من فتاوى ہي واما المجتہدون الذين اتبعوہم
باحسان فكلهم سواء فى صلوح التقليد اہم فان وصل فتوى مسفیان بن عیینة او مالك بن ديار بن حنبل الاخذ
كحانحن الاخذ بفتوى الائمۃ الاربعۃ الا انہم یبقون الائمۃ الاخرین نقل صحيح الاقل القلیل ولذا منع من
منع من التقليد اہم فان وجد نقل صحيح منهم فى مسئلۃ فالعمل بہ والعمل بفتوى الائمۃ الاربعۃ سواء
اور شرح مسلم من زمانے ہي ثم فى كلامه يعنى ابن الصلاح خلل اخر اذا المجتہدون الاخرین ایضا بل لو اجمد
مثل الائمۃ الاربعۃ وان كان هذا مكابرة وسوء ادب بل الحق انہم انما منع من تقليد غیرہم لانہم یبقون روايت مذہبہم حنفى طے حنفى
وجعلوا حنفى حنفى ثم تجزئہ اخر بنی العمل بما الاتى ان المتأخرین افتوا بتقليد الشہن اقامہ لدوقم الذكیۃ علی حدیث ابن ابی اسلمہ فانہم
اور اگر یہ جہ اس نظر سى ہونہ كتر ہوا بل كہ اس نظر سى ہوا كہ اجہا مستقل ائمه اربعہ پر ختم ہو گیا ہے بل كہ سواى ائمه اربعہ كى ہي سنت
كوئى مجتہد ہوا ہي نہیں بل كہ اہل اوسہ بعد اونی یا اس نظر سے ہوا كہ مجتہد تو سواى ائمه اربعہ كى بہت ہونى ہي ان كتر
سوائے ان جبار كے اتباع كيسا كہ دست نہیں خواہ وہ صحابى ہو خواہ تابعى خواہ بعد ائمه اربعہ كے خواہ پہلى اور تسى
شعبہ عقاید جلالى میں یہ ایک ہوس ہي لو كنى چوں كى ہي كچھ اسلئے اسہ لیل نہیں اور ناری كہ اشاعہ اور تدری
سبب كہ اہل سنت جماعت ہي چنانچہ ہيہ امراہ حال قرون ثلاثہ و خبرہ و علم شریعت پر ختم نہیں ہج سلسلہ و لیکن وہ
علمائى مجتہد جو صحابہ کرام كى نيك پیر ہي ہود و كى مسئلہ حیت تقلید میں برابر ہي ہوا كہ ہج جواد خوارزمی ابن عیینہ كہ اہل
دیار كہ تروہا ہي اور چل كڑا جيسا كہ رہا ہي ائمه اربعہ كى فتوون چل كڑا كڑا ہي بات ہي كہ سواى اربعہ كى اور انكى مثال نقل صحیح
ہي ہونى ہي اور سلسلے سنہ كى ہي انكى تقلید ہي جس كسى كے سنہ كى پیر كڑا ہي جابى نقل صحیح كسى مسئلہ میں ترعل كڑا اور چاروں كڑا ائمه اربعہ
قرون برابر ہے ہجى عبارت شیعہ تحریر كى سلسلہ پر اوسكى كلام معنی ابن الصلاح كى كلام میں كيك اور نقل ہي كيك كڑا سواى اربعہ كى اور
مجتہدون كى ہي مثل ائمه اربعہ كے خویش كى ہي چنانچہ انكار كڑا بات كہا ہي ہي اوسكى ادبى ہي كہا حق الامر ہي ہي كڑا سواى اربعہ كے
اور ديكى تقلید سى مانع سبب ہي كہ كنى نہ ہونكى رویتیں محفوظہ نہیں ہي ان كسى اور مجتہد كى مذہب كى ردائے صحيح جواد

کند طاهر ہے اور انکار دینا ہی کا ہے کیونکہ عالم علم قابل ہیں کہ سیکڑوں مجتہد سوائے ائمہ اربعہ کی ہوئی ہیں کی پہلی ائمہ
اربعہ کی صحابہ اور تابعین اور کئی بعد انکی موجود کہ قبل انکی ہوئی ہیں وہ ظاہری ہیں پیر اور کثرت انکار و کثرت عصب
استیضاد و مجتہد و مکتوج کہ بعد ائمہ اربعہ کی ہوئی ہیں بطور شرف و نور و خرد واری و ذکر کیا جاتا ہے تو سنو کہ ایک اور مکتب
امام عالی مقام ابو نور مین کہ ہستی و ابتدا میں حنفی المذہب پر شافعی مذہب کو مرجع دیکھ کر اختیار کیا بعد کی ابتدا خود
مجتہد حاصل کر کے مجتہد مستقل جہم المذہب ہوئی اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی چنانچہ حنیفہ بغدادی ابتدا میں انہیں کے
مقلد تھے اور قرن خاص تک مقلدین انکی کثرت سی فترت ہوئی گئی انی ہما و الغیثا اور کہا حافظ احمد شافعی نے
کہ ابو ثور تھے امام مجتہد مستقل اور کہا نانی صاحب یعنی ہتی ابو ثور تھے مامون احد الغیثا اور کہا ابن جابر فی کرم
ابو ثور ایک امام ائمہ دنیا سی علم میں اور فضل میں اور ذوق میں اور درجہ میں اور کہا امام نووی فی تہذیب میں کہ ابو ثور تھے
مذہب مستقل تھے اور کہا امام شافعی نے مرآۃ المعجمین میں کہ ابو ثور احد الاطلام تھے اور ابیاح فی العلم تھے اور کسی کی تفسیر
کرتے تھے اپنے خود مجتہد مستقل تھے اور ایک اور مکتب امام احمد ثنین حامل ایت رسول احد صلے اللہ علیہ وسلم محمد بن اسماعیل
بخاری میں ابتدا مستقل اور کثرت مکتب بخاری میں ہے اور محتاج طرف اثبات کی ساتھ تفسیرات سلف کی نہیں
ان کی چنانچہ مکتبہ کہ ہم حدیث کہ نہیں سمجھتے انکی سوائے نقل افادیل کی اطمینان ہوگی اسی کچھ تاویل نقل کئے
جاتے ہیں تو سنو کہ علامہ شافعی نے امام بخاری کو مجتہد مستقل کہا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو مصعب نقل کیا ہے
کہ کربا و نہون فی کہ محمد بن اسماعیل بخاری ہماری دست میں زیادہ ترین علم فقہ اور حدیث میں امام احمد بن حنبل سے
اور کہا کہ اگر تا میں امام مالک اور دیلمتہ طرف او کی اور طرف محمد بن اسماعیل بخاری کے توجہ ایک کہتا میں کہ دو نو بار میں فقہ
اور حدیث میں اور کہا قیو بن سعید فی شمس کی میں بہت سی فقہا اور ائمہ و اجداد لاکن نہ دیکھا میں جب کہ ہوش نہ تھا
نقل محمد بن اسماعیل کے اور رسول کیا کئی خوارہ سی مسئلہ طلاق سکران سی لٹنے میں ابھر چکے پاس اسکی بخاری تو کہا تا وہانی
سائل کو کہ اس محمد بن اسماعیل کو امام محمد مجتہد اور کثرت میں ابو یوسف مجتہد اور علی بن المدینی مجتہد بلکہ لی آیا ہے اللہ تعالیٰ
ان سبکو طرف تری تھی اور ایک مجتہد اور مین سی داؤد ظاہری ہی کہتا وہ مجتہد مستقل صاحب تبعاء کر کے کہا امام یا قاضی نے
مرآۃ المعجمین میں کہ ہتی داؤد ظاہری فیدہ اور امام شافعی صاحب تہذیب مقل اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی جو کہ
ظاہری کہ شہور تھے اور کہا شیخ ابو کثرت خیرازی نے طبقات میں کہ داؤد ظاہری مجتہد تھے اور انی
سور میں میں ہی اور کہا قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں کہ ابو سلیم داؤد
کہ تپہ روی ہے انہیں درون تنلیہ ایک کی اور ابن عسقلانی نے بہت بار اور یہ ایک ہی ہوں میں ایک ہوں انہیں لاکھ
ابو یوسف اور کثرت کلام کثرت عصب اور مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں
انہیں ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں مکتبہ ان کی ہوں

بن علی بن خلف لامبہانی امام شہر بنی داؤد ظاہری کو معروف ہوا اور طبری نامہ اور نقل گذار ہی علم حاصل کیا نہایت
 بن راہبر اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان کرتی تھی اور انکی بیچ میں کچھ تعصیف بھی کی تھی اور بہتے
 صاحب شہب مستقل کی تابع ہوئی انکی بہت لوگ جو ظاہری کہلاتی تھی اور تہامیہ اور کا ابو بکر محمد دہنہن کی مذہب پر اور
 بہت ہی طرف داؤد کی ریاست علم کی شہر بغداد میں اور کہا گیا کہ انکی مجلسین تاجری منبر جاد پرش حاضر ہوا کرتی تھی اور
 اور بہت بڑی عقلمند کہا ابو العباس احمد بن محمد بنی جو معروف تھی شہب کہ جرح داؤد کی کہ تھی داؤد ایسے کہ عقل انکی زیادہ تھی
 علم سی انکی اور عبد الرش انکی کو فی میں ہوئی ہے نہ دوسروں میں اور بعض روایت میں دوسوا ایک میں اور نشو و نما بائی بغداد میں
 اور فوت ہوئی سند شہزادہ زبیدہ میں یا رمضان میں انتہے اور کہا علامہ محلی فی شرح معجم الجامع میں کہ داؤد ایک پہاڑ تھے
 پہاڑوں علم اور دین کیسی اور انکو حکمی نظر کی اور فرائضی علم کی اور فوز بصیرۃ کا اور حاطہ اقول پر صحابہ اور تابعین کی اور
 قدرت اور پرستہا حاصل کی استدر تھی کہ اب مستدر اور عظیم ہے وقوع اور کا اور شیک مدون ہو میں کہ میں اور انکی اور
 بہت ہوئی اتباع انکی اور ذکر کیا ہے انکو شیخ ابو یوسف شیرازی فی اپنے طبقات میں ان اماموں میں جڑ تبار کی گئی ہیں
 بیچ فروع کی دہری وہ مشہور زلفہ میں شیخ کے اور بعد انکی بہت جگہ خاص کو داؤد فاس میں شل شیرازی اور حقل اسکی
 جانب عراق گیا اور بیچ بلاد مغرب کی انتہی اور شیخ بلقانی نے بھی شرح جوہرہ میں داؤد ظاہری کو محمد مستقل کہا ہے
 اور عیسیٰ حنفی فی ہی شرح بخاری میں مجتہد مستقل قرار دیا ہے اور ایک اور میں سی امام ابو جعفر محمد بن جریر
 طبری میں کہ تھی وہ مجتہد مستقل بڑے زبردست عالم دہری مغربہ بیک نقیہ انکی بہت بڑی حجم و فصاحت میں
 موجود ہی کہا امام فاضل فی برآۃ ایمان میں کہ ابو جعفر طبری ایک عالم تھی بڑی علما میں سی اور تھی صاحب تفسیر کبیر اور
 تاریخ شہر کے اور صاحب شفا حدیدہ اور صاحب مذکی اور تھے مجتہد اور کی تقلید نہیں کرتے تھے انتہی اور کہا قاضی
ابن خلکان فی وفیات الاعیان میں ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید
 بن کثیر بن غالب تھی صاحب تفسیر کبیر اور تاریخ شہر کی اور تھی امام کئی فتوہ میں یعنی تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تاریخ
 وغیرہ میں اور انکی تعصیف میں کئی ایسے کتابیں ہیں کہ انکی ہوت قداد طبعی فضل پر وال میں اور تھی امام مجتہدین
 کسی کے مقلد نہ تھی اور ابن الفرج صاف بن ذکر انہروانی جو کہ ابن طائر شہر بنی دہنہن کی مذہب پر تھی اور پیدائش
 ان کی مشائخہ دہی جو میں میں ہوئی تھی اہل بلخستان میں اور وفات پائی ہیں آخر وقت دہی اور وفات ہوئی اور کہ
 ان شہر بغداد میں متاثرین شال کو مشائخ میں سی میں انتہی اور کہا صاحب فطو ابو محمد ابن حزم فی کہ میں نہیں دیکھا
 دہی زمین پر محمد بن جریر بڑا عالم اور شیک علم کیا حدیث بخاری اور کہا **شیخ حلال الدین السیوطی**
 کہ محمد بن جریر پر پورچ گئے تھے مقلد اور مطلق کو اور مدون کیا اور انوں کی اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ انکی مقلد
 ہوئی تھا دہنہن کی مذہب پر ان مقلدین فی فضل اور فتوی جاری کی اور دہی لوگ جریر یہ کہتا تھے اور کہا خطیب

بعد اوی نے کہ محمد بن جریر ایک دام بنی ان ائمہ میں سے جسکی طرف جو کہ کیا جاتا تھا اولوں کی حکم پر چلا جاتا تھا البتہ اور
 ذکر کیا ہے شیخ ابو اسحق شیرازی نے اذکر طبقات فقہاء اور محدثین میں اور ایک ائمہ میں سے شیخ غزالی بن عبد السلام
 میں اور ایک ابن دقیق العید میں کہ یہ دونوں صاحب ہی مرتبہ تھا و مطلق کو پہنچ گئی تھی چنانچہ فاضل
 حبیب اللہ قدما ری مختصم لمحصل میں فرماتی ہیں وقال بعضهم لا یختلف اثنان ان ابن عبد السلام
 و ابن دقیق العید بلغا رتبة الاجتهاد انتھے پس نوشت منزہ خرداری ذکر بعض مجتہد و مخا ج کہ ائمہ رابعہ کی بعد ہوتی ہیں
 کیا گیا اب طالب شایئ کہ لازم ہے کہ کتب تواریخ اور طبقات فقہاء کو ملاحظہ کریں پھر عرض معنی ابطال حصہ رابعہ رابعہ
 بنظر اول سیقتہ میں حاصل ہو گئی ہے اور اگر یہ حصہ بنظر ثانی ہو یعنی اس نظری ہو کہ مجتہد تو ائمہ رابعہ کی سوائے کسی ہی
 ہوتی ہیں قبل ان کی صحابہ اور تابعین اور بعد ان سے مجتہدین آخرین لاکن اتباع کسی کی سوائے ان جابرین کی درست نہیں تری
 باطل ہونا اس حصہ کا ظاہر ہے اسلئے کہ یہ حصہ صریح کر رہا ہے عام کتاب کہ کو اور ذکر تہا ہی حدیث خیر القرو و قونی ثمالہ
 یلونہم قال الذی یزیدہم الحدیث اور ذکر حدیث میں خود کو مٹن کان مستنفا قلیستان عن قتادہ فان الحق لا یؤمن علیہ اولاً و ثانیاً
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاوا افضل هذا الاقواء و اربھا قلوبا و اعظمها علما و اقلمها تکلفا اختیار ہم اللہ بصحبہ نبیہ قافہ
 دینہ طاعم فوالہم فصلہم و اتبعوہم علی رحمہم و تم کو کجا ما استطعتم من اختلافہم و سیرہم فانہم کانوا علی الحدیث المستقیم رواہ
 اور مخالف ہی جامع سماج کی اور جامع تمام مہلین کی جو کہ علامہ قرطبی نے فعل کیا ہے اور مخالف ہی قیاس کی اور مخالف
 تقریباً سلف اور خلف کی چنانچہ بحث میں تقلید شخصہ کی بوجہ بطل معلوم ہو گا سید اہل علامہ ابن حزم کتاب البطلان غلیظہ
 فرماتی ہیں فما الذی یحل بالحنیفۃ و بالکمال الشافعیان یقلدوا و ادوا الی بکر و عمر و عثمان و علی ابن مسعود و ابن عباس
 و عائشہ و دون سبیل بن المسیب الزہری و النخعی و الشیبی و عطاء و طاووس الحسن البصری رضی اللہ عنہم انتھی و
 موا بخر او شرح مسلم بن ہریرہ قال المقلدان فہم مراد الصحاح اعل و الاسال عن مجتہد اخس فانہما الی اخسہ

۱۵ اور بعضوں نے کہا ہی کہ کوئی دواوی کہین خلاف کر گیا کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید دونوں مرتبہ اجتہاد کو
 پہنچی تھی چوکی عبارت مختصم کی ۱۵ جو شخص طریقہ اختیار کرے تو چاہے کہ اسکا طریقہ اختیار کرے جو کر گیا کیونکہ زندہ
 آدمی بدگوئی سے لیسون نہیں ہوتا اور دوسری پہلی لوگ معتزلی کی مہاب ہیں کہ اس امت کی فضیل اور نیک بن مارڈیری عالم
 اور بنی نطفہ ہوا اللہ تعالیٰ انکو اپنی نبی کی محبت کی لئی اور شیخ قاسم کرانی کی لئی اذکر کو پسند فرمایا تھا سو تم اسکا رتبہ جانو اور
 اذکی بریدی کہ وہ قدم بقدم اور تہجد و راوی عاتین مضبوط کر دے کیونکہ وہ سید ہی تھے بہت ہی روریت کی یہ حدیث مذکور ہے
 ۱۵ سو نہیں معلوم وہ کیا چیز تھی جس خاص کر دایا بر صیفہ و دراکاب و شافعی کو تقلید کی جاتی میں سوا تقلید ابو بکر اور عمر اور
 عثمان و علی و ابن مسعود و ابن عباس اور عائشہ اور سید بن المسیب ہی اور شافعی اور عطاء و طاووس و حسن ابوری مہدی علیہ السلام
 چوکی عبارت ابن حزم کی ۱۵ سو اگر تقلید صحیح اور صحیح کی تو عمل کر گیا ورنہ پوچھ لیا اور مجتہد سے سمجھتا آؤ عبارت

اور شیخ تحریر میں فرماتے ہیں الصحابة اختلفوا بالتقليد فانهم قوطوا هذا الحكم من حلال الروح الى اخره اور جبکہ تحقیق مذہب اربوکی
 بنظر ثانی مثل تخصیص مذہب عین کی ہی اور وجہ بطلان اون دونوں کی تحدید ہی ایسی ہی مقام میں قدر قلیل بیان کیا گیا
 اور تفصیل بحث میں ابغال تخصیص مذہب عین کی اور بھی انشاء اللہ تعالیٰ مستقبلہ کلام طحاوی کا جس کی مولف اجماع اور
 مراد ہوئی اور اربعہ کی کتاب اہل الذکر سے سمجھتا تھا خوب متفق ہوا اور یہ بھی خوب ثابت ہو کہ اس کی وہ اجماع نہیں نقطۃ
 اب اور عبارتوں کو جس سے وہ اجماع سمجھتا تھا نقل کر کے ان کی جواب دیا جاتا ہی قال اور کہا شیخ محقق ابن ہمام الذکر
 صاحب فتح القدیر نے بیچ کتاب تحریر کی کہ علم اصول میں ہی انعقاد الاجماع علی عدم العمل بالمذاهب المخالفة للائمة
 الاربعة انھن اور کہا صاحب بحر الرای نے بیچ کتاب انشاء و انظاریہ کے فن اول میں لکھا من مخالف الاثنا الاربعة فهو
 مخالف للاجماع یعنی جو کوئی مخالف ہی جابرین اماموں کی پس وہ مخالف ہی اجماع کی اور کہا قاضی شامی اور
 ابی ہبی نے تفسیر مغبری میں بیچ تفسیر اس آیت کے ولا یخذ بعضنا ببعضاً اربا با من دون الله فان اهل السنة والجماعة
 قد اختلفوا بعد الفرون الثلاثة والاربعة علی اربعة مذاهب لم یبق فی فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة
 فقد انعقد الاجماع المركب علی بطلان قولی بخالفہم وقد قال رسول الله ﷺ لا یجتمع امتی علی الضلالة
 وقال الله تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین فاولو فیضل یجمعون واما صاحب منہاج فیہ فیہ ہند نے یہ قال اور بیچ اجماع
 خاہدق اماموں کا اسپر ہوا ہی کہ حرات خلاف ان جابرین کی ہی وہ باطل ہے اور ہونا اجماع مرکب اربعہ کا اور باطل ہے
 عمل کہ وہ مخالف ہوں سب کی پوشیدہ نہیں کسی شخص پر خواہ علم موت خواہ خاص پس دلیل نقل کرنی اقرار کی اسپر
 ضرور نہیں بعض کا قول میں کافی ہی کہا خیر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے بیچ کتاب محصول کی کہ وہ علم اصول میں
 ان الاثنا اختلفت فی مسئلہ اعلی اقوال کان اجماعہم علی ان ملحدہا باطل ہے کہ ان کی المراد من الائمة الاربعة
 الاربعة یعنی جب امت مختلف ہوا ایک مسئلہ میں کئی اقوال پر تو ہوتا ہی اجماع اس امت کا اسپر کہ سوائی ان کی اقوال کی باطل ہے اور مراد
 سے صاحب بہت متفق ہیں تقلید کنی جاتی ہیں کیونکہ وہ صاحب ہی حکام یعنی میں اور ان کی زیادہ قریب ہیں آخر عبارت مذکور
 سے ہو چلا بل مذکور ہی اگر تم نہیں جانتی سے منع ہو گیا ہی اجماع کہ جو مذہب اربعہ کی مخالف ہوا اسپر عمل کیا جاوی
 سے جسی خلاف کیا اور اربعہ کا تو مخالف ہوا اجماع کا سے اور پھر میں بعضی ہماری بعضوں کو پروردگار سزاوی ہے کہ
 بے شک اہل سنت و جماعت پہل گئی قرآن شریف میں چارم کی بعد چار مذہبوں پر اور جنہی مسائل میں سوائی جابر
 نے ہوں کی روایت یا فی نہیں رہی تو اجماع مرکب منع ہو گیا اسپر ان جابرین کا مخالف قول شک نہیں ہی اور بلا شک انھن نے
 فرمایا ہی کہ میری امت اگر اچھے پڑھیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ فرمایا ہی اور پروردی کری خلاف راہ مسلمانوں کی سترہ جزائی حکم
 اور جو حد پر مشورہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اور سکو و فرخ میں اور میری ہی جگہ پر جاتگی سے بے شک امت
 جو وقت کسی مسئلہ میں کئی قول پر خلاف کری تو اسپر اجماع ہونا ہی کہ اسوائی قولوں کی بیک نہیں سے ملا ہے اور اربعہ

است سی جابر بن ابی امام بن ابی سبیح اس جماع کی کہ نقل کیا گیا ہے فقہون سی کہا محدث ابن صلاح کی کہ وہ مشہور ہے
 در بیان اہل حدیث اور معلول کی آثار تقلید فی الاربعۃ مسموع کا کہا یہ سلم الثبوت میں اور سلم الثبوت میں جو کہا ہے
 وثقید مافیہ یعنی ہین شہد ہی مبرج و ائمہ گیارہ و سکا ساتھ نقل کرنی ان ثقات مذکور ہیں اس جماع کو اقوال اس
 قول ثالث سی معلوم ہوتا ہے کہ سلف فی پہلی تین جابر بن ابی امام جماع بیضی سمجھا اسلیٰ اب کہتا ہے کہ پہلے اس جماع
 مرکب ہی جماع ہی اور یا اسنی ہی اس جماع مرکب سمجھا کہ کسی اور کا سوا آئیداربعہ کی اسلیٰ اب کہتا ہے کہ پہلے اس جماع
 آئیداربعہ کا ہی ہوا ہے تو سو کہ سمجھا اسکا اصل معنی کو ان تین عبارتوں سی غلطی فاحش ہی کیونکہ غلطی سمجھنی معنی اول
 یعنی اس جماع بیضی کی عبارت قاضی صاحب کسی تو ظاہر ہی پہلے کہ اس میں ساتھ لفظ جماع کی لفظ مرکب کا ہی منقسم ہے
 پہلے عبارت تحریر کی اور شہادہ کی اگر تسلیم کیا جاوے جو دو اسکا تو اس میں ہی لفظ اس جماع کی سوا جماع مرکب کی معنی نیز
 اس کی کیونکہ منعقد ہوا جماع بیضی کا اور پربطمان حکم مخالف کی و سلیٰ آئیداربعہ کی کی طرح تصور نہیں اور جبکہ کسی مائل سے
 یہ دعویٰ نہیں کیا پر ایسے معنی باطل ایسی شخصوں کے کلام کے کس طرح کہنے جاوین اور وجہ نہ متصور رہنے اس
 جماع کے یہ ہے کہ جماع بیضی میں دو امر ضروری ہیں ایک تو مجتہد ہونا اہل جماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک
 عصر میں اتفاق کرنا اور نکاح جیسا کہ مسئلہ شریعی میں فرائض میں اگر ان الثانی الاجماع وهو اتفاق المجتہدین من ائدہ محل
 علیہ السلام فی عصر علی حکومت شرعی نتیجہ یعنی اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعی پر اور علامہ سعد الدین
 تقی ساری نے کہا ہے کہ قید ایک زمانہ میں اتفاق کر نیکی بہت ضروری ورنہ قیامت تک جماع نہیں پایا جائیگا اور
 کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو یہ وقت ہوگا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور اجتہاد ختم ہوگا چنانچہ تلویح میں مذکور ہے
 فی حقہ حال من المجتہدین معناه زمان ماقبل و کثر وفائدہ الاحترار عما یزحلی من ترک هذا القید من لزوم
 عدم انعقاد الاجماع الی اخر الزمان اذ لا یحقق اتفاق المجتہدین الا حیث لا یزحلی من ترکہ فانما ترکہ لوضوحہ لکن التقصیر
 بہ النسب بالتعریفات انتہی و کذا فی الاسامی شرح لسانی و غیرہ اور بیگانہ و امر و کما طر کر گئے اتفاق و جماع
 بیضی کا اور پربطمان قول مخالف کی و سلیٰ آئیداربعہ کی ممکن نہ ہوگا اسلیٰ لاجماع اگر خود آئیداربعہ کہ شہر وین تو لیس نام لکھا
 میں امتداد زمانہ کی نہیں کہہ سکتی کیونکہ زمانہ آئیداربعہ کا ایک نہیں کہا لہذا نہیں اور اگر مقلدین کو آئیداربعہ کی اہل جماع کہیں
 تو بجا امر اول یعنی مجتہد ہونی اہل جماع کی نہیں کہہ سکتی اور یہ تصور ہی نہیں کہ اور مجتہدین فی سوا آئیداربعہ کے

۱۰۰ بی شک تقلید سارا آئیداربعہ کی منع ہے ۱۰۰ اور کہیں بڑا شہ ہے ۱۰۰ مگر تیسرا جماع میں متفق ہونا مجتہدین
 است محمد مسلم کا ایک زمانہ میں حکم شرعی پر ۱۰۰ لفظ فی عصر کا حال ہی مجتہدین ہی معنی اس کی کچھ زمانہ متواتر یا بہت اوقات
 اس قید کا یہ ہے کہ بچاؤ ہو جاوے کسی کی کہیں اس قید کو چھوڑ دیا ہی اور پربطمان میں لازم آتا ہے کہ قیامت تک جماع
 نہیں ہو سکتا اسلیٰ کہ سارے مجتہدوں کا توجیب ہی متعلق ہونا پایا جاوے گا اور یہ امر کہ بلا سہاسی کہ جس نے اس قید کو چھوڑا ہی معنی

بطلان براس قول کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کی اجماع کیا بنیائے کہلے بطلان اوکی اقاویل مخالف کا یہی لازم آتا ہے اور اسکا کوئی
 قابل نہیں کہ مجتہدین اپنے قول کو بطلان کہیں اور دوسرے مجتہدین کی تقلید جو کہ حوام ہی اوکی حق میں ہوتا ہے کہ اوکی
 اقاویل کا اتباع جب کہیں ثابت ہو اگر فہم معنی اول کا یعنی اجماع بطلان کا اون میں عیا ر قومی غلطی ہی ثواب
 سنو کہ فہم معنی ثانی کا یعنی اجماع مرکب غیر ائمہ اربعہ کا اون میں عیا ر قومی ہی بوجہ اظہار باطل ہے پہلی کو اجماع مرکب ہی
 خلاف کا چنانچہ مؤلف ہی کی قول میں عین عبارت محصول کی لایا ہی موجود ہے اور حکم خلاف ائمہ اربعہ کا مبطل
 قول مخالف کا ہوتا گیا تو اس اختلاف کو اجماع اور مجتہدین کا کس طرح کہا جائیگا کہ لا یخفی علی من لدانی فطانتہ
 اور حکم خلاف کا فہم دو دو معنی کو باطل ہوا تو سنو کہ ان چاروں عیا ر تو کی معنی ہی ہیں کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا ہے
 اور بطلان اس قول کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کی تو ان عیا ر قومی ہی ہی معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کی مراد ہونی پر
 سچ آیت اہل الذکر اجماع ہو گیا ہے لکن ان عیا ر قومی ہی انحصار بشک سمجھا جاتا ہے پہلی جواب دینا لیس ضروری ہوا
 تو سنو کہ ان عیا ر قومی جواب یہ ہے کہ یہ عیا ر قومی مخالف میں تقریب علماء سلف و خلف کی اور نسبت پہلی عبارت
 طرف شیخ ابن الہمام کی اور نسبت چہر ہی عبارت کی طرف امام رازی کی معرض منع میں ہے حاشا کہ شیخ ابن الہمام نے
 یہ دعویٰ کیا کہ ان عیا ر قومی مستفاد ہوتا ہے کیا ہو توجہ اگر سابق میں امام نوادی پر بیان مراد کا معلوم ہوا ہے
 ایسا ہی جہم ہی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب سلف یضم نقل کر ہی دین اور شیخ کی اور رازی کی یہ دعویٰ کیا
 جیسا کہ قاضی حسینی کیا ہے تو دعویٰ او کا مخالف دلیل اجماع کی اور مقبول عند ارباب العقول اور جو مخالف ہوتی
 اس دعویٰ کی دلیل اجماعی سی یہ ہے کہ اگر اجماع مرکب ہو تو وہ بیضا و سمن اتحاد زمانہ اہل اجماع کا شرط ہی ورنہ بطلان
 اجماع منقطع ہی ہوتا چنانچہ اہل کلام ملائم فتاویٰ کا متضمن ان معنی کا گذر بلکہ ضاحک و صراحت اجماع مرکب کی تشریح میں ہی
 یہ امر ضروری پہلی کہ اجماع مرکب عبارت ہی اختلاف ہی توجہ ہی کہ زمانہ خلاف کرنی حانون کا ایک ہو ورنہ اجماع مرکب
 قیامت تک منقطع ہو گا کہ خلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو ادی دن ہو چکی گا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور
 اس اختلاف کرنی مجتہدین کی منقطع ہوگی چنانچہ عقرب تقریر دعویٰ سی معلوم ہو گا اسید پہلی کتب اصول فقہ کشف
 بزودی و سلم اور ذوالانوار و غیرہ میں اتحاد زمانہ پر تصریح کی ہی کہا مسلم میں اذا لم یجاوہ اهل العصر علی قولین و مسئلہ
 لم یجوز احداث ثالث عند اکثر و حصہ بعض الحنفیۃ بالصحابۃ و جاز عند طائفة مطلقا و مختار
 الاملائی الرازی ان رفع ما اتفقا علیہ ممنوع انہی و کذا فی الکشف و غیرہ اور ائمہ اربعہ کا خلاف ایک زمانہ
 ظاہر ہے بلکہ جو ایسے لیکن مقام تریف میں اس قید کی تقریر کو نہایت مناسب اس طرح سامی شرح حسامی و غیرہ میں ہے
 سلسلہ چنانچہ پوشیدہ نہیں ہی اس پر جو کہیں کہیں ہے سلسلہ جو قوت کی کثافت اندکی لوگ کسی سلسلہ میں دو تو کوئی عیا ر قومی
 تو ستر قول مخالف را نہیں ہی اکثر علماء کی نزدیکی بعضی خفیہوں نے اس کو صحابہ کی عبادت قاصر کیا ہی اور ایک جماعت کی نزدیکی

نہیں ہوا پہلی کہ امام عظیم کے سال ذات میں پیش امام شافعی کی ہی اور امام احمد اونی ہی بعد پیدا ہوئی پہلی انکی اختلاف کا
 سطح اجماع مرکب قرار دیا جائے اور اگر بعد تفریق کے اسامی مرکب میں اتحاد نہ مشروط کہنیں تو ہی لازم آتا ہے کہ فقط یہ ایک
 خلاف کو اجماع مرکب کہنیں بلکہ یہ کہنیں کہ اختلاف اور امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داؤد ظاہری کا اور امام
 محمد بن جریر طبری کا کسی مسئلہ میں اجماع مرکب ہی اور بطمان قول آخر کی تو عدم اعتبار اتحاد زمانہ سی قہاری ہی بلکہ
 خلاف مذہب سابعہ کا درست ہوا اور مختصراً باطل ہوا اور یہ دلیل اولیٰ تفسیر حجت ہوئی بلکہ اس میں اعتبار اتحاد زمانہ
 لازم آتا ہے کہ قیامت تک اجماع مرکب پایا نہ جائے کیونکہ خلاف سب مجتہدین کا اور عیدین ہر چکی کا تووری او کی ہر چکی
 کا خلاف درست ہو گا تو بغیر ہی عہد انی نکال کی اور یہ دلیل ہوئی بلکہ مخالف دلیل ہوئی دعویٰ اجماع مرکب
 امیر اربعہ کی متا تفسیر احمدی فی اثبات سیاس دعویٰ کی عاجز ہو کر اعتراف کیا ہے کہ اس ضمن میں سی جواب دینا سخت
 امر ہے چنانچہ قول انوار میں بعد بیان اجماع مرکب کے فرماتا ہے ان هذا الاجل هو المشاء لاختصاص الملاہ فی الاصل
 وبطلان الاختصاص المستحدث ولكن بدلیہ زمان اريد بالاختلاف في زمان واحد فينبغي ان يكون مذهبا لثانفي واحد حينا
 باطلا لاجل اختلاف اربع حنفية ومالك في زمان واحد وان اريد بالاختلاف في اعمار من ان يكون في زمان واحد
 ام لا فكيف لا يعتبر باختلاف اعمار اعتبار اختلاف الشافعي واهل حنبل الجواب عنه صعب فقد بالغت في تحقيقه في التلخيص
 انتهى كات الحروف التماس کر رہی کہ حضرات مدین جامع کو حشر نہ ہو کہ ملاہد نے خدا جانی تفسیر احمدی میں کیا ہے کچھ
 تحقیق کی ہے کیونکہ یہ ماخوذ اس کلام کو ان کی ہی نقل کرتا ہے اور بعد نقل کے او کی جواب دہی سی ہی مشرف ہو گا
 قال في التفسير المحكم وليت شعرك ما معنى الاختلاف في الاقوال اهل في زمان واحد بالمشافهة ام مطلقا فان كان مطلقا
 فالاختلاف باق الى يوم القبة فلم تحصل المذاهب الا بعد ان كان في زمان واحد من العلوم ان زمان الشافعي و زمان احمد بن حنبل غير زمان الشافعي
 ومالك فاذا اختلفوا بحنيفة ومالك ليس في زمان واحد اهل مطلقا لثانفي واحد حينا لان يقال الاختلاف المعنى في زمان
 واحد لثانفي واحد اذا قالوا لا انما يقولون اذا جرى يد اهل الشافعي ومالك في حنفية وان كان الاختلاف بين الصحابة فاختلاف بحنيفة يقول
 ہر دو مرتبہ نکالنا قول ذات کار وہی اور یہ چند ہادی اور ملاہد کیا ہے جو کہ متقدم کی دونوں کو انکی امر اتفاقی ہر دو طرفین کا اور ہمارا
 منوع ہے ۱۰ ہر دو ایک ہے کہ یہی قاعدہ مشافہہ ہے جنہوں کا چار میں مختصر ہوئی اور نہی پانچوں کی باطل ہر ایک لیکن اس پر
 اعتراض پڑتا ہے کہ اگر خلاف سی سوہندہ و سہندہ کا خلاف ایک نہ کارادہ کیا جائے تو چاہی کہ حنفیہ اور مالکیت ہوا اسد ایک نہ میں اختلاف
 کیچہ تہذیب امام شافعی اور محمد بن حنبل کا باطل ہر دو اگر خلاف عام ملاہد کیا جاوے کہ ایک نہ کام ہوا نہ تو ہمارا خلاف کیونکہ ہر دو
 ہو سکتا جسطحہ کا امام شافعی اور محمد بن حنبل کا اختلاف معتبر ہوا اور جواب اس اعتراض کا دشواری اور اسکی تحقیق تفسیر احمدی میں میں جواب
 ہے ۱۱ تفسیر احمدی میں کہنا میرے مجتہدین نہیں آتا کہ یہی معنی ہے خلاف کی قولوں میں آیا وہ ایک نہ کام نہ دروہ ہے
 بالحق ہے سو اگر مطلق تو خلاف قیامت تک پایا جائے گا اور چار میں غرض مختصر نہ کی اور اگر ایک نہ کا خلاف تو تہذیبات غایب

اس کلام میں اس میں تو وہی جو کہ نورانی کلمات میں گذر رہی اور جواب اس میں یہ دیا ہے کہ جتنے میں اول
 لینے اعتبار تھا ورنہ ان کو اختیار کیا اور وہم اس ایسا د کا جو اس میں پر ہوتا تھا دو وجہ سے ہی وصال یہ کہ امام
 شافعی اور امام احمدی امام عظیم سے اسی قول میں اختلاف کیا ہو گا جس میں ابو یوسف اور امام محمد کی رائی ابو حنیفہ
 مستند ہوگی تو اختلاف شافعی اور امام ابو یوسف اور محمد سے بعینہ خلاف ہوا ابو حنیفہ سے نظر الی الامتداد و اختلاف
 اور امام ابو یوسف اور محمد سے تو ایک ہی زمانہ میں ہو رہی تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ سے بھی ایک ہی زمانہ میں ہوا اور وہ
 دور میں کہ شیعہ بسبب اتحاد و زمانہ کی آبرورہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہیں ہو سکتا لکن چونکہ اختلاف ان کا جو
 کہ ہے اسے طرف اختلاف سے یہ کی اسلئے یہ اختلاف اجماع مرکب ہو سکتا ہے اسلئے کہ اختلاف صحابہ کا بلا خلاف اجماع مرکب
 ہونا مسلم ہے **قول فی الجواب عن جواب یہ جواب** ابو یوسف اور محمد سے باطل و وصال تو قابل منکر کی ہی کیونکہ جب ایک
 خلاف امام مالک اور امام عظیم کا تھا مقدار سترہ سر میں ایک زمانہ میں واقع ہوا اور اس کو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بلا اختلاف
 اجماع وقت حادث شافعی کی قول ثالث کو مسخر میں جو تھا ہے ان دونوں کی موافقت رائی ابو یوسف اور محمد کی ابو حنیفہ سے
 کیا فائدہ کریگی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاو تو یہی کچھ فائدہ نہیں اسلئے کہ اجماع مرکب ایک دفعہ مستند
 ہو گیا اور حادث قول ثالث کا باطل نہیں رہا گیا اور اگر کہو کہ وقت اختلاف امام مالک اور امام عظیم کے فی انور اجماع نہ ہوتا بلکہ
 امام شافعی کی انتظار ہی تھی اور جبکہ وہ کا خلاف ہوا ابو یوسف اور امام محمد ہو گیا تو اجماع مرکب مستند ہوا تو ہم کہیں کی کیا
 ہی امام کا اور طبری اور داؤد ظاہری اور مسکن کے اور مجتہد کی قیامت تک انتظار کرنی چاہیے اور اگر انتظار شافعی کی
 اندو کی انتظار ہی کسی کوئی صحیح شرعی ہو تو بیان کرد علاوہ یہ کہ اس وجہ کہ اختلاف محبت و لقا قیامت تک ایک زمانہ میں جاری رہا
 کیونکہ صلح ابو یوسف کی ہمسری امام شافعی ہی ابو یوسف تھا وہی ابو یوسف کے امام عظیم سے محبت ہو چکے ہوں امام شافعی کو امام عظیم
 ہر طرح ہمسری کسی اور موافق فی الاسے ان کی کے مثلاً امام ابو یوسف امام جعفر سے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک محبت ہوگی
 چہ چہ کہ ابو یوسف وغیرہ کی امام عظیم سے کثرت اختلاف ابو یوسف یا جعفر کے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک فی شخص موافق
 فی الاسے امام عظیم یا امام شافعی اور محمد کا ہونا محال و یہ کہ یہ دو جہادی ضرورت اور اسی مسئلہ میں جاری ہوگی جس میں امام
 ابو یوسف وغیرہ امام عظیم سے متفق ہوگی اور بہت سی مسائل میں جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد امام عظیم مخالف ہیں ان میں
 اس میں ہی اجماع مرکب مستند ہو گا حالانکہ عینہ تھا کہ ہر مسئلہ میں امام عظیم کی کا اختلاف درست نہیں اور صحیح جزاء نہیں ہے
 ورنہ شافعی اور زمانہ میں مبتل ہو گا لکن اسے زمانہ ابی حنیفہ اور مالک سے سوچیں خلاف کیا ابو حنیفہ اور مالک سے
 تو یہ کہ یہ اجماع ہو گا امام شافعی اور محمد میں جن کے قول کی باطل ہوئی پر ان کو یہ کہنا جاسکتا ہے کہ معتبر اختلاف ایک زمانہ میں تھا
 اور امام شافعی وغیرہ سے جو کہ فی قول کیا ہے وہ اس کے نہیں کردہ اس واسطے کہ یہ امام ابو یوسف اور امام محمد سے
 امام ابو حنیفہ کے مقابلہ میں برتا تھا یا یہ کہ اختلاف صحابین تھا ابو حنیفہ ایک صحابہ کا قول یا صحابہ سے تھا اور امام شافعی اور امام محمد سے تھا

[illegible]

انتہی اور وجہ باطل ہونے اس جواب کی یہ ہے کہ میں فقہوں مسلم کا جماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کی اعلیٰ مقام اس کی اور اس کے
 اس کے باجماع اہل اصول کے مقبول نہیں ہے اور جماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قوافی نے نقل کیا اور میں سولہ کی چار کا
 اختلاف اندر بعد کا ہے جسکو نے دلیل وجہ جماع مرکب نام رکھ دیا اور جسکے قرار دہی تقلید کی گئی ہے فقہاء کے لاکن
 من المختلفین متنبیہ بعد ذکر دینی دعوے جماع مرکب کی تیار کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہیں دہی کیونکہ
 وہ تمام سے سنید اللہ ہی پر مبنی ہے اور جسکے جنی اور اصل باطل ہو گیا تو جو کہ اس پر کیا گیا ہے اور وہ سب مستغیر ہو گیا ہے
 بعربی اولیٰ باطل ہو گیا لاکن چونکہ کام باقی مولف کا قطع نظر قطلان دعوے جماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات
 سے ہی باطل تھا اس لئے اس کی رد کی وہ پہلے ہوتے ہیں **قال** میں ثابت ہوئے اس سے کہ کتنی باتیں اول تو یہ کہ باطل ہونے پر
 اول جہاد کا کہہا اور نہوں نے تقلید ترک ہے یہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے **قل یا اهل الکتاب تعالوا الى کلمة سواء بیننا و**
بینکم ان لا نعبد الا الله ولا نشتر به منشیئا ولا نخذلکم بعضنا بعضا ایا ما من دون الله اور سبب قول اللہ تعالیٰ کے **اتخذوا**
وصیایا من اہل البیت اور اللہ سے حاصل یہ کہ یہ قول باطل ہے سبب اس جماع کی کہ مقول ہے **یہے علم سے اور سبب**
قول اللہ تعالیٰ کے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور سبب اس قول اللہ تعالیٰ کے **فاستأذنوا**
اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون الخ **اقول** یہ جرح ہی مولوی انجیل تھا ہر تو ثابت ہوا جو کہ سمجھنے
 غلبہ میں کہا تھا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی انجیل کے تالیف ہوا ہی سہی بیان اسکا پہر ہو گا پہلی ایک مقدمہ میں لینا چاہیے
 وہ مقدمہ یہ ہے کہ میں نے تقلید کی مصلح میں اہل اصول کی یہہ میں کہ ان لینا اور حل کر لینا ساتھ قول بلا دلیل اس
 شخص کے جسکا قول وجہ شرعی نہ ہو تو برابر اس مصلح کی رجوع کرنا تھا کا نظر مجتہدوں کی اور تقلید کرنی ان کی کسی مسئلہ میں
 تقلید نہ ہوگی بلکہ اسکو اتباع اور رسول کہینگے اور میں نے تقلید کے عرف میں یہہ میں کہ وقت لاعلمی کے کہے اہل علم کا قول ان لینا
 اور اس پر عمل کرنا اور اس میں معنی میں ہی مجتہدوں کی اتباع کو تقلید و بلا جہاد چاہئے ملاسن شرعی حنفی عقائد اضرعین میں تو نہیں
 تحقیق تقلید العمل بقول من لیس قولہ احکام الحجج الادبۃ الشرعیۃ بل الحجج منہا قلینا **الوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والجماع**
من التقلید لان کلامہما حجج شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی هذا اقصا الکمال فی حسیرو وقال ابن ایدر الحاکم **وعلی هذا عمل العا**

۱۔ سو سو جو قواعد ہو گئے گنتی مائت کے ۲۔ کہ اسے اہل کتاب باؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے دریا ہمارے اور دریا بیان
 بہا کہ یہ کہ عبادت کریم ہم کر اس کو اور نہ شرک کیا دین ساتھ اس کی کچھ اور نہ پکڑ دین بعضے ہمارے بعضے کہ پروردگار سوا اللہ کے
 ۳۔ کہ وہاں ہوش مالکین کے کہ اور دیشین کے کہ پروردگار اس کے ۴۔ کہ لوگوں جلیان دانی ہر فرمان بردار کے کہ اسکا کہہا انو
 رسول اور صاحبون علم کی کا تم میں ہی ۵۔ سو سو جو تم ذکر مائت اگر میرم نہیں جانتے ۶۔ اہل تقلید کی ایسی شخص کی قن
 عمل کرنا کہ جسکا قول چاروں مجتہدوں شرعیہ میں ہوا اور نہ اس کی قول عمل کر نیکی کو فی حجت شرعی ہو جو جمع کرنا حضرت اور جماع کثیر تقلید ہو
 ایسی کہ یہ دونوں مجتہدوں شرعیہ میں ہوں اور ہی ہر ایک کمال الخیہ میں بخیرین اور باہر الجماع کے کہہا ہے کسی ہر جو چہ عمل کرنا انجان کا

بقول المفتی وعلی القاضی العقل لان کلاهما وان لم یکن احدهما بل لیس العمل به بالجملة شرعیة لاجل ان النص لخص العالم
بقول المفتی وخذ القاضی العقل انما هو فی العبادات الذمیه لیسنا الراجح من الاختلاف فی جواز التقليد اور فاضل مذکور ہی نہیں ہے
نور ابن التقدیر العمل بقول من لیس قولہ بالجملة الشرعیة بالجملة فالرجوع الی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام او الی الراجح
الیس منہ شکلا رجوع العالم الی المفتی والقاضی الی العقل لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد والعالی الی مثل ذکر القاضی
علی ان العالم مقید بالجملة قال امام الحرمین وعلیہم السلام والابوین وقال الغزالی الامام ابوہریرۃ ان سأل عن رجوع الرسول
الاجماع والی القضاۃ والفتویٰ تقلیداً فلا مشاحة لہم پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کو واجب ہے اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے
نہایت البتہ اور جبکہ متعدد ہند ہوا کہ اب مسلموں کو ناجائز ہے کہ تقلید مجتہدین کی عالم جامعہ دینیہ کے ساتھ کہ ان کے پاس ایک مسئلہ
کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اور مسئلہ معلوم دین میں چاہے شے جیسا کہ عالم جامعہ دینیہ کے ساتھ کہ ان کے پاس ایک مسئلہ
فرض ہے ہر تکلف پر تو ہوا کہ اس مسئلہ میں تقلید کسی مجتہد کی چاہیے بلکہ اس وقت تقلید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پر ضرور
چاہیے اس لئے کہ جس طرح کہ حکم ہے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ ابو سعید بن جبہ کی عالم جامعہ دینیہ کے ساتھ کہ ان کے پاس ایک مسئلہ
کثیر لا تعلمون سمعہ من رسول اللہ کر و اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تو اس سے اور یہی دلیل ہے وجوب تقلید ہر کجا انصار
الذین الحقین الطام فی الشریعہ وغیرہ اور ظاہری کہ امر و لیس اس آیت میں مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ میں محقق ہے
کہ حکم مقید بالشرط ہے نہیں ہے اس میں جو کہ مجرہ ہوا اس شرط سے چاہے مسلم الشیعہ میں کہا ہی
الظاهر ان التخصیص عین القصر اتفاق وانما الخلاف فی اثبات التخصیص لہذا اور توضیح میں کہ یہ ہے وعند الذی ثبت
بدایہ النہایۃ بل بقول الحاکم علی عدم الاصلی حتیٰ لایکن هذا العمل کما شہرہ اصلہا علی ما علیہما انہی اور یہی کوئی دلیل قرآن سے یا حدیث سے
یا وجہ سے یا فاسد ہے کہ اگر جو حکم کی تقلید کو واجب یا جائز کوئی اور اس کو عدم اس کی تکالیف نہیں ہے بلکہ کئی آیات صریحہ دلالت کرتی ہیں
اس پر کہ اگر جو حکم کسی مسئلہ کے قرآن یا حدیث سے بدون کسی تقلید کے پیرو سے قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال اللہ
تعالیٰ ولما انتعت اہلہم بعد الذی جاءہم من العلم الا انہ من ولوا الذی یدور اور بدستور ان کے حق میں شیعہ اور ائمہ کے حق میں

مفتی کے قول پر اور علی کرنا فاسد کہ انہ کی قول پر جو کہ یہ دو لوگ خود وجہ سے نہیں دیکھیں عمل اپنے پر محبت شرعی نہیں بلکہ کہ حکم
اہل اہل و احباب کے لئے مفتی کی قول پر عمل کرنا اور فاسد کی کوئی دلیل کے متور پر عمل نہ کرنا شیعہ میں طاعت ہوا اور یہی کوئی دلیل قرآن سے یا حدیث سے
ہے وہ عند الفرض میں اختلاف ہوا تو تقلید کے مرفوع کا بیان اس مسئلہ تقلید اس شخص کے قول پر یا دلیل علی کرنا ہے جکا قول مجتہد
شرعی میں کسی ہندو سے کہ آنحضرت اور اجماع کثیر تقلید ہر سے اور سطح جمع کرنا ایمان کا مفتی کی قول پر یا دلیل علی کرنا ہے جو کرنا فاسد کا
نہ اس کی کوئی دلیل تقلید نہیں ہے کہ اگر کوئی یہ حکم شرع دیتا ہے بلکہ جو کرنا چاہیے ایمان کا اپنے جیسے دیکھ کر تقلید نہیں بلکہ ہندو سے
ہر گز کرنا ایمان چاہیے کا مسئلہ ہے امام الحرمین کے قول سے کہ جو کرنا چاہیے ایمان کا اپنے جیسے دیکھ کر تقلید نہیں بلکہ ہندو سے
جو کرنا آنحضرت اور اجماع اور مفتی اور لوگوں کی فکر تقلید قرار دیا تو کچھ حرج نہیں ہے یہاں اشارہ کیا کہ اس مسئلہ مفتی ابن ہمام نے

اور یہی کوئی دلیل قرآن سے یا حدیث سے ہے وہ عند الفرض میں اختلاف ہوا تو تقلید کے مرفوع کا بیان اس مسئلہ تقلید اس شخص کے قول پر یا دلیل علی کرنا ہے جکا قول مجتہد شرعی میں کسی ہندو سے کہ آنحضرت اور اجماع کثیر تقلید ہر سے اور سطح جمع کرنا ایمان کا مفتی کی قول پر یا دلیل علی کرنا ہے جو کرنا فاسد کا نہ اس کی کوئی دلیل تقلید نہیں ہے کہ اگر کوئی یہ حکم شرع دیتا ہے بلکہ جو کرنا چاہیے ایمان کا اپنے جیسے دیکھ کر تقلید نہیں بلکہ ہندو سے ہر گز کرنا ایمان چاہیے کا مسئلہ ہے امام الحرمین کے قول سے کہ جو کرنا چاہیے ایمان کا اپنے جیسے دیکھ کر تقلید نہیں بلکہ ہندو سے جو کرنا آنحضرت اور اجماع اور مفتی اور لوگوں کی فکر تقلید قرار دیا تو کچھ حرج نہیں ہے یہاں اشارہ کیا کہ اس مسئلہ مفتی ابن ہمام نے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

[illegible]

علیہ السلام علی نقیہ بالقرآن وقد عرفت ان الحق هو الاول ثم قال ولا ناعید العلم فی شرح مستقیم اور اگر کہہ کر صلاح پس
اس کی جتنی بات کی دن دشوار ہے تو کیا جائیگا کہ علم یقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہیں ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ
عند مجتہدین فرمایا ہے ورنہ باندہ از ارادہ عدم التیقن فی ہذا الاصل الفہم ہذا ایضاً لایصل الی فی زماننا التیقن بل انما
یستغنی الذم علی الظن وان اردنا لایدرک ذلک بقا الظن منعناہ فی صلوٰۃ الزعم لان التبحر فی المذہب المتبع لکتاب
الحافظین الحلال والفقہ مجملہ صلیغۃ کثیرہ لایصل الی علم الظن بل انما یستغنی عنہ غیر مستقیم لایستغنی بل یستغنی عنہ
ناوہ غلبہ میں حاصل مگر یہی کہہ سکتا ہے انرا میں علم حدیث زمانہ زبانی سیکھا جاتا تھا اور کتب متون تھی اور قواعد
مہربان تھے اور کتب سائر الرجال کا نام و نشان تھا اور اب مجتہد کچھ بالا بدستہ العمل موجود ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام
عبدالرحمن بن سنان ابو شامہ کے اور کیا اور وجہ ثانی یہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حبِ صحت اپنی کی ایک حدیث کو
تحقیق کر سکے وہی عمل کرے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص عمل کرے نہیں سنا ہے اور
حدیث کی گنہگار نہ ہوگا اور وہ عمل اور کیا باطل اور قابلِ عاودہ کی نہ ہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ میرا فی سبب المقدس
کی بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتے تھے وہ جب آنحضرت ہی اور کوئی بیرونی تو متوجہ کی طرف
ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام ہی اور کوئی بیرونی کہ جو نماز طرف بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہوئی تو قبول الیقین کے
بڑھ چکی تھی اور کوئی عاودہ کرین چنانچہ فاضل قزوینی نے مفتی میں کہا ہی اند علیہ الصلوٰۃ والسلام
لم یأمن الذین صلوٰۃ الی بیت المقدس بعد التحویل جاہلین بذات قلوبہم اصلوٰۃ تھم انتہی تو حدیث دن لوگوں کا جو کہ حدیث علی
مروی ہے بالکل منسوخ کر کے میں جمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم باحدیث کو وقت جاہلی ایک مسئلہ کی حدیث
تقلید کی مجتہد کے نہ جاسکتے اور اس مسئلہ خاص میں باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم ہے قسم اول جب اور
سبب تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی کسی لاعلمی التبعین کہ مولانا شاہ ولی اللہ عند مجتہدین
کہا ہے کہ یہ تقلید چاہیے اور صحیح ہے اتفاق است و ایسے یہ علامات کھنسی ہے کہ عمل مقلد کا ساتھ قول مجتہد کی اس طرح
جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کی ہو تو عمل میں جائیگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ تقلید ہے سنت کی تو اس کو چاہیے

اور اس بالکل سبب کو میں پروردی لازم ہے فقہ انعام جہاد پر مبنی ہے اور یہ تو سچے معلوم ہے کہ حق پہلے ہی آیت
ہو چکے وہ عبارت جسے مولانا جہد علی نے شرح مسلم میں کہا ہے اور یہی قول اسطورہ دیکھا گیا ہے کہ اگر ان
حالات کی نفی کا عدم یقین برادر ہے تو کیا یقین تو مجتہد کو ہی حاصل نہیں ہوتا وہ تو اپنے اکثر مسائل غالباً نہیں پڑھ کر رہا ہے اور اگر
برادر ہے کہ وہ شخص کو وہاں سا نہیں جانتا تو اس کو نزاع کی صورت میں نہیں مانتا کیونکہ مستخرج فی المذہب کہ قوم کی کہ نہ ہو کہ کہتا
ہے اس بارے حدیث اور فقہ میں سی مقدار شائع کا حافظ ہو اکثر اوقات بیانات اسی طریقہ حاصل ہو چکے کہ حدیث منسوخ ہے
وہ اسطوٰۃ کی اولی کا قائل ہو کر وہی ہو کہ حضرت مسلم دن لوگوں کو جو حق بعد بدل جہت تبدیل کرنا چاہیں بیت المقدس کی طرف

نسخ
ہو گیا

اور اس کی عادت نہ تھی کہ اس کا نام لے کر

چنانچہ قرآن میں اِلم ان تقلید مجتہد علی جہان واجب و حرام فاحذر ان يكون من اتباع الرواية ولو لا انه تفصيل ان الحاصل
بالکمال السنۃ لا یستطیع التبع ولا الاستیطاق کا وطیفہ ان الفقہاء احکم رسول اللہ ﷺ فی مسئلہ کذا وکذا بلا تغیر و
اندر اتبعہ سوا کما کان مأخوذاً من صریح نص و مستنبطاً و مفیداً علی النصیب فکل ذلک اجماع الروایۃ عندہ علی اللہ و لودلالہ و ہذا
حقاً تنقذ الامم عاصیۃ قرآن و سنۃ و امامۃ ہذا تقلید ان یكون علیہ یقول المجتہد کالمستمر و یكون موافقاً للسنۃ فلا ینال استیفاء
من السرد بقولہ الا ان کا فتنہ ظہر حجتہ مخالفہ فقلہ نبتہ و لہذا الحدیث قسم ثانی بایح اور وہ تقلید مذہب معین کے ہے بشرطیکہ سند
اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نظری تعین کر لی کہ حیکارہ ارادہ تعالیٰ کا دہلی تلباح الیٰ ذکر کے ہونا اور ہوا ہے تو ہر
ایک مجتہد کا اتباع کونیکلی اوی کی اتباع سی عہدہ تکلیف کسی فاضل ہو جائیگی اور بہین سہولت ہی باقی جاتی ہے اور
ملاست اس تقلید کی یہ ہے کہ اگر وہ سند مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرے تو اس کے انکار نہ کری اور کسی شخص علی کرنی
والیکو برا نہ جانی اور ملاست اور نیکو کری مثلاً حنفی المذہب کے مسئلہ رقم بدین اگر معلوم ہو تو اس کی استعمال ہی نفرت اور
انکار نہ کرے بلکہ کہی کر بھی لے اور حنفی ہو کر کسی کرمیوالی پر عین کرے قسم ثالث حرام و بدعت ہے
اور وہ تقلید ہے بطور تعین کے بہیم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے قریم راجع شرک ہی اور وہ ایسی تقلید ہے کہ قوت
مادعی کے مسئلہ نیک ایک مجتہد کا اتباع کیا پورا و سکود حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اس مجتہد کے
سلا معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاد ویزا دن عذرات کی جسے سابقاً بخوبی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کرمیوال
ہی نہیں کرنا اور یا اس میں بدین سبب کے دلیل و تحریف کر لی اور حدیث کو طرف قول امام کی لہجہ تا ہی غرض کہ وہ مقلد
ہر سبب امام کا بہین چہرہ تا سوان قسمین ہی قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہیں کیونکہ اون دونوں کو فریقین
سلم کرتے ہیں لکن قسم ثالث اور رابعہ نیک موکرار اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو بحث میں تقلید
مخصی کے آویسے فائدہ نظر اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو درج ہو جاوے کہ شرک جوئی پرسی تقلید کے
بات قرآن اور احادیث جوئی بہت سی دال ہیں اور بہت علماً اون آیات اور احادیث سی شرک ہونا ایسی تقلید کا

۱۵۔ مقلد کے مجتہد کی پر سے دوسم کی ہے واجب اور حرام سوا یک تو یہ ہے کہ باعتبار دلائل روایت کا اتباع ہوا و کی تفہیل
ہے کہ درخص قرآن اور حدیث کو نہیں جانتا اور وہ بذات خود جستوی سائل اور ستاد کی قات نہیں کہتا سوا و سکا یہ ہی و فیض ہے
کسی فقہ سی وجہ کہ حضرت مسلم لانی لانی سلم میں کیا حکم فرمایا ہے جیہ فقہ تبادی تو او کی پیروی کرے بلکہ اگر میری طرف سے
یا ہو اور اس متبا کا کیا ہوا منصوص بر قیاس کیا ہو یہ سب امور میں حضرت مسلم کے روایت کی کفر رجوع کرتے ہیں
اگر یہ بطور دلائل کے ہے ہون اور ایسے تقلید کے محبت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتیں
یعنی ابی نہایتوں میں ایسے صورت پر متفق ہیں اور اس تقلید کا شان یہ ہے کہ او کا عمل مجتہد کے قول برتتاں
کے ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانگاہ کی سنت کا متن ہیں کہ ہر جہاں یہی حدیث ملادی کہ اس قول کی حمایت ہو تو اس کو

ثابت کیا ہے جس نقل کو دنیا قبول کرے اور علماء کا جہنم وہ آیات اور احادیث موجود ہیں مستغنی ہے ذکر کرنی آیات
 ایسی علمائے دین کو کہ تفسیر نبی پوری میں منمن اس آیت اتخذوا حیاہم واربائہم اربابا من دون اللہ کی مذکور ہے
 کہ یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ نبی اپنے علماء اور ورثہ کو خدا ٹھہرا لیا تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ اٹھاؤ انہوں کی
 اپنے علماء اور ورثہ کی بر خلاف حکم خدا اور رسول کے کی یہی عبارت تفسیر کو کی بعد لکھی جاتی ہے اختلاف مع
 اتخذہم اربابا بعل اتفاق علی انہ لیس المراد انہ جعلوہم اللہ فقال اکثر المفسرین المراد انہم اطاعوہ فی اوامرہم ونواہیہم ونقل
 عن عبد بن حاتم قال فیما فی التفسیر علی اللہ وهو یقر سترہ بولہ فلما وصل هذا الایۃ قال عبد انما لیسنا نعبدہم فقال
 اللیس نعبدہم من اہل اللہ وتخلی ماہم فقلت بل فقال تلك عبادہم قال الربیع قلت لا بل العا کیف كانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل
 فقال انہم رب عبد فی کنا الیہ ما یخالف قول الاحباء والرضاء فانوا یأخذون باقوالہم وماکانوا یقبلون حکم اللہ فقال العلماء
 بلیم تکفیر الفاسق بطلان الشیطان انما علیہ الخیر لان الفاسق وانما ینقل عن الشیطان الا انہ یلغیہ ویستخف بہ بخلاف اولیائہ
 الا انہ المظاہر قال الامام فی الدین الرازی قد شاهدت عجم من مقلد الفہم قرأت علیہم ایا کیہ من کنا الیہ فی مسائل کانت تلك
 مخالفہ لہم فیہم فیہا فیم یقبلون تلك الا یاتوہم یلتفتوا الیہا کانوا یطرقون الیہا المتبع یعنی کیف عین العمل یظہر انک الایام مع ان الرازی
 سلفا رد بخلاف انما تاملت حوالہ الیہا ووجدتہا لا اعلم الیہا وراوی اللہ فی التفسیر یعنی تفسیر نبی پوری وکذا فی تفسیر الکبیر بسام
 فخر الدین رازی کی تفسیر صاف فرمے ہوا کہ اگر مفسرین متعصبین مخالف قرآن و حدیث کی کہتے رہے ہیں سب غلط ہیں
 اور نیز فخر جو ان کی کلام سی لکھی تفسیر کہ مخالف قرآن و حدیث کی ہو وہ مذموم اور واجب الرد اور متعصبین سات ائمہ سید
 چلے آئے ہیں کہ باعث تعصب یہی کی فخر قرآن و حدیث پر عمل کراد شوار ہوتا ہے اور نیز دیکھتے ہی مقلدین معذور
 اتخذوا حیاہم واربائہم اربابا من دون اللہ کے ہیں اور ضایع ہونا شاہ ولی اللہ فرمایا کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو
 ارباب سمجھ لیا کہ اسکے شان سی خطا بعد ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اوس امام کی ملی تو یہی اس کی تفسیر کو چھوڑے

۱ علماء مختلف ہیں یہود اور نصاریٰ کی اپنی علماء کو یہود کا ٹھہرا لیا کہ مفسرین میں بدلتا ہے اس بات کی رو سے اپنی علماء کو خدا نہیں کہتے تھے سوا اکثر مفسرین
 کہا ہے کہ وہ اسرائیلی میں اپنے علماء ہی کا کہنا کرتے تھے عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت مفریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئے اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ برد رہتے تھے جیسے آیت کس پہنچی تو وہ ہونے لگا کہا ہوتا ہے ملکی زندگی نہیں کرتے اپنے فرمایا کہ تم حرام نہیں
 ہڑتے جسی اللہ سلال کیا اور سلال نہیں ہڑتے جسی حرام کیا وہو نے کہا یہ تو ہیک ہے اپنے فرمایا یہی تو ان کی زندگی ہے برسر ان کہا ہے
 ابو الداعیہ پوچھا کہ بنی اسرائیل کا علماء کو پروردگار ٹھہرا کیا نہ کہ ہونا کہ ان کے کہہ کر وہ کیا مدین وہ شکر کوئی علماء کی مخالفت ہونے پر کہ اپنے
 علماء کی تو ان کو لیتے تھے اور حکم خدا چھوڑ دیتے تھے علماء نے کہا ہے کہ سوا اس کی نہیں جو اس کی تکفیر کا شیعہ ہیں لازم نہیں آتی بخلاف
 خود کہ کے فاسق اگرچہ شیطان کا کہا جاتا ہے گروہ کو کہہ سکتے ہیں بخلاف ان احوال کو کہنے والوں کے کہ اپنے مقتداؤں سی بربر تعظیم
 و امام فخر الدین رازے نے کہا ہے کہ میں ایک گروہ مقلدوں کے ملا اور ان کی مذہب کے مخالف کچھ آیتیں میں ان کی رو بہ فرمیں تو وہ ہونے اور ان کی

تو تو جس شخص سے اعتقاد و احباب و رها بھائی اربابا من دون الله میں چنانچہ عقد و عہد میں ارشاد و قرانی میں مذکور ہیں
عامیاً یقلد الجلامن الفقہاء بعینہم انہ یمنع من مثل الخأوان ما قالوا الصلوۃ البتہ و خم فی قلبہ ان لا یتذکر تقلید
وان ظہر الدلیل علی خلافہ و ذلک ما واه الذوق عن عکس حاتمہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء اتخذوا احبابہم
ورہابہم و اربابا من دون اللہ قال انہم لم یکنوا یعبدونہم و لکنہم كانوا اذا احلوا لہم شیئاً
استحلوا و اذا حرموا علیہم شیئاً حرموا ^{سواء} استحلوا و شاء و ما منع من سوا حجۃ
اللہ البالیۃ من قرانی میں و منہا تقلید غیر المعصوم ای غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی شیعہ عصمتہ و حقیقتہ انہ یجتنبون
من علماء الامة فی مثلہ فیظن متبعوہ ان علی الاضاق قطعاً غالباً یفرد و ایدہم باحیضاً هذا التقليد غیر اتفق علی الامة
المخرج منہم اتفقوا علی جواز التقليد للجمہودین مع العلم بان الجمہود یخطئ و یسید بمع الاستسار لصلی اللہ علیہ وسلم فی المسائل
والعلم علی انہ اذا ظہر من شخص کذا قلنا انہ ترک التقليد اتبعہم کذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ اتخذوا احبابہم رها بھائہم اربابا من
اللہ انہم لم یکنوا یعبدونہم و لکنہم كانوا اذا احلوا لہم شیئاً استحلوا و اذا حرموا علیہم شیئاً حرموا ہتے کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عبدالعزیز نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کی تقلید اپنے آپ سے رو بہ لازم سمجھ لے اسے رو بہ وجود مخالف معلوم ہو جائے حکم اس کی کیا ہے
حکم خدا کی اسکا اتباع چھوڑے تو اس سے حکم تہ اتخذوا احبابہم و رها بھائہم اربابا من دون اللہ کے خلاف نہ کہ
تذکرہ ایچا پنجہ فتح العزیز میں تحت آیت فلا یجعلوا للہ انداداً و انہم یقلدوہن کے قرانی میں درینجا بامید نہشت چنانچہ
عبادت غیر خدا اسلطان شرک و کفر سب اظہار و کفارینہ یا لا استکمال کفر سب و معنی ادا عت غیر لا استقلال نہشت کا اور

نہ کہ کسی اور پر یہ حقان کسی دہائی اور یہ سیرگی یون ہی کہ ان آیات مخالفہ سب یہ سیرگی نہ کہ سب ہو سکتا ہے اگر خوب غور کیا جائے تو یہ سب میں کفر و کونین
چیل باج ہو چکی ہا تنہا پر کی اور اس طرح تفسیر کریں ^۱ اور جو شخص ایمان ہو و درہما چن سی کسی ایک تفسیر کے یہ سمجھ کر کہ ایسے
تخص سے خطا مشکل ہے اور یہ جو کہتا ہے یہ ہے شک ہے اور میں یہ بات ٹھہرا کہ کسی تقلید چھوڑ دینا اگر کسی کی شکا پر دلیل قائم ہو
مصدق ہو کہ وہ دین میں جو تہذیب مذہبی من عام سے روایت کی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے حضرت صلعم سے سنا کہ یہ آیت ہے
کہ تہذیب اور عبادت اسنے عالموں اور دینوں کے پروردگار سے کہو کہ چھوڑ کر فرمایا کہ وہ لوگوں کی زندگی نہیں کرتے تھے بلکہ کمال پال تھا اگر
چیز کو دین میں حال تبادی اسکو حلال بنا دے چھوڑ کر کوئی چیز حرام بنا دیتے تو اسی حرام بنا ^۲ اور ان میں پروردگار سے غیر معلوم چیز سے
کے نہ جنگی عصمت ثابت ہو چکی اور دینوں کے قیام کی یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی عالم کی پیروی کرے اور یہ گمان کرے کہ وہ یقیناً حق پر ہے
یا ظن غالب اس تفسیر کی وجہ حدیث صحیحہ کور کہ سے یہ تقلید راہ کی ہے چہر امت و حرم فی اتفاق کیا کہ نہ کلا و نہ ہوت اتفاق کیا کہ نہ تقلید
مجتہدین پر یقین ہا کی کہ مجتہد سے خطا اور ضلوع فون میں وسیع مؤول حدیث حضرت صلعم اور قصہ باکی کہ جو وقت حدیث خلاف مذہب کے
غالب نہ کی تو تقلید کہ چہر حدیث کو دیکھا حضرت صلعم اس وقت کی مئی میں فرمایا کہ تہذیب اور عبادت اپنے علی اور دینوں کو پروردگار کے چھوڑ کر
اسکی کیا نہیں تھے بلکہ کمال پال تھا کہ چھوڑ کر کوئی چیز حلال بنا دے تو حلال بنائی و حرام بنا دیتی تو حرام بنائے ہر چہ کہ عبادت مجتہدین کے

مولانا شاہ ولی اللہ فی عقد الجحد ثمر قال وقد صح منصوصاً انہ قال اذا بلغکم عنی منہ ذنب صح
عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی موجب الجحد انتہی امام محمد بن محمد بن جنس فرماتے ہیں کہ کیا کلام تم
کا کہ ساریس نہیں ہو سکتا ایسے حدیث کی مقابل کیا قول پیش کرنا چاہئے چنانچہ یو اقیات الجواہر میں حلی فرما
میں وہاں الامام احمد بقولہ لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تعقلہ ولا تقلہ مالک واولاؤ الذی ولا الخفی
والغیرہم وهذا الاحکام منحت اخذوا من الکتاب السنۃ انتہی خیر المؤمنین میں شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی الا انی اوقیت القرآن
ومثلہ مع الا یوشک رجل شعبان علی اریکنہ یقول علیکم هذا القرآن فاوجدتہ فید من حلال فاحلہ وما وجدتہ
فیہ من حرام فحرّمہ الی اخرہ واہ ابو داؤد والارمی علی المقام بن محمد یکر ب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہیں
کہ اس حدیث میں ثبوتی چیز کی اور شکل ہے جو کہ پیدا ہوئے ہے غضب عظیم سے اس شخص پر جو حدیث کو ترک کرے اس نظر پر کہ
قرآن ہلکا کا فی ہے اب حدیث کی کچھ جگہ نہیں پر کیا حال اس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کے رہتا ہے ترک کرے
چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں فرمائی ہیں فیہ الحدیث توبیخ وتقریم پیشا من عظیم علی من ترک السنۃ وامل بالحدیث استغناء
عنہا بالکتاب کیف یمنہ حج ال احمی الحدیث واذا سمعہ حدیثاً من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بها فان امل بها البعد
انتہی شیخ اصر فیہ حمی الدین ابن العربی فرماتے ہیں کہ جسے حدیث کی مقابل میں قول کسی امام مجتہد کا یا کسی پیشوا کا
پکڑ کر کہنا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہو گیا اور غل گیا اللہ دین کے چنانچہ فتوحات مکیہ میں ارشاد کرتے ہیں اذ
حدیث الحدیث ویاخذہ قول صاحبہ امام فلا سبیل الی العدل من الحدیث ویدک قول ذلک الامام والاصل الحدیث قال
ولایحی ترک ایتہ وخر بقول صاحبہ امام من یفعل ذلک فقد نزل عن الا وخرج عنہ عن اللہ انتہی شیخ الشافعی صاحب جہان فی طلب

خالف حدیث صحیح ہو چکا تو اس کی پیروی کرو اور بیان لو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فی عقد الجحد میں نقل
کر کے کہتا ہے کہ اگرچہ طے ہے بات محبت کو ہو چو گئی ہے کہ امام شافعی رح کہتے ہیں کہ جب مجتہدین میں سے کسی نے کوئی مسئلہ پہنچا اور حدیث اس کی خلاف
تو موافق حدیث کی ہے میرا مذہب ہے ان کہوں ۱۵ اور امام احمد رح کہتے ہیں کہ اللہ اور رسول کی مقابل میں کسی کو مجال بات کی نہیں
تو میرے پیروں کو اور نہ مالک اور نہ ازامی اور نہ شخصی و غیرہ کی اور نہ ان کے حکام شرعیہ کی چاہا سوا بہترین لئے ہیں یعنی کہ بارگاہ
سنہ جہاد ہوئے لوگوں میں قرآن دیا گیا جو اس کی ساتھ اس جیسے اور چیز ضرور ہو تو ہری دن بائیں کہ سنہ پہر لوگ تحت جہاد
کہیں کہ قرآن کو مضبوط پکڑو اور جو اس میں حلال پاؤ حلال باوجود حرام پاؤ سو حرام باوجود حلال و نفلوں تک نہیں روایت کیا
ابرو اور دارمائی مقام بن سعد یکر ہے ۱۶ اس حدیث میں نہایت چمکے ہیں کہ مسند پر جو قرآن کو کافی ہے ان کو حدیث کو خیال میں
نہاؤ کہ کیا حال اس کا جو مذکور کی حدیث پر اور جب کوئی حدیث سنیں تو کہہ دیں کہ جی نہیں سنی کیا کام میں تو اپنے مذہب کا پابند ہوں ۱۷
حضرت حدیث صحیح ہو جاؤ اور کسی نیک امام کا قول اس کی مخالفت میں نہ کرنا چاہی بلکہ دو رفیق اور امام قول پیروی پر کیا
اور میں ابن عمر نے نہیں جاکر جو روایت اور حدیث کا کسی نیک امام کے قول کے مقابل میں حدیث کے خلاف کیا وہ پراگرا ہوا اور اللہ دین کو نکل گیا

محمد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ فکر کرو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اور قریب بہ کتاب
 کس کی صیغہ ہو تو یہی حدیث کی مقابل اور مخالف کیسا قول ست یا تو وہ کسی شافعی ہی مروی ہوگی کہ یہ کوئی انکی
 سامنے حدیث کی کتاب کیسا قول پیش کرنا تو فرماتے کہ تجھے ہلاکت یہ حدیث ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ غیب
 بند اور حقیقت سے منقول کیا ہے ان الدار کی ان الشافعیہ کان یستفقه ویرث بقیۃ بغیرہن ہب الشافعی ابی حلیفۃ فقہا
 لہ ہذا لیس الف قولہما فیقول ویلکم حالہ فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حکذا انتہی فقہا فری مقلد وبعید
 فامشی شمس بن ابن غلخان نے یوں نقل کیا ہے وہاں ای الدار کی اذاجاءتہ مسئلۃ فیکر طویلا تفریقۃ فیہا
 وریا افتی علی خلاف مذہب الامامین الشافعی والی حقیقۃ رضی اللہ عنہا فیقال لہ فی ذلک فیقول وینتہ
 حدیث فلان عن فلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ انکذا انتہی۔ امام محمد بن عبد اللہ بن ابی حلیفہ نے فرمایا کہ اس کے
 راویوں کے کہ فقہا مقلد ہیں۔ اماموں کی صیغہ بات پر توقف ہو کر ہر ایسے جرم جاتے ہیں کہ اگر کسی درستی امام کا قول ہو ان
 کتاب اللہ اور حدیث کی انکی لگے پیش کیا جاتا ہے تو ہر کو قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب اللہ اور حدیث کی دفع کر دیتے
 حلیہ سازان کرتے ہیں اور باطلین علیہ السلام پیش لاتی ہیں مبیہ کہ کلام اولکامولہا شافعیہ اولی امامتہ سعید بن منقول کرتے ہیں
 قال یحییٰ بن عبد السلام ومن اعجب العجائب ان الفقہاء المقلدین یقفوا احدهم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا
 یجدوا لضعف ما فعلوا وھو مع ذلک یقلدوا فیہ ویقرؤ من مشہد لہ الکتاب والسنتہ ویتا وھا بالنا ویتا البعیلہ
 انتہی حافظ الفقہاء احمد بن عبد الرحمن بن اعجل ابو شامہ بن فقہا مقلدین کی طرف سے جو حمایت میں مستثنی ہو کر
 خبریات پر مبنی اور قبیح کہ کتاب کر رہے تھے اور حدیث کو بہت مشکل بنا کر یہی مذہب جو سابقین میں نقل کر کے اس میں
 دیا گیا ہے میں کرتے تھے انوس اور تحریر کیا کرتے اور انکی جان پر عافیت کرتی چنانچہ کتاب اصول میں فرماتے ہیں
 وقد علم الفقہاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والا تار والجنۃ عن فقہا ومعاہنہا ومطالعة کتب النفسیۃ الحسنۃ
 ۱۔ دار کی شافعی اور امام ابو حنیفہ کی نہ کیے مخالف فتاویٰ دیکھ لی کہ اس کی تہ اور نہ نہ خودی قول کی کتاب ہے تو کہتی ہے
 اس پر امام بن غلخان نے ہی حضرت مسلم حدیث نقل کی ہے ۲۔ دار کی کا یہ حال تھا کہ جلیں کی پاس کوئی مسئلہ آتا تو خوب فکر
 اور پر غور دیتے اور اگر امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے مخالف فتاویٰ پڑ جاتے تو اسے باب میں کہا جاتا تو کہتے ہو خوش اس مسئلہ
 فلان فلاں راوی نے حدیث روایت کی ہے ۳۔ ابن عبد السلام نے کہا کہ اگر اتعجب کہ مقلد فقہاء کو اس لئے امام
 ایسی ضعف اختیار ہوتے ہیں ہر جگہ میں کہ جسے کوئی توحید نہیں کر سکتے اور ہر اس میں اپنے امام کی شریعت سے جاتے ہیں اور جلیں
 یہ کہ کتاب اور ستاد و بیچ قیاس نہات دیتی ہیں اور مقلد امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتے ہیں اور قریب ان اور شد
 ملا وہاں اولین گہڑتے ہیں ۴۔ با شاکہ چار سے زمانہ میں فقہا نے حدیث اور آثار کے کتاو کو دیکھا
 اور انکی شرحوں کا مطالعہ کرنا اور مقلد سمجھتے حرام ہے اگر کہ ہے

فی شریحہ وغیرہ بالافقانہم وعمرہم فی النظر فی اقوال من سبقہم من متاخری الفقہاء وتروکوا النظر فی نصوص
 بنیدہم المعصومی عن الخلاء صلی اللہ علیہ وسلم واثار الصحابة الذین شہدوا الوحی عاینوا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفہم وفاقا
 الشرعیۃ فالاجماع حرم ہوا لہ رقبۃ الاجتہاد وبقوامقلدین علی الایاء وقد كانت العلما فی الصلۃ الاول معذرتی ترک
 ما لم یقفوا علیہ من الحدیث لکون الاحادیث لم تکر حینئذ فیما بینہم مدتنا انما كانت تلقی من افواہ العلماء وہم یتفرقون فی البلدان
 زائل لک الخلاء ولہ الحدیث لجمیع الخلاء لجمیعہما وکتب بوجہا وقسمها وسهل المطریق الیہا لیسوا ضعیفہا فکثیرہا فاصغرہا وکملوا فی علی
 الرجال جرح الجرح منهم فی علل الخلاء ولم یدعوا المستعمل ما یتعلل بہ ففسر القرآن وتکملوا فی غیرہا ففہم ما کما یتعلق بہا مصلفا
 عدیدہ جلیلہ والالات متہیئا لذلک صلیا وقد کافؤ طمانہ وکذا اللغۃ وصناعة العربیۃ کذلک فقد حذرہ اہلہ وحققہ
 فالنقل الی الذین تبعوا بعد الجمیع النظر فی الکتاب المعتمدہ اذا رزق الانسان الحفظ والفہم معرفۃ الناس اسهل منہ قبل ذلک
 انتہی علی البیانی ایک فیض کہتے ہتے کہ لے بیٹھے بیچو اس بات سی کہ حدیث کی مخالف ہو کر رہے پر عمل کری اور ہم کہہ
 تو کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے، اماموں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہوں احادیث کی توہمای
 تو انکو چھوڑ دو تو اگر تجھ امام ہی کی تقلید منقول ہے تو اس قول کو کیوں نہیں ماننا اور دلیل یعنی دوس حدیث کہ
 جو یقین ہے عمل کیوں نہیں کرتا جیسا کہ امام کی قول پڑس احتمال سی کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی مجھ کو اور پھر
 نہیں عمل کرتا ہے چنانچہ شیخ شریانی مشافق الانوار القدسیہ میں فرماتی ہیں **ثم یستدل علی البیانی لفقہاء یاء ولک وان نقل**
بأن لا یلتزم مخالفۃ الحدیث وتقول ہذا منہ علی فان الذکا کم تدرؤا من اقوالہم اذا خالفت صحیح السنۃ وانت مقلد الاحادیث بلا
 ضما لک لا للاحادیث فی ہذا القول وتقول بالذلیل کما تفعل یقول امامک الاحتمال ان یکون لہ دلیل لم نظلم انت علیہ
 انتہی علامہ کمل متنا غایۃ نا فلا امام علائقی سی فرماتی ہیں کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کی معلوم ہو اور
 اپنا مذہب مخالف حدیث کی تو اس مقلد کو جیسا ہے کہ چاہیے کہ اپنی جہاں ہی اتنا ل کرے طرف اس مذہب کے جو موافق
 بلکہ اپنے ساری عمر متاخر فہما کی تو کوئی دیکھتی میں کہو فی میں اور جب معلوم کی احوال اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا
 کما حدیث شریف کہ سبھا انکی انار کو چھوڑ کھا چھڑو یہ لوگ بلا جہت ہادی محرم رہ کر کہیں بڑوں کی مقلد ہی اور انکی علمائے حق حدیث کے
 عمل نہ کر فی میں معذرت میں کہ اس نامین حدیثین متحہ نہ ہتیں بلکہ حدیثین تو لوگوں کی موہنہ سی سی جابین ہتیں اور لوگ جابجا ہتیں
 اسد کا شکر ہے کہ اب یہ عذر جاننا نہ لیسے کہ اب حدیثین جمع ہو گئی اور سائل کی باب مقرر ہو گئی اور قوی ضعیف حدیث
 اور چچی بری راوی کا حال بیان ہو گیا اور قرآن کی تفسیر میں ہو گئی اور قرآن وحدیث دونوں کی مشکلات اکثر کتابوں میں بیان
 ہو گئی اور جبکہ دارکی علمی طریح کا سامان موجود ہو گیا اور سطح لغتہ والوں نے علم لغتہ کو اور عربی دان لوگوں نے علم عربیت کو چھڑا دیا
 بعد ان کتابوں کے جی کی اور انکی دیکھتی میں اجتہاد کا نہ رہا حاصل ہونا سہل ہو گیا یہ نسبت اعلیٰ ہو چکی کہ لوگوں کو فہم اور سمجھ دیکھنے لگی ہر دار
 علمی میں جی ہتھوڑہ نہ کر کے جس کچھ نہائی لوگوں کے ہتھوڑے پر لکھا حدیث کی جہاں ہو چکر عمل کر لیں کہے کہ یہ میرا امام کا مذہب ہے کہ یہ میرا امام کا مذہب ہے

حدیث کی موجودہ تفسیر میں نزاع ہیں وذلک الامام الحلافی اندر بجز القول بالانتقال فی صورتین احدھا اذا كان
غير امار يقضه تشدید علیہ احزاب الاحتیاط والثانیة اذا كان فی خلاف مذهب امامہ دلیل من حدیث صحیحہ علیہ
فی مذهبہ جوابا قویا ولا معارضہ اجماع علیہ لا وجه لہ الحدیث الصحیحہ محافظۃ علی مذهبہ لئلا یرد قولہ ہذا موافق
لما نفع علیہ اجماع القدر الخفی ومشو علیہ از الصلاح وغیرہ انتہی نقل کیا اسکو فاضل قندلاریؒ اور کہا کہ رد
مستورین انتقال کرنا وجہ ہے چنانچہ مستشرقین میں نزاع ہیں اقول بحسب الفرق بین الصحابین بان الانتقال فی الاولی
احتیاط و فی الثانی واجب کما ہو ظاہر کلام العلویؒ ہے اسوہ محققین زبدۃ محمدین حافظ ابو محمد ابن خرم فی تفسیر
تفسیر حرام فرمایا ہے اور مرتبہ کی دلائل ہی بہت کی ہے چنانچہ تذکرہ الکافیہ میں نزاع ہیں التقلید حرام ولا
یحکم لاحد ان یاخذ قول احد عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان لقولہ تعالیٰ استعوا ما انزل الیکم
ربکم ولا تتبعوا من دونا اولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لہم استعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ الایمان
وقال تعالیٰ ما دحا لمن یقلد فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتنبعون احسنہ اولئک الذین ہداهم اللہ
واولئک ہم اولو الالباب وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شئ فردوا الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر
ظلم بجمہ تعالیٰ الرد عند التنازع الی الحد و ان القرآن والسنة وحکم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل
لانہ غیر القرآن والسنة وقد صرح اجماع الصحابہ کلہم اولہم عن اخرہم واجماع التابعین اولہم عن اخرہم تاجع
قولوں کی بیزاری میں جو میرے حدیث کی مخالف ہیں اور وہ خود بخود او نہیں کسی ایک گروہ ہی پر چھوڑ کیا میرا کیا کہ اس قول میں
او کی پیروی نہیں کرتا اور اس دلیل پر جو تجھی ملے گی ہے کیوں نہیں چل کر تاحلیج او کی قول پر چل کر تاتھا اور او کی کوئی دلیل کو شخصی پر چل
دیتا تھا ۱۰ امام حلافی نے ذکر کیا کہ ایک مذہب ہے دوسرے مذہب میں ہونیکا قول و صورت میں غلبہ دیا جاتا ہے کہ جب کسی امام کو
قول تکلیفنا میں ملوے دوسرے مخالف مذہب کے جبکہ حدیث صحیحہ تھا اور او کی مذہب میں جواب تو یہ نہ پایا جاوے کہ وہ اس کی پیروی
اوس مذہب کے جکا ایسے خود انکرام کر کہا حدیث صحیحہ کے جوڑیکے کوئی وجہ نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ قول موافق متوالی احادیث و رد و دفع
کے ہے اور ابن سلاخ وغیرہ علماء ابی یہی شریک ۱۱ میں کہتا ہوں کہ جب سے فرق کرنا دونوں صورتوں میں طرح کر پہلی صورت میں
انتقال مذہب ہوتا ہے اور دوسرے صورتوں میں جب سے چنانچہ غلام اللہ شاہیؒ ۱۲ تقلید پر کام اور کیا حلال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول کو بلا دلیل میرے دلیل اس آیت کی جلاوٹی پر جو او ترا نکو تھار ہے اور نہ جلاوٹی کو اسوہ و خیرین کی پیروی پر دلیل اس آیت کے اور جو ذکر
کہیں ملو اور جو امام اللہ کہیں نہیں بلکہ چلیکے ہم جس پر دیکھا ہے اپنے بڑے کو اور اللہ تعالیٰ کی وح میں جو تقلید کرے فرماتا ہے کہ تو
خوشی سننا یہ کہ نہ کو جو سنتے ہیں بات اور پر ملتی ہیں او کی نیک پر جو میں جنکو راہ دی اللہ اور حق میں دلدادہ اور اللہ تعالیٰ ہی پر اگر
جسکو بڑے و کم کسی چیز میں ترازو کو جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق میں ہوں اور جو میں ہوں جسکو نے جسکو نے وقت و جوہر ساقی
ہر ایک نے بیاب نہیں کیا اور کسی چیز کی کوئی قوت قائل کی قول کی کہ جو کو حرام ہو گیا ایسے کہ وہ قرآن اور حدیث ہی معا پر اور جو نیک صحابہ کا و

اولاً ہم نے انہیں علی المرتضیٰ والشمس من ارقی قصباتہم اقول انہما منہم او من قبلہم فیماخذ کلہ فلیعلم انہما بحججہ قول الیٰہما
 اوجیعہ قول الیٰہما اوجیعہ قول الشافعی اوجیعہ قول احمد ولا یفرک شیئاً من اقول ان اتبعہم انہما الی قول غیرہ وعلیہ السلام
 علی جاء فی القرآن والسنة غیر ذلک قول النسا بعبیہ ان قد خالفوا جم الا واما عن اخرا بعبیہ لا اشکال فیہ انہما لایجد
 سلفاً اماماً فی جمیع عصر الحجة الثالثة وقلا بعبیہ سبیل الخ بالہ منہما المتنبی علی فی عقدہ ورواجہ محمول ہوئی ہں کلام
 تقلید بعبیہ منہم برہان سے کہ مطلق تقلید کہ جو کہ وقت العلوی کے کیا جاوے اور اوہیں مخالفت احادیث کی نہ ہو کوئی ممنوع
 یا شرک نہیں کہتا اسود علی بن ابی حضرت سادہ علی السد قدس سرہ کلام کو ابن خرم کی نقل کر کر فراقی ہیں کہ یہ کلام ابن جن کا
 ادبی شخص کے حقین ہے جو قرآن اور حدیث کی سنت سے بہاگی اور ایک مسئلہ ہی حدیث ہی متنبی نہ کرے اور کسی اہل حق کو
 کرنے سے یا دیکھنے حق میں ہے جسکو کوئی حدیث مخالف نہ رہے بلکہ یہی صحیح اور وہ ممنوع ہی نہیں ہے وہ شخص اہل حق کی اتباع
 نہیں ہے اور حدیث کو ہرگز ہرگز نہیں قبول کرتا تو یہ خصلت ہی منافقوں کی اور حق دہنی بنی بنی عقدہ مجید میں بعد کے
 کلام ابن خرم کے فراتے ہیں انما یقر بعبیہ کلام ابن خرم فین لہ صواب من الاجتهاد ولو فی مسئلہ وغیرہ ظہر
 علیہ ظہور ابیان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکذا او عن کذا وانہ لیس بنسوخ اما بان یتبع الاحادیث واما قول الخالف
 والموافق فی المسئلہ یجدہا نسخاً او بان یرى ما غیرہ من المتجزی فی العلم ینہون الیہ یرى الخ لہ لا یتبعہم الا بقیاساً واستنباطاً
 فی حق الخ لا بقیاساً فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان ما خالفہ اوجب کذا ما خالفہ الخ انما الیہ الشیخ عز الدین عبد السلام قال فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یقر بعبیہ کلام ابن جن کا
 اولیٰ اثر کا اور ابن جن کا اجماع اول اثر کا اور متنبی تابعین کا اجماع اول سے آخر کا اس تقلیدی باز کہیں ہوا دینے کرنے بنی بنی
 کو کوئی شخص اپنے حق کے ساتھ کہنا کہ قول بالمعنی سے پہلے کے قول کیلئے قصدر سے پروردہ تمام تو کو کوئی یوسف بنی بنی امام ابو سفیان کی سارے
 قول یا امام مالک کی سارے قول یا امام شافعی کے سارے قول یا امام احمد کی سارے قول یا امامی اور وغیرہ یا انہی سلاوہ اپنے وقت کا قول چور غیر کا قول نہیں
 لیتا اور جو قرآن اور حدیث میں آیا ہے اور بقرآن و حدیث میں کہ جب تک کہ کسی انسان چیکر قول ہی موافق نہ کرے تو وہ خوب سمجھ چکی
 کہ اس میں تمام مست اہل ہی آخر کا یقیناً خلاف کیا اس میں کوئی شبہ نہیں ہی اور وہ اپنے وسطی تمام زاتوں ملکہ محمد بن سید کوئی
 یا ایک نام امام سوادنی بے شک مومنوں ہی مالک کا ہتیار کی اس وجہ سے کہ ایک چاہا اس میں ابن خرم کا قول اس شخص کی حق میں
 جودا ہوتا ہے جسکو کچھ اجتہاد حاصل اگرچہ ایک مسئلہ میں ہوا اور کی حق میں جبر و ظلم عوام جاوے کہ بنی مسلمہ یہ امر فرمایا ہے اور اس
 امری منع کیا ہے اور یہ ممنوع نہیں ہے یا قاضی حدیث کی حق اور مسائل میں مخالف اور موافق اقول کی تلاش ظاہر ہو جاوے کہ اس کا
 نسخہ کہیں نہ کیجی یا اس طور کہ مخبر علی کا گروہ کو دیکھتا ہے کہ بنی بنی یہ حق اختیار کر رہا اور اس کی مخالفت دیکھتا ہے کہ وہ صرف تیار
 رہتا ہے وغیرہ سے ہے حجت لاتا ہے اس صورت میں بنی مسلمہ کی مخالفت کا کوئی سبب نہیں ہے بجز پوشیدہ اتفاق یا
 ظاہر حقائق کے اور یہ وہی مضمون ہے کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے جہر اشارہ کیا ہے کہ چونکہ کہا ہی
 کہ بڑا ہی عجیب کہ بعضے تقلد نہ تھا اپنے امام کے ایسے ضعیف بات پر

یقیناً احدی ہم علی ضعیف ماخذ امامہ بحیث لا یجوز للضعیف مدفعاً و هو مع ذلک یقلل قیہ یزک من سہل لذلک کتاب
والسنۃ والاقتیاس الصحیحہ لہذا جہم جمیع اعلی تعلیل ما نہ بل یتمیل لدرع ظاہر لکن فی السنۃ و سبیلہا بالثاویلۃ البغیۃ الباطلۃ
انہی انی عقد الجیدۃ حضرت شاہ ولی اللہ رضا ایک جگہ یہ فرمائی ہیں کہ فقہا کی تفریق کو کتا بسا لہذا و حدیث سے لے کر
مسلم پر عرض کر کے جو موافق قرآن اور حدیث کی دیکھو او کو قبول کرو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کی مہر و متابع
بداد رکھوٹی ہے او کو اور نہیں کی ریش پر دہی رد و رد ایسے فقہا متفقہ سی جہنم و تقلید کو دست آورینا کہ قرآن
غور و مشق کو ترک کر کہا ہی انتہات مت کر اور اور اسی دہن میں خدکی قربت کچھ چنانچہ رسالہ وصیۃ فی توضیح
والتی ہیں دو ایما تفریق فقہیہ بر کتاب ہیئت عرض کر دن اپنے موافق باشد و جہز قبول اور دن والا کلا بد پر شریک و ذرا و ان
بہرچہ جو ان عرض مجتہدات بر کتاب ہیئت انتہا حاصل نیست و نحن متفقہ فقہا را کہ تقلید عالمی اسبوت آور ساخته متبع کتاب
و سنت را ترک کردہ نشیندن و بدیان الفتات کردن و قربت مناجت میں مدعی انتہا ہے اور عقد الجید میں فرمائی ہیں
جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر لازم سمجھ کر التزام کرے اور اس امام کو ایسا کہ وہ خشک پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی امام
میں مخالف قول اپنے امام کے دیکھ کر حدیث کو قبول کرے تو یہ عقیدہ او کا فاسد اور یہ قول و کا کہوٹا ہے کوئی او کا اور
انہیں عقل سی اور عقل سے اور ایسے ہی شخص کے حق میں ہیئت دار و ہے انا وجدنا ابا عبدنا علیؑ وانا علیؑ انا ہم مقتدی
اور علیؑ و سینون میں جو فساد ہوا ہے تو ہی عقیدہ سی ہوا ہے چنانچہ عقد الجید میں فرمائی ہیں واثوۃ الناس انی ان یظن
بفقہیہ انہ بلغم الغائۃ القصص فلا یمکن ان یخطئ فہما بلغہ حدیث صحیحہ صیحیحاً الف مقالہ لم یترک او ظن
انہ لما قلده کلہ اللہ بمقالہ وکان کالسفیہ الحجی علیہ فان بلغہ حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبلہ
لکون ذمہ متشغی لئلا بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد و قول کا سہل لیس لہ شاہد من النقل والعقل واما کات
احل من القرون السابقہ یفعل ذلک فقد کذب فی ظنہ من لیس بمصمم من الخلاء و مصمم الحقیقۃ و معصو فی حق العلیؑ قبول
و حق ہوتی ہیں او کی منف کی دفع کی فی صورت نہیں ملتی اور وہ پر ہی اوس سلسلہ میں او کی تقلید کی جاتی ہیں اور کسی ذمہ کی کتا
اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دینی ہیں او کو اپنے امام کی تقلید پر ہم کو چڑھ دینی ہیں بلکہ ظاہر کتاب و سنت کی دفع کی فی حق
حیلہ سوختی ہیں اور او کی دور از کار اور چوٹی ناو میں گہر و فی میں ہر چکی عبارت عقد الجید کی ۱۰ بی شک ہا اپنے اپنے بزرگ
ایکسا ہر بار وہ ہم او کی قدم کی نشانوں پر تفتہ پانی والی ہیں ۱۱ اور دوسرے قسم ہے کہ کسی غیبتہ کی حق میں ہیں گمان کرے
کہ یہ نہایت کی درجہ کو پہنچ گیا ہے سو حکم نہیں کہ یہ غلط کرے ہر جہاں اس عقلمند کو ہم میرے ایسے حدیث کی فقیہ کی قول کی
ہو تو قول کو نہ دے یا یہ خیال کرے کہ جب میں اسکا عقلمند ہر گاہ تو میری حق میں اس کا حکم ہی کا قول ہے اور یہ عقلمند ایسا جیسا توفیق
منہج المتصرف پہر اگر او کو حدیث صحیحہ اور حدیث کا یقین ہی کرے تو میری نانی اور ایسا ذمہ تقلید ہی میں کا ہوا جیسا کہ یہ عقلمند فاسد
اور کہوٹا ہا او کا کوئی شاہد نہیں ہی نہ نقل عقل اور طبقات سابقہ میں کوئی نہ تھا کہ ایسا کہہ اور ہی گمان کا ذمہ میں خفا ہو

وفی ظنہ ان اللہ تعالیٰ کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولہ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالیٰ وانا علی ائادہم
 مقتدل ونوجل کان خریفات الملل السابقۃ الامن ہذا الوجه اتھے تو اب غور کرو کہ اپنی تقلید کو کتنی بڑے
 اکابر نے شکر کہا ہے اور کتنوں نے اسکی ذمت کی ہے پس اگر جناب مولف ایسے تقلید کی شکر کہیں دلائل کو مایل جانتی ہیں تو
 بہر حال کم کون ہوگا اور معلوم نہیں کہ جناب مولف پر دلیل کیا کہتے ہیں تو جو رد قول حسین لےئے اگلا بربر چیل کا دعو کیا کلمہ
 سنا جائے اور جو مولف نے اس دعویٰ پر آیات اور حدیث اور عجم خود جماع کو نقل کیا اوسنی مطلق تقلید وقت لاعلمی کے
 ثابت ہوتی ہے نہ یہ تقلید جبکہ شکر ہو نا دلائل تقلید سے ثابت کیا گیا ہے تاہم **قال** اور دوسرے اس جماع نے بڑے
 یہ بھی نقلی کہ اصل ہے یہ قول دانتو کا بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہنیں حکم کیا کہ جو اوجینہ کے اتباع کرنیکا اور کیا بلکہ نہ
 کیا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا **اقول** اے اس نقل کے ایک جناب شاہ ولی اللہ صاحب صبا
 رسالہ قول سدید میں فرماتے ہیں اعلم انہم یکلفہ تعالیٰ احدا من عبادہ بان یکون حنفیا و مالکیا
 او شافعیاً و حنبلیاً بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمد اصلی اللہ علیہ وسلم افقہ
 اور ایک ملا علی قاری میں چنانچہ شرح میں العلم من فراتی ہیں ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کلفہ احدا ان
 یکون حنفیا و مالکیا او شافعیاً و حنبلیاً بل کلفہم ان یصلوا بالسنن ان کا نوا علما و یقلدوا علما ان کا نوا اجماع
 ایسے اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن تیمیہ حنفی نے اور علامہ سید بادشاہ نے اور شیخ ابن حجر حنفی نے اور قاضی
 اور صاحب مسلم صاحب ابن ہما نے اور مولانا بحر العلوم صاحب علی بکھنوی نے اور صاحب مغنم فاضل قندھار نے
 اور بہت سی علما خلفاء و سلف لے پیسے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیونکہ حکم نہیں کیا کہ ایک ہی امام کی آئمہ مجتہدین
 تقلید کرے جس کا بحث تقلید شخصی میں مقرب کیے کلاموں نقل کیا جاوے گا تو غرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص میں نہیں
 کرے بلکہ عوام اہل فکر و شکال اتباع اوقات پر واجب کیا ہی اور یہ دعویٰ اولیٰ حضرات کا یہ بھی ہے اور لائلہ خطا کا اوس ہی جو تقلید
 شخصی میں کیا جائیگا یہ معلوم نہیں کہ جناب مولف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتی ہیں **قال** اور انہم کہتی ہیں
 فرقہ محمدیہ کیسے کہ نام کہتے ہیں مقررہ اہل توحید اقول یہ ایک اور جوٹ ہی مولوی اسماعیل صاحب بریلوی نے کہ وہ انہوں نے
 اصیاح الحق میں ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے چنانچہ مقرب کلام تمام اور کمال نقل کیا
 حقیقی معصوم یا دوسری قول پر عمل کو نہیں معصوم پڑ گیا ہی اور دوسری گمان میں یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہ کا ذمہ ہی تقلید
 لگا ہوا ایسے ہی حق میں یہ تہ اتری ہی اور ہر دو کی نشانی پر وہیں اور کیا اصل سابقہ کی تحریکات ہی دیکھ نہیں ہیں **سلف** صاحب
 اللہ اپنے جہوں میں کسی کی کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں دی بلکہ اوپر واجب کیا کہ ہر احکام کو حضرت مسلم لکھیں اور پھر
 ایمان لا دین **سلف** یہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کسی کو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونی کی تکلیف نہیں دی بلکہ یہ
 تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کریں اگر عالم ہیں اور اگر انجان ہیں تو عیسائے کے پیروے کریں

ما رو بجا تو افسوس ہے کہ مولوی اسماعیل کو جب کسی سے اللہ تعالیٰ نے ایک عالم کو راہِ ہدایت پر گردیا معتزلی مہون اور جہاد
 از لطف سینے خالی اللہ المشتکی تو جواب نکالا لائق جناب مولف کے تو یہی تھا کہ اونکا یہی کوئی ایسا لقب ہے جس پر کر
 اور کثرت ثابت کرتے لاکن سبب ختم شکر خاموش رہا اور دیگر کلمات پر حق اہل سد کا ہے رزقنا اللہ اقتضائهم قال اللہ تعالیٰ
 فاصبروا صبراً لولہ العزم وقال تعالیٰ فاصبروا لایقولون وایہم ہجر اجمیل اذ قال اور غیر یہ بات اس اجماع ہی پر نکلی
 کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق تعبیر یعنی مذہب معین کے اور اہل حق تقلید بطریق عدم متین کی ایسی ضرورت تقلید کا بطریق تسبیح
 جس اس سبب کے وجہ منقذ ہوا اجماع اہل سنت و جماعت کا اور اجماع ائمہ اربعہ کا اور ہر عمل کرنے والے اس عمل کے کہ
 مخالف ہوا ائمہ اربعہ کے ثابت ہوئی اور وہ تو باوجود تقلید مذہب معین کے ایک ضرورت اخرا داؤن و دونو کا حق
 سے اقول یہ ایک اور چوٹ ہے مولوی اسماعیل پر کیونکہ انہوں نے اس تقلید کو بدعت اور ضعیف بنس کا کہا ہے چنانچہ حضرت علی
 و اونکا اور اجماع حق ہی یہی ہے کہ وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے
 نہیں اور نہ کوئی فعل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتدلیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مولف نے اپنی کوئی دلیل شرعی نہیں لکھی بلکہ
 کہ میکہ یا مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی ہی ثابت ہو گئی تو یہ دلیل ایسے ہی کہ قابل التفات اور جواب کے
 نہیں کیونکہ یہ تو ایسے بات ہوئی کہ جبکہ چاہیے ہوئی تو ایک ہی جنت ہو گیا اور بلال اس ملازمت کا ظاہر ہے ہر عامل میں
 اور قطع نظر اس بلالان مرضی سے بناء کے تفسیر میں مذہب بدعتی ہے اور نہ کا مال دلو جن معلوم ہو چکا ہے تو دعویٰ وجوب تقلید
 مجتہد معین کا ہی دلیل ہوا اس لئے اس دعوے کو ہم نہیں مانتے بلکہ ہم دعوے کرتے ہیں کہ وجوب جائزہ ایک مجتہد کی تقلید
 بدعت ہے اور حرام اور صریحاً ثابت ہے کتاب یا حدیث سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوقاف سے جسکو میر ملازمت کے
 تعبیر کرتے ہیں اور امام راہ سے قیاس نام کہتے ہیں اور تمام اکابر سلف و اذلف کی تصریح ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام
 مذہب میں چالاک قرون ثلثہ کی تو بظاہر بقابل قرون ثلثہ کے حکم کا سایہ لٹھنے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب میں مقلد کو
 درست ہے پس اپنی اقوال و افعال سلف نقل کئے جاتے ہیں بعد اسکی دلائل کتاب یا حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کی جا سکیں
 اور اگر ان دونوں میں نقل روایت سے لوگ بہت مطمئن ہوتے ہیں بجناب حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین حروری، اگر جو شخص
 اپنی عورت کی کسی عادت میں مبتلا ہو اور وہی حکم اس عادت کا کسی فقیہ سے پوچھا اور فقیہ نے ایک حکم کہہ دیا کہ تیری عورت تجھ پر حلال ہے
 با حرام ہو تو اس شخص اور حکم کو اس عادت میں جاری کر دیا مثلاً اس عورت کو حرام سمجھ کر چھوڑ دیا ہو وہی جائزہ اسکو دوسرے متین
 پیش آئے تو اسنے اس فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچھا تو اس فقیہ نے یا دوسرے نے اب ایک حکم مخالف پہلی حکم کے دیا
 مثلاً اس عورت کو حلال کہہ دیا تو اب اس شخص مبتلا کو اختیار ہے چاہے اس دوسرے عادت میں پہلی فقیہ کے تقلید کر لے چاہے
 دوسرے فقیہ کی تقلید کرے چنانچہ فداوی عالمگیری میں کہا ہے و فی نوادر داؤدین و رشیدان محلادح
 میں نہیں کہ سلف ائمہ کی ہر عادت کو سبک کر دیا جائے کہ نہ ائمہ فرمایا اور نہ کہ ہر عادت کو سبک کر دیا جائے نہ نوادر میں نہیں کہ

فی رجل ليس بفقیه ابتلى بنازلته فی المرأة فسل عنها فقها فافناه بأمر من خیر یما وتخلیل فغرم علیه
وامضاه ثم افناه ذلك الفقیه بعینه او غیره من الفقهاء فی امرأة اخرى له فی عین تلك المنازلات
ذلك فاخذ یعزم علیه سعة الامر ان جمیعاً ولو كان هذا الرجل سال بعض الفقهاء عن نازلة فافناه
بجلال او حرام فلم یعزم علی ذلك فی زوجته وترك فتوى الاول وسعد ذلك ولو كان امضی قول الاول
فی زوجته وعزم علیه فیما بینہ وبين امرئة ثم افناه فقیه اخر بخلاف ذلك لایسعه ان یدع ما عزم علیه
ویاخذ بفتوی الاخر قال محمد وهذا كله قول ابی حنیفة وابی یوسف وسعد وقولنا انهم متضامنون
لما من ذنب کواثر بین باب ثانی کی نقل کر کی لئے و دو جہ جواب دیے وجہ اول یہ کہ اس عبارت میں ویرتہ الامر ان سے
مراد یہ ہے کہ گنجائش ہے سائل کو نفاذ اس حکم کا اور نفاذ حکم کسی جواز اس فعل کا لازم نہیں آتا وہ دوسرے یہ کہ یہ عبارت
علی العموم نہیں خواہ مخواہ رو فہم و خواجہ ششی نہی اہل سنت ستعین نہی اور جبکہ ایک نہ تخصیص ہو چکی تو اب ہم
کہتے ہیں کہ امین دو سکر فقیہ سے مجتہد فی المذہب راوی فی جوابہ بکلا الوجهین سے جواب دے گا یہ ہے کہ لفظ امر
سے جو ثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ سفر و کاحلاف فعل اور عقل کے ہے اور علامہ دہلوی نے نفاذ سعت میں سائل کے کھانچے
اور پھر کہ وہ دو امر سائل کے سعت میں ہوں کا تفسیر یہ کہ وسعة الامر ان اور وہ دو نہیں مگر عمل کرنا اور ہفتوں سے پہلے فیر کے
اور عمل کرنا اور ہفتوں سے دوسرے کے فاقہم اور جواب دہ ثانی یہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی فیرہ باعث ہے کہ دفع و خواجہ
اہل حق نہیں ہیں نزدیک اہل سنت کی تو اس تخصیص سے تخصیص نہیں فی المذہب کی سطح بلا قرینہ اور بلا ہجاء و جوارح
جاسعیت اسوی عالمگیر کے کلام کو قرینہ قرار دیا وہ مفید نہیں کیونکہ قرینہ تخصیص اس فعل میں کلام تالیس اس قول کا لینے
امام صاحب اور صاحبین کا چاہیے ۱۔ امام مجتہد شیخ عبداللہ بن عبدالسلام اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ جبکہ کوئی متقدمہ میں
کسی امام کی تقلید کرے تو اسکو یہ ضرور نہیں کہ اور سائل میں ہی اسی امام کی تقلید کا التزام کرے کیونکہ زائد صحابہ ہی لیکر زائد
صحابہ مذہب تک یہی چال تھی کہ بدو فی تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید ابوشامہ شرح تحریر میں لہام میں
افتی الشیخ المتفق علی حدیثہ وصلی اللہ علیہ وسلم فی فتاویہ لا یتعین علی العالمی اذا قلنا ما فی مسئلہ
مدیت چاہیے شخص کے حق میں کہ جو اجماع راوی ایک کتاب باب میں ایک مسئلہ پیش آیا اور اسی مسئلہ سے دو چار اور اسی کو چھ
حرام بجلال اور اس شخص نے اوپر عمل کر لیا پر اسی عالم کی کسی اور نے ایک دوسرے صورت کی نسبت اسی صورت میں اور طرح کا فتویٰ دیا اور
اولیٰ اوپر سے عمل کر لیا تو اس شخص کے لئے دو امر جائز ہیں اور اگر اس شخص کو کسی عالم سے ایک مسئلہ میں فتوا پر چاہا اور اسی حرام لاکر
پھر فتوا دیا اور اسی اوپر اپنے زوجہ کی نسبت عمل نہیں کیا اور وہ فتوا باطل چھوڑ دیا تو اسکی لئے یہ روا ہے اور اگر اس فتویٰ پر
عمل کر چکا ہے اور دوسرے عالم نے اسی صورت خاصہ کی نسبت اور فتوا دیا تو دوسرے عمل جائز نہیں امام محمد نے کہا کہ یہ سب امام متفق
اور ابوسف کا اور ہر قول ہے علی ایسی چیز نے حکم اور حلال کا کہ جو قاری ہی شیخ عبداللہ بن عبدالسلام نے فتاویٰ میں فتوا دیا کہ سب مذہب

ان بقلہ فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يساءلون فما يستنق
لهم العلم والمخالفين من غير نكاح انھی کلام السیدانزع من الاختصاص وسمی علی عقرب اور ملا ماشاؤلی سد قدس سرہ عقد
فراقی بن وقال یعنی السیخنا بن عبدالسلام لم یزل الناس یسألون من اتفق من العلماء من قبل تقييد بعد
ولا انکار علی احد من السائلین الى ان ظهرت المذاهب ومعصوبی هان من المقلدین انتھ
شیخ عبدالواب شمرانی فی یہ بات جواہر عبدالسلام ہی کہی ہے اگرچہ علی بنی نقل کر کے کہا ہے کہ یہ ہم التزام نہ
میں آیا مستحق بلکہ ہوگا ہے جسکا خلاف دست نہیں یعنی حکم آید و یقین غیر ہسبل المؤمنین تولد یا تولد فصلہ حم
سیدانک جانیہ سلا، اور سرف عقیدہ میں فراقی بن ونقل یعنی السیخ عبدالواہب الشمرانی عن جماعة عظيمة من علماء
المذاهب انہم کانوا یعلمون ویفتون بالمذاهب من غیر التزام مذهب معین من ذم اصحاب المذاهب
الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ قدید احدیثا حتی صابغہ لہ التوفیق علیہ فی مسائل
المؤمنین اللہ لا ینعم خلافتہ یہ شیخ کمال اللہ مصنف ابن اہتمام مکتبی رشت شان اور علوم کان ہی سید اہل علم وقف فرما کر
ہیں کہ جب تک کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کر لی تو وہ دوسرے میں کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یہ
علوم کے سب لوگ قرون اولی میں کبھی کبھی تقلید کرتے کہو کبھی تقلید کرتی اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام
کرے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید کروں گا تو اسکی حق میں تین قول ہیں اول یہ کہ اسکو التزام لازم
اور دوسرا یہ کہ لازم نہیں اور تیسرا یہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہی اور وطن کی چنانچہ
قریب میں فراقی بن لکھتے ہیں قل فیہ اتفاقا واصل یقلد فی غیر المختار نعم للفظہم بانہم کانوا یستقوا مؤرخا واصل مؤرخ غیر ملتزم
قبلا واصل التزام مذہبا معینا کا بحقیقۃ او الشافعی لیم قل الا قبل مثل من لم یلتزم وهو الغالب علی الظن
سی مجتہد امام کی تقلید کرے تو اوپر تین بہنوں کہ تمام بغیر ملتزم خلا فیہ ہیں یہی ایک ہی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ مجتہد صحابہ پر ہوں
یہی ہوں نہ اپنے مضبوط نہیں بلکہ روک روک ہوں مختلف سے فتویٰ ہیں یہی مختصر کلام سید کا ہو چکا الکی برادر لکھا ہے جہاں امام
کا ہوا تو لکھ کر کہ ہمیشہ لوگ جن عالم سی اتفاق ہو گیا اور کسی فتوے سے پتے رہیں ہیں اسکوئی مانع نہیں ہوا یہاں تک کہ غم ہوگی ہفت دہر
یہاں ہوں ملے ذایا الاستقائ اور ہر دوی کسی خلاف راہی تو لکھی تو یہ کہ کچھ ہم اسکو دوسرے متوجہ ہوگا اور نقل کر لگی ہم اسکو دوسرے
رہی ہے جگہ پر یا ایک ملے اور نقل لایخ عبدالواب شمرانی نے حکم ہے کہ ایک مسئلے سے یہ کہ فتویٰ ہی ہی اور نقل کر لیتے
خاص مذہب کے بغیر یا ایک بچے زاد ہوا قیاس ہے بلکہ شیخ کی زائد تک یہ نقل شیخ کی ایسی شخصیت کو کہ کلام میں جانتا کہ ہر مجتہد کا
حق علیہ ہو کہ سب میں نہیں ہر ایک کا خلاف مجتہد نہ ہر ایک کے ملے نہ جو کہ سے اتفاق دوسرے علماء میں مل کر چکا یہ بات کلام دوسرے
ملے اور مجتہد کی تقلید کرے تو اب کا نہ جفتہ ہو چکا کہ ان کوئی مستثنیٰ ہے اسبانی کر لوگ بغیر التزام مذہب معین کی فتویٰ ہو چکی
یا اگر کوئی التزام کر لے کہ نہ ہر ایک میں تو کیا یہی کہ یہ التزام لازم ہو چکا اور کہ ایک کہ لازم نہیں ملکہ ہا گیا ہی کہ التزام

المستفیہ قولہ لا یجوز حملہ منیٰ اسکے یہ ہیں کہ جس حادثہ معینہ میں تقلید کر چکا ہی اور حادثہ خاص میں رجوع نہ کرے
 اگرچہ اسی مسئلہ میں دوسرے حادثہ میں اور دوسرے وقت میں رجوع کر لے چکا کہ ملاسن شریعتی حنفی نے اور سید علی الہمدودی
 نے اور سیدین العابدینؒ اور سید طحطاکیؒ نے اور سید یاز شاہ شائع تحریری اور فاضل قزاقاری فی خوب لائل اور تفصیل
 کو کامیاب کیا کہ بحث رجوع بعد اہل میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ سید یاز شاہ شائع تحریر نے ہے ایسا کہا ہے کہ صحابہ کی زمانہ
 لیکر آج تک یہی حال اور سلاک چلا آیا ہے کہ کبھی کسی تقلید کرتے اور کبھی کسی بدون انکار کی اور ان تینوں قولوں میں
 اس قول کو کہ التزام سے یہی لازم نہیں ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کہ ختم کو گنجائش اختیار کرنے سے قبل اہل
 یسے لازم کی نہ ہی اور کہا ہی کہ یہ تین قول اور شخص کے عقین میں جو از خود ایک مذہب کے التزام کر لے اور جو کوئی سر
 سی التزام نہ کرے تو اس پر بال اتفاق یقین مذہب معین کے نام نہیں بدلیل جماع صحابہ و من بعدہم کی اور کہا ہی کہ کامیاب
 محض کہ تو یقین مذہب کے سر اس میں اور باطل ہے اسلئے کہ اسکو مذہب کی خبر اور اسکی اصول اور قواعد سے کیا اطلاع
 پہنچا یہ قول کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں ایسا ہو گا جیسا کہ کہی کہ میں بخوی ہوں چنانچہ شرح تحریر مختصر
 شرح ابن امیر حاج میں فرماتے ہیں لا یجوز المقلد فیما قلد فیہ من احکام المجتہدین ای عمل بہ تفسیر لقلد
 والحدیث المحرم راجع الی المصلح اتفاقا قلد الاصل وابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیہ قاطب
 الزکشی لیس کا قال فی کلام غیرہا ما یقتضی جریان الخلاف لعدم العمل ایضا و قلد غیرہ ای غیر من
 قلد فی حکم غیرہ ای غیر احکام الذی عمل بہ و لا الخیار فی الجواب نعم للقطع بالاستقراء بانہم ای المستفتین
 فی کل عصر من زمن الصحابة الی الان كانوا یستفتون مرة واحدا من المجتہدین ومرة غیرہ ای غیر المجتہد
 الاول حال کو نہم غیر للزمان مفتیا واحدا و شاع ذلک من غیر تکلیف و هذا اذالم یلزم مذہبا معینا قلوا التزام
 مذہبا معینا کمال حقیقتہ او الشافعی فہل یلزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلہ من المسائل ام لا فقیہین
 کا لیلہ الاستمرار و حکم حائز معینہ قلد فیہ لا نہ اعتقاد مذہبہ حتی فیج علیہ العمل بحسب اعتقادہ قبل الیلزم و هو

اور عدم التزام ایک بات جی کہ مکتبی ہی ہے یہی مسئلہ میں ملے جس میں عمل کر چکا بالاتفاق ابن حاجب اور امامی نے
 اس پر نے پر اجماع نقل کیا ہے اور زکشی نے کہا ہے جسطرح یہ دونوں کہتے ہیں ویں نہیں ہے بلکہ ان دونوں کی سوا اور ذکی کا نام
 اس صورت خاص میں یہی خلاف پایا جاتا ہی یہ بات کہ اور سیدین اور کی تقلید کر سکتا ہے تو جواب پسندیدہ
 طور پر یہی ہے کہ ان کیونکہ جستجو کے بعد یقین یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آج تک ہر زمانہ میں غیر
 التزام ایک مذہب کے فتوے اور فتوحات جلا آیا ہے اور یہ بات بی دہرک پہلی رہے ہے یہ گفتگو قاضین ہی کہ ایک مذہب
 معین کا التزام نہیں کیا اور اگر ایک مذہب معین جیسی ایضیضا و شافعی کا التزام کر لیا تو یہ بات لائق گفتگو ہے کہ اس مذہب پر
 جانوس یا نہیں سو بیٹھوں نہ کہا کہ جو ماہی جیسا کہ حسن حادثہ معینہ میں عمل کر چکا اور میں جاکو کیوں اور میں جاکو

یہی مسئلہ میں ملے جس میں عمل کر چکا بالاتفاق ابن حاجب اور امامی نے

الاعتراف لان الزمان غير دائم اذ لا واجب الا ما وجب له ورسوله لم يجب على الحدان يتنزه سبحانه جل من الاعلى فيقلده
في كل ما ياتي وليد غيرهم والظاهر ليس بنذر حتى يجب الوفاء به قلت ولو نذر لا يلزمه كالا يلزمه البحث عن
الاعلام واسد المذاهب على المعتمد قال السيد السمعوني وقال ابن حزم انه لا يحل محاكمه ولا مفت تقليد جل فلا
يجوز ولا يفتى الا بقوله وقول ابن حزم لم يتخذ به وحس كما جكي عنه من دعواه الاجماع على ان متنبع الرخص فاسق ومردود
وبما افتى به الشيخ المتفق على علمه صلاحه العلامة عز الدين بن عبد السلام في فتاواه لا يتبعين على العمى اذ
قلد اماما في مسئلة ان يقلد في سائر مسائل الخلا لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يسلون في مسائل
عليهم العلم المختلفين من غير تمييز سواء اتبع الرخص في ذلك او الظاهر لان من جعل المصيب احدا وهو الصحيح لم يعينه
جعل كل مجتهد معديبا فلا انكار على من قلد في الصواب وقال ايضا واما محاكم بعضهم عن ابن حزم حكاية الاجماع على
منه تتبع الرخص من المذاهب فلعلمه بحول على من تتبعها من غير تقليد لمن قال عبا وعلى الرخص المركبة في الفعل الواحد
كذا في العقد الفرعي احكام التقليد للسيد على السمعوني الشافعي بل قيل لا يصح للعلماء حيلان المذهب بل يكون الا
لمن له نوع نظر بصيرة بالمذاهب لمن قراء كتابا في فروع مذهب عن فتاوى امامه اقوال واما من لم يتأصل في ذلك بل
انحرفا وشفاع لم يصير من اهل ذلك المذهب عجرب هذا كما لو قال انا فقيه نحوي لم يصير فقيها او نحويا وقال الامام صلاح
العلائي والذكي صحح به الفقهاء في مشهور كتبهم جواز الانتقال في ايجاد المسائل والعمل فيها بخلاف مذهب اذ لم يكن

[illegible]

لا تقبلون وليس التزامه من الموجبات شرعا ويخرج منه اى يستنبط منه اى من جواز اتباعه غير مقلد
 الاول وعدم التضييق عليه جواز ابداعه وخص المذهب اى اخذه من المذهب ما هو الا هو عليه
 فيما يقع من المسائل ولا يمنع منه ما تم شرعى ذلك لانسان ان يستلك المسلك الاخذ عليه اذا كان له
 للانسان اليه ذلك المسلك سبيل فبين السبل بقوله بان لم يكن عمل باخرى يقول اخبرنا الف لذلک الاخذ
 اى في ذلك الحقل المختلف فيه انتهى عبارة السلب بادشاه هكذا في العقد الفريد للعلاقة ملا حسن الشربل الحنفى
 به علامه ابن امير حاج نے کہا ہے کہ دعائی ہے کہ ایک مسلم میں ابوحنیفہ کی تلافی کران اور دوسرے مسلم میں دوسرے امام
 تقلید کران مباح اور مجوز ہے سب سے پہلے یقین ہے کہ تمام مخلوقات راء منہا ہے تو کیا جب کہ کوئی تقلید کرتی ہے اور کہ کوئی
 اور یہاں شایع اور شکر ہو گیا اور اوکے پھر نے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل امین کا یہی جو گیا اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب
 وہ مذہب ہم میں ہو جاتا ہے اسلی کہ وہ ایسے لازم وہی امر ہو تا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اوکا دہم اور جب کوئی حاکم
 اور رسول ظہر کی حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب کے خاص کر تقلید کرادے اور فرمایا کہ دلیل شرعی ہی تو فقط یہی ثابت ہوئی کہ نبوت
 ماحات کی قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے پھر الزام اسی مجتہد کا یہ نہیں ہر ابست بمعنی فیما یندر تحجیم شرح تحریر میں فرما
 میں وہل یقلد غیر اى من قلده اولاً فی شئ فی غیر اى غیر ذلک الشئ کان یعمل اولاً فی مسئلہ بقول
 ابن حنیفہ وثانیاً فی اخری بقول مجتہد اخر الخائن کا ذکرہ الامدی وابن الحاج نعم للعظم بالاستقراء التام بانهم
 اى المستفتین فی کل عصر من زمن الصحاب وھم جازا کاوا یستفتون مرة واحداً ومرة اخرى غیر غیر وتضمن مقتدا
 واحد او سئل منکم ان یکرر انھى اور دوسری جگہ تحت اس قول تحریر کے وقیل لفرانی من اذلا واجب الاما وجبہ
 اللہ تعالیٰ ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احدا ان یتذہب بحدیث یعمل من الائمة فیقلد فی کل ما
 یاقی ویدرغیرہ استقل اور تحریری جگہ تحت اس قول تحریر کی عدم مرجع فرانی من بل الدلیل السری فیقلد العمل
 اشارہ دین اگر ابن ہاشم کے گمان کہ یہی قول ہی نکلا ہے دوسرے نہیں پہر جادوں قول کی ذرہ بربست ہوئی ہون بیان ہے کہ جسکی پہر ہوا التزام
 کرے وہ ضرور علامہ نہیں ہوتا اس سبب کہ وہ جب اس لیے کہ کہہ چوہم ان کہ کسی اگر تم نہیں جانتا تقلید پر ساجا علم کا اتباع کہ جب اور اسکا التزام
 شرعاً شرعی چک نہیں اور یہی جگہ ہی تو ہی ہی پیروی ضروری یعنی اور پہل توں نہ کہے جنہیں کوئی مانع شرعی نہ ہو کل الی اسلی کہ
 اوکیوں نہ کہ جب ہی کوئی پہل لیتے نظر دے تو اسی اختیار کرے پہر وہ پہل طریقہ اپنے قول ہی بیان کیا ہے کہ ضرورت میں عریض
 عمل کرے نسبت نہ پہر ہی پہر ہو چکی جادت میں بادشاہ کی اور ملان شرف الی آخری کی عقد الفید میں یہ نہیں ہے اسکیا جس طرح
 عمل کرچکا ہی اسکی جا اور اسلینا دیکھتے ہیں تقلید کرکے تا ہے مثلاً ایک مسلمہ میں امام ابوحنیفہ کی قول پر عمل کر لیا اور دوسرے مسلمہ میں
 بہنہ کی قول پر جو جب نقل اسی اور ابن حاکم کے تحت مذہب ہے کہ لا ذکرہ دیکھا اسلے کہ لا حقیر سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہاں
 کی ایک صحابہ کا کہنے بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف معتقد ہی عقائد ہی ہیں اور بلا انکار یہ بات جاری رہی ہے کہ

المتجدد ونقلیدہ فیہ فیما یحتاج الیہ وهو قولہ فاستلوا اهل الذکر والسؤال انما یحقق عند طلب حکم
الحادثۃ المعینۃ فاذا ثبت عندہ قول المتجدد وجب عملہ واما التزامہ فلم یتثبت من السہم اعتبارہ
ملزما انما ذلک فی الذکر ولا فرق فی ذلک بین ان یلتزمہ بلفظہ او بقلبہ علی ان قول القائل
مثلا قلدت فلانا فیما افتی بہ تعلیق التقليد والوصل بہ ذلک المصنف انتہی ابن الحاجب انکس بحکمہ
کہ ایک مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولیٰ میں ثابت ہے
کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ قرون اولیٰ میں ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام ہی کر لی تو وہ التزام ایسا
جیسا عدم التزام جانتے محض الاموال میں فراموشی میں ولا یرجع عندہ بعد تقلیدہ اتفاقا و فی حکم آخر المختار جوازہ
لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر فلو انہم مذہبا معینا مالک والشافعی وغیرہ فشاخا کالاول انتہی ۲۵ قاضی
عضد الملک والذین شافعی نے ہیں یہی کہا کہ زمانہ صحیح لیکر بعد اسکی ہر عصر میں یہی مسلک تھا کہ بدون التزام ایک
مذہب کے تقلید کیا کرتے تھے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل ہے جیسا کہ عنہ اسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہی خانچہ
شرح مختصر میں فرماتی ہیں اذا عمل العالم بقول مجتہد فی حکم مسئلۃ فلیس الرجوع فیہ الی غیرہ اتفاقا و اما فی حکم مسئلۃ
اخریٰ فلی یجوز لہ ان یقلد غیر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ فی زمن الصحابة فان الناس فی کل عصر
یستفتون المفتیین کیف ما اتفق ولا یلزمون سوال مفت بعینہ وقد شاع وتکرر ولم ینکر
فلو انہم مذہبا معینا وان کان لا یلزم مذہب مالک ومذہب الشافعی وغیرہما ففیہ ثلاث
مذاهب احدها یلزم وثانیہا لا یلزم وثالثہا انہ کالاول وهو من لم یلتزم فان وقعت واقعة
یقلدہ فیہا لیس لہ الرجوع واما فی غیرہا فیتبع فیہا من شاء انتہی ۲۶ فاضل جامع و ماہر اصول و قول

جو الداور بعل فی واجب کیا اور انہوں نے یہ مذہب نہیں کیا کہ ایک مذہب میں کر کے اسکی تقلید کرے اور جو چوڑی ۲۵ بلکہ دلیل شرع
حاجت کی وقت ہر جیسے آیت کے پوچھ اہل ذکر کسی مجتہد کی تقلید چاہتے ہے اور پوچھنا حاجت کے وقت ہوتا ہے سو اس وقت جو قول جس
مجتہد کا ملا وہ پھر عمل ہر گز کیا اور التزام کا اتفاق لازم ہو جاتا ہے ہر جیسے کہ نہیں پوچھا التزام تو نہیں ہوتا ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے التزام
زمانہ کے سے یا دل سے علاوہ یہ کہ قتل کا یہ کہنا کہ میں فلان مجتہد کی تقلید حاجت کی وقت کر دیا کرتا ہوں تقلید کا وعدہ ہی یہ قول مصنف نے
یعنی ابن ہاشم کو کیا ۲۵ بعد اس کے بالاتفاق نہ پڑی اور اسلئے وہ نہیں رہتا پھر اور وہی چیز ہی رہا کہ کیونکہ عین یقین ہو کہ بلا مختار
یہ نہیں ہو سکتا اور اگر کہنے مذہب میں التزام کر کے جیسے مذہب مالک شافعی کا تو وہ یہی پہلی ہی سنت کی طرح ہی ۲۶ علی گز
کوئی عجیب مسئلہ میں کسی مجتہد کے قول پر اور اس میں اب بالاتفاق وہ نہ پڑی رہا اسلئے دوسرا زمانہ مختار ہر اسکی لئی اور مذہب پھر عمل کر دیا
اسکی کہ میں درجہ یقین کہ یہ بات پوچھ گچھ ہے کہ زمانہ صحابہ میں وہ نہیں تھا کہ نہ لوگ ہر عصر میں حسب اتفاق بلا التزام منہ کی نفی میں ہے
ہیما اور یہ بات خوب پہلی ہی ہے اور اگر ایک مذہب میں التزام کر لی گئی لازم نہیں ہوتا شافعی مالک اور شافعی کا تو میں نہیں کرتا میں

و جب نہیں کی تو اسکا وجہ یہ کہ گویا نئی شریعت نکالنی ہوئی اور اس قول کو کہ التزام کر نیسی ایک ہی نام ہو جاتا ہے
 جو نہ مستقل باطل کیا اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لیکن کلام ان سبہوں کے بیچے فلا یرجع
 عاقلہ فیہ فی غیرہ یقلد من مشاء کوفع اور دیکھائی اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین نے تشدید کی ہے کہ اگر کسی ہو کہ
 شافعی ہو جو کہ تو قابل تفسیر کے ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کے شریع ہی اور بہت و بموجب ہم ہی اس التزام مذہب میں کہ باطل
 کیا ہے یا خیر شریع مسلمین فرمائی ہیں وہی یقلد غیرہ امی من قلد بہ فی غیرہ ای غیرہ ما قلد فیہ المختار نعم
 ان شاء لما علم من استقناہم مرة اماما واحدا ومرة اخرى اماما غیرہ من غیر نکر من احد فضاہر
 اجماعا و قاتر هذا البحث لاجال للماراة فیہ ولوا التزام مذہبا معینا ای عہد نفسه اند علی هذا
 المذہب کذا ہب لی حنیفۃ وغیرہ من غیر ان یكون هذا الالتزام معرفتہ دلیل کل مسئلہ وظنہ راجحا
 علی دلائل المذاهب الاخر المعلومۃ مفصلا بل انما یكون العہد من نفسه بطن الخطاء اجمالا
 وبسبب آخر فهل یلزمہ الاستمرار علیہ ام لا فقیل نعم یحبب الاستمرار و یحرم الانتقال من
 مذہب الی مذہب آخر حتی مشد بعض المتاخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعیاً
 یعزّر وهذا تشریع من عند انفسہم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیقۃ فیہ قلت
 انہم ذلک فان الشخص قد یلتزم من المتساویان امر المنفعة له فی الحال ودفع الخرج
 عن نفسه ولو سلم فهذا الاعتقاد لم ینشاء بدلیل شرعی بل ہو ہوس من ہوسات المعتقد
 ولا یجب الاستمرار علی ہوسہ فافہم وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا

نہوں نے مسئلہ کی اور دلیل یہ ہے کہ اگر پہلے میں پورا ہو تو لازم آوے گا ایک مفتی معین تھا جو پہلے ایک مذہب کو لیا کرتا تھا اور پھر دوسری
 مجتہد کی سوا اور مسئلہ کی جیسے کہ چکا تو مذہب آخر پر جویا رہا ہو تو کیا ہو گا کہ وہی کوک ہمیشہ ہی لوگ مختلف مینیون سے
 پر چلتے آئے ہیں تو یہاں تک کہ جو گیا اور سنا ہو گیا ہے یہ بحث یہاں تک کہ جو گیا اور سنا ہو گیا ہے یہ بحث یہاں تک کہ جو گیا اور سنا ہو گیا ہے
 التزام کر لیا یعنی اپنے جمیع ثبانات لیا کہ میں فلاں مذہب پر ہوں جیسے امام ابو حنیفہ کا مذہب یا ابی ہاشم کی کہ یہ التزام تفصیلا سے مسئلہ
 دلیوں سمیت جائز ہو بلکہ مع کمال غلط فہمی میں ثبانات کی کہ میں فلاں مذہب پر ہوں تو کیا اس التزام پر جاؤں گا تو لازم ہو جاتا ہے
 تو بعضوں نے کہا ہے کہ ان جاؤں گا تو لازم ہے اور احتمال ایک مذہب کے دوسرے مذہب کی طرف حرام ہے یہاں تک کہ بعضے متاخرین
 تکلف کر کے سخت گیری کی ہے اور کہا ہے کہ کسی جب شافعی ہو جاوے تو تفسیر و دیباچہ سے اور عہد کے شریعت بناتی ہے
 یہ ذکر التزام اور میں عن کو غالب جاکر جو ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہاں سے مسلم نہیں اس واسطے کہ کہی آدمی برابر کی دینی و غیرہ
 ایک کو نفع وغیرہ کی نئی التزام کر لیا ہے اور اگر وہ اس تسلیم ہی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جانا کچھ دلیل شرعی ہی نہیں پیدا
 بلکہ عقائد کو نبوا کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جاؤں گا جب نہیں اس بلکہ غور کرنا چاہیے کہ بعضوں نے کہا کہ التزام جواز نہیں

هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن ويعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتأله فان التأله حرام في
 التذاهب كان اذ في غيره اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى والحكم له ولم يوجب على احدا ان يتذاهب
 بهذا صلب من الامة فليجابه تشريع جديد وقيل من الذم لمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلده فيه وفي غيره يقلد من
 شاء وعليه السبيل من الشافعية وفي التحرير وهي الغالب على الظن لعدم ما يوجب شراى لان ليس لا تباع منه
 واحد موجب شرعى وهذا المايدل على جزء الدعوى وهو انه يقلد من شاء فله البيان قطعى اذ لم يوجب الشرع
 باطل لان التشريع بالرأى حرام واما انه لا يرجع عما قلده فيه فلم يلزم منه قطعاً فلا ينطبق الدليل على الدعوى
 فتأمل ويقرهم منه اى ما ذكرناه لا يجب الاستمرار على مذاهب جواز اتباعه رخص المذاهب قال في فتح القدير
 لعل الماتعين للانتقال انما منعوا لئلا يتتبع احد خصل المذاهب قال هو حجر رحمة الله ولا يمنع منه ما تم شرعاً
 اذ للانسان ان يستلك الاخف عليه اذ كان له اليه سبيل بان لم يظنهما من الشرع منع التحريم وان لم
 يكن عمل فيه باخر هذا مبني على منع الانتقال عما عمل به ولو مودة وكان عليه والذواصحابه الصلوة والسلام
 بحسب الاخف عليهم انتهى لكن لا بد ان لا يكون اتباعه الرخص للتأله كعمل حنفى بالشطرنج على رأى
 الشافعى قصد الى اللهو وكشافى شرب المثلت للتأله به وهذا احرام بالانجاء لان التأله حرام بالنصب
 القاطع فافهم وما نقل عن ابن عبيد البر انه لا يجوز للعامة تشريع الرخص اجاماً فقد وجد بان شرعى

من ہے چہ چہ بیان دایا اور نہتا ذکر کیا ہے شہادت ہے کہ کمال کی خود پر ہو کر کمال نہیں ذہب اور غیر ذہب سب مجہد کے
 اور جن لوگوں نے جاؤ اور ہم نہیں کیا اور ہونے سے دلیل یہ بیان کے ہے کہ وہی نہیں، جو اللہ نے ذہب کیا کہ
 حکم اور کو سزاوار ہے اور اللہ نے ایک ذہب ہزار ذہب نہیں کیا سو ایسے امر کہ وہی کہنا میں شریعت بنائی ہے اور یہی
 کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام ایک ہے نہ بعد عمل کے جو کہ کفری اور اسواہی میں جکی چاہے میرے کرے اور اللہ کے
 جکی اس پر ہے اور تحریر میں کہی جی کہ لکھی ہے اس لکھو ذہب ہے جو بیرونی مجتہد واحد پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور یہ کہ
 اس جزو سے پر کہ جکی چاہے پر دس کرے قطعاً دلالت رکھتا ہے اس سے کہ جس امر کہ شرعی ذہب میں کیا اور کو شخص اس سے
 ذہب کہنا شریعت ابرا چلا دے اور حکم اور یہ کہ بعد عمل کی تحریر یہ دلیل میں ہے کہ جو نہیں لازم آتا دلیل اور ما میں قطعاً
 نہیں ذرا سمجھنا چاہو اور یہ جو مذکور ہوا کہ ایک ذہب ہے جو لازم نہیں ہے اس کے خستوں پر عمل کرنا ہی کل کیا فتح القدير میں کہا ہے
 کہ شاید ہر ایک نے یہ کہ منع کرنے کوئی نہ کہ جس کے خستوں میں ذہب نہیں لگی اور یہ اس کی حمت کو نہ کہ ذہب اور یہ کہ کوئی
 ان شرعی نہیں اسلئے کہ آدمی کو یہ چاہتا ہے کہ پہلے یہ پہلے جو عمل طریقہ عمل اسلئے کہ کس شرعی گمان میں ہوا نہ نہایت عمل نہ کہ چاہا ہے
 بات یہ نہیں کہ بعد عمل کے متعلق نہیں ہے اور نہ صرف عمل کے عمل پر دست کرہتی ہے جو جکی جہارت فخر القدير کی لیکن تہی بات
 ہے کہ یہ نہ نہتہ کما ذہب نہتہ اور یہ کہ بلکہ جو ذہب ہے کہ کفری کا شطرنج کہنا کہ اس کے ذہب اور شافعی کا شطرنج کہنا کہ

عن اتباع رخص المذاہب فی الجہد ای منع هذا الاجماع اذ فی تفسیق الرخص عن الامام احمد وایان فلا جاع ولعل
روایة التفسیق انما صوفی اذا قصد التام فقط لا غیر وما اورد انه علی تقدیر جواز الاختیار بكل مذہب احتمال
وقوع الخلاف المجمع علیہ اذ ربما یکن المجمع الذی یعلم به عالم یقل به احد فیکون باطلا جاعا کن تزوج بلا صدا ولا ابتاع
بقول الامامین ای ابی حنیفة والثانی صحر الله ولا شہود اتباعا بقول الامام مالک ولا ولی علی قول الامامنا
ابی حنیفة فهذا الکجاج باطل اتفاقا اما عندنا فلا تنقضاء شہود واما عند غیرنا فلا تنقضاء الولی
فاقول منذ فم بعدم اتحاد المسئلة وقدر ان الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکن اذا
اتحدت المسئلة حقيقة او حکما فتدبر ولا یدل علی انهم لم استفتاء مفت بعینه والا لاحتل الوقوع انتهى
محققین مکمل متناس کو اس کلام بلاغت نظام سی مولانا ناصر العلوم کی تحقیق اقوال شہ کی درباب التزام تقلید کے خوب
معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہو کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے یہی تقلید مجتہد معین کی لازم نہیں ہو جاتی
بلحافظ الفقہ والاصول فاضل اخوند حبیب اللہ قد فرمایا حنفی نے یہی کہا ہے کہ بالاجماع
التزام مذہب معین لازم نہیں اور اگر کوئی اپنے طرف سے التزام کرے تو پھر سیمین تین قول میں لاکن حق
یہ ہے کہ لازم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر واجب نہیں کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے اس سے اور
فرمایا ہے کہ عامے کو یہ درست ہی نہیں کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جسکو کچھ معرفت دلیل اور حکام
ہو مگر عامی ہو کر کہی کہ میں حنفی الذمہب ہوں تو وہ ایسا ہے جیسا کہ میں غوی ہوں یعنی وہ جو ٹاٹا ہے
چنانچہ معتزم بمحصل من فرماتے ہیں وہل یقلنا لمقلدا للعامل علی مذہب فی حکم غیر المختار نعم للقطعة بان
المستفتین من عصر الصحابة وھم جراحا کاناوا یستفتون مرة واحدا واخری غیرہ غیر مصلحتین مفتیا

اور یہ بالاجماع حرام کیونکہ اولیٰ بطلان عقلی ہی حرام ہے مجتہد اور وجہ ان پر یہی بقول ہی کہ ان پر ہر کسی بالاجماع حضرة کا شوق جا یہ نہیں
کیونکہ اس پر اسے پناہ گیا ہے مولانا جابریں دین گیا ہے کہ فعل کرنا اس جاع کا نہیں اسوہ علی کا امام احمد سے یہی حضرة کی عمل کرنے
ایک ہی فن میں دور دور ہیں تو اجماع کہان کے اضافہ کی رویت فن کی خطہ ہو اور جب صورتیں ہوں اور یہ جو عرض کیا گیا ہے کہ ہر مذہب
عمل کرنے کی حالت میں خلاف اجماع کا لازم آتا ہے اس سبب سے کہ یہی مجتہد علی کا ایسا ہو گا کہ کسی کی مذہب پر نہ رہے گا تو وہ علی اجماع
باطل نہ رہے گا جیسی ایک شخص نہیں اس کا علاج کیا کہ موافق مذہب یا حنیفہ اور شافعی کے ہر مذہب اور موافق مذہب امام مالک گواہ کسی اور موافق مذہب
ہو گا امام ابو حنیفہ کے علی نہ پڑے یا تو یہ علاج بالاتفاق باطل ہے حنفی کی نزدیک تو یہ نہیں ہے گواہی اور وہی نزدیک یا سبب بنی ولی کی سبب کہتا ہوں
کہ یہ عرض میں ہے سبب ایک نہیں اس کے اور یہ بات پہلی گذر چکی کہ جب تک حقیقت میں بالظہور حکم کے مسئلہ ایک نہ ہو تو قول ثالث کی باطلی
اجماع نہیں قرار پاتا بلکہ کہ وہ باتیں اور ایک بات یہ کہ ہر مذہب پر اور انہو کا تو منہ سے حققتا تو چونکہ لازم اور ایک مذہب پر نہ خرابی ہی
کیا پڑی کہ اسکا ہر عقلا پر سبب ہر کسی کے لئے ہر مذہب پر جو اب بھی کرنا کہ سبب ہی نہیں ہوں یہ سبب کہ مذہب کا ایک ہی مذہب لازم ہے

در باب التزام تقلید کے خوب معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہو کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے یہی تقلید مجتہد معین کی لازم نہیں ہو جاتی

[illegible]

و قد هما قلدان يستنفذ اباهن برہ و معاذ بن جبل رض و غیرہا من ادعی فہم ہذا بن ابی حنیفہ علیہ السلام
 اقول و انت تعلم ان اجماعہ لہذا لا یحتمل النسخ باجماع آخرتہ ما فی المغتصم بتفسیرہ کہ تین قول و باب الزام تفسیر
 گذرے ہیں تو وہ ہر دو تین میں جب کوئی اپنے تفسیر الزام کسی مذہب کا کرے تو کوئی حضرت مخاطبین میں
 یہ نہ سمجھیں کہ یہ تین قول لزوم تفسیر میں ہیں خواہ کوئی الزام کرے خواہ مگر ہی ایسی کہ قبل الزام کی اجماع
 معتبر مذہب لازم نہیں ہی چنانچہ ہر ایک عبارت ہی عبارت مذکورہ بالا میں کیا ظاہر ہو رہا ہے کہ اولیٰ طالب علم
 یہی سمجھ لے کہ اس مذہب بھی منہج ہو کہ تین قول تین ہی قول حق اور مدلل بدیل یہی کہ الزام ہی لزوم کہ مذہب
 نہیں ہو جاتا اور قول بالزوم غلط و بدیل شرعی ہی اگر کچھ دلیل ہے تو یہ قدر کہ ان کے الزام لایحوا عن غلبۃ ظن الحق
 سو اس کی ہر مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط وہی دلیل بلکہ ضابطہ دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے
 ہو سکتا ہے قدر بلکہ شرح ابن الحجاج جب میں لکھا ہے کہ یوں کہنا کہ جبکہ ایک مذہب کسی مسئلہ میں تفسیر کیا تو وہی
 اور سونہیں ہی اس کی تفسیر وجہ ہے یہ نہ نسخ کرنا رض کا ہے یعنی فاسئلوا اهل الذکر کا اور مخالف ہی اجماع سلف کی اور مخالف
 حدیث کی چنانچہ فرمائی ہیں لایصح بعد تقلید فیما قلدا اتفاقا و فی حکم آخر المختار حواہ لقلہ فاسئلوا
 اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الی من قلدا و لا فی مسئلۃ یکون مقیدا
 للنسخ و ہو یحرم بھرمے النسخ علی ما تقرر فی الاصول و لقلہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ و کما لہ فی
 بایہم اقتدیتم و انتہیتم وان العوام فی السلف کا تو ایستفتون الفقہاء من غیر رجوع الی معین من غیر تذکرہ فحل محل
 الاعماء علی الجواز کذا فی شرح ابن الحجاج کذا فی عقد المجید اقول لنا فی هذا الحديث بناء علی ما قال ابن خرم و البزار
 و الامام احمد کلاہ و انما نقلناہ مع حفاظتہ علی النقل فیہ مستندنا فی کلامہ عنہما لفظ الراجع اقامہ فافہم ہذا ابو الاغلاس
 ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ الزام مذہب معین کا انسان پر
 فتوا پر ہی اور اس کی تفسیر کرے تو اس کی فتوا پر ہی ابو ہریرہ اور حاذق بن علی و اسان و نوکری ہی اب جملوں دو نوکری کوئی
 رقم کا دعویٰ ہے تو دلائل میں کری میں کہتا ہوں اور یہی یہہ معلوم ہی صحاح رض کا اجماع و متاخر ہی نہیں ادبہ سنا
 الزام گمان حکام کی طور پر جس جاسنی میں خالی نہیں ہوتا جس مذہب میں عمل کر لیا تو بالاتفاق اس میں نہ ہی اور
 و مسئلو میں مذہب متاخر غیر مذہب کی طور پر بل کہ ناجائز ہے البسب کے زمانیکہ کہ جوچہ تم اپنی کرسی اگر تم بخان ہو ہو چلی ہو
 مجھتی فتوا و سونہیں ہی رجوع کو وجہ جاننا رض کو مقید کرنا ہے کہ جو موافق سنت علم اصول کی قائم مقام نسخ کی ہی اس سبب
 آخر مسلم کے زمانیکہ کہ سیر متاخر دن کی نماز میں جسکی پیرہ تم کوئی راوی کی اور یہی کہ اگر کسی مسئلہ میں تین ہی اس سبب
 جانی ہیں تین جواز اجماع ہو گیا پیشہ شراب واجب ہیں، عقد عید میں یونہی میں کہتا ہوں کہ میں حدیث میں موجب قول ابن عمر
 بنا و الزام اس حدیث کی کلام، فقط پوری ہر نقل کے لئے میں ہی نقل کر دیا ہوں ہر مذہب اس سبب سلف ہی باقی رہی تو سچہ

مرو بہین اور بہات میں ایک سال استقلال کا لیکر ایک سال تک نام نہ کرنا ہے۔ القدر الغریب لیبیان الراجر من الخلق
 فجزا القلید بنایہ بظہر ہر سال کہ فراق میں دیکھنا فقیر العید الواقع بلکہ وہ الوالی بالذلا من الشیخ
 الحنفیہ قد ورد سئل فی رجل خفی الذہب یسل منہ دم او نحو اراد تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء
 بذلک الخاج تقلید ایضا فی عدم النقض بالنسب لک الذلۃ معہ کا قال الامام الاظم مطلقا فہل یجوز لہ التقلید بالکفر
 وذلک البطلان الجواب لکم الثوابین الکرم الوہاب فاجبت بحوزہ التقلید من غیر تفسید بالعد مجاہدا
 للتفتیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وما ذکر عن اعتنا جواز ذلک بجلد من الفروع کقول اہل الاصول
 انشاء اللہ ثقا وجمعتہ بحد الاوراق امتثال الامر بالتوب علیہ الصلوۃ والسلام حیث ان یجمع العلم والتقیہ
 وسمیۃ بالقدر الغریب لیبیان الراجر من الخلق فی جواز التقلید اجبا من اللہ سبحا القبول فیہ خیر مشول واکرم مولی
 فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمہ اللہ عدم نقض الوضوء بما یسئل من دم قیر سواء کان من الخمر او غیرہ واصل
 کا التقلید بعد فراغ السلام من الفروع سواء کان التقلید بعد العمل بما یجالیفہ من مذہب یا حلیفۃ او کا قبل العمل بہ لکن علی القدر
 الاتیان بما ہو مستثنی او مستحب عند الامام اہل حنفیۃ وھو شرط عند الامام مالک کا یتوضا فایا مریا مولی غسلا علیہ کاحسن
 پر بعد اسکی ہر ایک خبر دعویٰ کو دلائل سے ثابت کر کے اخیر میں رسالہ قبل ایک ورق کی فراق میں بین ففصل اذکر نا لہ
 علی الانسان التزم مذہبہ وانی یجوز لہ العمل بما یجالیفہ ما علم علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستحبا اشروطہ وبعمل بامرہ
 مستثنی فی جائز لا تقلد لاحد منہما الاخری ولسلہ ابطال اہلین فقلہ تقلید امام احوالہ امتضاء الفعل کا مضاء التقلید

۱۔ ہر مرد و عورت کی کہتا ہے ہر سال کہنیو اللہ کے چہرے بخشش پر ابوالاعلیٰ من مشربا لہی حتی کہ ایک شخص حتی کے
 حق میں یہ رسول آیا کہ وہ وضو نہ کرے کسی حکم میں خون نکلتی سی اور عورت کے چہرہ بے لذت سی امام مالک سم کی تقلید کرتا
 سرجو یا میں نے جواز کا بیز غرض کی شہر علیہ غیض سے بھی اور میں اپنی اماموں کی کچھ فروع اس جواز پر فریب نہ کر کے دیکھا اور
 سوائے اسکی قول ہل اصل کہی ذکر کو دیکھا اچھ کیا میں ان دونوں کو فراق برداری حضرت مسلم پر کہ اپنے علم کی معجز کیا
 ارشاد فرمایا ہے انام اس سال کا میںی عقد الغریب لیبیان الراجر من الخلق فی جواز تقلید کہا ہے ایدہ سے قبول کی ہے
 کہ ہے ہر حاجت اور ہر سید کا پیر کو نوا ہے جو کہانی سے کہ ان صحیح ہے تقلید امام مالک کی وضو کی نہ ٹوشن میں خون
 اور بیگہ اپنی سے خواہ جن بیب نفس کے جگہ سے ہو یا ہنوا اور خواہ یہ تقلید دفعہ کرے یا بلا ہنوا والا اور خواہ بیدل کے
 یا ہنوا ان مقلد ہر مرد ہے اور اگر ان باتوں کو جو سنوں یا تکیہ تمام بوضیفہ کی نزدیک در شرابہ میں ہی ہیں امام مالک کے نزدیک
 بیسی نیست اگر کی بی بی ترتیباً دھنا کو ٹکر دھو کر اسے سو تمام مذکور سی حاصل کلام یہ ہوا کہ انہم مذہب میں کا آدمی جو
 اور مخالف اپنے مذہب کے اور مجتہد کی تقلید کر کے اسی کی کر جائیہ ان شرائط کا کما کہی و در شوق کی سی در امر و انما علی کر
 کر کیا ہنوا در و سر اور فرائض کی مفصل کا باطل کہ نہ سو کرام تقلید کر کے کی کر گیا جاری کرنا کسی فعل کا شمل صحیح نہیں ہے ہر مذہب میں

۱۵۱۵ محمد امین لم شہور ابن العابدین الشافعی الحنفی نے یہی ایسا ہی کہا ہے کہ میں مذہب میں انسان پر لازم نہیں اگرچہ
خود الزام کر لے اور سہنا داس جو کسی کی تشریح ابن الہمام اور شیخ تحریر ابن امیر حاج سی اور عقد الدفتر جلد ۱۱ حسن بن علی
حنفی کے لای ہیں مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شیخ ابن امیر حاج کا اور ملاسن شرنمائی کا ایسی گزریہ اسلئے نقل کرنا
عبادت شافعی کا جو مشتمل ہے اور کلام ابن اکابر کے ضرور نہیں اور یہ بھی فرمایا ہی گامی کو مذہب کیا علاقہ اسلئے کہ
مذہب شافعی اس شخص کا ہوتا ہے جسکو کچھ بصیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہو اگر کوئی کہی کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ
حنفی فی الواقع ہوتا ہے یہو جیگا جیسا کہ کسی کہ میں حنفی ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں بعد نقل کرنے
عبادت تحریر اور تبحر کی ارشاد کرتے ہیں قلنا وایضا قالوا العاصی لا مذہب لہ بل مذہب مذہب مفتیہ
وعللہ فی شرح الخیر بیان المذہب انما یکون لمن لدنوع نظر واستدلال و بصیر بالمد مذہب علی حسبہ و لمن
قراء کتابا فی فروع ذاک المذہب عرفت فتاویٰ امامہ و اقوالہ و امامیہ من قال انا حنفی و شافعی لم یصیر ^{کلام}
یخرج القول لکقولہ انا حنفیہ او حنفیہ و تقدم تمام ذاک فی المقدّمات اول هذا الشرح و انما اطلنا ذاک
لنکلا یغیر بعض السجلا بایقہم فی الکتابین من الاطلاق بعض العبارات الموحدة خلا المراد فیصلہم علی تنصیف الاثنتی
المتقدمین فان العلماء حاشا ہم ان یریدوا الزدراء عند مذہب الشافعی او غیرہ بل یطلقون تلك العبارات بالمتنوع
من الاستقلال خوفا من التلاعب عند مذہب المتقدمین یا عابد سندی حنفی فراتی ہیں کہ مذہب ہونی پر تقلید مجتہد
مستعین کی کوئی دلیل نہیں نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت حکما عدم وجوب پر مقرر کی ہی اور اس قول اپنے کو مستند کرتی
ہیں فقہا حنفیہ اور مالکیہ و شافعیہ کی طرف اور فراتی ہیں کہ قرون اولی کا اجماع تھا اسپر کہ نہیں حلال کیسوا ایک
مجتہد کی تقلید کرنے اور اس قول کو مستند کرتی ہیں مگر علامہ ابن امیر حاج کی چنانچہ قواعد الاوقار حاشیہ الدر المختار میں ارشاد
کرتے ہیں ناقلا عن الشیخ ابن العاصی من علما السلف وجوب تقلید مجتہد معین للاحیث علیہ من جملة و لا من جملة العقل

۱۵۱۶ میں کہتا ہوں کہ وہ ہونے پر یہ جیسے کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں بلکہ مفتی کا مذہب میں اور سکا مذہب ہی اور شیخ تحریر میں
وہ جس مقولہ شافعی کی یہ بیان کی ہی کہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جو کچھ عقلی و فقہی مذہب پر رہی اور سکا بصیرت ہو یا مسائل جزئیہ
میں کوئی کتاب پڑھے ہو یا اپنے اکہم فتوے اور قول جاتا ہو اور وہی جو کوئی کہو کہ میں شافعی ہوں تو فقہا کے حنفی حنفی ہوں جو سکا مذہب
بات ہے کہ کوئی کہدی کہ میں حنفی ہوں یا حنفی ہوں آخر عبادت شافعی کا اور شیخ کتاب میں سکا عبارت گذر چکی ہے اور ابن امین
ہوں جنی طول کلام کی ہے کہ بعضی جاہل کہیں بجل نجا دین کیونکہ بعضی فتویٰ کہ ہوں میں کجی قیاد عبادت میں رہم میں دلتی ہیں مگر
مخالفہ و محمول کر دینا دن جہا رفتوں بی قید کہ جاہل انسان کی کہی برسوا علامہ اگر مذہب شافعی و غیرہ کی حدارت میں اور وہ نہیں کہتی بلکہ
عبادت میں اس خوفی بولتی ہیں کہ کوئی کہو کہ میں ہوں ہوتا ہاں مذہب نہ ہو کہے ہو چکے عبارت شافعی کی سکا شیخ ابوالمعالی علیہ السلام سے نقل کیا
کہ وہ مذہب ہونے پر تقلید مجتہد معین کے کوئے دلیل نہیں نہ شریعت کی روشنی عقل کے رو سے

بجتہ انکار کیا بلکہ ہوا فقیر حکم الشارح من دون برہان و حجج و دلائل الواسعۃ استتہ ۱۹ اس لئے کہ اس کے معنی
 المتأخرین جتہ من مجاہد و لفظنا شاہ ولی اللہ صاحب نے بلائیں عیدہ اس التزام فقیدہ سبب معین کو باطل کیا
 اور کتاب مستجاب عقد الجید اور نصف ایک ہی تحقیق اور عقل میں تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابوں اوکی کی
 اہمکہ یہاں نقل ہو سکتی ہے طالب حق کو اور شاہین تحقیق اور مدفن کو چاہیے کہ ان کتابوں کی مطالعہ ہی شرف ہو کہ
 الاکن کچھ قدری قبیل بطور تین اور ترک کے ہم ہی ذکر کرتے ہیں مگر پہلے تنازعہ لیا جائیے کہ حامی کی حقین توین
 فرمائی ہیں کہ اور کا کوئی مذہب ہی نہیں اور اس کی سبیل حل کی ہے ہی کہ وہ علماء وقت ہی سوال کریں جیسا کہ پہلی
 ساتویں روایت میں کلام سید باؤشاہ کی اور گیارہویں روایت میں کلام ہی ماخون قنداری کی اور پندرہویں میں
 کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اوکی نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع و ہول
 امام کے سے وقت میں مساوی حق میں عقد الجید میں فرمائی ہیں اذ ارادہذا المتبحر المذہب ان یعل فی مسئلۃ خلاف
 مذہب امامہ مقلدا فیہا امام آخرہل یجوز لہ ذلک اختلافاً فی دفعۃ الغزالی و شرحہ و ہو قول ضعیف عند المجتہد
 لان سبنا علی ان الانسان یحب ان یأخذ بالدلیل فاذا فات ذلک یجملہ بالدلائل اثنا اعتقاد افضلیۃ امام مقام
 الدلیل فلا یجوز لہ ان یتخیر من مذہب کمال یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی و وہ بان اعتقاد افضلیۃ امام
 علی سائر الامتہ مطلقاً اخیر لازم فی صحۃ التقليد اجماعاً لان الصحۃ والتابعین کا نوا یعتقدون ان خیر ہذا الا
 ابو بکر ثم عمر کا نوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرہا بخلاف قولہا ولم ینکر علی ذلک احد کان اجماعاً
 ما قلنا و اما افضلیۃ قولہ فی ہذا المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتہا للتقلد الصریح فلا یجوز ان یکون بشرطاً
 للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمہور المقلدین و نوسلہ ففی مسئلۃ ہذا ہذا علیہ کلام لان کثیراً ما یطلو
 سینہ زوری ہی اوکی طرف کچھ خیال نہ کرنا چاہیے بلکہ وہ بل و انما ہے شریعت کی حکم کہ بلا دلیل کے اور تبا کرنا ہی اس کی رحمت کہ
 سو پہلی عبارت شریعت تحریر کی مسئلہ اگر تخری فی مذہب یہ ارادہ کہ کس کس مسئلہ میں اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر
 حل کرے یا یہ اس کو جائز ہے کہین علماء نے خلاف کیا ہے امام خود اور ایک گروہ ہی منع کیا اور یہ قول ہو کہ نزدیک ضعیف ہے
 کیونکہ پہلی دلیل یہ ہے کہ انسان پر واجب کہ دلیل کے ذریعہ ہی اختیار کر لی پر جب دلیل ہی لال کی چیتا ہی سبب قوت ہو گئی تو اپنے
 اس کی امام شخصیت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کر دیا سو اس کو اپنے امام کے مذہب کے نظماً جائز نہیں ہے جیسا کہ اس کو ہم
 جائز نہیں کہ شریعت دلیل کے مخالفت کرے اور یہ قول اس طور رد کیا گیا کہ امام کی مطلق شخصیت کا اعتقاد تمام امام پر صحت تقلید میں
 لازم نہیں کہ اس میں کو صحابہ و تابعین یہ اعتقاد کہتی ہی کہ اس میں فضل اول ابو بکر رضی عنہ پر عمر رضی عنہ اور ان کے یہ حال تھا کہ جب
 سونویں اوکی دلیل کی برخلاف اوکی تقلید کرتے ہی اول کچھ شریعت میں نہیں کیا تو ہماری قول پر اجماع ہو گیا اور یہ شخصیت اوکی امام کی کہ
 ایک مسئلہ میں خاص کر سو کہ چھپا ہی راہ مقلد صرف کو کوئی نہیں ہے سو تقلید کی یہ شرط ہے انی جائز نہیں ہے اوکی کہ لازم آتی کہ جمہور

علی حدیث بخالف مذہب امامہ اور بعد قیاساً قیاساً یا بخالف مذہبہ فاعتقلہ الا فضلیتہ
 فی تلك المسئلة یعنی ہذا لکتنی الحوانہ منہم الامکان ان الکتاب والاحادیث والفقہاء کما بان جہراً علی وجہ اعتبار علی
 والمالکیۃ عن یفرض ذکر اسامیہم الی التظویل وهو الذی اعتقد علیہ الاتفاق من مفتی المذہب الاربعۃ
 من المتأخرین واستخرجہ من کلام اوائلہم اشترتہ سہید فی سبیل اللہ بحلیل مولانا محمد علی الدین محمد علی
 ایسی ہی تقلید کو بدعت متحقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفیق کا ہر ایک ہے اور خیاب ٹولف کا نہیں کسی مذہب ایسی اور نہیں کسی
 کلام کے مقابلہ میں دعوے و جواب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہ ہے سبھا اگر اس علم و وجہ کا تمام عالم قائل ہے
 اس ستر کلام بابت نظام دلائل عظام ہوئی بحلیل صاحب کا ایضاً الحق تصریح فی احکام الملیت و
 المصریح میں اعدایت مجھ سے استدلال کر کے سائل متفرع کرتے جاتے ہیں اور بعد تقریب چند سائل کے جوابی ہیں مسئلہ
 خاصہ ہے اہل اکثر متاخرین از فقہاء و صوفیہ کہ بعض بایرون حصول بعض منافع و فائدہ مسامحہ شرعیہ بدون مسک و دلیل
 دلائل شرعیہ عبادت یا معاملات اخراج مینا ید یا متحدہ پہلی از اہول دینیہ بحد و خاصہ بعد از یکصدہ یا ترجیح کر کے
 قائل در کردن سابقہ بود بر رد کا دے آرد یا احتمال کر کے دلائل از منہ مروج بود و عمل سے آزدن مثل نماز معکون اور جو تقلید
 شخصی میں از ائمہ مجتہدین دہیہ ثواب عبادت ایجا ہے اسلئے بخلاف نیابت در عبادت مایہ کہ ان اہل اسلئے
 و مثل متحدہ ذکر کہ تبدیل یا وضع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جملات و عددیدہ یا کثیر العشر فی عشر و تر و دھانہ و از بنا متعلق
 عبادت و مطالعہ کتب و تر و دھانہ سائل قیاس و کشفیہ سے متفرق جمیع بہت ضروران و اجمال ظاہر کتاب بہت گریہ و تیرگی
 و تین و اجمال امر معروف و نہی عن المنکر و مردم مبالغہ یا قاتہ جہانک و شافی و شال این امور و محدثہ نشان ہماز تبدیل و عبادت
 حقیقیہ بہت لہتے اور دوی جگہ سے ہی ایضاً الحق میں ارشاد فرماتے ہیں بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس احتیاج حکام قیاسیہ
 اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و ارادۃ و تقلید شخصے معین از مجتہدین و منشیخ و در ارکان دین
 نہ بلکہ ہمین قدر کافیت کہ وقتی کہ حاجی پیش آید کسی از ایشان مستغاکرہ شود نہ انکدامادۃ و تقلید ہم مثل
 ایمان بالانبیاء و از ارکان دین شمرہ شود و لقب حنفی و قادری بنابر لقب سلمان و سنی الظہار کر دہ شود و امتیاز
 از شافعیان و حشمتیان مثل امتیاز از کفار و در و جنس از لوازم تدریس شمرہ شود و استعمال را از مذہب ہی بدہیہ
 تقلید جائز نہ ہوے اور اگر فرض کیا جائد تو ہمارے اس مسئلہ میں یہ ہو سکتا ہے مفید نہیں ہے الہی کہ اکثر اوقات ایسے ہیں کہ
 معلوم ہو جاتا ہے کہ اوکی امام کی ذہب کے مخالف ہوتی ہی باقیاس قوی ایجاد کر اوکی مذہب کے خلاف ہو ماسہ پہرہ اوکی مسئلہ میں کہ
 فضلیت کا مستند ہو جاتا ہے اور اکثر تلمیذ کو جائز کہتے ہیں اس میں ہی امام سے ہے اور این حاجب اور این امام اور نوری اور کا
 اتباع جیسے ابن حجر و علی و احمد و حنیون میں کا اور دلیکون کا ایک گروہ اعتقاد اوکی ماسون کی دکر بات یعنی ہوتی جاتی ہی اور بعض
 مسئلہ ہے جو پیر وین مذہب کے متاخر مفتون کا اتفاق ہو چکا اور انہوں نے ہستی کو اپنے تقدیر کے کلام میں لکھا ہی ہو چکا عبارت ہے

یا از طریق بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و حبس محدود کرده شود یا دعوی اجتهاد و ولایت را مثل محرم
 نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال و امامت قرار داده شود آیا نمی بینی که باطل فاضلی حیر کردن
 میرسد بدرا حافت مجتهد که در حکم قاضی دیگر را هم میرسد چه جای احاد را یا را بطلان حکم مجتهد که بر هر کسی قبول آن واجب
 نیست لاسیما در وقتیکه آنکس خود مجتهد باشد که او را تقلید مجتهد اول اصلاً جایز نیست و بغی بر امام حق اگر چه آن باغی نسبت
 امامت داشته باشد اصلاً جایز نیست برخلاف دعوی اجتهاد که در وقتیکه ملکه اجتهاد حاصل شود لابد دعوی اجتهاد باید کرد
 و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت باجمله غرض از این کلام نیکو شغال یعنی تقیض ظاهر کتاب حسنت و تعلیم و تعلیم آن خوا
 بخواهند باشد خواه با تسلع مضامین معنی و اشاعت آن از بعضی اهل شرب لباس است که مدار زندگانی بر نسبت شغال
 با حکام فقیه معتبر و شغال صوفیانه از قبیل مداوة و مصالحه است که عند ضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد از آن بکار
 اصلی خود مشغول باشند و عنوان دشمن خود محدودیت خالصه و تسنن قدیم باید داشت نه مذہب به مذہب من اینها که در طریق
 خصوصاً بلکہ مذہب و طرق را مثل کاکلین عطاردین باید شمرده و خود را از منسلکان جند محمدی باید ستاپس چنانکه سپاهیان را
 عنوان سپه گری دشمن است و علماء کاسی سلطان کاری و بار و دوشی که بر دوش محتاج میشوند از هر دو کافی که بدست آدمی گیرند و بخواهند
 حاجت بعمل آرند و باقی را بر اسی وقت ضرورت نگاہ میدارند و بکار و بار خود مشغول میباشند همچنین محمدی خاصه دشمنان خود
 باید کرد و واقعه ظاهر شده را کار و بار خود باید داشت و حکام فقیه و صحیح و فغالب صوفیه معتبره را که نمائی از شوب فساد و عیبت
 باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زاید از آن بآن توکل نباید کرد و انتہای سحان اندر مولانا کی کیا چیزی مثیل عمل نمیشود
 که سادہ امور مدار زندگانی کی و تشبیه عمل با قوال مجتهدین کے ساتھ و الکی می ہی سود و تشبیه اول کی تو ایسی ہے
 کہ اس کے مسلمان کو انجان نہیں لاکن وجہ تشبیه ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے دو وقت در ذات لجنہ کی شکار کجا
 ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت میں قلی کے کہ وہ جہل ہے کسی سلسلے در کار ہوتی ہے اور تشبیه ثانی
 مجتہدین کی دو کانون ہی عطاردین کی ہی کیا دفع ہے تو اس ہی بنظر ایک غور کرنا چاہی کہ جب کوئی شخص التزام کرے
 کہ میں عبد اللہ عطاردی کے مشاود الیا کردنگا دوسرے کسی کہہ و نوننگا تو وہ بیشک ایک تائیدن ہلاک ہی ہو جائیگا
 یہی اوسدن کہ وہ تو در ذات لجنہ میں مثلاً مبتلا ہو رہا ہے اور عبد اللہ عطاردی پاس اوسکی دوا نہیں ہے
 ایسا ہی وہ شخص جسے التزام کر رکھا ہو کہ میں تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہیں کرونگا
 تو وہ کسی تائیدن گناہ میں مبتلا یا کسی فرمن کا تارک ہی ہو جائیگا مثلاً ایک عورت حنفیہ ہو جو ان مشہدہ اور ہوکا
 خاوند مفقود لجنہ ہوا و رخصہ جابر بر سکا گذریا ہوا اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زانی کا صادر ہو نیکا خوف
 غالب ہو تو یہ کہو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کی مذہب میں کوئی علاج نہیں وہ تو ہی فزائی ہیں
 کہ تو ہی برس تک خاوند کی منتظر ہے تو وہ خواہ خواہ زنا میں مبتلا ہو کہ ہے کی اول التزام نہوتا تو بیشک نہا سے

بیج جاتی اسلئے کہ امام ہانک کی مذہب میں کسی دو ایسی تجویز نکاح خانی کی بعد چاہے ہر کسی مذہب وہی یہاں تک
 شخص حق کو سفر میں ایسا موقع آئے پڑے کہ نماز ظہر عصر کی اپنے اپنے وقت میں ادا نہیں کر سکتا اور اسکو التزام
 بہا کو فرض مذہب کی تقلید کہہ کر لگایا اور جمیع بین الفجر و العصر کے نماز کو وہ بیٹک ایک نماز کو ادا کر دینا
 قضا ہی کر لگایا اور اگر اسکو التزام خفیہ کا ہونا تو بے مایل دو نماز کو کوشا فرض مذہب پر حیر کر ادا کرنا اور ترک
 فرض میں محفوظ رہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثبات رفع الیدین میں جس میں ایسی تقلید کو خیر نفس کا
 فرمایا ہے یہ ارشاد کرتے ہیں وقد غلانا الناس فی التقليد وفتنوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا
 الاجتهاد ومنعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل وهذا فی الداء العصال التي اهلكت الشيعة فهو لا عايض
 اشرفوا علی الهلاك الا ان الشيعة قد بلغوا اقصاها فحی زواردا النصوص بقول من یزعمون
 تقلید وھی لاخذها فیها واولوا الیابا الشبهة الی قول امامہ مستشہد شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 غفرلہ ہی مقررین کو طریق متقدمین کا یہی تھا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہیں کیا کرتے تھے اور اس قول کو اتیاد
 حدیث اور جامع کی نظر مستند فرماتی ہیں اور کلام سی حافظ ابو محمد ابن خرم کی ہی ہستشہاد کرتے ہیں
 اور فرماتی ہیں کہ انصاف اور عدل میں ہی چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصرف میں آیا کرتی ہیں
 لزوم اتباع المجتہدین والاقتداء بہم فیہ طریقان فکان طریق المتقدمین اہم لایزون التزام مذہب
 معین واتباع مجتہد واحد بل کان للبعثہدین العمل باجتہادہم وکان سبیل العوام ان یستفتوا الفقہاء
 یرجعوا الیہم من غیر متابعت احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن خرم الظاہر کا نظم احد فی زمان القرون
 الثلاثة الذین ہم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ وانما حدث ذلك بعد تلك القرون من غیر انکار احد فخذ ذلك محل
 الاجماع دلیام علی ذلك قوله سبحانه فاستلوا اهل الذکر ان كنتم لاتعلمون ویقولون ان الناس امور ووز بالعمل

امامہ کی تقلید کی ہے اور چونکہ تقلید کے باب میں امامہ پیشہ ہو کر تھے ہیں ایک مجتہد میں تقلید کے التزام میں یہاں تک کہ وہ قائل ہو گئے
 اجتہاد کی منع ہو گئی اور نہ کرتی ہیں ابی امامہ کی تقلید ہی بعضی شکوین امامہ وہ سخت مضامی کہ اس میں نزدیک ہلاکت کو پہنچتا
 اور پیشہ ہر لوگ قریب ہلاکت کی پہنچ گئے ہیں ان باتوں کی شیعہ میں مباہلہ کے مفروض کو روکنے اپنے مقتدا کی قول کے تبادلہ
 میں امامہ کوک شہور وادیرین کو اپنے امام کی قول کی نظر یہ ہر ماہر لائی ہیں سوچ کی عبارت تو یہ العین کی اتباع اور پروری
 مجتہد معین میں دو طریقہ ہیں طریقہ اولیٰ لوگوں کا تو یہ ہے کہ ان کی نزدیک تقلید مجتہد معین کے نہیں ہی بلکہ اس زمانہ کی مجتہد تو اپنے مجتہد پر
 عمل کرتے ہی اور اس عمل کا بخلاف حال ہمارا غیر التزام ایک مجتہد معین کا موقوف ہے تو پروری ہے حافظ ابو محمد ابن خرم ظاہر
 ہا کہ قرون غنہ میں کہ وہ اپنا زمانہ چھوڑ کر ہمیشہ جانی کو ایک معین امام کی قول پر عمل کرنا ہو بلکہ ہر کسی نزدیک ان زمانہ کی
 جیسے ہمارا تو یہ ہر مقام ہمارے کی ہو گیا اصطلاح کی دلیل یہاں تک کہ ان سے کمال فکر سی پوچھ لو اگر تم نہیں جانتی اور ہانکا

بالکتاب السنۃ والجماع والافتاء بالعلماء فیما یقتضی فواجہ التبعین والتخصیص فی هذا اشارة قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اصحابنا انہم باہم اقتدیتم اھتدیتم والعلماء کلہم فی حکمہم وهذا القول اقرب الی الاضما والعدل انھ انھ اقول قدر الکلام
فی هذا الحدیث فیتفق مستندنا فی کلام الشیخ الازہری والجماع ^{۱۰} علی قاری فی ہی عرّف کیا ہی کہ استدلالی فی کیو
مکرم نہیں کیا کہ حنفی ہی ہو گیا یا شافعی ہی ہو گیا بلکہ یہ حکم دیا ہی کہ اگر اہل علم ہوتو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عوامی
تو کسی اہل علم ہی پر چسبی چنانچہ شرح عین العلم میں فرماتی ہیں ومن العلماء ان اللہ سبحانہ وثقما ما کلف احد ان ینقض ضمایا
او مالکیا او شافعیاً او حنبلیاً بل کلفہم ان یعلموا بالکتاب السنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا اھل
انہی اور نیز بیچ رسالہ التوارث کے شعاعاً زبانی نقل اند لو استقلال حنفی والشافعیہ یقبل شہادتہ وان کان عالماً کما فی وادھو
وہذا کما تری لا یجوز لمسلم ان یتفقہ بمثلہ فان المجتہدین من اھل السنۃ والجماعۃ کلام علی الھدایۃ ولا یجوز علی احد من ہذا الازہری
یکون حنفیاً او شافعیاً او مالکیاً او حنبلیاً بل یجوز علی اھل الناس فام بلکہ مجتہدان یقلد احد من ہذا الازہری والشافعیہ یقبل شہادتہ وان کان عالماً کما فی وادھو
الکتب المتعلیٰ ویقول البعض مشائخنا من تہم عالمنا للفقہ سالما انہی کلام ہی القاری فی رسم توارث وضم ودم الوضو ^{۱۱} علیا ہنسیہ عن وادھو والکلام
سات مسلو من امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتویٰ دی رکھا ہے پہلے کہ تقلید ایک ہی مجتہد کی وجہ ہوتی تو
وی علماء حنفیہ کیوں مذہب مالک و شافعی پر فتوے دیتے جیسے کہ فرمایا شریعتی چاہی میں نقلاً عن جامع الفتاویٰ
افقی علماء العراق وما وراء النہر علی قول مالک والشافعی فی سبعة مسائل منها تقریر فی امراۃ الغائب بلادیر
لسنین الی اخرہ اس روایت سی دفع ہوا عذر راویں تقلید میں تخصیص کا جو کہتے تھے کہ جسے کہ اپنے مذہب کے خلاف ہے
فتوے دیا ہے تو ایک یا دو مسلو من دیا ہے اور اس کے رائے منوع ہی اور وجہ دفع ہوئی ظاہر ہے اس شخص کو کہ
دو میں اور سات میں فرق کر سکتا ہے ^{۱۲} فتاویٰ حسب اہلین میں ہی فرمایا ہی کہ مسئلہ نخل ازہر منفقون میں امام
مقریہ یہی کہ لو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع است اور احوال علماء چل کر نیکی اور میں سو کوئی وجہ التبعین اور تخصیص نہیں ہے اور یہی اشارۃ
کرتے ہی حضرت مسلم کے بہر حدیث کہ میرا مثل تاروخی میں چل کر نیکی اور میں سو کوئی وجہ التبعین اور تخصیص نہیں ہے اور یہی اشارۃ
کی ہیبت فرمے ہیں کہ استہون کہ چہرہ میں جو کلام تھا پہلی گزہ چکا تو ہمارا استدلال کی اس کلام میں آیت اور اجماع ^{۱۳} معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کیونکہ تکلیف نہیں دی کہ حنفی مالکی شافعی حنبلی سینے بلکہ یہ تکلیف دی ہی کہ قرآن اور حدیث پر عمل کریں اگر عالم
اور عوام میں پر چسبیں اگر وہان ہوں ہوگی عبارت شرح عین العلم ^{۱۴} اور جامع الامور والاشیاء تہذیب غریبہ لکھنا کہ یہ نقل
دیا ہے کہ جو کوئی حنفی ہو چکا تو وہ مالکی ہو گیا یا شافعی ہو گیا یا حنبلی ہو گیا جو مجتہد نہوا وہ یہ کہ کسی عالم کی تقلید کی پیروی اس آیت کی
جیسے مسلم جیسے ہی کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ ایسے بات زبان نکالی کیونکہ تمام مجتہد اہل سنت و جماع کی ہدایت پر ہیں اور است
میں کسی کسی پر وجہ نہیں کہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بلکہ جو مجتہد نہوا وہ یہ کہ کسی عالم کی تقلید کی پیروی اس آیت کی
پر چسب لاول ذکر سی اگر تم نہیں جانتی اور یہ سبب اس متوالہ جیسے شافعی کی کہ جو کسی عالم کی پیروی کر گیا تو قیامت میں گرفت سی

مالک کی مذہب پر غصہ ہونے پر حمل کر رہا ہے چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کی درباب نکاح زوجه مفقود کی فرمایا
 قول مالک معہذا یحاکم فی هذا المسئلة وهو احد قولی الشافعی ولما اثنی علیہ الخفی یحوز فتواہ انتہی ۱۲۷۱ یعنی ہمارے
 شمار میں کی جاتی ہے تیار کر رہا تھا کہ جو کوئی نماز میں خطا سے قنوت غلط پڑ جائے تو نماز اس کی فاسد نہیں ہوتی تو ہمیں
 امام شافعی کے مذہب پر فتویٰ دی رکھا تھا چنانچہ فتاویٰ نزاریہ میں کہا ہے ان کے علماء خواہ مخواہ یعنی من اصحابنا من
 اختلافہم فشا الصالح بالخطا فیہا اختلافہ ہذا لثقل فیہا لہ مذہب فی قبلہ لثقلہ فقال اختلفت من مذہبہ الاطلاق ودرک القیاس
 انقصت العلاقاۃ المتاخرین ابن تیمیہ بعض رسائلہ فی الوقت ونقل الفہم ایضا قول الشافعی ان سواک لتعین مذہب ضرر ہوتی تو یہ فتویٰ
 بعض علماء خوزم کا بانی کیسے یوں جاری ہوتا ہے قصات ساخرین ابن تیمیہ دی رکھا ہے تسم کہ ہلالی گواہوں کو خایم مقام
 ترکی کے بنابر مذہب ابن ابی لیلیٰ کی چنانچہ مولانا بحر معلوم شرح مسلم میں فرماتی ہیں تو وہ جلیل وایہ صحیحہ میں مجتہد آخر
 یہی نالعلیٰ بالآثری ان المتاخرین افتوا بتجلیف الشہوق اقامہ لہ مقام الذکریۃ علی مذہب ابن ابی لیلیٰ فافہم انھیں
 سواک لتعین مذہب معین کی ضرر ہوتی بلکہ اگر تعین مذہب کے لیے لازم ہوتی تو یہ فتویٰ مذہب برابر ابن ابی لیلیٰ کی کہ
 جاری ہوتا جبکہ متر میں مذہب معین ان روایت کو دیکھتے ہیں تو کچھ نہیں کہہ سکتے مگر اتنا کہ یہ فتویٰ اول حکام علماء
 حنفیہ کی مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلیٰ پر بنا بر ضرورت کی تھی ضرورت تھی فیج لم یخطوات چنانچہ حضرت سر
 روایت ایضاً اخیر میں بابت ثانی کے یہی جواب دیا ہے ابی لیلیٰ ضرر ہوا کہ علی الزعم انہی جواب میں اس مذکر وہ بات
 منہی بلا ضرورت فتویٰ دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو نقل کیجا دین تو سنو ۱۲۷۱ شیخ الاسلام عطاء دین حمزہ علی ایک
 شخص نے ایک مسئلہ بخلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ وہ اہل اجزا اس حکم کے جو مخالف حنفیہ کی ہے تھامنی
 حنفی کسی شافعی مذہب کی اس مقدمہ پہنچے کہ وہ شافعی موافق اپنی مذہب کی حکم جاری کری اور حنفی تھامنی اپنے
 مذہب کے مخالف ہی باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہے تھامنی حنفی کو پہنچا مقدمہ کا پاس شافعی مذہب کی اور اگر وہ
 تھامنی حنفی آپ ہی اور مقدمہ میں مخالف مذہب کے امام کی حکم دیوے تو یہی درست ہے چنانچہ مجموعہ التوازیل میں فرمایا
 سالم دیکھا ۱۲۷۱ فتویٰ ابی یحییٰ عارف اور دلائیہ فی امام مالک کے قول پر سات شوشین اونہیں ہی یہ بھی کہ اگر بار برس میں غائب ہو
 عدت کو عدول کا حکم دیا جائے ۱۲۷۱ قول امام مالک کا اور ابن تیمیہ کے بیچ مسئلہ نکاح زوجه مفقود کی اور ایک قول امام شافعی کا یہ بھی کہ اگر حنفی مذہب
 اگر سپر نوادی تو باوجود ۱۲۷۱ بلا شک خدائے اقدس علی غلغلو ایسے لوگ ہیں جن کو جو جب مذہب امام شافعی ہے کہ نہ تو نماز کا سدور
 اور ہونے تیار کر رہا ہے اور یہ لوگوں کے کہ امام شافعی کے کا یہ کہ اس سورہ فاتحہ کی اور اونہیں ہی جواب دیا کہ امام شافعی ہر
 مذہب کے مطلق بات لیکر سورہ فاتحہ کی خد کو مینی چڑھا ہے نقل کی ہے یہ جواز خاتم ساخرین ابن تیمیہ نے اپنے بعض رسالوں میں کی
 بحث دفع میں اور حاکم قول شیخ ابی اکوف نقل کیا ہے ۱۲۷۱ اگر ایسے جو کہ روایت صحیحہ اور معتدسے نوادی پر عمل جائز ہے تو دیکھتا
 کہ ساخرین نے ایسا تم نہ کر کے گواہوں کے قسم دلائے یہ جو جب مذہب ابن ابی لیلیٰ کی تو ایدید یا ہے ہو چکی عبارت شرح مسلم

مسئلہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن اب الصغیر روجا من صغیر قبل البی وکذا الصغیران وینہا غلبۃ منقطعہ وقل
 کما ان النکاح بشہادۃ الفسقہ حل یحیی للشافعی المذہب لیبطل هذا النکاح بسبب ان کان بشہادۃ الفسقہ قال نعم و
 للشافعی الخ فی فعل ذلك بنفسه خلا هذا المذہب ان لم یکن من ہبہ انتہی کذا فی النکاح لکبریۃ تو غور کرد کہ اگر حل اور نہ ہو
 بحدیث مخالف ضرورت ہی کیہ وقت جائز ہو تا اس سائل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ فی ہا وجودیکہ شافعی المذہب موجود ہوا
 اور ضرورت خلاف کو شکی اپنے مذہب کے حنفی کو نہ ہی کیوں حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس بخلاف کو بخلاف مذہب امام اپنے کے
 باطل کر دے ۲۹ جیسا کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضائے خلاف المذہب کو بدین ضرورت کی ہی درست کیا ہے
 ایسا ہے اور فقہائے ہی درست کیا ہی چنانچہ عمدہ میں فرمایا، یحیی للشافعی المذہب لیبطل النکاح
 اذ کان الذویہ بشہادۃ الفسقۃ والحنفی ان یفعل ذلك وہی مسئلۃ القضاء علی خلاف مذہبہ انقی
 کذا فی المنہول العادیۃ امام طوسی نقل کرتے ہیں کہ ایک درجمہ کی قاست ہو گئی تھی اور قاضی ابو الطیب طبری
 شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہو تو ناگاہ ایک جانور نے اُنکے اوپر پڑ کر دی اور غار سے کہ شافعی مذہب میں بیٹ جانور کو
 بحر ہوتی ہی لاکن قاضی ابو الطیب شافعی ہو کر اس بیٹ کی نجس ہونی میں المام حدیث جنیل کی تقلید کر لے اور کہہ کہ میں اب
 جنیل ہوں اور تکبیر تحریر کیا کہی اور نماز میں داخل ہوئی چنانچہ امام سید شریف علی السہوک نے نقلاً عن الکتاب النہج ام فرمایا
 ان الامام الطوسی رحمہ اللہ حکى انما اقيمت صلوۃ الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالكبير فاذا طار قد ذرق
 عليه فقال لاجنبه ثواحم ودخل قلت ومعالم انما كان شافعيًا تجنب الصلوة بذرق الطائر فلم يمنعہ علمہ الی السابق بحدیثہ فی
 ذلك من تقلید الخالف انتہی علی ما نقلہ العلامة حسن الشرنبلالی انحنی فی العقد الفرید ۱۲ اور ایسا امر دیکھ کہ قاضی ابو عاصم
 عامرے حنفی وقت نماز میں کہے فقال شافعی کی مسجد میں تشریف لیگی تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو فقال شافعی فی دیکھ کہ
 مؤذن کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو گانہ کہے گئے خاطر کہ قاضی حنفی کے ہاں جو دیکہ شافعی مذہب میں تکبیر میں ایک ایک کہہ جاتا
 ہوا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو انہوں نے بھی اپنے مذہب کے خلاف پاسخا طر فقال شافعی کے چہرہ لعلہ مع القراءۃ اور نعم ین وغیرہ

۳۰ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ میں پوچھا کہ اگر ایک شخص نے اپنے چہرے میں لکھ کر لیا کہ ایک چہرے میں لکھ کر لیا اور وہ دونوں بڑی ہوئی
 اور ان دونوں میں سے ایک منقطعہ نفی ہے اور فاسقوں کو اگر کسی یہ پہنچا منقطعہ ہوا ہوتا تو کیا قاضی کو جائز ہے کہ شافعی مذہب کے پاس اس مسئلہ کو
 تاکہ سبب نفی کو اس طرح کو اعلیٰ کر دی اور نہ ہونے جواب دیا کہ مان اور قاضی حنفی خود ہی اس میں مذہب شافعی کو دیکھ
 حکم نکادے اگرچہ خود اس مذہب نہیں ہے تاکہ عالمگیری میں یہ نہیں ہے ۳۱ قاضی کو جائز ہے کہ اس مسئلہ کو شافعی مذہب کے پاس
 اس نکاح کو باطل کر کے لئے اگرچہ جو یہ نکاح فاسق کو انہوں کی گواہی ہی بننا ہوا و حنفی کو یہی یہ حکم لگانا چاہتا ہے اور یہ مسئلہ خلاف مذہب
 فتوا دینے کا ۳۲ امام طوسی حکایت ہے کہ ایک نماز جمعہ کے قاست ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا ارادہ کیا تو کیا کہ
 جانور نے امام طوسی پر پڑ کر دی اور وہی جنیل ہوئی اور نہایت بائدہ میں کہتا ہوں کہ اور یہ بات وہ معلوم کردہ شافعی ہی جانور

شافعیوں کی موافق نماز میں ادا کیا جائے امام سید شریف علی گڑھی کتاب قدامت میں نقل فرماتی ہیں ان الفاظ ابا عاصم
العاصمی الخلفہ کان یطعن علی باب مسجد القفال والمؤذن یؤذن المغرب فقرا ودخل المسجد فلما اراد القفال
ان المؤذن ان یبشع الاقاة وقدم القفال فقدم وجہ بالبلد مع القراءة والی بشعاً بالمشافعیة فی صلوٰۃ ومعالم ان القفال
ابا عاصم انما یصل قبل بشعاً منہ قبل یمنعہ سبق عملہ عندہ فی ذلک ایضاً فقہ علی ما نقلہ العلامة الشرنبلالی
الخلفہ فی القفال الخلفہ اور محض کوئے ہی اس قصہ کو نقل کیا ہے بتعمیم حضرت سرفراز نے جواب میں ردیت فقال اذ ابو عاصم کی بھیج
ایسا دیا ہے کہ یہ ردیت مخالف ہے جماع کے تو اس کو تم خوب دیکھتی ہو علی آئی ہو کہ جماع ہوتے کا کفر ہے التزام کی طرقت
یا عدم التزام کی طرقت اور یہ یہی فرمایا ہے کہ جائز ہے کہ کیا گیا ہو یہ فعل بنظر فروع کی نظر اس کے کہ یہ فعل درست ہے سو بطلان
اس قول کا صریح ہے اس لئے کہ یہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابو عاصم دینہ سی باوجود منہ و جہ کے تابع نہیں
ہوا اور نیز کیا جبر ہوا تھا کہ باوصف علم عدم حجاز قدام کی ترکیب اس گناہ کے لینے ترک تقلید کے بزم موافقت ہوئی تھی یہی
فرمایا حضرت مسلم بن خالد رحمہ اللہ یہ خبر یقینہ فی الدین تنازعہ میں نہیں وہ اس خاتم المتأخرین زین العابدین
ابن نعیم متاخر الزمان قابل محنت حکم لغوی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص یقیناً جو جمع میں المذہب میں فی حادثہ وہ نہایت
عبارت ہی جائز رکھی وہ ہتھیار علی مذہب مختلفہ میں بطریق اولی جائز رکھ گیا کیونکہ جمیع اولیاء تو خلاف ہی ہی اذنان
جمع علیہ ہے چنانچہ فرماتی ہیں رسائل زینیہ میں ولیمکن ان یوخذ حصۃ الاستبدال من قول ابی یسحق و حصۃ البیع بغیان
فاخش بقول ابی حنیفۃ بنہ اعلیٰ جواز التلقیق فی الحکم بالان القوالین ۱۳ غایہ میں منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہا لی
کہ جس عورت کو میں طلاق میں لاؤنگا اس کو طلاق ہے پہر ادنیٰ ایک عورتی نکاح کر لیا اور کسی خبیثہ میں پہچا کر اس کا بکسکو طلاق
ہوئی یا نہیں تو فیتہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہیں ہوئی تو اس شخص نے اس عورت کو اپنے زنجیت میں رکھا اور یہ پراوندی کی
قسم کہا لی اور بعد اسکے دوسرے عورتی نکاح کر کے حکم اس کا کسی دوسرے فیتہ سے پہچا تو اس دوسرے فیتہ نے یہ خلاف فی
خیثہ کی حکم دیا کہ طلاق واقع ہو گئی تو اس شخص کے جین ہمارے آئہ کا یہ فتنہ ہے لی اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلی خبیثہ
تقلید میں اپنے نکاح میں سمجھی اور دوسرے عورت کو دوسرے فیتہ کی تقلید سے مطلق کیجئے چوڑی سو یہ حکم صریح دلالت کرتا ہے سہا
بیٹھی نماز کیونکہ پڑھتے کر شافعی پہلی لی اور کو اس کام میں نوازا اور مذہب مخالف کی تقلید کر لی ۱۴ قاضی ابو عاصم حاکم
منفی فقال کی جس کی دعا روزہ پر بیٹھ فتنہ دیا کرتے تھے ایک دن موافق سورج کے اذان کہی سو وہ اپنا مشغلہ چھوڑ کر مسجد میں پہلی
جب فقال لی اور کو دیکھا تو سرفراز کا کہ دو دفعہ کلمات تجیر کراد کر لی اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے بکار کر بسلم مداب
قزاق پڑھے اور سب بائیں شافعی مذہب کے اپنے نماز میں برتین اور یہ معلوم اگر پہلی قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑھا
سوا نکوا کی مذہب کے اس عمل کے بسفت میں بلا نہ کیا ہوگی عبارت عقد لغوی کے ۱۵ جسکی سادہ سید سید لکھا ارادہ کر لی تو
دیکھ کر سمجھ دیتا ہے ۱۶ اور دیکھ کر کہ پہلی کی صحت امام فی یوسف کی تو لی پڑا اور وجود نقیہ امیر کی یہی کی صحت امام حنیف کی اور

کہ کہو ایک فقہ کی تقلید کرے اور کہو دوسرے کی اور ایک مسئلہ میں حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ میں شافعی ہو اور دوسرے میں اہل اہم
 مسیح کے تقلید میں رہے ہیں یہی چاہئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی سوانح ائمہ تہذیب میں فرماتی ہیں و نقل
 عن الحنفیۃ فی مسئلہ تعلیق الطلاق بالزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحاکم اذا استفتی عن اذا
 من اصل الفتوی فافق بطلان الیمین وسواء ان یأخذ بفتوایہ ویسک المرأة فان تزوج اخری بعدا فذلحلف بطلاق
 کل امرأة تزوجا فاستغنی فقیہا اخر مسئلہ فانہا بصحة الیمین وقوع الطلاق المضانی بالزوج فانہ یسک الاول فی یفارق
 الثانية وهذا کلام دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذہب فی مسئلہ وشافعی
 المذہب فی غیرہ فی حق الاولیٰ تقلید ما فی بعض النسخ اور یہ روایت وغیرہ میں اور زور رسم میں اور قول مدید وغیرہ میں یہ موجود
 ہے اور مولوی سید حیدر علی مرحوم ساکن قلعہ ٹونک جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد مدید مولانا شاہ عبدالغفور
 اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہا کے تھے اپنے رسالہ صیانتہ الاناس من دوست و اعدا کس جو رد میں فصل اول
 پر ایسے تحریر کے ہیں فرماتی ہیں قول مسوس بعض متردین یہ حال منکر سند غاک کہ چند اہل حق مولوی اہل حق
 اہل حق فصل کر دیجئے کہ موافق منہ السنن یحقیق کیا دین میں چند تہمتیں ہیں پر مولوی اہل حق کے کلام کے ظاہر ہے کہ انکو جہلاً قید نہ کیا
 گئی کی نہیں ہے اور سیف البحار وغیرہ رسائل میں محقق ہو چکا جو اب اسکا یہ ہے کہ حال رسائل مذکور کا تو دیکھیں گے
 معلوم ہو گا پراتنا کہا جا تا ہے کہ گت سے اگر مراد یہ ہے کہ مولوی اہل حق کو قید دین اسلام کی نہیں تھی کہیں مسلمان کہیں یہود
 کہیں نصرانی کہیں مشرک بنتی تھے تو یہ بات قابل جواب کی نہیں اسکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہی اور اگر مراد گت سے
 دین مذہب ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قید ایک مذہب کے اکثر لوگوں کے حقیقین اکثر احوال میں اولیٰ اور محسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کہ کو
 دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کیلئے ضرور نہیں جبکہ اشد شریعتہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے پر تقلید
 ایک شخص معین کے سپر اگر کوئی اولاد شریعتہ بعد سے ہو تو لاؤ ذکر و تقلید تو وہی مبعیہ کے ہے فاسئلہ اہل اللہ انکم لا تعلمون
 یہ شریف ان حکمتہ اسکی حاشیہ میں فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ کی ایک جیسی وہ سادات کرام ہیں اور ہر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے
 اور سزا اولاد رسولی وہ علماء و عظام ہیں اور ہر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام اور جو تحقیق اصل ہو اور تقلید ضروری یعنی قوت
 سلسلہ تزوج کی تعلیق طلاق میں غایہ سی منقول ہے کہ ہاگر کہا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی غنی عادل کے حساب میں
 فتوا پوچھے اور وہ میں کا باطل ہو یا بیان کرے تو اسکو رد کیا گا و اسکی فتوے سے پر عمل کر کے عورت کو روک کر کسی بہر کسی اور عورت سے نکاح
 کیا اور یوں قسم کھائی کہ صبر رت ہی نکاح کرے اور سب طلاق ہے پر دیکھتے غنی مفتی سے فتوا پوچھا اور مفتی نے ایسا فتوا دیا کہ
 بڑی قسم نہیں ہے اور یہ طلاق سلسلہ پر گئے تو پہلی عورت کو روک کر کہی اور دوسرے کو چھوڑ دی اور یہ سب لیں گے اسپر کہ ایک فقہ سی
 دوسرے فقہ کی نظر رجوع کرنا درست ہے اور یہ جائز ہے کہ ایک مسئلہ میں حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ میں شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام
 تقلید مذہب نہیں ہے ہر جگہ عبارت تحصیل التعرف کی ہے پر جہاں اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو

ہونی مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی تو ہوتی تو اسلئے مجتہد محض کو یہی ایک اجرب ہے اور اگر صاحب ہو تو دواجر مجتہد فاسحی
مقلد کی کہ اسکو خطا میں نہ دونا اجربہ ایک محقق کے حقین کلام میں سبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد کو یہی سرفراز محقق
سازمین اور متدین کی تقلید کسب نفس کے لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولیٰ وادیر ہر اور موجب سہل ہوئے عمل کے جس سے ہر
دعوے پر صحابہ رض کا اجماع محبت اور دلیل کو جو شخص کو تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم
وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے نہ اسکو علم نہیں اب سند کا بیان مسلم کتاب علم اصول فقہ کے جس خوبی سے ہے اور
اغیر اور پہلی کتاب نہیں حاجت بیان کی نہیں سین ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام اور اسکی شرحین یہاں ہی ہے اسے
کتاب اور اسکی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے ششم اور اسکی شرحین یہی مسئلہ قال الامام ابوہریرہ الختفون علی صنع العلم من تقلید
الشیخ الصالح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج حکم منها الی تحقیق کما فی السنۃ والایقہ العلم علیہ
یج علیہم اتباع الذین سبوا ای تقصوا و یوای ووردوا ابوابا کل مسئلہ علی حدة فہذا ہوا مسئلہ کل باب نقول
من غیدھا وجعل جامع و فرقا بفارق و علل وای ووردوا الکل مسئلہ مسئلہ علل و فضلا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید
تصک لعلم الفقہ لک علی الصالحین الثقلی و علی ابی بن الصلاح منع تقلید غیر الاثنی الاذی الامام الامام الامام الاثنی امانا ابوہریرہ
الکوفی والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم تعاف و جوامعنا احسن الجمل لان ذلك المذكور لم یل فی غیرہم و فیہما فی الحالیہ
القول فی نقد الاجماع علی الذین اسلم فلان یقلدان شلہ من العلم من غیر حرج و لیس علی ان من استفتی ابابکر و عمر ایدی الخ
فلان یتفقہ ابابکر و عمر و معا بن جبل و غیرہما یعمل بقوام من غیر نیکہ من ادعی برفع حدین الاجماعین فعلیہما انفقہ فقط بل جہا
الاجماعین قول الامام و قولہ اجمہ المحققین لا ینفہم منہ الاجماع الذی صو الجحۃ حتی یقال لیس من تعاضل الاجماعین بل الذی یکون مع انشاء
الجماع متفقین علیہ یقال اجمہ المحققین علی کذا و کذا مداخل الخ اذا الجماعۃ الخ فی ایضہا اجماعہم مثل الاثنی الاذی و انکما مکارم

۱۰ امام الحرمین نے کہا ہے کہ مقتدین پر مجرب ہو گئی ہیں کہ عام لوگ صحابہ رض کی پیروی کریں کیونکہ انکی قرون میں حدیث کا
بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پرکھ چاہیے صحابہ کی نہیں
اور ابن ملاح اس پر زور کہہ کر سوائے انہما رہے کہ اور انکی تقلید سے منع کیا ہے یعنی امام والاہت اسکا امام ابوہریرہ کو
امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم تعاف و جوامعنا احسن الجمل لان ذلك المذكور لم یل فی غیرہم و فیہما فی الحالیہ
بائین نہیں باقی جاہلین اور سہل اعتراف ہے جہاں میں ہے کہ اگر اترا فی نے کو اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو مسلمان اسکو روکے
کہ علماء میں سے جسکے چاہے تقلید کرے اور صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ جو امیر المؤمنین ابوبکر اور عمر سے فقہا پر چہ تو اسی کو روکے کہ
اور معا ذبن جبل وغیرہ سے فقہا پر چہ اور بلا دہر کہ انکی قول پر عمل کرے سو جس کی کو ان دونوں جگہوں کی ادبہ جائے
دعوے ہے تو اس پر دلیل اسے تو ان دونوں جگہوں کا قول باطل ہو گیا اور امام الحرمین کا یہ کہنا کہ محقق مجرب ہیں
و اجماع جو ہے نہیں سمجھا جا کہ یہ کہا جا کہ درجہ اجماع میں اختلاف نہ ہو سکتا ہے بلکہ جو کہ کیا معنی اور دینہ نہ ہو تا ہی اور کیا گروہ

بل الحقیقۃ انما منع من منع تقلید غیر هم لان لم یبق روایت مذہبهم محفوظه حتی لو وجد وار وایت
 صحیحه من جہتہا آخرت فی ذالعمل بها الا ترى ان المتأخرین افوا بتجلیف الشہوخ افاقہ لموقع
 الذکری علی مذہب ابن ابی لیلۃ فانہم انتہی عن تحقیق سے معلوم ہوا کہ مذہب ان علماء کی پر عدم تفسیر مذہب
 اہل سنت کی اور دوسرے علماء نے شاکا و ہی شد و شراب و قہر ہی کا ہے جیسے کہ معلوم ہوا تمام ہوئی تقریر و لانا حدیث
 مردم کی میانہ الناس میں اور نیز مولانا سفور نے نہ بار دوسری ستریں ایک فتویٰ جواب میں کسی سائل کی تحریر فرمایا
 اور شہید میں مع مواہب علماء نوک و ودلی بقالب طبع آیات و وہی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرماید علماء دین و فضیلان
 شیعہ متین دربارہ کیکایان بر خدا و رسول آورد و بر اتباع حکام شرعیہ بلا تقلید نہ رہی از مذہب اربعہ دلی و جان
 کمر بستہ و آئید اربعہ را پیشوا می خود میداند و خود را محمد سے میگوید و معتقد مذہب معین را کہ خود را حنفی یا شافعی مثلاً
 میگوید نیز محمدی میدانند مثل عبداللہ بن مسعود و مانند آن آن شخص مسلمان سننے بہت یاند و ہر کرا ورا مشرک یا کافر یا دور
 گوید آن کیست پس تو جو را جاتی ازین استغناء نیست کہ این سائل متضمن شدہ سوال بہت اول آنکہ ہر کرا ورا مشرک یا کافر یا دور
 بخدا و رسول بر اتباع حکام شرعیہ بلا تقلید مذہب از مذہب اربعہ دلی جان کمر بستہ و آئید اربعہ و غیر ہم از انیمہ اہل سنت
 جماعت را حق میدانند و خود را محمدی میگویند این اتباع جابر بہت یاند دوم آنکہ اورا کافر یا مشرک یا مردود گفتن و اورا
 از فرقہ اہل سنت خارج و نہنہن و ہست یا نہ سوم آنکہ و صورتیکہ اورا کافر یا مشرک یا مردود گفتن و دانہ باشد حکم این گویند
 چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب سلیم کہ در مہول الفقہ مذہب حنفی مثل آن تا این زمان تالیف نہ گشتہ و نہ یہ
 آن از امام قرانی دم فعل کردہ ترجمہ اش اینست کہ اجماع معتقد بہت بریکہ ہم کلام آورد و ہر کرا ورا ہست تقلید ہر مجتہد کہ بخواد
 بغیر نقین من غیر محمد و نیز اجماع صحابہ رضاست بر انیکہ شخصی کہ استغناء از حضرت بلی بکر و حضرت عمر رضی میگرد و تقلید این ہر دو
 مینور و ہر کرا ورا استغناء از انابی ہریرہ و مسافین جبل بکند و عمل بقوال اینان نماید من نیز نیکو کہ سیکہ رفع این ہر دو اجماع
 دعوی کند برو و جب بہت کہ دلیل دعوی خود بیان نماید ہستہ ترجمہ حاصلش اینست کہ اتباع حکام شرعیہ و خدا ہا
 از ہر مجتہد کہ خواہد بلا تقلید مذہب از مذہب اربعہ و غیرہا جابر بہت باجماع صحابہ پس مشرک و مخالفہ آن منکر و مخالفہ اجماع
 صحابہ بہت و در خوف تردی و ہلاکت لیکن باید دانست کہ چنانکہ عدم نقین مجتہد و تقلید جابر بہت ہمچنین نقین نیز
 جابر بہت بلکہ نقین درین زمانہ موجب بہول عمل و دین است و نیز در تقلید مجتہد معین فایدہ دیگر بہت کہ چنان برسلہ
 اور بر شوق ہر جانا ہے تو برین کہد یہیہ بین کہ اسات پر تحقیق جمع ہوگی بین پیرا و سکی کلام میں اور غلط ہی کہ مثل آئید اربعہ کی اور
 مجتہد و انہی کوششیں کی ہیں چنانچہ اسکا انکار بہت دہری اور گستاخی ہی بلکہ حق تو یہ ہے کہ سوا اللہ و علی کی اور انکی تقلید ہی جہت سے
 منع کیا ہی اوسنی یہ وجہ ہڈی ہی کہ اور و سکی نہ ہو سکی و دہن میں محفوظ انہن رہی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی اور مجتہد ہی رہت یہ صحیح ہے
 تو او بر عمل جابر ہی کیا و دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم نہ کر کے اپنے ایک ہر یک موافق گواہوں کی قسم دلائی پر فتوہ دیا کہ اور اس مجتہد

۱۵ اگر آدمی تم پس ایک گنہگار خیر لکھ کر دیکھتے کرو ۱۵ جبروت ایک نئی سی دو سر کیو کہہ کر لے گا فرمودہ کہ خود تو زمین سی ایک کس لکھ کر دے گا لکھا تھا کہ خود تو زمین سی این عمر سی لکھتے ہی کہ جبروت ایک نئی شے ہے پیچھا سنا کہو کہ فرمایا تو وہ کہنا ایک کثیر جو کہ کچھ انکو کہو کہ جو کہو کہ فرمایا ہے اگر وہ کا فر ہے تو کہنے والے کے طرف جہم کر لکھا طبرانی میں ہے ابن عمر رضی ۱۵ یہ ملا دیکھ کر جسے بوجہ کچھ دیکھنا چاہا وہ کہو کہ اسکو اسد نے جانتا ہے جہتہ اوہ ہر گاہ کہو کہی کان پر او دل پر اور زانی او کی انکھ پر اندھیر سے پہر کو ن راہ پر لا دے او کو اسد کے شوا کہ با تم سو جہہ نہیں کرتے

وناشی باشد که خدا نخواسته باشد صدق همین آیه کریمه گردد و این کتاب الحروف و حروف
 برین مذکر است که خود ختمیم که لیکن حق چنانست که در حدیث آمده است عن الحق شیطان اخر من یزید حدیث منوع
 من علم وکم ایچم الجوام من النار حقیقتاً از رحمت خود را بر عداوت شیطان مطلع فرموده باینکه با هم و عداوت کنیم مورد فرموده
 ان الشیطان لکفر عدو و فاحذوا عدا و انما یدعی عن حربه لیکونوا من اصحاب السعیدان این شیطان ملعون علوم و هیأت اوست
 بکبر و زدم خود و آرد و باطل علم با زنی و دیگر پیش میکند بعضی ازینها بجهنم بنی ادب میباشند و بعضی دیگر بجهنم بنی لغو
 تعالی بنهما و نیز این ظاهرست نزد اهل علم که هر کس یکبار از اظهار دین مطابق تا کید احادیث نبوی صلی صاحبها الصلو علیهم
 و جملع صحاب کرام تا خوش گرد و آرد و اخوی و علوم مومنین خاص من الجنة و الناس انشد حقیقتی اما در اظهار دین بجهنم بنی
 بر توبه لایم بفضل خود سازد و در حدیث دیگرین باینکه فتح الله علیه السلام قد علم انک قد علمت ان التكلیف من الشارع لیس الا العمل بفیضه
 علی التخیار و تخصیض العمل بفیضه حق و حق تعالی حکم را بلیقت الیه با هو تغیر حکم الشار من دلی برهان و جرح حدیثی است
 و الصواب احب بالقلید فافهم قوله اخذ الاحکام من صواب الحق لکن لا یخلو بعض احکامهم عن اشیاء خفیة فیصالح فیضها الی تبیین الحق
 الداحقین و اما المجتهدین الذین اتبعوهم باحسان فکلام سواء فی صالحم التقلید یحکم فان وصل فحق تسفیاً بن عینة او مالک بن
 دینار و غیرهم بحجی الاخذ به کما یحیی الاخذ بفیض الائمة الاربعة الان لم یبق عن الائمة الاخرین نقل صحیح الا اقل القلیل
 و لکن انهم من منع التقلید یا هم فان وجد نقل صحیح منهم فی مسئله فالعمل به و العمل بفیض الائمة الاربعة سواء هذا اخر ما
 قصداً رفیده فی شرح کتاب التخریج فی علمه اهل الصلح ارد و در حدیث یعنی پیشترین کتاب باینکه کسی شیخ عدو آشوبان رفته اند عیسی علیه السلام که باینکه
 کما الامام زین العابدین علیه السلام لم یبلغنا عن احد من الائمة ان امر احداً به بالزام فذهب معین لا یرى صحته خلا لیل المنقول عنهم
 سلسله حق بات سی پیشا دین و الا شیطان که در کتاب ۵۲ حو کوئی جان بوجیه که چپا و سئوگ کی نگام دیا جاد و نگام ۵۳ بی شک
 شیطان ابرار دشمن است مومسم سمجده که بود و سکودشمن و توبلانا به ایچے گروه که او سیوا سله که نو دین و دوزخ و الوون میں ۵۴
 یہ تو بی شک تیرے ساتھ جوئے بات ہی کشایع کی طرف سی تکلیف فسد استے ہی نہیں کہ بلا قید کسی مجتهد کے قول پر عمل کیا جاوے
 کسی مجتهد کی تحقیق ناسیند دوزی ہی او کی طرف اتفاقاً چاہیے بلکہ یہ دل و دلکا حکم شایع کا بلا دلیل اور اگر کہ رحمت فراخ کو رنگ
 کرنا چاہے اور چاہے بہت مستحق ہیں تقلید کی کہ نہ کہ وہ ضلالت ہی اندھنمک من قریب ہیں لیکن او کی بعضی کلاموں میں پڑ اشاری ہیں
 کہ سبب کی پوشیدگی کی بیان مجتهدین کی حاجت پڑی ہی اور مجتهدین کے صحابہ ایچے پر دین کے صلحیت پیروی میں برابر ہیں اگر لاجرم
 فتوایں میں عینہ یا مالک بن نینار و غیرہ کا قیادہ اریہ کیلئے او کی فتویٰ عمل کا ناجائز ہے انسانی بات کی اور دینی مذہب کی انتہا بہت کم
 ایسی سلی او کی تقلید حق فی منہ لگا و منی منع کیا ہے سو اگر نقل صحیح و اوستی بجا و ادب و ادب اریہ کے قول پر عمل کرنا برابر ہے یہ خرد و منہ و رنگ
 بجا شرع و تخریر میں لاجرمی خصوصاً ہر کی عبارت شرح تخریر کی اور شکیات کہ در غیب بیا شایع مقام جری علی حدیث کہتے ہے کہ ہر کوئی امام
 بہر دین نہیں ہو سکتی کہ او نہ ہو سکتا ایچے و نہ ہو سکتا امام مذہب نہیں کہ اگر کسی ہر سطر جگر اور غیر کے فہم کے صحیح بخانی بلکہ منقول از منی تو

جو کہ قرآن اور حدیث کی سمجھنے کا قصد کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اہل ادرک کی سمجھتے ہیں دلائل شرعیہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ما اشکھ الرسول فخذوه وما اختلفت عنہ فانتہوا اور قول اللہ تعالیٰ کا ابقوا ما انزل الیکم من ربکم وہو ہدًی للذین اوتوا الذکر کے پیچھے کیا ہوگی یہی چند مقدمات کی تہ تیغ ہے مقدمہ اولی جو کسی کے دھڑلے اور کسی ترک کرنا اور کس کا حرام ہونا ہے چنانچہ کفر و غیر میں کہا ہے حاصل ہذا الکلام ان وجوب الشیء بدلی علی حوزہ تریکہ و حوزہ الشیء بدلی علی حوزہ ترکہ و ہذا مال الیقین فیہ الزاع متبجہ مقدمہ ثانیہ ایہا رب بعدک مذہب حق میں اور مقدمہ ثالث میں ما اشکھ الرسول اور انزل کی علی سبیل الدوران پہلے کہ حق خدا کا ایک ہے ہے اور یہ مقدمہ خدا کا جو مسلم ہے اور تاج ایراد منل کا نہیں مقدمہ ثالثہ مالشہ بعض آئید کہ ترک کرنا بعض احادیث کو فرج تحقیق اور کہا کہ ہے کیونکہ انہوں نے اول اس حدیث کو احادیث قابل عمل نہیں سمجھا بدعوے نسخ یا بدعوے منصف اور انشال اور کسی پر کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھ کر پہلے اپنے اقوال کی پابندی سی حدیث نہیں مانتی تھی ما شاء اللہ عنہم مقدمہ رابعہ جو مسئلہ محض کہ حدیث ہی کچھ غیر نہیں رکھتا ہو اگر حدیث کو قبول نہ کری تو قبول نہ کرو اور کس طرح تحقیق کی مثل انہوں نے کہا کہ ہونگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہو گا مقدمہ خامسہ آجکل کے بعض متعصب بعض احادیث میں تاویل جتنے اور دعوے نسخ اور منصف کا بے دلیل بلکہ مجرور پابندی قول امام کے سحر کے حدیث کو ترک کرتے ہیں وہ دونوں نہیں جیسے کو آئید اسلمی کہ آئید سی دعوے نسخ و منصف اور تاویل کا خالصا تحقیق دین اسناد و معاین الا دلائل تھا اور کہا کہ کو کو تاویل کرنا رعایۃ لقول الامام مقابل قول رسول ہے چنانچہ کلام بدلی نظام میں ہو گا اسلجیل صاحب کے جو تئویر العینیں سے نقل کیا گیا ہے گذر مقدمہ سادسہ آئید کہ بعد کی تقلید میں کو لازم ہے کہ چاروں اماموں کو برابر سمجھیں مذہب کہ اپنے امام کی مذہب کو ملا سب اور مثل فطار اور دوسرے آئید کے مذہب کو غلط و مثل اسلوب سمجھیں جیسا کہ مقتضائے قول علامہ غفرلہ ہے جو شہادہ اور درختار میں منقول ہے اذ استملنا عن مذہبنا و مذہب خصمنا قلنا وجوباً مذہبنا صواباً و جہل الخطأ و حقنا الفضاخا و جہل الصواب انتہی افی الدرد و کما فی الانشاہ و اسلجیل کہ و میں سمجھے اور یہ سمجھے کہ یہ قول بظاہر منافی مقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور صفی شیخ ابن البام کی کلام میں معلوم ہوتا ہے چنانچہ یہ محمد بن اشہر و ابن النادین و دہلجہ میں فرمائی ہیں اذ اختلفت ذلک ظہر ان ما ذکر عن النسفی من وجہ اعتقاد انہ صواب ہے اور یہ سہل سہل اور جس نسخ کو ہم چھوڑ دوں چھوڑاوی پر جواد و انکو تباری ربکے مامل اس کام کا بہتر ہے کہ واجب ہونا ایک چیز کا دلالت کرنا ہی اس کی چھوڑ دین کی حرام ہے چھوڑاوی اور خدا ام ہونا ایک چیز کا دلالت کرنا ہے چھوڑ دینے کے واجب ہونے پر اور یہ ایسے بات ہے کہ اس میں جہگڑا خیا لین نہیں آتا ہے جوقت ہمارا اور ہمارے مقابل کے مذہب کی اصل پر چھوڑ دینا تو جہگڑا ہے جو جہگڑا ہو گیا کہ مذہب ہمارا نہیں ہے فقط غلطی ہو گئی ہے اور یہ سہل ہی مقابل غلطی ہو گیا ہو گیا گناہ ہے جوقت دوسرے بیان کیا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ جو کسی مذکور کی غلطی کرنا ہے

بجمل الخطاء مبني على انه لايجوز تقليد المفضول وان يلزم التزام مذهبه وان ذلك لايتأتى في العامر قد رايت في
 آخر فتاوى ابن حجر الفقيه التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبادة النسخ المذكورة فخره ان قول الامام انما اشبهت
 كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف من ان يجزى تقليد العالم وغيره والاصح انه يتخير تقليد اى شاء ولو مضى وكان
 اعتقده كذلك وجبته فلا يمكن ان يعظم ويظن ان على الصواب بل على المقلدان يعتقدان ما ذهب اليه امام محتمل انه الحق قال ابن
 حجر ثم رايه الحق ابن اطارم صحح بما يؤيد حيث قال في شرح الهداية ان اخذ العالم بما يقع في قلبه من اوصاف اولى وعلى هذا اذا
 استفتى المجتهدين فاختلغا عليه الاول ان ياخذ بما يعيل اليه قلبه منها وعنده ان لو اخذ بقول الذي لا يعمل اليه جاز
 لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فصل انقضى او لم يحكموا في بي غابر معنى كورد كر كر وويل كر
 ہے چا چکر کہا ہے والمزاد ان ما ذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذ كل مجتهد يصيب قد يخطئ
 في نفسه الامر اما بالنظر اليها فكل واحد من الاربعة مصيب في اجتهاده فكل مقلد يقول هذا العبادة لى
 سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذى قلده وليس المراد انه يكلف كل مقلد اعتقاد خطأ المجتهد الاخر المنى
 لم يقله لان تقليده واحد منهم انما يسوغ بقدر ضرورة التقليد وهي كون المقلد ليس من اهل النظر في الادلة
 الاستنباط الاحكام الظنية فيقلده في العمل فقط فان قلت انه مكلف به ايضا والالزام اداء التكليف طاعة
 عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلده في حق لا نقلي يدرك الصواب والاطمئنان فلا بد فيها هو

مبني على ان امامه لم يثبت على كماله او على ما ينبغي ان يكون عليه من اوصاف اولى وعلى هذا اذا
 انظر لادنى من يهتدى به في تقليد العالمين في آخر فتاوى ابن حجر فقيه من تهوئى الى تصحيح سبأ كى يكي كى اولى كى كى اس عبارت
 کا حال پر چاہا اور ہوا کہ صاحب کمال فرضی ہی یونہی کہتے ہیں پھر کہا کہ اس قول کی بنا منصف ہے اور وہ یہ کہ تقلید زیادہ
 علم دلیکی ہے جس کے بغیر کہ نہیں اور صحیح ترین بات ہی تقلید میں وہ مختار ہے جس کی ماہی کریں خواہ گھٹیل ہی ہو اور وہ شخص اپنے عقیدہ پر
 ہی اوس گھٹیل کو گھٹیل جانتا ہوا وہ سچا نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ یقین یا گمان کی طور پر یہ جانی کہ وہ ٹھیک ہی بلکہ تقلید پر یہ بات ہے
 کہ وہ یہ عقیدہ ذکر کرے کہ حق فساد کا امام گھٹیا وہ محض حق کو ہی ابن حجر کہتے ہیں کہ پریشانی دیکھا کہ ابن سبام اوس عبارت کو کہل
 کہا جو سب کلام کی تائید کرتی تھی چنانچہ مشہر ہا میں کہا کہ عمل کرنا نہ پڑے کہ اوس قول پر جو اوکی جی میں ٹھیک معلوم ہو کہ سب سے
 اور اس نا چاہیہ کہ وہ عقیدہ رکھنے خواہ اور وہ سب کلام کی جواب میں خلاف کیا تو یہ سب سے کہ اور ان دونوں قول میں صاحب
 دل اٹل ہو گا اور اگر کرے اور اگر کرے دیکھ لے کہ اگر کوئی اوس قول پر عمل کرے یا جبر اور کامل اٹل نہ تھا تو یہی جائز ہے کہ نہ لے اور کسی کا
 اٹل نہ لے اور نہ ہونا بایں ہے اور اس پر جب اس قدر تھا کہ کسی مجتہد کی تقلید کر لی ہو وہ کہ چکا ہے اور وہ یہ کہ جبر ہمارا امام گیا وہ
 ٹھیک کہ امام کی نزدیک مع گمان تھا کہ اگر کلمہ مجتہد ٹھیک اور ہی ٹھیک پر ہوتا ہی حقیقت میں اور جب نظر جاری دیکھا جاتا تو نزدیک
 انما راہیہ میں اپنے اجتہاد میں ٹھیک ہے ہر ہی تو یہ مقلد عبارت مذکور کو نہ ٹھیک سوال کی وقت گویا اپنے امام کی زبانی کہتا ہی تھا

مکلف ہما کذا الخ بعد شیخنا من القول السدید لا بن الملا فیروخ المکی الخ فی اہ اہ ابن السعوی د
 ہے تمام یہ ہوتا ہے مائتہ التواتر اور عبارت سے یہ ابن الملا فرخ المکی الخ کے قول سے مدید بن بکر، و لیس المراد انہ
 کل مقلدان یعقودہ لک فیما قلد فیہ اذ ذلک تقلید فیما لا یحتاج الیہ وہی منہم کا اذ ذلک من قبل ان الثقلید انما
 یسوغ بقل الضرورۃ وهو محتاج الی العمل فلا بد من الثقلید فی حصولہ واما اعتقاد حقہ ما قلد فیہ و بطلان کل ماعداء فلیس
 مکلفا فان قلت بل ہو مکلف بل لا یلزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم حقہ ما قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم حقہ ما قلد فیہ
 لا تقل بل ہو علی الصفا ظاہر اہم حیث فعل ما علیہ من الخذ بقول مجتہد واما مخفیہ من اخذ بخلاف قول مجتہد مقلد شاعر ہو مکلف
 استہ اور یہاں ہی ملاحظہ قاری فی ہی شرح میں علم میں اس قول پر نسخی کے تخلف اور تقلید کی ہی فرمودہ کو چاہے کہ جابون نہ ہو
 برابر باقی پر جب مجہد ہو یا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص حق فی المذہب مثلاً ہو کر کسی
 اپنے مذہب کے کلمے کو شافعی مذہب کا تسلیم مسئلہ میں اتباع نہیں کرنا اور اسکو نہاد مانتا ہے اور کرنی والی شخص کو
 ترک کیا اس میں بعض اہل بیت الرسول کو بحکم مقدمہ تا یہ کہ اور ترک کرنا بعض اہل بیت الرسول کا حرام بحکم مقدمہ ولی کی تکوین
 کرنا اس حق کا اپنے مذہب کو پہلے کر شافعی کی کسی مسئلہ کا اتباع نہیں کرنا اور اچانکہ حرام ہو یا بحکم دو فرقہ میں ترک اور پہلے
 جاری نہیں ہو سکتی حقین انشاء ربہ وغیرہم من المجتہدین کے پیروی کرنا اور بعض اہل بیت کے بحکم مقدمہ الشکی اور مقلد
 محض عامی یہ بات نہیں کہہ سکتا بحکم مقدمہ راہب کی اور بعض مقلدین مسلمان آج کی زمانہ کی حسیا کہ مکلف ہی وہ ہی نہیں کہہ سکتا
 بحکم مقدمہ خاص کے اور دو فرقہ کے مقلد ولی فرمے یہ ہر مذہب کو ہم لوگ مذہب اور کرام کا سوا مذہب نام اپنے کے یقیناً مقلد
 اور انہیں ہے کہ ہر مقلد اسکا تکلیف داد دے گا اور مجتہدوں کو خطاب جانی کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا اور وہ
 ضرورت یہ ہے کہ مقلد صاحب بعیرت ہو کہ دلائل شرعی میں حکم نکال سکے سو نقطہ حل میں مجتہد کی تقلید کرنا اور اگر تو یہ کہنے کے
 کہ مقلد اس بات کا یہی تکلیف داد دے ہی ورنہ باوجود عقیدہ عدم محبت کی اور اگر ناقلیہ شریعہ کا لازم اور انکا تو میں جواب دے گا کہ
 بات لازم نہیں مگر اوسما لئین کہ جس پر عمل کیا اسی غیر صحیح تھا اور ہم یہ نہیں کہتی بلکہ وہ ٹھیک ہی بظاہر راغب کو خطاب جانا سو یہ کہ تقلید
 راہ میں نہیں رہتے ہر شخص نے جو احمد کی قول سے مدید شخص کیا ہے جو کی عبارت ملاحظہ کی سلسلہ اور یہ راہ میں کہ جس سلسلہ میں مقلد کی
 قول پر عمل کرے اوس میں وہ تھا کہ کہہ کر یہی بات میں تقلید کرنا ہی کی جانتا نہیں اور اسلیئے منع ہے چنانچہ پہلی گذر چکا کہ تقلید
 بقدر ضرورت روا اور وہ ہی کی عمل میں حاجت ہو سو سرور کا کہ تقلید ہی وہ حاصل ہو اور یہ عقیدہ کہ جس پر جسے عمل کیا صحیح
 اور جو راہ کی ہے وہ غیر صحیح ہے سو کی تقلید نہیں دی گئے اور اگر کوئی کہے کہ وہ یہی تکلیف میں داخل ہے انہ
 باوجود عقیدہ بے معنی کے اور سے تکلیف لازم ہو دینی تو میں جواب دو گا کہ یہ امر لازم نہیں آتا مگر اوس میں کہ
 کہ جس پر عمل کیا ہے اسکو غیر صحیح مانے اور ہم یہ نہیں کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹھیک ہے یہ ہے اسلیئے کہ جو کہ کوئی
 تبادہ کر چکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر راہ اور انکا خطاب جانا سو یہ تکلیف میں داخل نہیں

الرسول جانتے ہی نہیں بنا بر قول علامہ ابنی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو موجب ترک الاتی بہ الرسول کا
 ہونا نہیں بن سکتا بحکم مقدمہ سادہ کی فافہم و تفکر اور آجگاہ کے کوئی یہ نہیں سمجھے کہ اس دلیل کا لازم آتا ہے کہ ہر ایک کے
 واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض الاتی بہ الرسول کا لازم آوے گا سنو کہ یہ دلیل اور
 مقدمہ کے حق میں جا کر ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو قسام تعلیق سے اختیار کرے اور جو مقدمہ تخصیص مذہب میں ہے بغیر قسم
 ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقت تارک بعض الاتی بہ الرسول کا نہیں ہے بلکہ عامل بمقتضا عموم نفس کے ہے اسلئے کہ تخصیص
 اور کسی یا بغیر عدم استلزام کے چھو یا بغیر اسکے چھوگی کہ نفس سے عموم اتباع الاتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہی پر اگر حنفی
 مذہب کے مسئلہ کی ضمن میں اخذ الاتی بہ الرسول کر لیا تو یہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا ہونا نظیر کسی ایسے کہ
 شلاً عموم آیتہ فاقرء ما نسی من القرآن سے فرضیتہ قراءۃ کی ناز میں بدون یقین کی ثابت ہوتی ہے تو اگر کو
 شخص نے بغیر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد میں موجودا ہے یا بغیر اسکے کہ جیسے تمام قرآن کی حفظ پر تھا نہیں
 بارہم کو دہلی قراءۃ کی ناز میں خاص کر رکھا تو اس شخص نے باقی قرآن کی قراءۃ کو ترک نہیں کیا مان اگر کوئی شخص بارہم
 عم کو باوجود قدرت کی تمام قرآن پر اس نظر سے کہ بارہم کا پڑھنا ناز میں واجب اور باقی قرآن پڑھنا درست نہیں
 خاص کر لے تو بیشک سنی باقی قرآن کو ترک کیا اور مذہب مسموع کا ہوا حدیث کا مقدمہ ثلث باوجود علم ایک
 مسئلہ کے موجب مذہب سرے امام کے اس نظر سے کہ ہر سو اسلئے اتباع اپنے امام کیے چھو درست نہیں اور مسئلہ کو
 حق میں نہیں لانا تو بیشک ترک کیا اسلئے بعض الاتی بہ الرسول کو بخلاف مقدمہ تخصیص تعلیق قسم ثانی کے کہ تخصیص
 بغیر کفایت یا عدم استلزام عموم نفس سے ثابت ہوا کہ ایسے مقدمہ تارک بعض الاتی بہ الرسول کی نہیں اور اگر
 تعلیق ہر مذہب کے ہر مسئلہ کی واجب نہیں فافہم دوسرے دلیل حدیث آسودگی ابن مسعود قال قال عبد اللہ لا
 یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلواتہ یروی حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لذلک ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا یہ حضرت جابر
 روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبد اللہ بن مسعود صحابی جلیل الشان کہنے کہ جو کوئی امام یہ الزام
 کرے کہ بعد فرغت کی ناز سے دہنے ہے طرہ کو پہر کہ بیٹھے اور بائیں طرف نہ بیٹھے تو اسنے اپنے ناز میں شیطان
 حصہ پڑا دیا سو اسلئے کہ میں رسول اللہ کو بہت دفعہ بائیں طرف کو پہرے لگا دیکھا ہے شیخ الاسلام مدینی حنفی فی زبائہ
 کہ یہ حدیث ابن مسعود کی اسکی حقیقت ہے جو دہنے طرف ہے کی پہری کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب
 نہ جانے تو دونوں طرف برابر ہیں لاکن وہی طرف اولی ہے چنانچہ شرم بخاری میں فرماتی ہیں ماتحت ہی حدیث کے
 فکانہ یحتمل وجودہ اما اذا لم یتمتع ذلک فیسقط فی الامران ولکن فی الامین اولی اتقی اور طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث
 ۱۵۰ کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہ کوئی آدمی بعد نماز کی سیدھی پہر کہ بیٹھے کو ضروری جانکر اپنے ناز میں شیطان کا حصہ نہ لگا دے بلکہ
 ۱۵۱ حضرت امام کو دیکھا کہ آپ بائیں طرف پہر کہ بیٹھے تھے ۱۵۲ سو گیا کہ وہاں کو ضروری جانکر اپنے ناز میں شیطان کا حصہ نہ لگا دے بلکہ

معلوم ہو کہ جو کوئی ایک مرتبہ پر بیٹھ گیا اس مقام میں اختیار کرنا جائز نہیں کا ہے خوب اصرار کر کے
 سطرہ کر کہیو اور سکو نیچر لے کر ہستی شیطان فی حصہ یا باطن لال کا پھر کیا حال اور شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر
 ہر ہی چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں فراقی بن تحت اسی حدیث کی وقیہ ان من اصر علی امر مندق وجعل عزاء ولم یعلیٰ اللہ
 اختار الشیطان من الضلال فکیف من اصر علی بدعة ومنک انتہ اور اسی جگہ سے ہی جو فقہانی لکھا ہے کہ مجدد فکر
 کافی نفیہ مستحبہ لکن بعد نماز کے کر وہ ہے اس جہت سے کہ علوم دیکھ کر وہ جب جانیگے یا سنت سمجھیں گی چنانچہ
 در الخاتم میں فراقی بن و بتحد الشکر مستحبہ یہ بیغہ لکن تا کہ بعد الصلوة لان الجهل یعقل خاصۃ او واجبة
 صلیح یؤکد الیہ فکر وہ انتہی بلکہ فی سائر کتب الفتنہ اور طحاوی نے لکھا ہے کہ یہ کردہ تحریمی ہے تو اس حدیث فخر
 سی مطابق تقریحات اولیٰ محدثین اور فقہا کی جیکہ کسی مرتبہ کا التزام اور اوپر اصرار اور پٹ کرنا فعل شیطان فی
 کردہ تحریمی ہوا اور التزام اور اوپر اصرار اور وجوہ ایک مجتہد کی مذہب کا جو مخالف جامع قرون نمونہ کی اور مخالف قرون کے
 کیونکہ بدعت نہ ہوگا تیسری دلیل اجماع صفا کا جو قافی نے نقل کیا ہے واجتمع الصحابة علی ان من استغنیٰ ابدا
 وعمر وقد لا ما قلہ ان یستغنیٰ ابدا ہریرہ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب علم الثبوت فی حاشیہ منہیہ میں نقل
 کیا ہے اور فاضل قناد نے ناقلا عن التقریر مقتصر الحصول میں نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلیٰ فی شرح مسلم
 نقل کر کے اوپر تقریبات کے ہیں اور عبد الوہاب شعرائی نے نیز ان میں نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول میں
 مذکور ہے فالاقویٰ اجماع الصحابة یعنی قویٰ تر اجماع صحابہ کا ہے خلافاً لاجماع کا مقبول نہیں
 بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولیٰ میں چنانچہ روایت ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰
 بوجہ بطبع معلوم ہوا ہے جیکہ کل صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کسی ایک مجتہد کی
 تقلید کر کے اور کسی دوسرے مجتہد کی پیروی ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اسکو واجب جاننا اور تاک اس التزام
 گزارہ جاننا اور لا مذہب نام کھنا اور لائق تقریر کے جان کر تقریر دینی اور مردود لشہادۃ کہنا پھر نسبت الیہ عذر
 والے کے بدعت مند اور حرام نہیں تو کیا ہے اور عقیدہ ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیت کریمہ یشیع غیر سبل الذین
 کیونکہ نہ ہوگا اور مصداق من غلغل فی النار کا اس حدیث سے اتباع اسوا والاعلم ومن غلغل فی النار سطرہ نہ ہوگا کچھ دلیل
 ۱۔ اور اس حدیث میں یہ ہے کہ جو کوئی امر کرے ایک امر نقل پر اور اسکو ضروری نہ لال احد صحت جو اسکی مقابلہ میں نہ لال اور پھر
 کرے تو اسکو شیطان لگائی ہو چکا ہے پھر خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اسکا کیا حال ۲۔ اور بدعت
 کا مستحب ہے پھر فتوا دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کی کر وہ ہے تاکہ ایمان اسکو مستند اور واجب نہ لال العین کسلیٰ کہ جو مباح ہے بدعت
 پر پھر جادے تو وہ کردہ ہے ۳۔ اور صحیح ہو گئی ہیں صحابہ سپر کہ جو شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ہی فتوا پر نہیں
 ادنیٰ قول بغل کرے اسی رہا ہے کہ فتوا پر چہرے ابو ہریرہ اور معاویہ بن جبل رضی اللہ عنہ

قیاس مجتہد معین کا اندر ربع میں سی مجتہدین پر ظفا ربع میں سی تصویر کی ہے کہ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنگے
 جہنما دی کیو انکار نہیں اور فضایل اذن کے فخر من الشمس میں باجماع اہل سنت کی تقلید یا تخصیص دون کی حسب
 ہنوی اور کوئی مذہب اذن کا خاص کر التزام نہیں کرتا تھا تو اب مثلاً ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید یا تخصیص بطریق اولیٰ
 واجب اور لازم برسلہ میں ہنوی پس قول کی وجہ ہو گیا حرام ہو گا بحکم یرکمنہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم
 الکذب هذا حلال وهذا حرام لتقلوا علی الله الکذاب اور اس استدلال سی ہمار کیو بہرہ
 مکتدہ کے غیر مجتہد ہو کر قیاس کیوں کیا اسلئے کہ یہ وہ قیاس نہیں جو کہ مستنبط علیہ سی ہوا اور مختص ساتھ مجتہد کے ہو گا
 بلکہ یہ دلائل انہیں ہے کافی قرأتی والیٰ لہما اذ دلالت علی ہی الضرب اور دلائل انہیں کوام ہی سمجھتے میں چنانچہ
 شیخ ابن الہمام تحریر میں فرمائی ہیں دلالۃ النص بخالف القیاس فان القیاس یختص بالمجتہد ودلالۃ النص
 یفہمها العوام انتہ اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام مازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم میں لکھا
 وجہہ الخفیۃ والشافیۃ علی اندہ نغنی بہ دلالۃ النص لیس بقیاس قلیل قیاس جلی اختارہ الامام الراز
 انتہہ کہذا فی مستقیم الحصول تنبیہ جاب مؤلف فی دعویٰ بوجوب تعین پر یہی دلیل فرمائی ہی کہ جبکہ چار مذہب کے تعین
 وجہ ہو گیا تو ایک کی تقلید ہی ہو گئی کیونکہ یہ ایک ہی تو اور نہیں چار میں سی ہے تو اسکے شامل ایسی ہوئی کہ جبکہ چار جنت
 ہوئی تو ایک ہی جنت ہو گیا سو یہ تو ایسی دلیل ہے کہ آج تک کسی جاہل شخص سے ہی صادر نہیں ہوئی چہ جاہل اور حق
 ہرگز وجہ ثابت نہیں ہوتا اور اس سے چنان لے عدم التزام مذہب معین کو با استدلال چار دلیلوں کے اور سبب شہاد
 ہشتیس روایات سلف اور خلف کی جو ہر ایک او میں سی مدلل بتلایں ہے بعض دہوتہ نہیں اجماع است کو حجتہ نہیں لایا
 اور بعض میں عدم وجود دلیل وجہ تعین کو نہ کہہ رہے اور بعض میں عدم آتہ قرآنی کو دلیل گردانا ہی اور کسی میں
 قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت نہیں لایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہی دس شریعت فی انار کا بلا دلیل
 کس طرح مقابل لایا اور روایات مدللہ کے ہو سکتا ہے اور جو ایک دو قول ضعیف جاب مؤلف فی اخیر میں اس کی
 نقل کئے ہیں کیونکہ معارض البیہ حصین دلائل اور روایات کے ہو سکتی ہیں اسیدو علی بعد ہر قدر تحقیق کے
 حاجت رکھنے اذن اقوال ضعیف مؤلف کی نہیں رہی لاکن چونکہ بعض علماء کو جو کہ اصول فقہ سی واقف نہیں ہیں
 او کسی باقی کلام سی دہو کہا ہو جائیگا اسلئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو موادون روایات کے رد کیا جاو فلسفہ عرب **قال**

یہاں میں تقلید کا طریق عدم تعین کی ہے ساتھ ساتھ دلائل کے

اور نہ کہہ اوس چیز کو جسے تمہارے ذہن پر چوٹ کہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ماکرنا مذہب اسد پر چوٹ
 سوتہ کہو ان باب کو آت **۱۵** دلالۃ النص قیاس سے جدا ہے ہیات میں کہ قیاس مجتہد کے ساتھ
 خاص ہے اور دلالۃ النص کو سب عام لوگ سمجھتے ہیں **۱۶** اور گروہ حنفیون اور شافعیون کا اس پر ہے کہ
 کہ دلالۃ النص قیاس نہیں ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ قیاس علی ہی اور ہوا امام مازی فی پسند کیا ہے

طریق اول یہ ہے کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آریسی فاسد تھا اہل الذکر وغیرہ کے سے مستفسا ہو گیا یہ ہوا کہ
ابہر حال کہ برہنہ ازہمہ جو بائین ہم بالیقین حرمہ تکلیف تقلید کیسی ثم قال سو یہ بات حاصل ہوئی ہے
تقلید مذہب معین میں سائنہ یہ وہ چون کے وہ اول یہ ہے کہ پہن تھاں ہے پڑنیکا خلافت جاعتا میں برہنہ آریسی
بات کہ لیکا کا دستے یکی نزدیک محل باطل ہو عیدیکہ ایک شخص نے عمل کیا سو یہ مذہب نام ملک حرم کی کہ وضو کیا طلبہ میں
کے کم سے کہ اوس میں نجاست پڑی ہئی اور سج کیا ہو جب مذہب شافعی کی چنداں وہ نہر پہر ناز پڑے تو یہ نماز جاعتا
اور اوس میں کیے نزدیک جائز نہ ہوئی اقوال غرض مولف کی وجہ اہل سی یہ ہے کہ عدم نقین مذہب میں تھاں
پڑنیکا ان صورتوں میں جو باطل ہیں باجماع مرکب نہ اردہ کی جیسا کہ صورت مذکورہ میں گذر اور جیکہ تقلید غیر معین
میں ایسا تھاں ہوا تو تقلید معین واجب ہے جو پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہ قول مولف کا باطل ہے اور یہ وجہ اول ہرگز
سفیدار شہد واجب تقلید معین کو نہیں ہو سکتی اسلئے کہ ایسے صورتیں مرکب باجماع مرکب کا منوع ہے اسو اسلئے
کہ اجماع مرکب میں اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور جبکہ مسائل متعلقہ فیہا مختلف ہیں مسئلہ یا نیکا علیحدہ ہے اسلئے اسو اسلئے
علیحدہ ہی جگہ سی ہے کہ تحقیق اصولین فی صورتہ نکاح بلا ہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل باجماع مرکب ہوا نہر
تسلیم کیا نہ چہ کہا ہے سلم میں و ما اوردہ اندر ہا لکن الجموع مام یقلیدہ احد فیکون باطلا باجماعا لکن تزوج بلا
صداق ولا شہون ولا اولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلہ ولا نہ لوقولہم استفادہ مفت بعینہ انتقہ اور کہا شرح
بجملہ مام و ما اوردہ اندر علی تقدیر جوان الاخذ بکل مذہب لکن احوال وقوع اختلاف الجموع علیہ اذ رہا یکن الجموع
یعنی مام یقلیدہ احد فیکون باطلا باجماعا لکن تزوج بلا صداق ولا تلم بقل الامامین اذ الی حقیقۃ والشافعی لا ولا شہون اتباعا بقول
الامام ولا اولی فاقول امامنا ابن حنفیہ فیہا الکلام اطلاقا اتفاقا امامنا فلا استفادہ الشافعی امامنا فلا استفادہ ابو حنیفہ ولا اولی مندفع بعدم اتحاد
مسئلہ اور وہ حرم میں کیا گیا ہے کہ اکثر مل جل کر ایسے صورت ہر جاتی ہے جکا کوئی بھی قائل نہیں تو بلا جماع ایسے صورت
باطل ہرگی جیسے کہ ایک آدمی فی نکاح بغیر دہر کے وہ غیر گواہ اور ولی کی کر لیا تو جواب ایسا کہ یہ ہے کہ یہ اعتراض مندفع
بسیکچ ہون مسئلہ کے اور یہ ہی ہے کہ اگر یہ اعتراض چرچا ہو جاوے تو لازم آوے گا کہ ایک ہی مثنی سی فتوا ہو جاوے اسے
مسئلہ اور وہ جواز میں کیا گیا ہے کہ ہر تقدیر جائز ہونے محل جلد مذہب کے تھاں ہے کہ کہے کسی از جماعی کی
مخالفت ہر جاوے اس سبب کہ کہی مل جل کر ایسی صورت ہو جاتی ہے جکا کوئی بھی قائل نہیں تو بلا جماع باطل ہرگی
جیسے ایک شخص نے بغیر ہر کی بموجب مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی رحم کی نکاح کر لیا اور بموجب مذہب امام مالک
کو اد ہی نہ کئے اور بموجب قول امام ابو حنیفہ کے دلی ہی نہ کیا سو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہرگی حنفیوں کی
نزدیک تو بسبب ہونے گواہوں کے اور اولی کے نزدیک سبب ہونی ولی کے زمین جواب
دیا ہون کہ یہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک ہونے مسئلہ کے

کی ثابت کرتے کرتے مذہب اربعہ کو مانتے ہی ایک بیٹھو گئے کہ چونکہ یہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کی ہر جگہ
 پہلی کرادینی مذہب میں کمی مقدار پائی اور کمی مقدار میں کی دونوں نفع صحت وضو نہیں ہیں پس اگر ہر دو کو فائدہ
 ہوگی تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہو جائیگا اور ہر دو کا مذہب اہل سنت کا مذہب اربعہ میں نہ ہوگا بلکہ مذہب
 میں امام مالک اور امام عظیم کے مذہب اہل سنت منحصر ہو گئی دو سیرا یہ کہ صورت معمول عدم متعلقہ بالاجماع درست ہے
 تقریر کی یہ ہے کہ جیسا کہ شخص نے فقیہ کے کم پائی نجات افتادہ ہیں وضو کیا امام مالک کا متعلقہ ہو کر تو اس
 پائی کی وضو کو امام محمد اور شافعی اور ابو حنیفہ ہرگز فاسد نہیں جانتے بنا براس بات کی کہ اس شخص متوفی نے
 اس مسئلہ میں فقہ امام مالک کی کمی ہے اگرچہ وہ امام اس پائی کو اپنے حق میں اور اپنے متعلقہ کی حق میں کج کر
 جانتے ہیں اور یہاں ہی جیکر اس شخص نے مسیح کیا وہ بال پر امام شافعی کا متعلقہ ہو کر اس کو امام مالک اور امام عظیم
 اس کی حق میں ناقض نہیں جانتے اس نظری کی کہ وہ شخص اس مسیح میں مسئلہ ہی امام شافعی کا اگرچہ امام عظیم اور امام
 مالک اس مسیح کو اپنے حق میں اور اپنے متعلقہ بن کے حصین ناقض جانتے ہیں تو یہ وضو بالاجماع آثار ربیعہ کی درست
 ہوا اس واسطے اور یہ بطور بعضہ تحقیقین فی صورت نکاح بلا صداق و بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے
 بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کی ہی درست کہا ہے چنانچہ بیدار شاہ شہر تحریر میں فرماتی ہیں واعترض علیہ بان بطلان الصلوة
 المذكورة عند ما غیر مسلم فان مالکاً مثلاً لم یقل ان من قلدا الشافعی فی عدم الصلوة ان نکاحه باطل ولم
 یقل الشافعی ان من قلدا مالکاً فی عدم الشہد ان نکاحه باطل انتھ واور علیہ ان عدم قولہا بالبطالان فی
 حق من قلدا احدھا وراعی مذہبہ فی جمیع ما یقع علیہ صحتہ العل ولاحض فیہ من قلداھا وخالف کلامہا
 فی شئی وعدم القول بالبطالان فی ذلک لایستلزم عدم القول بجزءھا وقلید علیہ بان الفارق بینہما البطلان کا
 من الجہت الثانی لایجوز فی صلوۃ التلیف جملہ شرط فی حتم بالیحد بعضہما دون بعض وهذا الفارق لایستلزم ان یکون
 موجبا للحکم بالبطالان وکیف لیسلم والخالفة فی بعض الشرطھا من الخالفة فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحۃ
 سلم اور ہر قسم کی کیا ہے اس طرح کہ باطل ہونا صورت مذکور کا اون دونوں کی نزدیک مسلم نہیں ہے کیونکہ امام مالک حاشا نہیں
 کہتے کہ جسے ہر کے ہر اسے میں امام شافعی کی چیز کے کہے تو اس کا نکاح باطل ہو گیا اور امام شافعی یہ نہیں کہتے کہ جسے
 اور ہر کی ذیلی میں امام مالک کے پیروی کرتے تو نکاح اوکا باطل ہے اور اس تقریر پر پرین عمر میں کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا باطل
 نہ کہنا اس کی حق میں ہی جسے ایک کے پیروی کی اور اپنے امام کی ساری تو کی رعایت رکھی اور ہم حساب کی در پی بحث
 اس کی حق میں کہ جسے دونوں کی پیروی اور بعض بات میں ہر ایک کی مخالف ہو اور یہی صورت کو باطل کہنا اس کی باطل نہ کہنے کو لازم
 نہیں کرتا اور کہیں اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ فرق دونوں تو نہیں یہ سب سے کہ کوئی مجتہد فقیہ کی صورت میں
 ساری شرطیں صحت عمل کی نہیں پاتا

فی الہدیٰ بالطریق الاولیٰ من یدعی وجہ فارق آخر و وجہ دلیل آخر علی بطلان صلوۃ التلقین علی خذلان الصلوۃ الاولیٰ
 تعلیمہ بالبرہان قان قلت لاسلم كون الخالفۃ فی البعض اھون من الخالفۃ فی الكل لان الخالفۃ فی الكل یتبع مجتہد واحد
 فوجیع یتوقف علیہ صحۃ العمل صالم یتبع واحد قلت هذا لما یتم لك اذا كان معك دلیل من نقل واجماع او قیاس قیید علی ان العمل
 اذا كان لم یشرط یجب علی المقلد اتباع مجتہد احد فوجیع یتوقف علیہ لك فاقابہ ان كنت من الصديقين والله اعلم انھم كلام السیكشا
 رحمہ اللہ ما نقلہ لنا من الشرح لهذا الخلفۃ فی العقد الفرید وما اورده علیہ فسنجی علیہ انشاء اللہ تعالیٰ فی مجتہد التلقین
 اور یہاں محل صاحب غایہ تقریر میں فرماتی ہیں و تعقب الاول بان الجملة المذكور ليس بضالان ما العالم یقل بطلان الخلفۃ انما الخلفۃ
 ولا الشا بطلان الخلفۃ للمالكیہ بلا شہق ولكن فیہ نظر ظاہر علی ما نقلہ لفقہا من معتمد الحق اقول وجہ النظر ان كلا السیكشا من
 میسر ابیر کہ فرض کیا کہ امام کی تقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور رسول عدم تقلد کو درست نہیں لکن ہاں
 اور میں اس عدم حجاز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ خلاف امام اربعہ کا تسلیم بطلان حق مخالف کا ہوتا ہے اور انکا بطلان
 مجتہد میں اجماع مرکب کے بوجہ بیض معلوم ہو چکا چوتھا یہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب امام اربعہ کا یہی درست ہو سکتا ہے
 اور یہ صورت وضو کی باطل ہے تو یہی ایسے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ میں واجب ہو جاوے
 بلکہ ہو سکتا ہے کہ تقلد ایسی صورتوں میں جن میں اندسب لازم آوے ہر مسئلہ کے اور باوجود کی التزام مکمل ہے
 غرضے مثلاً کوئی شخص سطح کرے کہ فجر کے وضو میں امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنی شرائط
 اور ارکان اور مستحبات اور مذہب میں ہیں سب کو ادا کرے اور کوئی امر ایسا کرے کہ جسے امام مالک کے مذہب میں
 وہ وضو فاسد ہو جاتا ہے اور فقہر کے وضو میں امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسی کیفیت سے کہ امام
 مالک کے مذہب کے عمل میں گزرے ہے اور عصر کے وضو میں امام حنبل کی تقلید کرے اسی کیفیت سے اور مغرب کی وضو میں
 بلکہ بعضے شرطیں پاتا ہے اور یہ نہیں مانتی کہ فقط اتنا فرق باطل ہو سکی و جہر ہو سکتا ہے اور کیونکہ یہ امر مذکور نا جاوے حالانکہ مخالفت
 بعضے باتو میں بنسبت سارے باتو میں نہیں کہ تو حکم صحت کا سہل میں مطرین اولیٰ دیا جاوے گا اور جبکو اور فرق کا ذکر اور بعضین
 کے باطل ہو سکی اور دلیل اسکی پاس کہ تو وہ پیش کرے ہر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے باتو میں مخالفت کا سہل ہونا بنسبت
 ساری باتو میں نہیں مسلم نہیں ہے کیونکہ مخالفت کو مینا لاسارے باتو میں ایک مجتہد کی چور پوری کرتا ہے اور یہاں یوں نہیں ہے
 میں جواب دوں گا کہ یہ بات جب چور ہوگی کہ تری پاس کوئی دلیل آئے یا اجماع یا قیاس قوی سے ہو کہ دلالت کرے اس پر کہ
 کسی عمل کے جبکہ شرطیں ہو دین تو معتد پر وہ جبکہ ایک مجتہد کا اتباع بشیر طوعین اگر وہ دلیل کے تو لا اگر تو سچا ہو کہ عبادت
 سید بادشاہ کی جو چاروں شرطیں فی عقد الفرید میں نقل کی ہے اچھتر ہیں جو کیا گیا ہے اور کا جواب انشاء اللہ ہم بحث تقیین میں
 اور متبادل کا یوں کیا گیا ہے کہ ہم مذکور ہر نہیں کیونکہ مالک کے شافعیوں کی طرح باطل ہو سکیو نہیں کہ امام شافعی نے اکثر یہی کمال
 ہونیکو جو بلا شہود ہو کہ لوگ اس میں اعتراض ظاہر ہے جیسا کہ نقل کیا قندہ انھی معتمد المصلحین میں کہتا ہوں کہ وجہ اعتراض یہی

امام ابوحنیفہ کی تقلید کر کے اوس کی کیفیت اور شرائط سے جو کہ میں نے جن فرض شخص کے حق میں سراف کی وجہ سے اکیلے کرنا چاہیے
 ہر ایک اور دوسرے تقلید شخص میں کی اس دلیل سے کہ وہ یہی ہے کہ اس پر بھی کیا ہی ملا حسن نہ بنائے ان کی حدت افزہ میں
 متصلا ہا ذکرنا انہیں علی الانسان التزام مذہب عین وانہ یحی اللہ العلیٰ علیہ السلام علی مذہب مقلد اذ فیہ غیر امام
 مستقیمہما شرطہ و یعمل ہا میں متضادین فی حادثین لا تعلق لولہما متہا بالاخری اقصی کا نقل سابقا
 قال دوسری وجہ یہ ہے کہ جب مذہب غیر میں پر عمل کرے گا تو ہمال ہی پڑے گا غیر ثواب میں نزدیک اشارہ کے
 میا کہ ایک شخص نے عمل کیا مروجہ ہشت فنی کی کہ پڑنا نماز میں ساتھ جہر سبب اس کے اور عمل کیا مروجہ ہشت فنی
 انعم اور امام کا کہ کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز جاری نہ کی نزدیک خواب ہوئی اقول بہت غار ہے کہ ان اور جہر
 اس جہر کا طرف و بدل ہی کی ہے تو کیا اس وجہ کی خاک اور الی گئی تو کیا کیا ذکر ثانی را تو چاہیے کہ جہر بدل
 اس میں نہیں کر لین قال تیسری وجہ یہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کر نیکی ممنوع ہے بالاتفاق کہ یہ شیخ ابن
 اس کے نے سبب مخترع اصول کے اور قاضی عضد الدین شافعی نے شرح
 اوسکی میں اور شیخ ابن ہمام نے سبب رجوع اصول کے اور صاحب درمختار نے سبب درمختار کے
 اور سارے ان کے اور علمانی رجوع امام احمدی وغیرہ نے اور عبارت تحریر کی یہ ہے لا یصح عملا علی ہذا اتفاقا
 لہے اور کہا صاحب بحر الریان نے بیچ رسائل زینیہ کی نقل التیغ فی تصحیحہ عن جمیع الاصولین انہ
 لا یصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق لہے یعنی نقل کیا شیخ فاسم نے سبب تفسیر اپنے کے جمیع
 کہ بلاشبہ نہیں میں ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کر نیکی بالاتفاق شلایک شخص نماز یہ ہے تقلید امام علم کے تو نہیں
 درست ہی کو نماز پڑھے اور کی طور پر اور یاد اور دیکھا اور کہنا جمال کا کہہنے فلا نے مذہب پر عمل کیا ہے فلاں قوت
 اب اسکی خلاف کرین شکل ہے سبب کم ہو دینار کی اور مستی جو نیکی امور دین میں پس جبکہ یاد نماز موطوۃ ہوگا
 اس میں ممنوع ہے بالاتفاق یعنی بالاجماع پس اہل حقین مذہب ضرور ہوئی اقول جواب اسکی اور میں اہل جہر
 ساتھ اثبات خلاف کی رجوع بعد عمل میں اور ساتھ تو روئے دعویٰ جاع کے اسکے ممنوع ہونے پر تو کہتی ہیں
 ہم کہ اولاد دعویٰ اس اتفاقا ابن الحاجب اور آدمی نے کیا اور باقی صاحب حکام مولف فی ذکر کیا ہے اور سوائے
 انکی سبب اجماع میں ابن الحاجب اور آدمی کے تو معلوم کرنا چاہیے کہ دعویٰ جاع کا منع ہوئی پر رجوع بعد عمل کے
 جو یہ بادشاہ کی حکام میں گذرا اور بہتہاد کا جڑ ہی ہو چکا ہے وہی دکر گیا اسکا حاصل کلام ہے کہ اس میں پر لازم نہیں کہ ایک مذہب
 الزام کرے اور یہ کہ دیکھا اور مکتوب کرنا مخالف اسکی جبریل کر چکا ہے ہی فخر اللہ کی اور عمل کرے دوام مضائقہ برائے دوام و تفریق
 کہ ایک کو دوسرے نقل نہیں جہر عبارت جو چکی میا کہ پہلی گذر چکی ہے نہ پھر سے اس مسئلہ سی جبریل کر چکا بالاتفاق شلایک
 نقل کیا شیخ نے اپنے مفسر میں سارے اصول میں سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پھر سے تقلید سے

محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہوئی ہیں اختلاف کی اس سلسلہ میں چنانچہ زکشی کی کہا ہے کہ جو کہ ابن ابی حنیبلہ سے
کہا ہے یہ غلط ہے یعنی دعوی اتباع کا ٹھیک نہیں اس کی کو ان دونوں کی غیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع بعد العمل
میں اختلاف ہے یعنی بعضے کہتے ہیں کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ درست نہیں پس ہر کو
جائز ہے کہ اتباع کرے اور اس شخص کا جو قائل ہے جواز کا چنانچہ ماحسن شر بنیادی حنفی نا فلاشیج تحریری فتاویٰ میں
قال الزکشی لیس کا قال ایضاً الامدی وابن الحاجب ففی کلام غیرہما یقتضی جریان الخلاف ای قلنا اتباع القائل
بجواز التقليد بعد العمل بقول غیرہ من قلدہ وعمل بہ انتہی کلام شر بنیادی اور فاضل بہار رکنی
مسلم میں ارشاد کرتے ہیں قال الزکشی الاتفاق ذکر الامدی وابن الحاجب ولیس کا قالہ ففی کلام
غیرہما ما یقتضی جریان الخلاف بعد العمل ایضاً انتہی مافی الحاشیہ لہنہ فی فاضل العمل صاحب غایہ فی تقریر میں
کلام کو زکشی کے نقل کر کے اور تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہو گا جس حالت میں کہ غیر کی مذہب کو صحیح
جانی چنانچہ فاضل زکشی نے مستحسنہ محمول میں کہا ہے وفي التقریر الاتفاق ذکر الامدی وابن الحاجب
وتعقبہ الزکشی بان کلام غیرہما یقتضی الاختلاف بعد العمل ایضاً وكيف یستتم الرجوع اذا اعتقد صحة غیرہ
انتہی اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے بھی دعویٰ جماع کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن ابی حنیبلہ
اور آدمی کے اور کوئی کلام سے رجوع بعد العمل میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کس طرح سے رجوع ممنوع ہو گا
جیکہ صحیح مذہب غیر کے معلوم ہو کہ چنانچہ یہ شریف علی السہمی عقدا الفریدی فی حکام التقلید میں فرماتے ہیں
تحریرات فی فتاویٰ السبکی اند سئل عن ذلک فی ضمن مسائل الی قال السبکی ودعوا الاتفاق فیہا نظرو فی کلام
غیرہما ما یشرع بالاثبات الخلاف بعد العمل ایضاً وكيف یستتم اذا اعتقد صحة انتہی کلام عقدا الفریدی للشر بنیادی اور
ایسا ہی سید محقق سامی نے بھی کہا ہے کہ دعویٰ جماع میں نظر ہے اس لئے کہ اختلاف مروی ہے پس
جائز ہے اتباع قول بالجواز کا چنانچہ روح الامین فرماتے ہیں علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد خلک الاختلاف

فیجوز ابطال القائل بالجواز فتنبہ کہ خود شیخ ابن الہمام نے کتب تحریر میں مولف ابن الحاجب کے کہنا لاکن
فتح القدر میں ابن ماجہ کے اتباع کو طاق بہرہ کہ حق کو نہ تیار کیا ہے اور قائل اختلاف کی جہت میں جابجاء کے علم
شرح مسلم میں قرآن میں لایرجع المقلد عامل بدین حکم جزئی اتفاقاً لاق المقتصر التحریر للشیخ وان ذلک
مہناموافقاً للمقتصر و تفرع لا علی رایہ لکن کلاہ فی فتح القدر و مشعر بالکلاف بعد العمل انتہی بلکہ جمہور کے
کلام سے اختلاف جمیع بدیع العمل میں معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ لزوم تقلید میں بعد التزام کی جمہور نزدیک تین قول میں قبیل
یازم وقیل لا و ہوا لآخر وقیل کن ہولم یلتن مرسیا کہ سابقین میں نوس کہ یونکہ بار تو کسی معلوم ہوا اور ظاہر
ہر جگہ لزوم ببال التزام میں تین قول ہوئی تو منہ جرم میں جو فرع ہے لزوم کے کیونکہ اختلاف نہو گایا چہ مسلم
کہا ہے وقیل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل قول یہ دلیل علی التسلب فی الالتزام فان وجہ لیس اولی منہ مدخل و قد
اور ضرر میں بحکم العلوم نے کہا ہے اقول دلیل علی التسلب فی الذاہب فی الالتزام رای مجتہد فان وجودہ ای
الالتزام لیس اولی من عدمہ ضرر ولا معنی الاتفاق عند وجودہ والاخذ عند عدمہ تدبر انتہی پس جبکہ کلام سے
ذکر کش کے اور شیخ تقی الدین کے کہ بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام قائلین بالثبوت کی ثابت
کہ دوسرے جمیع کا منہ ہونے جرم بعد العمل پر غلط ہے قریبہ امر مختلف فیہ اسوہی بقول صاحب شریعتی حنفی کے
جواز کو اختیار کیا بسبب اسلئے کہ جواز جرم دلیل ہے بعینہ او دن دلائل سے جو عدم التزام تقلید میں ہر گز ممکن نہیں
اور امتناع جرم پر کوئی دلیل یا دلیل شرعی نہیں ہے ما اتلہ اللہ بھامن سلطان دوسرا جواب یہ ہے
کہ اگر فرض ہی کیا جاوی کہ دوسرے جمیع کا ثابت ہے تو یہی اس تقلید معین نہیں ہوتی پہلی کہ محققین اتفاق
معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہ کہتے ہیں کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ میں کسی مجتہد کے تقلید کرے تو اسکو
درست نہیں کہ اس حادثہ خاص میں اس تقلیدی رجوع کرے مثلاً ایک شخص نے فہر کا وضو کیا ساتھ مسیح
سر کے امام ابو حنیفہ کا مقلد ہو کر تو اسکو درست نہیں کہ اس وضو خاص میں تقلیدی امام ابو حنیفہ کی رجوع
کرے اور اس مسیح کو باطل کہتے اور مسیح تمام سر کا بنا بر مذہب امام مالک کے اوس وضو میں وجہ جانی اور قائل
توجہ جاز کا قائل ہے اسکی پروری ہوکتی ہے ۱۔ نہ پہری مقلد اس مسلک کی جمیع بدیع حکم جزئی کی عمل کرکے بالاتفاق یہ نہیں ہے
مختار اور تحریر ابن ہمام میں اور یہاں مولف مختصر کی مذکور ہوا لیکن کلام کا فتح القدر میں فیروہا ہے کہ بعد عمل کے عملی
۲۔ بعضوں نے کہا ہے کہ لازم ہو جائے کہ اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور یہ بہت صحیح ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ التزام کرنا
اور نہ کرنا ایک ہے ۳۔ بعضوں نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کی اختلافی ہی میں کہتا ہوں کہ ولایت کرتی ہیں اس مسئلہ
۴۔ ایک تین قول کا بلا شک التزام اور بلا التزام دونوں ایک ہیں سوچئے ہو چکی عبارت حکم کی ۵۔ میں کہتا ہوں کہ ولایت کرتی ہیں
۶۔ اور چونکہ قولی مذہبوں میں جو دیا التزام ایک مذہب کے حکم کی التزام کرنا نہ کرنا کسی اولی نہیں ہسکا اور التزام کی وقت اتفاق

رجوع بعد العمل کے یہ معنی نہیں کہ جبکہ اوس شخص نے شلاہج فرض نماز کے دن جمعہ کے صبح سیر میں تقلید اہل حق
 کی اختیار کی تو اب اسکو دوسرے وضو میں شلاہج کے نماز کے وضو میں یا جمعہ کے عصر کی وضو میں یہی رجوع سرک
 مسج سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت سلف بھی ہیں اور بعض محققین اوس اتباع کو اس محل میں جاکر کوئی
 میں جس جگہ کے کا ضرر لازم آویں جبکہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود بنا پر مذہب مالک کے کہ اوجہ عورت کے
 پر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک کی رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں حق مذہب مقلد ہو کر اس نکاح کو ناجائز
 نہ کر کر دینی سے بچ جاؤں تو اوس محل میں جمع کرنا اور مذہب مالک کی باعث ضرر اوس عورت کا یہی اور
 بعض کے نزدیک بہت متنازع رجوع محمول ہے صورتہ یقین پر لاکن یہ محل خلاف تحقیق کی ہے چنانچہ بحث یقین میں لگا
 اسلئے اسانید پہلی درون معنی کی نقل کیے جاتی ہیں تو سنو کہ کہا حق شامی نے رد المحتار میں بعد قول عدم جواز
 رجوع کے اسی هو محمول علی منع التقليد فی تلك الحادثة بعينها لا مثلهما كما صرح به الامام
 السبكي و تبعه عليه جماعة وذلك كالوصلی ظہر بمسرح ربيع الرا اس مقلدا للحنفہ فليس له ابطالها
 باعتقاده لزوم مسیم الكل مقلدا للمالک و اما الوصلی یوما علی مذہب و ادا دان یصلی
 یوما اخر علی غیرہ فلا یمنع منه علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکى الخلاف فیجوز اتباع
 القائل بالجواز کذا افاده العلامة الشرنبلالی فی العقلا الغریب شر قال بعد ذکر فروع من اهل المذہب
 صریحاً بالجواز و کلام طویل فحصل ما ذکرناه انه ليس على الانسان التزام مذہب معين و انه يجوز له العمل
 بخلاف مقلد علی مذہب غیر امام مستحب الشروط و العمل بالمرین متضادين فی حاد ثنيتين لا تغلوا واحدهما بالآخر
 انتهى اور کہا طحاوی فی حاشیہ در مختار میں قوله و ان الرجوع الخ کان قلدا للحنفہ و کا مثلاً فی کلام بغیر شہود
 اور عدم التزام کی وقت خلاف ہونا اسکی کوئی وجہ نہیں ہے یادہ عمل کیا گیا ہے منع تقلید پر بعینہ اسی مسئلہ میں ہونا اسکی
 مثل اور دوسرے مسئلہ میں چنانچہ امام کی یہی دلیل تفسیر کی ہے اور ایک جہاں اسکی کی چوبیسویں ہی چنانچہ ایک شخص نے یہی جواب قول امام ابو حنیفہ کی
 پادرس کا مسج کی نماز کے تو اب یہ نہیں چاہی کہ امام کا کہہ کے مذہب کے متنازعہ ذکر کے اوس نماز کو باطل نہ کرے بلکہ اگر کسی نے
 ایک شخص کے موافق پڑھے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑھے کا رد کر کے تو اسی نسخ کیا جاوے علاوہ یہ کہ اتفاق کی کو
 میں بحث ہے کیونکہ اختلاف ہی یقینی نقل کیا گیا ہے تو جو علماء رجوع بعد العمل کو جائز کہتے ہیں انکی اتباع جائز ہے یونہی مذہب
 بخلاف علامہ شرنبلالی نے عقد الغریب میں یہی صاحب مذہب کے جرحی مسئلہ ذکر کر کے جس سے یہی رجوع جواز کے خلاف ہے
 کہا ہے کہ جو شخص نے ذکر کیا اور اسکا حاصل کلام یہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایک مذہب معین کا ضرور نہیں اور بشیر طحاوی نے
 شرط کی اسی بعد عمل کے ہے اور مذہب کے مسئلہ جو مسائل معمول کے مخالف ہیں عمل کرنا اور ایسے رد و حاد و ثلث
 اسی عمل پر چنانچہ ایک کو دوسرے لگاؤ نہ ہو چنانچہ تقلید کرے حق امام مالک کے شلاہج کو اسے کے مخرج میں

فأراد الرجوع عن التقليد أي ويحكم بذهبهم بأن المهرلينه فليس له ذلك ٢٥١ زيادة واعلم أنه ليس المراد في
جواز التقليد مطلقا بل في نحو ما ذكرناه لأن الرجوع هو ما يلزم منه ضرر الغير وعلم أن تقليد الخنفه الشافعي مثلا في مسألة
عبارة عن الاختلاف بقولهم بعبادته على ما ذهب في المسألة حتى لو استقنع عن خصوص هذه المسألة التي قلدها لا يجيب على
الاطبق مذهبا إلا ما ومعنى بقاءه على ذهبه فيها أن يكون وقت العمل بذهب الشافعي في المسألة التي قلدها فيها بقاء
على اعتقاد متابعه الإمام في حكم المسألة التي قلدها الشافعي فيها أي بالنسبة لما عساه أن يقيم في المستقبل فإن قلت
أن بقاءه على مذهبه لا يجيب إلا بقوله أما ما تضمن الرجوع عما قلده فيه قلنا المتنبه الرجوع عن عين تلك الواقعة
الما يحدث بعدها من جنسها انتهى وكرهنا فصل فندري أنه من جنسها من قرأ الشافعي في القرآن
عن الرجوع بعد العمل بما هو في تلك الحالة بشخصه لا في مثلها انتهى وكرهنا فيه شريف من لم يرد في عقد الفرض في كل مسألة
المتخار أن كل مسألة اتصل عملها بما يقع من اتباع غير مذهبها الأول وبه يعلم ما في
حكاية الطلاق الاتفاق على المنع ولعل المراد اتفاق الأصحابين فإن كان المراد من منع الرجوع
حيث عمل في الواقعة عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر كخنفه سلم شفعته
لجواز العمل بتقليد تدفع له تقليد الشافعي حين ينزع العقل من سلمه فليس له ذلك كما أنه لا يطالب بعد
تقليد الشافعي بأعادة ما مضى من عبادته التي يقول الشافعي بطلانها المصيبة بالصحة فاعتقاده فيه أمضى فليس له

ہر آدمی کو دے ہر دم کا فیض اپنے ذہن کے موافق کہے کہ ہر مہر پر لازم نہیں تو یہی دلی نہیں چاہیے اور جو کچھ کہ ایک غیر کی تقلید سے راحت
 مراد نہیں ہے بلکہ ایسے موقع نہیں ہے جہاں غلط فہم سے کہیں کہیں ایسی وجوہ میں ایک کا انتقاد اور جان رکھ کر فطرت کا جنسی کا مثلاً امام
 شافعی کی کسے مسئلہ میں یہ ہے کہ شافعی مذہب کا نقل دیکر اپنے مذہب پر باقی رہے اور مسئلہ میں یہاں تک کہ اور خاص مسئلہ میں یہاں تک کہ
 خود پر ہے تو اپنے اکہم فرقہ کے موافق جواب دے اور دینی باقی میں اپنے مذہب کے یہ ہیں کہ امام شافعی کی مذہب پر عمل کرنا ہی وقت
 اور مسئلہ میں تالیف داری نام ہے کہ لکھ کر مستند رہے پھر اگر کوئی کہانی کہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتویہ کا دینا اپنے اکہم فرقہ
 شافعی ہے جو کہ اور مسرت کی جہاں عمل کر چکا تو میں جواب دے گا کہ حق ہے وہ درجہ جو میں اور ہی حادثہ میں ہونا نہیں جہاں وہی
 جس سے پیدا ہوا ہی مسئلہ ہر شہر ذی الشیخانی ہوا کہ میں رجوع بعد عمل کے اور یہ کہ میں ہے کہ جواب میں مسئلہ خاص میں ہوا کہ میں
 نہیں ہے مسئلہ مذہب ہمارا یہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اور میں اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور ظاہر انتقاد
 منع میں جو مستند ہے وہاں ہی اور ہی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق میں ہوں لیکن ان اتفاق مراد ہر اگر میں رجوع سے ہی
 مسئلہ خاص بعد نہیں مراد ہے نہ اس کی پیش کا دوسرا قول ہر ہے جیسے ایک حق مذہب کے موافق اپنے عقیدہ کی حق شیخ ہر دوسری
 دہا ہر دینی امام شافعی کی تقلید کر کے وہ ہر چہ میں لیا وہ اس سے یہ دو نہیں حبیب کہ نہیں کہا جاتا اور حق کو بن بقلیہ میں
 نہ ان کے ان مسئلوں کی امادہ کی اس لئے جو وہ کر چکا اور یہ کہ وہ مذہب میں نہیں ہے اگر یہ موافق مذہب شافعی کی ہر ہر حق ہاں اگر

[illegible]

[illegible]

شيخا خفيف عليهم في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية بلفظ ما يختلف عنهم إلى متنه
 وذكروا عدة أحاديث صحيحة دلالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله تعالى يري الله بكم اليسر لا يريد بكم العسر
 وروى الشيخان وغيرهما حديثا أنما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين ولا أحد يستدل بصححه خير دينكم اليسر وروى
 الشيخ نصر المقدسي في كتاب الحج مرفوعا اختلافا متى رحمة ونقله ابن الأثير في مقدمته جامع من قول مالك
 وفي المدخل للبيهقي عن القاسم بن محمد أنه قال اختلاف في محمد صلى الله عليه وسلم رحمة ويترجم ما قاله بعضهم على
 أنه على الاختلاف في الأحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعا اختلاف اصحابي لكم رحمة لأن في
 المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز قال ما يسرني أن اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا لأنهم لو لم يختلفوا
 لم تكن رخصته واخرج البيهقي في حديث ابن عباس رضي الله عنهما قال قال فيهم ان اصحابي بمنزلة النجوم فاما اخذ
 به اهتمد بينهم واختلاف اصحابي لكم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة
 ولما اراد هارون الرشيد حمل الناس على مؤطاء العام مالك كما حمل عثمان الناس على القرآن قال
 له مالك ليس الى ذلك سبيل لأن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اختلفوا بعدوا في الامصار
 فخذ ثوا عند اهل كل مصر علمه وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد
 الاختلاف في الاحكام قال السيد علي السمعوني رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله

دوست رکھتی ہیں ان دونوں کو جو ملکی چورن است پریم بخاری بن حضرت عائشہ رضی رایت علیہا کہ دوست کہتی تھی ملکی خلیفہ
است اس کا ایک دینہ میں است کی تفصیل ہے آئی ہے اور فکر کے بن علانی بہتک حدائیں احباب میں کہتا ہوں اور وہی پسند قبل لکھا
کہ اللہ ارادہ کرتا ہے تمہاری حق میں آسانی اور نہ بن اما وہ کہتا تھا میری حق میں سختی اور روایت کی غمازی اور مسلم و اہل حدیث
کو ابجی گئی ہو ہم اسانی کو خیالی از دست گیر نہیں پہچ گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تمہارا وہ ہے
جو سہل رہے اور روایت کیا شیخ نصر مقدسی فی کتاب الجودۃ میں محدث آنحضرت کا یہ فرائد کہ خلاف میری است کا رحمت الہی نقل
کیا بلکہ ابن اثیر فی الامام اکبر کا ذکر کافی اپنے جامع مقدمہ میں اور بیہقی کی مدخل میں قاسم ابو محمد سیّدیت ہی کہ آنحضرت صلعم کی است
خلاف رحمت ہی اور بعض دیگر یہہر جو کہا ہے کہ اس خلاف ہی حکام میں اختلاف ملاوہی اسکون علیہ ہی پسند بس روایت کی جو فرق
حضرت ابن عباس مسند فردوس میں آئی ہی کہ خلاف میری سماج کا رحمت ہی کیونکہ بیہقی کی نقل میں کہ اگر عرب عطا الغزیری لکھا کہ غوی
بہشتا جی نہیں آگئی تو حضرت صلعم کی مٹا با ہم خلاف ذکر فی پہلی کو اگر وہ خلاف ذکر فی خصوصت کہا گیا آئی اندر بیت کی بیہقی ان عباس کے
حدیث میں آنحضرت صلعم کی یہ تقریر کر آئے فرائد میری اصحاب بطل راوی ہیں جسکی قول پر ہم عمل کر دیں بہت باؤنگی اندر میر سماج کا چٹان
تمہاری لمبی حیات ہی میں کہنا میں کہ صحابہ کی ہی خلاف کی است کا خلاف پیدا ہوا اور جو وقت اردن رشیدی لوگوں کو امام اکبر کے
سوطا برعل کوفایا امیا کہ حضرت عثمان رضی کو گرن کو ترک علی علیہ السلام اور کیا امام ملک علی اردن شیعہ کسی کہا کہ یہ بات نہیں ہو سکتی کہ

یجباً خفف علیہم فی صحیح البخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا بلفظہم و فی روایۃ بلفظ ما یخفف عنہم اعلیٰ مت
و ذکر و اعداۃ احادیث صحیحۃ دالۃ علیٰ هذا المعنی قلت و ذلک لقولہ تعالیٰ یدلہ بکما الیسر لا یرید بکما العسر
وروی الشیخان و غیرہما حدیث انما بعثتم بیسرین و لم تبعثوا معسرین و لا احد بسدا صحیح خیر من کمال الیسر و روی
الشیخ نصر المقدسی فی کتاب الحجۃ مرفوعاً اختلا متی رحۃ و نقلہ ابن الاثیر فی مقدمۃ جامعہ من قول مالک
و فی المدخل البیہقی عن القاسم ابی محمد انہ قال اختلاف فقیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحۃ و یرحمہ ما قالہ بعضہم علی
حدیث علی الاختلاف فی الاحکام بما فی مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعاً اختلاف اصحابی لکرمۃ لان فی
المدخل البیہقی عن عمر بن عبدالعزیز قال ما یسر فی ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا لاکرامہم لولم یختلفوا
لم تکن رخصۃ و اخرج البیہقی فی حدیث لابن عباس مرفوعاً قال فیہ ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فاما ما اخذ
بہ اہل بیتہ و اختلاف اصحابی لکرمۃ قلت و اختلاف الصحابۃ ہو منشاء اختلاف الامة
ولما اراد ہارون الرشید حمل الناس علی موطاء الامام مالک کاجعل عثمان الناس علی القرآن قال
لہ مالک لیس الی ذلک سبیل لان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ا فترقا بعدہ و ان اصحاب
مخلفوا عند اہل کل مصر علیہ و قد قال صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف متی رحۃ و هذا کالصریح فی ان المراد
الاختلاف فی الاحکام قال السید علی السمری رحمہ اللہ و قال الکمال فی فتح القدیر فی باب الاعتکاف ان اللہ
روایت کرہتی بہی ہارون ہارون کو چو لکھی ہوں ہست پریم بخاری میں حضرت عائشہ رضی عنہا روایت کرتی ہیں کہ دوست کو کہتی بہی بلکہ نیکو
ہستک ادا کرتے مایہ میں ہست کہ نہیں کہے ان ہی اور نہ کہے بن علی بہت حدیثیں روایت کیا ہیں میں کہتا ہوں کہ وہی پس قبول کر لیں
کہ وہی اور کہتا ہے تہا ہی حق میں آسانی اور نہیں اور کہتا تہا ہی حق میں سختی اور روایت کی بخاری اور مسلم و ابی داؤد
کہ ابھی لکھی ہو تم آسانی کو زیادتی اور سخت گیر نہیں بھیجے گئے اور ام احمد سے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تہا اور وہ
جو پہل سے اور وہی کیا شیخ نصر مقدسی فی کتاب الحجۃ میں مرفوعاً حضرت کا یہہ فرما کہ خلاف میری ہست کہ رحمت ہی افضل
کیا پہل میں تاثیر ان امام اکابر کا قول اپنے جاسکے مقدمہ میں اور یہی ہی کی دخل میں قاسم ابو محمد ہی روایت ہی کہ حضرت صلعم کہہ
خلاف رحمت ہی اور بعضوں نے یہہہ جو کہا ہے کہ اس خلاف ہی احکام میں خلاف مروی اسکو علیہ ہی سبب یہہہ رحمت کی جرح
حضرت ابن عباس سند فردوس میں ان ہی کہ خلاف میری صحابہ رحمت ہی کیونکہ یہی حق کی مثل میں کہ عربیہ عبدالعزیز نے کہا کہ ابی
یہہ شاہی نہیں لکھی کہ حضرت صلعم کی ہتھابہم خلاف نہ کرتی پہلی کہ وہ خلاف کرتی تو یہ حضرت کہاں آئی اور وہی کہ بہی انی ابن عباس
حدیث میں حضرت صلعم کی یہہہ تفریر کر لیتے فرمایا کہ میری اصحاب مثل نہ کرتی نہیں جسکی قول پر ہم عمل کر دگی بہت بڑی ہونگی اور یہی صحابہ کا خلاف
تہا ہی انی رحمت ہی میں کہتا ہوں کہ صحابہ کی ہی خلاف ہی ہست کہ خلاف پیادہ ہوا اور جو وقت اور دن رشیدی لوگوں کو امام اکابر کے
سوا پر عمل کرنا باہر کیا کہ حضرت عثمان رضی عنہ کو لوگوں کو حکم علیہ اور کہ انہا امام لکھتی اور دن غیدی کہہا کہ یہ بات نہیں ہو سکتی ہیں

يجب الا فاة والرفق في كل شئ حتى طلب في المشقة الى الصلوة وان كان ذلك يفتي بعضهم بالجماعة وكوه الصلوة وغرضه
وان كان فصل الخطاب بالجماعة تحصيله لا بفضيلة الحشوع اذ هو يذهب بالسرعة انقته قلت وهو مغف حديث في
الجماع الصغير للشيخ عن عمرو بن قنينة افضل حتى لا يخلو بالخص ^{انقته} اور کہا سید بادشاہ شام تحریر و ما نقل عن ابن
عبد البر من انه لا يجوز للعامة تتبع الرخص اجماعا فلا تسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا تسلم صحة دعوى
الاجماع كيف وفي تفسير منتقبة الرخص روايتان عن احمد بن محمد القاضى ابو يعلى الرواية المنسقة على غير متاول ولا مقالة
استقي كذا في العقد القدير للعلامة ^{انقته} اور کہا فاضل بہاری نے ستم میں و ما عن ابن عبد البر انه لا يجوز
للعامة تتبع الرخص اجماعا فاجيب بالمنع اذ في تفسير منتقبة الرخص عن احمد روايتان ^{انقته} اور کہا بحر العلوم نے
شرح مسلم میں اذ في تفسير منتقبة الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية النفسى انما هي اذا قصدت في
استتار اور کہا فاضل قندہاری نے مستقيم میں قال ويخرج منه جواز اتباعه رخص المذاهب لا يمنع
منه مانع شرعى اذ لا انسان ان يسلك الا حقه عليه اذا كان له سبيل اليه بان لم يكن عمل باخر فيه
وكان عليه والى الصلوة والسلام يجب ما خفف عليهم في التقريبا خرجه البخارى عن عائشة رضي

عنه ان حضرت مسلم ابی ہریرہ بن بکر سے پہلے گئے اور شہرہ اور انکو برا بھلا کہنے لگے علم کی روایت کی اور حضرت فی فرمایا کہ میری ہمت کا ہنگام
رجعت ہی تو یہ بہتر نصیر کی ہو گیا یا میں تو مرد اختلاف ہی احکام کا اختلاف ہی سید بہرہوی جی کہی اور کہا کہ اگر کمال الدین ابن ہمام نے
فتح القدیر کی باب شکاف میں کہا کہ اسد شامی کو ہر کام میں پسند کرتے ہیں انکے کہ اسکو نماز کی طرح خانی میں ہی پسند کیا ہے اور
اوس کے جملہ اخیر دین میں بھی بڑی عبادی تو خیر و بد کی مکر وہ ہی اور اوس کے ہی آئی ہے اگرچہ ^{انقته} وہ جانے والے فضیلت پر ہی نماز کی اور
کیونکہ ہوا اور یہ حضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلا میں نہیں ہوتا ہر وہی عبارت فتح القدیر کی میں کہتا ہوں کہ یہی معنی میں اور شیخ کی جو
مباح صغیر صریح میں عرف سے مرفوع آئی ہے کہ اگرچہ لوگ میرے اسکے وہ ہیں کہ رخصتوں پر عمل کرتے ہیں ہر وہی عبارت شرح توحید کی ^{انقته}
اور وہ جو ابن عبد البر سے نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لئی رخصتوں کا ڈھونڈنا بالاجماع جائز نہیں ہے تو اول قواس نقل کو صحیح نہیں مانے
اور اگر صحیح مان ہی ایسے تو دعوی جملہ کا نہیں مانے کہ سوائے کہ امام احمد سے رخصتوں کی ڈھونڈنی والی کی فاسق ہونی کی باب میں ^{انقته}
ہیں اور ابو یعلیٰ وہ ایت فس کو غیر مثال دلیل بابت تقلید پر عمل کیا ہے شریلالی کی عقد الفریہ میں یہ نہیں ہے ^{انقته} اور وہ جو ابو البری
منقول اگر عامی کی لئی جائز نہیں ہے رخصتوں کا ڈھونڈنا بالاجماع تو اسکا جواب گلیا ہی کہ ہم دعوہ اجماع کو نہیں مانتے ہمیں اسکی کو فاسق نہیں مانتے
ڈھونڈنی والی کی امام احمد سے دور نہیں ہیں ہر وہی عبارت مسلم کی ^{انقته} اسکی کہ رخصتوں کی ڈھونڈنا والی کی فاسق نہیں مانتے امام احمد سے دور نہیں
ہیں تو اجماع نہ اور شاید کہ روایت فاسق بتائیں اور میں میں ہی کہ وہ لعجب کا شخص قصد ہر وہی عبارت شرح مسلم کی ^{انقته} کہا فاضل قندہاری نے کہ
انکے ہے اس جابر ہونا ہے کہ رخصتوں پر عمل کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن شرعی میں نہیں کرنا اگرچہ لا سکون کا کہ اپنے اور پہل لایق کو اختیار کری جو کہن ہوئی اور
ابن ہمام صریح غریت پر عمل کر چکا ہوا اور حضرت مسلم پر عمل کی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر میں ہی روایت کی بخاری کی مالیت

ملفوظ علیہم و فی لفظ ما یخفف عنهم ای من امة و یدل علیہ علما حدیث صحیحہ لکن ما عن ابن عبد البر لا یجوز
لدا می تتبع الرخص جماعا ان صرح احتیاج الی جواب فیکون ان یمنع صحتہ دعوی الاجماع اذ فی تنسیق مستبعد الخ
عن احمد روایتان رجل القاضی ابو یعلی الروایتہ المفسقۃ علی غیر متاول ولا مقلد و فی روضۃ النوری انہ لا ینفی عن
ادرا بن امیر حاج متا بل یس روایتی کی جو ادنی نتیجہ صریح سے منع کیا ہے فرائض میں و تعقب هذا ای منع الروایۃ عن تتبع
الرخص بانه ان اراد بالرخص ینقض فیہ فضلہ القاضی و ہذا ربعیۃ ما خالفہ الاجماع او القواعد او النضر و القیاس اجماعا
فہی حسن متبعان فان ما لم نقوہ مع تاکدہ بحکمہ الحاکم فاو لای ان لانقوہ قبل ذلک وان اراد بالرخص ما فیہ
سہولۃ علی المكلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قدام الامام ما کان فی الجہا و الادب و ذلک الالفاظ فی العقود مع القاضی
ولیس ذلک انقض ما قال ابن امیر الحاج کفرہم الخیریکہ فی العقد الغریب للشرع بل لای او یسای فی فرائض میں بہی متا بل یس کی ہرگز کی
منع کو منع صریح سے رو کیا ہے خواجہ فقیر مرین متا غایب فی فرائض میں و تعقب القرائن الاخیار بانه ان اراد بالرخص ما
ینقض فیہ فضلہ القاضی حسن متبعان وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المكلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قدام
الامام فی المیاء و الادب و القاضی اللہ تعالیٰ و لیس كذلك انتہی کہ انشاء قاضی فی الختم و وسر اجواب یہ
کہ جس فیض کیا کہ نتیجہ صریح سے منع ہے لاکن اس میں یہ کہاں لازم آئی کہ تعقیب مجتہد معین کی وجہ ہو جاوے کیا عدم نہیں مدہب کو منع
رخص لازم ہی اور احتمال اور ظن جیسا کہ مؤلف کہنا ہی ہوا کہ وجوب تعین ثابت نہیں ہو رہا انشاء ایسے شخص کے حق میں جو ایک مذہب میں
کہتے ہو چکی ہو کہ دوست کہتے ہیں اذیکہ تبت میں ہمت سی آیا ہے کہ انہ ختمون پر چند حدیثیں صحیحہ دلائل کرتی ہیں لیکن وہ جو ان ابی ستر
کہا جاوے گا کہ ختمو کہ شہادت نہیں جائز نہ جاگہ یہ بات مدہب میں کہہ دینی جانی جو جواب میں کی امتداد میں یہی تو ممکن ہے کہ دعویٰ جماع کی
صحیح ہو چکی منع کیا جاوے ای پہلی کہ فاسق تباہی میں ختمو کی دہر نہ دینا لیکن امام احمد مدہب میں دوسرا امتین ہیں اصل کیا ہی قاضی کی
رہیت فاسق تباہی کو اس شخص پر جو دلیل کو کہہ چکی کہ قاضی کا ہوا اور مدہب مدہب نووی میں ہی کہ فاسق تباہی ثابت نہیں ہی سالہ اور روایت
مدہب ختمو کی دہر نہ دینی پر مانتے جو کہ ہی مدہب میں امتین کی گیا ہے کہ اگر اس سے ختمو کی وہ مسائل ارادہ کی ہیں جس میں تاسی
قضا ٹوٹ جائی اور وہ چار موقع ہیں یا تو مخالف جماع کی ہو یا تو قاضی مدہب کی یا فاسق یا فاسق علی کی تو یہ خوب ٹہری ہوئی ہے
کیونکہ جس چیز کا جو مدہب ہو چکا حکم حاکم کی ہم از انہ میں کرتی تو اس کے پہلے ادلی ہی کہ ہم از انہ میں ادرا کہ ختمو کی مکلف کی کہ
ارادہ کیا ہی جہل میں ہو تو مدہب لازم آئے کہ جسے پانی اور لید و خبرہ میں امام مالک کی تقلید کر لی اور انشاء شہور کو عقوبتین برتا تو مخالف
اسکے خوف کی ہو گیا اور ہرگز روین نہیں ہی ہو چکی وہ عبارت جو ابن ماجہ میں ہے کہ انہ میں ہی عقد الغریب میں سالہ اور
کیا ہی فرائض میں اخیر پہلے کہ اگر ارادہ کیا ہے ختمو کہ وہ مسائل حسین قاضی کی قضا ٹوٹ نہیں تو یہ خوب ٹہری ہوئی بات ہی اور اگر
کہتے کہ ارادہ کیا ہے تو کیونکہ لازم آئی کہ جسے پانی اور لید کی طہارت و خبرہ میں امام مالک کی تقلید کر لی تو مالک کی خوف کی مخالف
ہرگز روین نہیں ہو چکی عبارت فقیر کے اس طرح مقتضی میں قاضی قضا دہار سے نے نقل کیا ہے :

تعلیق تو نہیں کرتا اور چاروں مذہب کی ہزاروں مسائل کو حواض مختلفہ میں گل میں لاتا ہے یہ وہ چوتھی جو پہلی تھا بلکہ پہلی
 سطح جاری ہوئی فقیر **قال** یا سچوین مجھ سے کہ تعلیق بطریق تعین کی جائز ہے بالاجماع اور تعلیق بدوین
 تغیر کے مختلف ہے در بیان علماء کی اقوال غرض اکی اس فعل سے یہ ہے کہ تعلیق بطریق تعین جبکہ جواز مجمع علیہ ہے
 کہ کے بری الذمہ ہو سکتی ہیں نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہ ہی وجوہاً بسیار کا بہت ظاہر ہے اسی کہ کلام اوس تعین تعلیق میں ہے
 جو منظر وجوہ کے ہو مگر کہ مولف مخفی کرتا ہے اور اس کی جواز پر اجماع ہوئی کی کیا معنی جبکہ باعتبار عقدا و کہنی وجوہ شرک
 بدعت ہونا اور کسان میں چاروں دلیلوں اور عقیدتیں روایتوں ہی ثابت ہو چکا ہے **قال** اور وجہ چہمی یہ ہے
 کہ تعلیق بدوین تعین کے کہوں اور وازہ فساد کا ہے میں میں انڈر کرنا در وازہ فساد کا وجہ ہے بالاجماع **اقول** مقدمہ ادلی اسکا
 مردود ہے بلکہ تعلیق بدوین تعین کی عین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظان یہ ہے ساتھ خدا اور رسول کی اور مانع ہی نہیں کہ
 فی حکم اسی اور تعلیق بطریق تعین کی بزرگم وجوہ دامن مفاسد ہے اور خبر ہوتی ہے طرف شرک کی جیسا کہ کج کل کے ہونے
 اسی تعلیق میں ایک الشرا م سے مشرک ہو رہے ہیں کہ مقابل میں رویت کی دانی کی اگر حدیث صحیحہ پیش کر تو نہیں مانتی بعضی تو
 حاضر کرتے ہیں کہ ہمارا منصب ہے اہلین کہ حدیث کو سمجھیں حلوا و خور دن راز و نی مایہ با وجود اس کی کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے طرف
 مدینوں کو سمجھتے ہیں اور حدیث کی کتابوں کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعضی نادانین کہتے ہیں اور شرک ہونا ایسی تعلیق کسان میں
 دلیل و دلائل بیان ہو چکا ہے وہاں پر دیکھنا چاہیے تو کہو کہ تعلیق بدوین تعین مذہب معین کہوں اور وازہ فساد کا ہے
 یا تعلیق تعین ایک مذہب کے بزرگم وجوہ متضمن فساد ہے اور امتیاز کرنے میں تعلیق غیر معین کی در وازہ فساد کا بند ہونا
 یا تعلیق معین میں **قال** اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ جبکہ عمومی تعلیق غیر معین ایسے جواز پر گذر گئی تو اہل مشتبہ یہ ہے کہ چوکی
 مرجوح **اقول** جبکہ تعلیق معین وجوہ کا بدعت ہونا ثابت ہو گیا تو اکی راجح ہوئی کی اور غیر معین کی مرجوح ہوئی کے کیا سفر
 یہ بات تو ظاہر ہے ہی لیکن مقام میں قابل علام و تہنید کے یہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسرا در تیسرا
 گذرے آئے کہ مولف نے پہلی اس سے تین باقی اپنے حارجی اجماع ہی تہنید طرک کی بیان کیں تہلادی اور تیسری بات اگر
 ان معنی پر متضمن ہے لاکن وہ ایک حد تین پر اس دلیل کو جو حضرت مولف دلیل چوتھی فرماتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان تو
 ایسے جاہل ہیں کہ ایک دو تین چار کی گنتی سے ناواقف ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے احاد و عباد
 ہی ہوا کرتی ہیں اور باوجود یہ کہ دیکھ چوتھی دلیل تو کہ علوم معلوم کمین کہ اس سے پہلے تین تعلیقین گند چکی ہیں اور نقد و دلائل سے
قال اور باخبرین دلیل یہ ہے کہ جبکہ عمومی یہ تعلیق غیر معین مرجوح تو شرک کرنا اور سکا وجہ ہوا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے
 و لکن وجہ ہو گیا فاستبقوا الذی آتوا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے و لیستاعن فی الخیر **اقول** جوابتے اسکا یہی ظاہر ہے کہ تعلیق بطریق تعین
 کسی ہی پہلی مومنین کے اپنے صحابہ اور تابعین اور محدثین کے اور تعلیق معین نعم وجوہ عت کے اللہ تعالیٰ کے اور خدا
 لہا اور کرکئی ایک فقرہ کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے سوئم پہلائی کی طرف دوڑو **دوڑو** لیستے ہیں پہلائی ان

[illegible]

من فصل زلہ الفکر ومن علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء فی القراءۃ اختلافاً جلیلاً نام الشافعی فقال
 الیا قومی مذهبہ غریب الفاحشہ فقال الیا قومی اخذت من مذهبہ الاطلاو وترکت القید لما تقر فی کلام محمد بن النعمان مذهبہ
 الدلیل الی القائل حتی صح القضاء صحیحہ الکلام بعبادۃ الشیء علی الخائبۃ فی ما وقع فی آخر التقریر من منع التلیفۃ فانما غراه
 الی بعض المناخری ولیس ہذا المذهب کلام صائب البیہ الرائق وکما سید بادشاہ شمس تحریر میں واعوذ علیہ بان بطلان الصلوۃ
 المذكورۃ عند ہما غیر مسلم فان الکلام یقول ان من قلد الشافعی و عدم الصلوۃ ان نکاحہ باطل لم یقل الشافعی ان من قلد الکافی و عدم
 ان نکاحہ باطل انتہی و اور علیہ ان عدم قولہا بالبطالان فی حق من قلد احدہما و ادعی مذهبہ جمیعہ یتوقف علی صحیحہ العمل و یا
 نحن فید من قلدہما و خالف کلہما فی شئی و عدم القول بالبطالان فی ذلک لا یتلزم عدم القول بحدیثہا و قد یجاءبہ بان
 الفارق بینہما لیس لان کل واحد من المجتہدین لا یجوز فی صلوۃ التلیفۃ جمیعہ شرط فی صحیحہا بل یجد بعضہا دون بعض و ہذا
 الفارق الایسمل ان یکون موجبا للحکم بالبطالان و کیف یسمی الخالفۃ فی بعض الشرط اھو من الخالفۃ فی الجمیع فیلزم الحکم بالصحیح
 بالاہون بالطریق الاولی ومن یلزم وجوب فارق اخر و وجوب دلیل اخر علی بطلان صلوۃ التلیفۃ علی خلاف الصلوۃ الاولی فاعلم
 بالبرہان فان قلت لا یسمل کون الخالفۃ فی البعض اھو من الخالفۃ فی کلہ لان الخالفۃ فی کلہ یتبع مجتہداً و اصلہا و یتبع
 علیہ العمل و ہو نام یتبع احداً قلت ہذا التماثل لا اذا کان معاً لیل من ادعاء او فیما سقی یدل علی ان العمل اذا کان

حاکمہ انکار فی نفس من اور علماء خوارزم کہ وہ علی بعضے میں جنہوں نے اختیار کیا، عدم فساد نماز کا قراءۃ کی خطائی امام شافعی
 نے سب کا علم نہ کر کے تو ایسے عالم سے یا قومی کہہ کر مذہب شافعی کا فاتحہ کی سوامیں ہے تو اوجہ یا قومی کو جواب دے کہ میں
 امام شافعی پر کسی سب کو مطلق کی لیا اور فاتحہ کی قید چھوڑ دے ہے جانتے ہو گئے کہ امام محمد کی قول میں کہ مجتہد دلیل کا پرورد
 ہوتا ہے نہ کہنے والیا یہاں تک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر بموجب بیان خود تو کہی اور وہ جو آخر تحریر میں منع تلیف
 کی بحث واقع ہوئی، تو وہ بعضے متاخرین کی طرف متاخرین منسوب کی ہے اور یہ مذہب نہیں ہے، سہو چکا کلام بحوالہ ابن کا
 سلطان اور تقریر من کیا گیا ہے سہو چکا ہے کہ باطل ہو یا صورت مذکور کا اولیٰ دو نو کے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام شافعی نے
 نہیں کہا کہ جسے امام شافعی کی تقلید کر کے ظاہر کے نکاح کر لیا تو نکاح او سکا باطل ہے اور امام شافعی نے نہیں کہا کہ جو امام
 مالک کی تقلید کر کے بے گواہوں کے نکاح کر لیا تو نکاح او سکا باطل ہے یہی عبارت تمام اصناف شیعہ و حنبلیہ اور ائمہ من کی گئی ہے بزرگ
 کا اولیٰ دو نو کا باطل کہنا اس کی حق میں ہے جو ایک کی تقلید کر کے مذہب کے عام ضروری باتوں کی رعایت نہ کی اور اصحاب متبر
 حسین ہمارے ہمارے بحث ہے باطل کہنا لازم نہیں اور کہیں جواب اس اعتراض کا دین دیا جائے گا کہ ان دو نو میں فرق فقط تھا
 کہ کوئی مجتہد صورت تلیف میں اپنے مذہب کے صحت کے ساتھ شرطیں نہیں پاتا بلکہ بعضے پاتا ہے بعضے نہیں اور یہ فرق ہم نہیں مانتے
 کہ باطل منہ کیا سبب کی اور کہ نہ کرنا یا نکاح کا خلاف بعض شرطوں میں اس کی بوری مخالفت کی لازم نہ کیا حکم صحت کا دنیا سہل پر پیروی اولیٰ
 شخص جو کہتا ہے کہ وہی فرق ہے تو اوپر دلیل لازم ہے یہ اگر کوئی کہی ہم نہیں مانتے کہ بعض باتوں کی مخالفت پر سخت سے اس کی کیونکہ بوری

شرط یجب علی المقلد ہما اتباع مجتہد واحد فی جمیع مایوقف علی ذلک قات یدان کذب من الصادقین
 انقحی کلاماً کما من قول الخیر علم ان الملا حین الشر بنیابی یدعی خلاف ما دعاہ السید بادشاہ فلما نقل
 کلام السید فی رسالۃ العقد الفرید ثراوند علیہ کلاماً طویلاً لکن مبینہ جلیخ لک علی الاجماع المركب للائمة
 الاربعة وقد رایت فسادہ وما اورد علی سند منہیہ بوجود الفارق من اندمع التلیف لایجد شئیاً للحکم
 علیہ بالصحة والفساد وادعاء اھونیۃ التقلید فی البعض من الكل یتلزم وجود موصوف
 لیقال بوضوح بالاهونیۃ ولا وجود لشیء حالۃ التلیف فانتمی ادعاء الایونیۃ فلا یحتاج لاقاۃ
 دلیل من نفس او اجماع او قیاس علی منع التلیف انتہی ایرادہ فلا یخفی اند باطل صریحاً وبعید من
 شأنہ کل البعد ومصادرة علی المطلوب اذ لا یخفی علی من لدانی مسکنہ ان مناط الایراد علی نہ لا وجہ
 شیء حالۃ التلیف وهو عن الذم اعنی بطلان التلیف فکیف یصلح لکونہ دلیل او منع السید رحمہ اللہ لیس الای
 یام ولا یطلب السید ۴ الدلیل من نفس و اجماع او قیاس قوی الاعلیٰ هذا فکیف الاستغناء للمورد من
 قات الدلیل کما قال لا یحتاج لاقاۃ الدلیل من نفس و اجماع الخ فالقول قول السید بادشاہ من جواز
 التلیف واللہ اعلم بما هو الحقیق اور کہا سرلنا احمق ابن اسلا فرمخ اکر اخصی نے قول سید میں

ما قلت من ایک مجتہد کی نہ یکے باگر شرطین بن اویہان ایک کی بی شرطین نہیں میں جواب دو گا کہ یہ بات تو جب پھر ہو کہ
 تری پس آیتہ باجماع یا قیاس قوی علی ای دلیل ہو کہ دلائل کثر علی سپر کسی علی کسے جسے شرطین میں چون تو مقلد پر جب کہ لا دن
 شہرہ میں ایک مجتہد کی پھر کہے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا ہو چکا کلام سید کا اور دیکھا کلام ہی اس مضمون کا گندہ چکا علی شایع
 کہ غرض سر بنال سید کی خلاف کا دے ہے ایسے اپنے رسالہ عقد الفرید میں سید کا کلام نقل کیا پرا دہر و العبا اعتراض کیا ہے
 لیکن جسے اس سب کا اندازہ کا اجماع مرکب ہے اور اسکا فاشی معلوم ہو چکا اور وہ جو ما شکی سید اور فانی پر دیکھا اعتراض کیا گیا
 ہر طرح پر تفسیر میں کوئی خبر نہیں پایا کا دہر و صحت اور فساد کا حکم لگایا جاوے اور یہ دعوا کہ مخالفت بعض کے ساتھ بنسبت مخالفت
 ہو گی سہل ہے یہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تاکہ سہل ہو چکی صفت اسکی متعلق کہی جاوے و حالت تفسیر میں کوئی خبر نہیں ہے سہل
 ہو چکا دعوے جانا را سہل میں کسی دلیل کے ساتھ نہیں آیت اور اجماع ہی تفسیر کے منع ہو چکا اعتراض ہو پوشیدہ نہیں کہ پھر عرض
 میرے باطل اور مضمون کی شان ہی بہت قبیحہ اور مطلوب پر مصادرہ کیونکہ جسے کچھ ہی کچھ ہے اوپر پوشیدہ نہیں کہ ملامت عرض کا
 اسچرا کہ حالت تفسیر میں کوئی خبر نہیں ہے اور وہ عین دعوے ہے یعنی باطل جو تفسیر کا سہل ہو کہ نہ کر و لیس
 ہو سکتا ہے اور منع کرنا سید کا اسی ہی گنا ہے اور سہل پر آیت اور اجماع اور قیاس قوی سید ہی دلیل طلب
 کے ہے جواب اعتراض کرنا البس و دلیل کے یہ پڑا کیونکہ ہو سکتی ہے کہ اسکی کہد یا کہ نہیں دلیل قایم کر لیکی آیت اور
 اجماع سے حاجت نہیں اور متوالہ تک صواب بات تو سید ہی کی بات ہے کہ تفسیر جائز ہے آگے اسد جانی

فلا يستفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق في التقليد ذلك بان يجعل مثلاً في بعض أعمال الطهارة والصلوة
أو أحدهما بمنزلة إمام وفي البعض بمنزلة إمام آخر ولم يجد على امتناع ذلك برهاناً بل قد
استأثر إلى عدم منعه المحقق ابن الهمام في التحرير وإن لم يلبس ما يمنع منه ونقل منع التلفيق عن بعض
المتأخرين قال شارح تحريره العلامة ابن أمير الحاج هو العلامة العراقي انتهى قلت وهو من فضلاء الأصوف
من المالكية ولا علينا أن نأخذ بقوله خصوصاً وقد وجد عن بعض اعتناء ما يدل على جواز بل وقوعه وهو ما نقله
في البرزاقية أن من علماء خوارزم يعتبه من أصحابنا من اختار عدم فسأ الصلاة بالخطأ في القراءة فيها أخذ بمنزلة
الإمام الشافعي فقبل مذهبهم في غير الفاتحة فقال اخترت من مذهب المأطوق وتركك القيد لما تقر في كلام
محمد بن أبي الجهم لا يتبع الدليل لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى نقل
عنه العلامة المتأخر ابن نجيم في بعض رسائله في الوقف فانظر حيث نقى أن أخذ بمذهب أي عن نفسه الحنفية
في أن الفاتحة ليست بركن فلا يضر نقصان بعضها فيما أخطأ فيه يعنى أخطأ فاحشاً بان قال مثلاً يا الله
وياك نستعين لسبق اللسان فأخطأ فإن الفاتحة نقصت بلفظ نقص فلم يخرج صلواته على مذهب الشافعي ألم يجد
قراءة تعبد فإذا أعادها صححت ولم تقسده صلى الله عليه بهذا اللفظ لأن غلبة الكلام الخطأ لا يفسد إذا كان قليلاً

۱۷ مشہور ہو گیا تھا کہ زمانہ میں تقلید میں بغض کا منع ہونا اور اسکی صورت یہ ہے کہ عمل کر کے بعضے علموں و ضروریات میں اور
نفاذ میں یا ان میں سے ایک سے جو چیز میں ایک سے ہر ایک کے موافق اور اور بعضے چیزوں میں دوسرے کام کے موافق اور بعضے ایک سے ہر کوئی دلیل
نہیں پائی بلکہ اسکی منع نہ ہونی پر جو زمین ابن ہاشم کا اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ دریافت نہیں ہوتا کہ بغض کسی کو کونسی چیز منع کرتی
ہے یا نہیں بعضی متاخر لوگ اسکا منع ہونا نقل کیا ہے کہ علامہ ابن امیر طبع فی کردہ متاخر علامہ طائی ہے میں کہتا ہوں کہ وہ عربی
لکھوں میں کا ایک فاضل اصولی ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اسکا نقل اپنا عمل و تدبیر اور یہ خصوصاً اس حالت میں کہ پایا ہے اپنے مذہب کے
بعضے امور کو وہ کلام جو حالات رکھتا ہے اسکی جائز و ناجائز کے بارودہ وہ جو بزازتہ میں نقل کیا کہ خازن نام کی علمی
نے نہ فائدہ پذیر ہونا ناز کا پسند کیا ہے قرات کی خطا می امام شافعی پر کا مذہب اختیار کر کے سو جب اسکا کہا گیا کہ امام شافعی پر کا
یہ مذہب ہے اسکی قرات میں ہے تو جواب دیکھا اختیار کیا ہے میں نے اسکی مذہب کو بلا قید و قید کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام شافعی پر کا
کلام میں یہ بات شہر کیجئے ہے کہ مجتہد دلیل کا یہ رہتا ہے نہ ہر کہنے والیا کہا ہاں شک کہ غور تو کنی سیانہ فرغاب پر نکاح صحیح ہو جائیگا
نقل کیا اسکو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ میں سو دیکھ کر کہیں بغض نہیں ہوئی کہ اپنے مذہب یعنی سی یہ لیا کہ الحمد للہ کہ نہیں تھی خزانہ میں
جو پانچ تاجیک اسو میں کچھ میر کہ فقہان پڑ جائی مثلاً تیزی زبان ہی ایسا لفظ و ایک لفظ میں کہہ دے تو خطا کیا سوا اسکی کہ لفظ
نقصہ کے روسی گھٹ جاوی گے سو غافل بھی شخص کی ہو جب مذہب امام شافعی پر کے جائز نہ ہوگی تا وقتیکہ لفظ
تعبیر پر نہ لکھی ان جب پر کہہ دیا کہ نفاذ درست ہو جائی اور اسکی نفاذ امام شافعی پر کے نزدیک نہ ہو جائیگی یہ ہے کہ کلام نفاذ نہ ہو جائیگا

[illegible]

اجتہاد امام اپنے کسی ترکم اور سکا جائز ہے چنانچہ کہا مستقیم حصول میں فی الخیر و لکن حکم المقلد بخلاف اجتہاد امام جری علی حوز تقلید غیر انتہی ایستہ حکم علی ما یجوز من المقلد الی المتقلد غیر انتہی یہ مخالف دلائل اور بعضی آثار شرعیہ روایات سلف کی اور باوجود خاص مختصر الاصول کے تفسیر کی اور پر سہاکی کی کہ اگر مقلد اپنے امام کے اجتہاد کی خلاف حکم کرے ترکم اور سکا جائز ہے ہو جاوے گا قیاس مع الفارق جناب مولف کا سوائی غفلت اور ترکم فہمی کے کیا تصور کیا جاوے کہ ذرہ اس مقام میں غور کرنا چاہئے قال نقل کی محمولی نے بیچ شرع اشیاء و ہنفاٹر کے فن ثانی میں بیچ کتاب تفسیر کے وفی لغتہ قالوا ان المتقلد من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والیہا ان فی لیتون التفسیر فیما اجتہاد وبرہان اولی انتہی اقول اس نقل میں فتح القدیر سے ہی وہی نقشہ ہو رہا ہے کہ لا تفرق المصلوہ کو تولے لیا ہے اور ترکم سکاری کو چھوڑ دیا ہے اسلئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہ قول شایع کا فتح القدیر میں نقل کر کے پہرا و سکور کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تشدیدات محض الزامات ہیں یعنی کوئی امر شرعی نہیں اور محبت دینی نہیں چنانچہ ابن امیر الحاج شیعہ تحریر میں تمام کلام شیخ ابن الہمام کا نقل کرتے ہیں جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی کلام ابن امیر عرج کا نقل کرتے ہیں وقال ابن امیر الحاج عقب کلام المات ابن الہمام فی هذا المحل ما نصہ وقال ایضا یعنی شیخ ابن الہمام فی شرح الہدایۃ عقب ما قد مناہ من بیان حقیقتہ الانتقال والغالب ان مثل هذا یعنی التشدیدات القی ذکر وہا فقالوا المتقلد من مذہب الی مذہب بالاجتہاد وبرہان آخر لیستوجبا لتفسیر فیما اجتہاد وبرہان اولی لا بد ان یراء بهذا الاجتہاد مغنی الخیر وتحکیم القلب لکن العالی لیس بالاجتہاد فتلك التشدیدات الزامات منهم ای من المشایخ لکن الناس عن تتبع الخصم والاخذ العالی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد یکون قولنا اخذ علیہ ان لا ادری ما یعنہ هذا من العقل والسمع والادب انما ینتہی ما یخاف علی نفسه من قول مجتہد مسووع لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمۃ علیہ انتہی

۱۔ اور اگر حکم کری مثلاً اجتہاد امام کی اجتہاد کی مخالفت ترکم اور سکا جائز ہے چنانچہ کہا مستقیم حصول میں فی الخیر و لکن حکم المقلد بخلاف اجتہاد امام جری علی حوز تقلید غیر انتہی ایستہ حکم علی ما یجوز من المقلد الی المتقلد غیر انتہی یہ مخالف دلائل اور بعضی آثار شرعیہ روایات سلف کی اور باوجود خاص مختصر الاصول کے تفسیر کی اور پر سہاکی کی کہ اگر مقلد اپنے امام کے اجتہاد کی خلاف حکم کرے ترکم اور سکا جائز ہے ہو جاوے گا قیاس مع الفارق جناب مولف کا سوائی غفلت اور ترکم فہمی کے کیا تصور کیا جاوے کہ ذرہ اس مقام میں غور کرنا چاہئے قال نقل کی محمولی نے بیچ شرع اشیاء و ہنفاٹر کے فن ثانی میں بیچ کتاب تفسیر کے وفی لغتہ قالوا ان المتقلد من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والیہا ان فی لیتون التفسیر فیما اجتہاد وبرہان اولی انتہی اقول اس نقل میں فتح القدیر سے ہی وہی نقشہ ہو رہا ہے کہ لا تفرق المصلوہ کو تولے لیا ہے اور ترکم سکاری کو چھوڑ دیا ہے اسلئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہ قول شایع کا فتح القدیر میں نقل کر کے پہرا و سکور کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تشدیدات محض الزامات ہیں یعنی کوئی امر شرعی نہیں اور محبت دینی نہیں چنانچہ ابن امیر الحاج شیعہ تحریر میں تمام کلام شیخ ابن الہمام کا نقل کرتے ہیں جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی کلام ابن امیر عرج کا نقل کرتے ہیں وقال ابن امیر الحاج عقب کلام المات ابن الہمام فی هذا المحل ما نصہ وقال ایضا یعنی شیخ ابن الہمام فی شرح الہدایۃ عقب ما قد مناہ من بیان حقیقتہ الانتقال والغالب ان مثل هذا یعنی التشدیدات القی ذکر وہا فقالوا المتقلد من مذہب الی مذہب بالاجتہاد وبرہان آخر لیستوجبا لتفسیر فیما اجتہاد وبرہان اولی لا بد ان یراء بهذا الاجتہاد مغنی الخیر وتحکیم القلب لکن العالی لیس بالاجتہاد فتلك التشدیدات الزامات منهم ای من المشایخ لکن الناس عن تتبع الخصم والاخذ العالی فی کل مسئلۃ بقول مجتہد یکون قولنا اخذ علیہ ان لا ادری ما یعنہ هذا من العقل والسمع والادب انما ینتہی ما یخاف علی نفسه من قول مجتہد مسووع لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمۃ علیہ انتہی

ہو جائے کہ جرم بدل لافے و تبعہ النور و قال فی الرخصة اذا دونت المذاهب قبل بحول المقلدان ينتقل من مذهب
 الى مذهب ان قلنا لا بد من الاجتهاد في طلب العلم و غلب الظن ان النازع لم ينبغي ان يجوز بل يجب ان خيرناه فينبغي ان لا يجوز
 اس كلام من سيوطي کی غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جو اختلاف کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعضی
 تاکیوں کے قول کہ جو شخص مہوش منتقل ہو گیا کہ مولف فی نقل کیا ہے اگر تسلیم ہی کیا جاوے تو بطور طعن اور
 تعریض کے اس تاکی پر ہوا گا کہ لا یخفی اور کما مولا لئنا سحر العلوم لکن ہوسنی نے شرح مسلم میں لا یجب
 الاستمرار و یصح الانتقال و هذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن و يعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون
 الانتقال للتلقي فان التلقي حرام قطعاً في المذهب كان و عیسٰی ؑ انتہی اور قبل اس عبارت کی فرمایا ہے
 حجة متدة بعض المتأخرين المتكلفين وقالوا المحنفه اذا صار شافعيًا يعزروها لتشرع من عند انفسهم انتقل
 پس ان روایات سے جواب آوے روایات کا جنہیں منتقل کے حق میں تفسیر کا حکم دیا ہے اور جناب مولف نے وہ
 روایتیں نقل کی ہیں یہی ہو گیا اب باعث تخصیص تفسیر کا شاخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ منتقل
 منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہ ہو بلکہ وہ طبعی اتباع نفس کے ہو گیا کہ ایک شخص کے عہد میں ہو کر
 جو زمانہ کے واقع ہوا تھا چاہے محقق شاخ سے روایتا رہا تھو دغیر میں نقل کیا ہے قولہ ان دخل الى
 مذهب الشافعي يعزروا اذا كان ارتقا له لا العز من محمود شرعا كما في التارخانية حكى ان رجلا من
 اصحاب ابي حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنته في عهد ابي بكر الجوزجاني
 فابي الا ان يترك مذهب فيقرء خلف الامام ويسفع يديه عند الاخطاط ويخوذ ذلك
 فاجابه فزوج فقال الشيخ بعد ما سئل عن هذا واطرق راسه النكاح جاشن
 عازم ہے بسیار یقین کیا اور کلامی فی اور پرچہ ہوا اور کلامی اور درود میں کہا ہے جب دونوں ہو گئی مذہب تو کہا گیا جائز ہے منتقل
 کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی منتقل کر کے اگر ہم کہیں کہ زیادہ علم و ادب کا جس مسئلہ پر ضرور اور گمان غالب ہو کہ وہ سارے عالم کو
 انتقال جائز کیا بلکہ جب ہو گا اور اگر قتلہ کو غیر کریں تو یہی جائز ہے ہر کس عبارت خبر ابی اللہ کے ۱۰۰ جواز لازم نہیں ہے اور صحیح ہے
 انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ مراد ہے یہ کہ دوسرا ایمان اور عقیدہ دیکھا جائے لیکن لائق یہ ہے کہ انتقال بطور لہو و لعب
 ہو کہ ہو کہ لہو و لعب حرام ہے یقینی مذہب کے اب میں ہو اور میں ۱۰۰ یہاں تک کہ کئی کی ہے جسے ساز و دہن فی اور کہا ہے کہ حنفی
 جب شافعی ہو جائے تو تفسیر و حجاج اور یہ شروع ہے اپنے خواہش کی ۱۰۰ جو وقت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کی منتقل تفسیر دیا جاوے گا
 یعنی جو وقت کہ انتقال اسی غرض سے ہو شرع کی طور پر مہیا کہ آثار غایہ میں ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی فی ایک
 شخص اہل حدیث کی ان پیام کلاخ کا ادنیٰ ٹیٹی ہی ہوا اور کہ جو زمانہ کی زمانہ میں سواوٹی یہ شرط پڑا لی کہ انبا مذہب کے ہر کلام
 پیچھے الحمد للہ کرے اور ظہر میں کیا کر اور اور باتیں کیا کرے اوسنی قبول کر لیا سواوٹی نکاح کر دینا نہیں چاہتے تھے مذہب کی تو

[illegible]

شرح عین العلم کے قائل التزم احد مذہبا کا بن حقیقتہ او الشافعی رحمہ اللہ قائم علیہ الاستمرار فلا یقلد خیرہ
 فی مسئلہ من المسائل انفقہ **اقول** اسکی دو جواب ہیں اول یہ کہ ملا علی قاری فی اسی شرح عین العلم میں یہ یہی کہا ہے
 ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالى ما كلّف احدا ان يكون خفيا او مالکيا الى اخوانه نقلناه سابقا تو دیکھو کہ یہاں
 تو یہ یقیناً ہے کہ اللہ کے پرہیز نہیں کی تقلید ابوحنیفہ کی خاص کر اور مولف کی روایت میں اگر تسلیم کی جاوے تو قیاسی
 بناوے کے سبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام محبت شرعی موجب جو کچھ نہیں تو دونوں کلام اذکی
 متعارض ہوئی اور اوقاتا رضائا قطعا دوسرا یہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کی ابوحنیفہ اور شافعی کا نہیں مانتی انکو
 اس کے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کی مخالفت پیش روایات آئید ملف اور خلف کی ملا علی قاری کا پیش
 کرنا سنا مضحکہ کیے کیا تصور کیا جاوے انھیں کہ تمام جہان کی متقابل اکیلا ملا علی قاری کی سطح ہو سکتا ہے مثل
 مثل مشہور ہی کہ نثار خانہ میں طوطی کے کون سنتا ہے **قال** اور کہا صاحب **بحر الرائق** نے بیچ رسائل بنیہ کی
 قریب علی مقلد ابی حنیفہ ان یعمل بہ ولا یحیو لہ العمل بقول غیریہ انفقہ **اقول** یہ قول مستحکم بحر کا مطلق تعلیل
 ابوحنیفہ میں نہیں ہے بلکہ ایک سلسلہ خاص میں یعنی وقت عصر میں جو اونکی نزدیک اوس سلسلہ میں مذہب ابوحنیفہ کا
 قوی اور بدل ہے یہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہ کلام صاحب بحر کا اوس رسالہ کی اخیر میں اس امر پر تصریح کر رہا ہے
 فزاتی بہن فاذا اظہر لنا مذہب الامام الاعظم ابوحنیفہ فی ہذا الزمان وظہر لہ دلیلہ قوتہ وصحة واند اقوی من
 دلیلہ فاحینا اتباعا والعمل بہ الاختیار بہ استھلکہ سودا پھر یہاں کہ حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک سلسلہ میں
 دلیل ٹہرایا ہے وجوب اتباع کے سلسلہ میں فاخرم فان قلنا ان تقلیلہ بعد بطلان نقلہ القاسم فی تصحیح الخضر کون القائل
 بالتقلید علیہ لوجہ الاتباع مع قطع النظر عن کون مذہبہ قویا وصحیحا قلت قد دریت ان الرجوع
 الممتنع انما هو فی عین الحادثة التي قلنا فیہا فالتعلیل بکونہ فیہ الاتباع فی حادثة خاصة قلنا فیہا
 ۱۔ پھر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا مثلا جیسے مذہب ابوحنیفہ اور شافعی رحمہ اللہ تو اسکو جاؤ لازم ہی ہو کسی اور
 تقلید کسی سلسلہ میں نہ کرے ۲۔ یہ بات معلوم ہے کہ امدد شافعی نے کیا کہ تکلیف نہیں دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری
 عبارت وہ ہے جو پہلے چنے نفل کی ۳۔ سودا جبکہ بتقدیر ابوحنیفہ پر یہ کہ حل کرے اذکی قول پر اور غیر کی قول پر حل کرنا
 اسکو روا نہیں ۴۔ سوجب ظاہر رہا ہیں مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کا ان دو دودو متون میں اور اونکی دلیل اور اونکی قوت
 اور محبت ہی ظاہر ہوئی اور یہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے اونکی دلیل قوی ہے تو میں انہیں کی پروری اور اونکی قول پر عمل
 کرنا اور اسکو اختیار کرنا وجب ٹھہرا ۵۔ پھر اگر یوں اعتراض کیا جاوے کہ جس قول کو قاسم نے اپنے تصحیح میں نفل
 کیا ہے اسکو اس اوپر کی قول کی علت ٹھہرا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام ہی تقلید واجب ہو جاتی ہی خواہ وہ کچھ
 قوی اور صحیح ہو یا نہ ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ رجوع ہی منع ہے جو خاص اوس سلسلہ میں ہے

فاذا لم يكن قوله فوجي الخ نصاً في وجوب الاتيان بجميع الحوادث بل في حادثة تحريم فيه حقيقة الامام ابو حنيفة وقلده في الفصل المطبق
 من ان لم يحكم بوجوب الاتيان في كل مسألة بل في مسألة وقتاً والعصر هذا مقلدنا بتقوية الدليل ولم يحكم ايضا في كل الحوادث بل
 لما كانت خاصة قلده فيها وهذا مقلدنا بتقوية الدليل لما نقل الخ قال انه كما في تفسيره في مؤلف جواد ساداته من مالكية ان شاء الله في تفسيره في
 اذا التزم من هذا يجب عليه ان يعلم على من هذا لا يستقل اليه هذا خلافتي اقول اسكاجاب هي وهي هي جوكر
 على على قاري کی قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ یہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہاں کہ مقابل میں اتالی
 علماء اصول کے بیان کیا جاوے تو ایسے حضرت ہیں کہ تفسیر احمدی میں صاف فرماتی ہیں کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور
 وراجع بر عمل کر گیا تو وہ ہی ابو حنیفہ ہے کا مقلد جو جانیگا ایسی کہ قرآن و حدیث و جمیع بر عمل کرنا ابو حنیفہ ہی فی نیابا
 تو کو نیاب صوابا و تابعین کو ابو حنیفہ کا مقلد بناتی ہیں اور ایسا ہی شیخ سعدی بکری کو حلال طیب فرماتی ہیں
 اور سوائی ایک اسی تفسیر میں جا یا ایسی خرافات اور شوا و فراتی ہیں کہ دیکھ کر ہنسی آتی ہی تو ایسی شخص کا کلام ہی دلیل کس طرح
 مقابل اور بعد اور جو ہر سلیں کی ہوگی کا قال اور مولانا عبد العلی شیخ تحریر میں کہتے ہیں و لکن للعامة الانتقال
 فی الخ کہ من من هذا المذهب زماناً لا یجوز الظن ان الخ انتم اقول سابقین میں تم خوب دیکھ چکی ہو کلام مولانا عبد العلی
 شیخ تحریر سے ہی اور شیخ مسلم سے ہے کہ کس طرح باطنی مذاہبی ہے کہ مولانا عبد العلی بحر العلوم ایک مذہب کے تخصیص
 کو کہاں مذہب اربعہ کی تخصیص کی ہے یہی کہ حقیقت نہیں کہ بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملے مذہب غیر کا اذیت رخس اور
 رجوع بعد العمل کو دہوم و دہم سے جائز نہ کہتے ہیں اور تابعین کی حق میں فرماتی ہیں کہ نسخ کرنا اور فکا اور تشدید کا
 کہہ کے شرع ہی غرض کہ ہر امر میں ہمارے موافق اور شاد ہیں اور محل اس قول کا تسلی کی حقیقت ہے جیسے کہ شرع
 مسلم میں فرماتی ہیں لاکن ینبغي ان لا یكون الانتقال للتأمل فان التأمل حرام کذا فی شرح المسلم بلکہ تفسیر فی سائیں اس
 قول کے بطور انجیانتہ شاہد میں ہے کہ یہ نسخ کرنا اور فکا اور کسی شخص کے حقیقت ہے جو مفسرین خیانتہ اور تسلی کا ہوگا
 جسیر عمل کر چکا تو وہ ملت ٹھہرا ہے فائدہ فقہ دیکھا کہ اسی مسئلہ خاص میں جسیر عمل کر چکا فقید و جب یہ جب اسکا حاجب کہنا
 وجوب تقلید جلد مسائل میں میری نہ ہوا بلکہ اسی مسئلہ میں جو ہیں امام ابو حنیفہ کا حق ہر تابعین کر کے عمل کر چکا ہے تو یہ بات
 حاصل ہو کر اسی پر مسئلہ میں وجوب تقلید کا حکم نہیں کیا بلکہ مسئلہ وقت حاضر میں کیا ہے اور یہی فائدہ ہر اگر سہا بات
 کہ تعویذ دلیل کہنے ملت ٹھہرا ہے اور اسی مسئلہ خاص میں وجوب تقلید کا حکم لکھا ہے تو یہی فائدہ اور کو قاسم کی نقل
 ہوا ہے جو وقت کہ التزام کیا ایک مذہب کا تو مذہب ہے کہ ہمیشہ رہے اسی پر اور نہ پہرے اسی طرف دوسرے
 کے اور کس طرح ان پر نہ کہ انتقال کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف
 ہمارے زمانہ میں بسبب ظہور فضیلت کے جائز نہیں ہے لیکن یہہ جاہی
 کہ انتقال لہو کے طور پر نہ کہ لہو حرام ہے یہ نہیں ہے شرع مسلم میں

قال اور کہا سچ فنادی عالمگیری کے حقائق و القاضی المختار اما المقلد فافلا ولا یحکم بحدیابی حقیقتہ مثلاً فلا
 یملاک الخافۃ فیکون معز ولا بالنسبۃ الخ لک الحکم ہذا فی الفتح القدیر **قول** منزل ہونا قاضی حنفی مقلد کا اس
 حکم میں جو برفلاف مذہب ابو حنیفہ کی ہواس جہت سے نہیں کہ اس پر تقلید ابو حنیفہ کی وجہ ہے تو کہ مفید عالمگیری
 ہو بلکہ اس جہت سے ہی جو خود کلام میں اہام میں موجود ہے یعنی حنفی صفت ولایت خاصہ کی جہت سے اور اس میں کسی کی
 دخل نہیں پس کہ تصنیف راجع تصنیف کو نہ بیان آدوہ خود فرماتی ہیں فافلا ولا یحکم بحدیابی حقیقتہ اور یہی پر تعلق کرتی ہیں
 فیکون معز ولا کو اور یہ بات اس سے کہ اس کی کوئی ادنی طالب علم ہی انکار نہ کرے جیسا کہ کوئی بادشاہ کی خبر
 قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پھر وہ قاضی اس شہر کا دوسرے شہر کے قضا یا میں حکم ہی تو ہی منقول ہوگا
 بہ نسبت اوس حکم کے بخل صفت کی ولایت خاصہ ہے تو اس سے یہ تہور اسی نرم آتا ہے کہ اس شہر کی تفسیر اس کو شرفاً قطع
 ولایت میں جب ہو جاوے تو کوئی اہل عقل نہیں کہہ سکا اور کھاسے شہادہ و نظائر وغیرہ میں کہ اگر حکم سلطان و دم کا اس طرح جاری
 کہ قضاۃ ملک محروسہ سلطانہ کے دعویٰ کیس کا بعد پندرہ برس کے نہ سارن بلکہ بعد پندرہ برس کے اسکی دعویٰ کو باطل سمجھیں
 تو وجہ ہے اور نہ کہ اسکی دعویٰ کو نہ سنیں تو دیکھو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطانہ نہیں ہی سکتی اس امر خاص میں تو اتنی
 اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ حکم شرم کا ہی کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاخذ میں اس حکم کو نافذ فرماتی ہیں محض نادانی ہے اسکی تو
 امر السلطان بتمام سہم الدائم بعد اقصیٰ عشرینۃ لا یتعم ویح علیہ علم سہم الکا فی الاشباہ پر جو کوئی اس وجہ
 وجوب شرعی پہلی ہو سکی ہو تو قاضی ہی قضا شہادہ کا کیا تصور **قال** اور کھانا و اختار میں بیچ کرنا بالقضا کی دنی الوہابیت
 لشرعنا لی یقینہ من لیس یختار کحقیقتہ زماننا بخلاف من ہد عاہل ولا یفعل اتفاقاً **قول** یعنی اور دہانہ میں کہ اگر شرعاً
 تالیف کی ہے تو کھانے وہ شخص کہ نہیں مجتہد مانڈ حنفی زمانہ ہمارے کے مجتہد نہیں ہے کہ قضا بہت جاری کیا جاوے حکم اور کا
الافتاء **قول** مستعیناً باللہ من المحرفین الضالین المضلین الذین یسرفون الکاذب عن مواضعہ لا یجانون
 لبعام الدین شربال کی کلام میں یعنی کالفہ نہیں ہے جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے یعنی من لیس الخ اور وہ ہے
 یعنی کا ہے کیا ہے کہ قوت سے بلکہ اسکی کلام میں لفظ قضا کا واقع ہی چاہیہ درختا میں موجود ہے وہی شرح الوصایہ
 لشرعنا لی یقینہ من لیس یختار کحقیقتہ زماننا بخلاف من ہد عاہل ولا یفعل اتفاقاً **قول** لک ناسیاً عندہا الخ **قال** الخ
 سوجب لفظ حنفی کا ہوا تو میں یہ کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف **قول** نافذ نہ ہوگی تو سب سے کہ وہی ہی جو شیخ ابن اہام کے
صلہ یہ سب باتیں قاضی محمد کی باب میں ہیں اور مقلد تو اسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہے کہ شہادہ
 امام ابو حنیفہ کی مذہب پر حکم کرے تو مخالف صفت کا خستیار نہیں رکھتا ورنہ منزل ہو جاوے گا بہ نسبت اوس حکم خلاف
 شرط کے یہ نہیں ہے فتح القدیر میں **صلہ** اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعویٰ پندرہ برس کے بعد نہ سار جاوے تو قاضی
 پر وجہ ہے کہ نہ سنے اس طرح ہی شہادہ میں **صلہ** فنادی وہی مقلد ہے کہ کوئی شخص مجتہد نہیں جس میں شہادہ زمانہ حنفی تو

و فی شرح الوصایہ

پس پہلی تمام کلام قرآنی کا جسکا موصوفی جواب دیا ہی عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم ہی سننا چاہی کہ بلکہ اس کی تفسیر
 خیانت ظاہر ہو جائیگی کہ مسلم میں اور شرح بحر العلوم میں فرج قال الامام اجمع المحققون علی منع العلم من تقلید
 اعیان الصیغۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فان اقوالہم قد تختلف فی استخراج حکم منها التفتیح کا فی السنۃ ولا یقدر
 العلم علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبوا ای تعقبوا و بوبوا ای وردوا ابوابا کل مسئلۃ علی حد فہذا بوا مسئلۃ
 کل باب فتی کل مسئلۃ عن غیرہا و جمیع اجماع و فروقا یفارق و علما ای اوردوا کل مسئلۃ مسئلۃ علی حد فہذا بوا مسئلۃ
 یعنی یجب علی العلم تقلید من تصدک لعل الفقہ لا اعیان الصحابہ و علیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الشیخ الا بوجہ
 ہم الامام امام امام الائمۃ ابو حنیفہ النوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ و جزاء ہم عنا
 احسن الجزاء لان ذلك المذکور لم یل فی غیرہم و فیہ ما فیہ فی الحاشیہ قال القرافی ان تقلد الاجماع علی ان من اسلم فلان یقلد
 من شاء من العلماء من غیر نکرہ اجماع الصحابہ علی ان من استفتی ابابکر و عمر یدری المؤمنین فلان یستفتی ابابکر و
 معاذ بن جبل و غیرہا و یعمل بقولہم بغیر نکرہ من ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ لسان انھما فقد بطل ہذا الاجماع
 قول الامام و قول اجماع المحققون لا یفہم منہا الاجماع الذی ہو حجتہ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون مختاراً
 عند احد یكون الحجة متفقین علیہ یقال اجماع المحققون علی ان لا یؤخذ الا بحدیث ائمة و لا یؤخذ الا بحدیث ائمة و لا یؤخذ الا بحدیث ائمة
 فہم ملو الاجماع علی الاسرار و اخر افرامہم بطل ہذا قول ابن الصلاح ایضاً ثم و لا یؤخذ الا بحدیث ائمة و لا یؤخذ الا بحدیث ائمة و لا یؤخذ الا بحدیث ائمة
 امام الحرمین فی کہانی کہ محقق ابراہیم مہرگی ہین کہ عام لوگ متحاخر کی پروری نہ کریں کیرہ نگاروں کی قولوں میں حدیث کی طرح بدست حکم
 شکی ہے کہ عام لوگ شیعہ حدیث میں کہیں بلکہ جاصل کلام میں کہ عام کو فتہما کی پروری چاہی صحابہ رضو کی ہین اور ابن الصلاح شکی ہے
 سوائے ائمہ اربعہ کی اور وہی تقلید سے منع کیا ہی ہے امام و لا بہت جاری امام ابو حنیفہ کو فی اور امام مالک امام شافعی اور امام احمد علی انہی
 حدیث کے اور ان کو غیر اربعہ کی کیرہ نگاروں کی سوال اور وہی مذہبوں میں ان کی مذہب کی طرح مسئلہ صحابی ہین باقی اور ہین احقر میں شکی
 میں ہی کہنا قرافی فی ان کما جاع منقہ ہو چکا ہے کہ جو سلمان ہاد کو رسد کہ علم میں جسکے چاہیے تقلید کرے اور صحابہ رضو کا جاع
 ہو چکا ہے کہ جو ائمہ الفاضلین ابو بکر اور عمر سی فتاویٰ جو جی فتاویٰ رسد کہ ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل و غیرہ سی فتاویٰ جو جی اور بلا شک ان کی
 قول پر جسکے سیکون دونوں جاعوں کی اور نہ جائیداد جو جی تو ان کی ذمہ و دلیل ہے تو ان دونوں جاعوں امام الحرمین کا قول بالکل ہو گیا
 اور امام الحرمین کا یہ کہنا کہ محقق جمع مہرگی ہین اس سے اجماع جو جی ہے ہین ہا تاکہ یہ کہنا چاہی کہ دراجاعونین مخالفت لازم آتی ہی بلکہ
 جہرہ کیسا مخیر اور پسندیدہ ہوتا ہی ایک گروہ کامل مستغرق ہو جاتا ہی تو یوں کہہ دیتی ہین کہ سب پر محقق جمع ہو گئے ہین ہر کوئی کلام
 اور خیر ہی کہ نابینا ہو کر جو جی میں فیاض ہی کیونکہ اگر مسئلہ فی سواد صحت کو سمجھ لیا تو عمل کر لیا اور ہین تو اور نہ جہد ہی پوچھ لیا اور اس سے
 ابن الصلاح کا قول ہی بالکل ہو گیا پھر اس کے کلام میں اور خصل ہے کہ مثل امیر العرب کے اور جہد و ن
 ہی کو ششیں کی ہین چہنا پھر انکا انکار مہٹ دہرے اور گستاخی ہے

وسواء ادب فالحق انما غاصح من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق راية مذاهبهم محفوظه حتى يسجدوا لآية صحته من
 بينهم اخبرني العل بجا الاتزان المتأخرين افتوا بتقليد الشيوخ افاقه له مقام الذكوة على ما دللنا ان الالباني اشبهه بتسليم كركو غاب
 تلميس ما بعثت مولف في اس جواب بين دو قريب بازيان كين بين اهل بيته كبر اجاع قرآني كايه مضمون اي ك
 اجاع تسليم كقرون اولي سي ليكر اناك منقده ہے کہ نو مسلم کو چننا ہے کہ جسکے چاہے تقلید کرے سی اجاع سے
 اکر جزیئہ ناقص اس اجاع کی اوسى كرتون عین تخفیف مذاسب اربعه كو جو مختار بی ابن صلاح كا باطل كرتے ہین مسیك
 عبارت سلم اور نسخ سلم سی اور سابق بین عبارت تقریر اور معتزم الحصول سی معلوم ہوا جناب مولف اوسى
 اجاع مبطل ہے تخفیف مذاسب بین قوائی ہین كرمین لفظ علماء سی آئمہ اربعہ مراد ہین اور باعث اس تخفیف مذاسب كیسی
 قوائی اجاع مركب مسعودی جلی سیدیل كوتھرتا ہین جسكے قاروقی خاك لڑائی گئی ہے اور اتنا ہین سچیتے کہ ہین
 اجاع نانہ صحابہ اور تابعین سی منقده ہے حالانكہ اوسوقت اولہ اربعہ كا تولد ہی ہین مواتہا پہر قتل تولد كا و متروك سطل
 تقلید كی خاص كرنا معنی لفظ علماء سی مراد كہ سائری حیالاك اور جو ٹہہ دلیرانہ ہی ایسی توجیہ اور اوایل كرتے تلمیذ اول تسویل
 اناك سوائی مولف كی كس سی صادر ہین ہوئی دوسرے قریب بازی بیہ کہ دوسرے اجاع كو جو قرآنی فی نقل کیا ہے
 جكا پہر مضمون ہی كہ جو لوگ تقلید كرتے ہینے باكر اور كرتی تو ہی تقلید كرتی ہی ابراہیم مراد و صاف كی اور اوسى وجوب تفسیر كی نہ ہا
 باطل ہوتا ہی اور كوجناب مولف فی ناوا دیا اور کہا كہ من بتخفیف ہے تو معنی بیہ سوئی كیسی ایک كی تقلید كری اور شیخ
 كرسكے بنفینہ ہونسی تقلید بعض غیر معین كی ایكوقت ہن اور ایک ملحدین توشك ثابت ہوئی ہی لاکن بیہ كہان كرتا
 اوترا ہی كراوی بعض حدیك تقلید بتخفیف ہن اور مراد ہن جیسے جادوی کیا بعض مسلمین ہن قیدین كہ باوجود كیفہ اجاع سخا
 اس تخفیف كی باطل كرتا ہر طرح لغت كی تخفیف ہن كس عالم كی ابراہیم ہین ہن اہل جوشی اور ہن بتخفیف كہا ہر ہسكو ایک بعضین
 منحصر كہتا ہی غلط ہوا اور معنی اس اجاع كی جو قرآنی سی مولف فی نقل کیا ہے بافتنام اجاع نامیكی جو ہن نقل كیا
 بیہ ہوئی كہ جو كوی نو مسلم عودی نواد كوجا بنے تقلید كسی عالم غیر معین اہل حق كی خواہ وہ اولہ اربعہ بین ہی ہوں غلام
 غیر ادخا اور كوجا بنے كہ كہ كس كی عالم اہل حق كی تقلید كری اور كہی دوسر كی اور ہی ہے مستثنائی كتاب اعدكا اور
 حدیث رسول اعدكا اور قیاس كا اور نصیر حیات مجہور سلف اور محققین خلف كا حدیك دلائل اور نقل عدم التزام ہن پہلی
 گذری ہر اب جو مخالف ہوا اس سبیل كا اور طاعن ہوا ہر تودہ مخالف سمحا كرام و تابعین و تبع تابعین و علما و فہما
 كا ہوا اور جب ان لوگوں سی مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المؤمنین كا ہوا اور ایسی ہی مخالفت سی خدا و رسا سی مسلمانو كو مخصوص
 كرتا ہن توبہ ہے كرسكا آئہ اربعہ كی اور و كی تقلید سی كس سنی منع کیا ہے اوسنے ہر دو بڑھائی ہے كہ اور كی تہ ہون كی رتائز
 محفوظ ہین ہی ہین ہر اناك كہ كرسے اور جوشی حدیث مسخر ہوا و تودہ ہر حل جائز ہے کیا قرآنی و كہا ہین كہ متاخرین فی قایم
 تركیہ ابن ابی لیلی كی ہر كے متفق كرا ہون كی قسم لانی پرتو اویا ہے خدا سمجھہ اسبا كو ہو كی عبارت مسلمہ اور كی شرح كی

والد اعلم بالصواب انما هذا على الاطلاق في اصل مطلب صاحب سالتنیر الحی کا دوست کر باب میں ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کے وجہ سے اور اس پر جماع پایا گیا اور محال انکار دود اور لاندہب اور منکر جماع کا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دود و منکر مؤلف رسالہ مذکورہ کا لغو اور بطلان شرعی ہی سا قطب ہے اس لئے کہ ہمیں نہ کوئی دلیل جو شرعی اور نہ دلیل جماع شرعی باپٹی جاتی ہے کہ دعوے مؤلف کا نزدیک قضا و عادہ شرعی کی قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال وجوب شرعی اور جماع کی کان لگا کر سنو کہ بطلان انکار ہونی اور پہلی پر وضع ہوگا پس تفصیل اس مجال کی یہ ہے کہ وجوب ایک حکم کے احکام شرعی میں کیا اور حکم نزدیک اصل سنت و کتاب کے خطاب الہی ہی کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ فضل و مکلف کی از روی وجوب یا از روی اباحت کی حق تشرفان حمیدین ارشاد فرماتا ہے **اِنَّ الْحُكْمَ اَللّٰهُ اَلَا الْاِثِمُ الْحُكْمُ عِنْدَ نَاظِرٍ اِلَٰهٍ تَعَالٰی الْمُنْتَظَرُ** بفعل المكلف اقتضاء او تخيير الكذا في مسلم الثبوت و تحريه ان الهام وغير هامن كتب الامم لہ اور دلائل و آثار و حدیث کی اعتبار ثبوت احکام شرعیہ کی چار طرح ہیں اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة کہ مجال تاویل کا او سین نہیں ہو سکتا جس کے آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور سلیس سی فرض قطعی اور ظہر ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے قطعی الثبوت اور ظنی الدلالة صریحہ کی آیات و احادیث کہ جنہیں تاویل کو دخل ہے اور سلیس سی فرض علی ثابت ہوتا ہے اور تیسرے دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالة چنانچہ اخبار احاد و صریحہ کہ مجال تاویل کی او سین نہیں ہو سکتی اور سلیس سی وجوب ظلالی اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی الدلالة جس کے اخبار احاد کہ جنہیں مجال تاویل کا پایا جاتا ہے اور ہی سنت اور مستحبات ہوتا ہے اعلم ان الادلة اربعة انواع الاول قطعی الثبوت والدلالة كالآيات القرآنية و الاحادیث المتواترة الصریحة التی لا تخفى التاویل من وجه الثاني قطعی الثبوت ظنی الدلالة كالآيات و الاحادیث المتواترة الثالث ظنی الثبوت قطعی الدلالة كالاجبار الاحاد الصریحة الرابع ظنی الثبوت والدلالة معا كالاجبار الاحاد المتخذة المعانی فالاول یفید القطع والثانی یفید الظن ای هو القرض العلمی الثانی یفید الواجب المکروہ تحریمی الرابع یفید السنة والاستصحاب هكذا فی الطحاوی وغيره من كتب الاصحاب و الفروع الخفیة اب علی حقانی بعد و منور و بیان دلائل العربیہ کی راہ انصاف سی غور فرما کر ارشاد کریں کہ اگر کوئی بھی دلیل ان دلائل اربعہ مذکورہ بالا سی وجوب تقلید ایک مجتہد خاص کے

سہ نہیں ہے حکم گمراہ کے لئے آخریہ تک حکم ہمارے نزدیک لہ کا خطاب ہی مکلف کی کام سی متعلق رکھتا ہے وجوب مستحب کے طور پر تو نہیں ہے بل ثبوت میں اور اصول کی کنون تحریر غیر میں ہے جان کہ دلالت چار طرح سے پہلے ثبوت دلالت دونوں میں قطعی جیسے آیات قرآنی اور حدیثیں متواترہ کہ جنہیں کیسیں تاویل کو دخل نہیں ہو سکتے وہ کہ ثبوت میں قطعی اور دلالت میں ظنی جیسی آیتین اور حدیثیں تاویل پذیر ہیں کہ وہ کہ ثبوت میں ظنی دلالت میں قطعی جیسی حدیثیں صریحہ معنی احاد جوتی وہ کہ ثبوت اور دلالت دونوں میں ظنی جیسے اخبار احاد محض لیسے سو پہلے قسم یقین قطعی کا قائمہ دیتی ہے اور دوسرے قسم ظن کا لیجئے فرض جلی کا اور تیسرے وجوب اور مکروہ تحریم کا اور چوتھی سنت اور تنہا کا طحاوی وغیرہ میں تو نہیں ہے

بانی جاتی ہو تو صریحاً بیان کریں کہ حق ظاہر ہو جاوے گا ورنہ یہی خدا کا نام حق نکرین و لیکن مہینہ لاسکیب کی دلیل بعضہم بعض
 اس میں سلف سے سلف تک کسی نے کوئی دلیل شرعی اس وجہ سے نقل کیا ہے مجتہد صاحب فایم مہینہ کی کتاب اگر ہونے
 سلف رسالہ کا بیان کریں کہ حق و باطل میں امتیاز ہو جاوے گا اور بلا دلیل شرعی کی غلو کرنا دین میں سرسبز مذموم ہے
 عیاں کہ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یا اهل الکتاب لا تعقلوا فیہ ینکما الایۃ حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو
 اب اہل حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی کیوں ملے دو امر ضرور ہیں پہلا امر یہ کہ اتفاق ساری مجتہدین
 ہمعصر کہ اس امت سے اوپر امر شرعی کی تحقیق ہو اور دوسرا امر یہ کہ مذہب کی قرآن اور حدیث سے بانی جادی کیونکہ
 بنایا جائے گا مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرنا دین میں بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہ دو امر ثابت نہ ہوں تو اجماع
 مشہور منظور نہ ہوگا اگرچہ ہزاروں جمع ہو جائیں کسی کام دین پر مگر اہل اجتہاد ہی ہوں اور خدا کی کتاب
 اور سنت سے نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھ اعتبار مہینہ شرع میں سوسطی کے اجماع شرعی عبارت ہے
 قول کل کے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کی باطل ہے تو یہ اجماع ہی باطل ہوگا اور ایسا اجماع ہی سند کہ حقیقی
 تمام مجتہدین ہمعصر کا بنایا جائے گا ورنہ کوئی سند کی کتاب و سنت سے بانی جادی باوجود اس کی ایسا اجماع کو منجملہ اولیٰ شرعی
 ماننا اور حکم اجماع شرعی میں شمار کرنا سرسبز کج فہمی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم میں موجدنا علیہ آباء کے شامل ہوگا
 کہ جس پر خدا تعالیٰ نے السرام دیا ہے اور غصہ فرمایا تو منیع اور منہج کی عبارت نقل کی جاتی ہے اما انما حقہم ان
 والناسل جمعہا فی بحث واحد لا تھا سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثانی سبب ظہور
 والجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عند سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء
 اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء انقی مافی التلویح مختصراً الاجماع و هو لفتۃ العزم والاتفاق
 کلاهما من الجمع واصطلاحاً اتفاق المجتہدین من هذه الایۃ فی عصر علی امر شرعی لا یستقد باہل البیت و صلوات
 خلافاً للشیعۃ ولا بالشیعین عند اکثر ولا بالخلفاء عند اکثر ولا بالخلفاء الاربعۃ خلافاً للاحد عن مالک الانفاق
 بالمدینۃ فقط والاجماع الا عن مستند علی المختار لنا اولاً الفقہ بلا دلیل شرعی حرم الخوافی فی الشیخان حجتہ الا
 شیعہ بحث انہ نہیں ہند اور مالک میں دو نو ایک ہے بحث میں اس میں کہ دو نو سبب میں سوا دل سبب ثبوت اجماع اور دوسرا دلیل
 فقہ کا سبب اور جمہور میں کہ اجماع جائز نہیں بغیر دلیل اور قرینہ کی کیونکہ بغیر مذہب کی اجماع میں خطا لازم ہے کیونکہ حکم دین میں دلیل
 حکم ہوگی عبارت جو فقہ میں ہے مختصر اجماع لغت کی حد پر قصد اتفاق ہو کہ میں اور دو نو ہم سے اخذ ہیں اور اصطلاح میں اس کے
 مجتہد و کما متفق ہوا ایک امر شرعی پر ایک زمانہ میں ماحد اہل سبب اجماع مستند نہیں ہوتا جیسا کہ اہل تشیع کہتے ہیں اور نہ فقہ حنفی
 نزدیک کرلو کہ اور نہ فقہ غلہ اسی میں ہیں کہ نزدیک مذہب کے اور نہ فقہ غلہ واریعی ہی عیاں کہ امام محمد کہتی ایام مالک کے حدیث ہی کو اہل مذہب
 اپنے اجماع کے مگر مذہب میں کہیں بغیر مذہب کی اجماع نہیں ہو سکتی دلیل پہلی یہ کہ مقتدا بغیر دلیل حرام ہے یا مجتہد پور حجت است انہر میں کہیں کہیں کہیں کہیں

لیست الا لانا اتفاق المجتہدین من حیث ہم مجتہدون واذ کان الفتوی الاعن دلیل واجتہاد فلیس هو
 قول المجتہد من حیث هو مجتہد انھما قال العلامة علی الکھنوی مختصر فی شرح مسلم الثبوت قال الشیخ
 ابن الھمام فی التخریر بالاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحاً اتفاق مجتہدی عصر علی امر شرعی وکلا
 یعتقد باھل البیت وھم خلافاً للشیعة ولا یعتقد بمجتہدی المدینۃ الطیبۃ وھم خلافاً لما لک فی
 اجماع الاعن سنداً انتھی کلامہ وبالحملہ یلزم اھل الدین کون الباطل صواباً وکون الاجماع خطاء لان الاجماع قول کل
 وقول کل بلا دلیل ہم فقول اھل بلاد دلیل باطل البتہ کذا افاد العلامة علی الکھنوی فی شرح التخریر للشیخ ابن الھمام
 اور خطاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب مجملہ البیانۃ من فرائض مین کرباس کرباس بجماع بغیر شرعی کا متر
 تحریکات دین کا ہونا ہے وضمہا اتباع الاجماع وحقیقۃ ان یفق قوم من جملة الملة الذین اعتقدوا العامة فیہم
 غالباً اور انما علی شئ فیظن ان ذلك دلیل قاطع علی ثبوت حکم وذلک فیما لیس اصل من الکتاب السنۃ وھذا
 غیر الاجماع الذی اجمعت الامة علیہ فانہم اتفقوا علی القول بالاجماع الذی مستندہ الکتاب السنۃ والاعتناء
 من احدها ولم یحکموا بالقول بالاجماع الذی لیس مستنداً الی احدها وھو قولہ تعا واذ قیل لہم امنوا بما انزل اللہ
 قالوا بل نسمع ما یفینا علیہا یا مائنا الایۃ انتھی ما فی حجة اللہ البالیۃ للشیخ الاجل مولانا ولی اللہ الحدیث الدہلوی
 اور خطاب قاضی شام السعۃ قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کی کہ جو بایر فرائض خطاب مرزا حاجی خان پیر شد قدس
 سرہ کے دہوم نام لکھا ہے آخر رسالہ مین فرائض مین کسیک لازم گیر و بر و غدیہ معین مثل نہ سبب جیمیفہ س
 بعضے گویند کہ جائز نیست از تقلید دیگرے و بعضے گویند کہ رسالہ کی کہ موافق قولی جیمیفہ دران عمل کردہ استقلید
 اور جو کسی کہ وہ اتفاق مجتہدین کا ہے اس عیش کی کہ وہ مجتہدین اور صیوحت کہ فتویٰ فی ذیل اور خطاب کی ہوا تو وہ مجتہد کا قول بحیث اجتہاد
 نہ ہو چکی عبارت جو کہ علی الکھنوی نے فرمایا کہ میں کہی ہے مختصر کہا شیخ ابن ہاشم تحریر مین اجماع لغت کی مدد پر عزم و اتفاق
 مین مین اور اصطلاح کی طرف بر اتفاق اگر مجتہدین کا ایک زمانی مین ایک امر شرعی برادر نقطہ اہل بیت کے اجماع نہیں ہوتا صیبا کہ
 رضی کہتے ہیں اور ان کی مجتہدین مدعی سی صیبا کہ امام مالک کہتے ہیں اسبستہ اجماع بغیر سند کی نہیں ہوتا چکی عبارت تحریر کی
 حاصل کلام ہے کہ دو بات مین ایک بات لازم آئی یا جو کہ کلام ہے ہونا یا اجماع کا خطاب ہونا کہ ایک اجماع کی قول کہ کہی مین اور ایک بات
 کیونکہ بغیر دلیل کے کہنا حرام ہے تو ایک بات ہی بی شک حرام ہے یوں ہی کہ ہے علامہ علی الکھنوی ان شہرہ تحریر مین صلا
 اور ان مین ایک اتباع اجماع کا ہے اور حقیقت اور کی ہے کہ متفق ہوں ایسی لوگ جہنم میں غالب صواب کا ہے ایک برادر گمان کی ایجاد کہ یہ
 ضرورت حکم کے لئے ایک دلیل قاطع ہے اور یہاں سکون مین جن مین آیۃ اور حدیث کی کوئی اصل نہیں ہی اور یہ وہ نہیں جہنم
 اتفاق کیا ہے کہ وہ ان دونوں اوس اجماع بر اتفاق کیا ہے جسکے سند قرآن یا حدیث یا اذان و درو کئی مستطیر یہ ہوا اور وہ لوگ اجماع
 جائز نہیں کہتے چکی مدعور نہ کہ یہ ہو کہ وہ اس آیۃ کا صحت اور کما حقہ کہہ کر اوردی کہ وہ اس کی ہوا نہ ان اللہ کہی مین کہ ہم تو ان کی برادر

دیگر کسی جائز نیست و در آنچه عمل کرده است هر که از خود تقلید نماید و کسیکه بر خود دیگری لازم نگرفته است بر تمامه قول مذکور و در
 جائز نیست که تقلید بر که خوابد بکند لیکن بعد از آن که در بعضی سائل تقلید بخیر ضرر کرد و در بعضی تقلید شایسته پس جائز نیست
 اورا که در آنچه تقلید شایسته کرد و تقلید بخیر ضرر بکند یا بالعکس یعنی گویند که در سبب لازم گرفته باشند یا در عمل نموده باشند یا در عبادت
 هر مقلد را تقلید بر مجتهد این اقربست تحقیق چه محتسالی حدین باب پنج لازم نموده است و بعد از آن لازم است هیچ لازم نشود
 قوله تعالی فاستلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام است مقید بآنچه که ازین قیود نیست و در صدر اول علوم از خود علم است
 استعاضه نموند و عمل می کرد و در مساللات ازین قیود مروی نیست تمام هوا کلام قاضی چنانچه مفسر و در حرم کاپس قول مؤلف
 تنویر الحقی کا که آیه فاستلوا اهل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتهد کی چوب ہوئی ہے بالاجماع و در دیگر کسانہ قول
 قاضی صاحب قدس سرہ کی اور بآہ الحق و زہد الباطل و رنج ہوا الہم لنا الحق حقا و باطلنا باطلا و برکت اب کی ہنوری سی
 وصیت شیخ اکبر کہ یہاں کہ حرکت مولا عبد العلی اور مولا نظام الدین و غیرہ خاتم ولایت احمدی کی لکھتی ہیں آخر فرمایا
 کہ یہی نقل کی جاتی ہے و صلوات اللہ علیہ اوصیک بہ ان کنت عالما فخرام علیک ان لعل بخلاف ما استطاعت اللہ و دلیلک
 و یحرم علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذا الدار و کنت مقلدا فایا لہ ان تلزم من جہا
 بعنہ بل علی کاملہ اللہ و ہوان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلم و اهل الذکر کم العلماء بالکتاب السنۃ و اطیب قہم لک
 ما استطع و اسال عن الرخصة فی ذلک حتی تجد ما فان الله يقول باجعل علیکم فی الدین من حرم و ان قال لک المفسر
 حکم الله او حکم رسولہ مسئلتک فی ذلک ان قال لک هذا راوی فلا تلخذ بہ و مسل غیر آنقہ ما قال ابن العربی فی التہذیب
 ما لیس الا کفر فی آخر الفتوح المکیۃ اور ایک سالہ جزیرہ کا قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ کا یہاں کہ اور لکھا ہوا ہے کہ جہا
 اوس مالہ سی ہنوری سی عبارت اور کی استقامت من نقل کی جاتی ہیں اما ما یکن اہل سنت فخرضہ قال اللہ ثقا فاستلوا اهل الذکر
 ان کنتم لا تعلم و اذ اجابہ المستفتی علی ایک تلہ المفسر من کلام او کلام شیخہ و ان سلا فلا یحیی اعناء الحق ما کتبہ الثقا من کلام رسولہ
 کہ یہاں کہ ہے لہ ثناء کو بیگا لہ و وصیت جو میں بھی کہ انہوں یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو یہ خبر حکم کہ تو خلاف اوس دلیل جو بھی ہے
 دسی ہی جس کے اور حرام ہے تجربہ تیری دیگر کی استقامت کہ تجھے حصول دلیل بر قوت ہے اور اگر یہ وجہ ہنوا وہ تو معتقد ہو تو اس کے بوجہ کہ
 و بہت شبہ اس کا لازم کرے بلکہ عمل کہ جہا خبر جو کچھ اہل حق کی حکم کیا ہے وہ یہ کہ اگر تو نہیں جانتا تو اہل ذکر سی پر جہا
 اہل ذکر قرآن اور حدیث کی حاشیہ جالی ملتا ہیں سو تو اپنے ضرورت میں دفع حق کی خواہش کو مستحکم کرتا ہوا اور حیثیت کو چھوڑتا
 کتے یا دسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین میں تجھ پر ننگی نہیں کی گئی اور اگر تجھے معنی کہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا حکم ہے تیری خلاف
 مسلم میں تو تو پر عمل کر اور اگر کہی کہ یہ میری دلیل ہے تو تو انکو مصلحت لی اور دوسرے سے چھوٹے ہو چکی وہ عبارت جس میں سب کی کہ جو کہ
 لکھ کر کہ نہ ہو بین اور نہ تائید میں کہا ہے ۵۰ جس کی ایک اہمیت علم کی ہنوا و کی نہ یہ یہ بات کہی جو اللہ تعالیٰ فرمائی ہیں کہ اہل ذکر کی
 اگر کتا آیت قہ کہ جو میں کا کتا سرعاً اور جہاں ہے جو میں ہی باقی ہوں گے کلام اللہ کی توبہ بات و دیگر جائزہ کہ لغات میں جو خبر مسلم

صلوات اللہ علیہ وسلم اولیٰ بالجواز و اذا قدر انہ لم یفہم الحدیث فکما لم یفہم فتوى المفتی فسل من یفہم معناه
 فکذلک الحدیث وان کان الرجل متبعاً لا ینتفیذاً و مالک او الشافعی او احمد فلیضی الله عنهم و رای فی بعض المسائل ان
 مذهبہم اقویٰ منہ فاتبعہ کان قد احسن فی ذلک ولم یقدم ذلک فی دینہ ولا فی عدالتہ بل انزع بل هذا اولیٰ
 بالحق و احب الی الله تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعصب بواحد معین غیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و یرى ان قوله هو
 الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمة الاخرین فهو ضال جاحل غایہ ما یقال انہ یسوغ او یجیب علی العالمین
 یعتقد احد اهل الائمة من غیر تعین زید الاعرج او یقویٰ یا مدینہ و یرى رسالہ کی نقل کی جاتی ہے و من تصب بواحد بعینہ من الائمة
 دون الباقین کالرافضیہ و الناصبیہ و الخارجیہ فہو بطریق اهل البدع و الاہواء الذین ثبت بالکتاب و السنۃ و الایمان انہم مندوق
 خارج عن الشرع بقضائہ ما فی الرسالہ فی العمل بالحدیث للقاضی الاجل ثناء اللہ صاحب تفسیر المظہری فمن شاء فلیراجع الیہا
 قال سلمہ ہذا بیچ بیان قلیوں کے شبہ کرتے ہیں بانطور کہ روایت کی کسی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 اذا کان الماء قلیتین فاملا و لا یصلحوا و ابو داود و در روایت کی گئی ابن عمر کہ کہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
 الماء یكون فی الفلاة من الارض ما ینوب من الدواب السباع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ الماء
 قلیتین لم یصلح شرباً و ابو ثنیس یہ حدیث دلائل کرتی ہے کہ یہ حدیث صحیحہ ہے کہ ہوا بانی بقدر قلیتین کی تو ناپاک ہوگا جیسا کہ یہ حدیث
 امام شافعی کے ہے اور میں نہیں معلوم ہوتا کہ امام عظیم کی کس حدیث سے یہ حدیث کیسے ہے کہ یہ ہوا بانی قلیتین کا ناپاک ہوگا تاکہ
 اور پھر خدا کرنا چاہیے اور جو میں کہا جاتا کہ حدیث تو صحیحہ میں نہیں آتی تو جمیع متنی کا فقرہ کچھ میں نہیں آتا اور کسی ماہر سے دیکھا
 سنے پوچھ لے جائے ہیں اس طرح حدیث کا صاف اور الگ کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام محمد علیہم السلام کا نقل
 اور وہی کہ مذہب غیر کا وہی مذہب قوی ہی اور اوکا حجاج کر کے تو یہ اسی کہ چاہا اور وہی دین میں کئی قیاس نہیں ہوتا اور وہی
 عدالت میں اور میں کہنے سے اہل علم کا نظام نہیں ہی بلکہ یہ منظر حق کی اولیٰ ہے اور وہاں اور رسول کا بے یہ وہ جس کی سند رسول کی ایک
 متون کے مذہب پر تصدیق اور یہ حقیقہ کہ مذہب صواب اور وجوب الامتاع ہے اور ائمہ کا نہیں خود مکررہ جاتے ہیں کہ یہ کہ روایت
 کہا جاتا کہ اگر پھر ہر مذہب کے کہ یہ تعین ایک کے کہ میں ہی عقیدہ کہ اسے کہ کچھ زید و عمر کی متون کی کہ یہ ہر کچھ عبارت رسالہ کی سلمہ
 راہ ضعیف یا مضمون اور حجاجین کی طرح اور کچھ کہ مذہب کا تفصیل تو ہر طریقہ بل بدعت اور فتنہ است کہ اسے جلی حق میں
 قرآن اور حدیث اور امام سے ثابت ہو چکا کہ وہ لامتناہی شریعت سے خارج ہیں ہر کچھ وہ عبارت جو رسالہ علی الحدیث قاضی ثناء اللہ
 صاحب خضر طبرستان ہے جو چاہے او میں دیکھ لے سلمہ حقیقت پہنچنے پائے دو قلی کو تو وہ ناپاک نہیں
 ہوتا روایت کی یہ حدیث ابو داود نے سلمہ سنا جیسے رسول صلعم سے کہ آپ نے کہنے پہلے کہے پائے کہ
 باب میں پوچھا میں چاہتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جب پائے دو قلیوں کو پوچھ جاوے تو وہ کو
 کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی روایت کی ابو داود

یہی تحقیق علی بن رضیہ نے بھی گئے اور اسی حال سے کہ شہاب کی کوئی مین فرمایا کہ پہنچا جاوے یعنی سارا بانی اور سکا پس بھی
 حدیث میں صحیح کہ بعض اہل حق علیہ السلام میں اور بعض غیر متفق ہیں صریح دلائل کہتے ہیں کہ بانی اور مین پانچ ایک شخص میں جاتا ہے
 نجات کی بڑی شے اور یہ بانی عام ہے مثال کے قابل کہ اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلیت میں ہی یا زیادہ یا برابر ہونے پر
 لغرض در میان حدیثوں قلیت میں کی اور در میان ان حدیثوں صحیحوں کی بس ہمزہ ہو ایہ کہ ترجمہ دینویں حدیثوں
 صحیحہ کو اور بعض حدیثوں کی اور اصل کیا جاوے ان حدیثوں صحیحہ پر اقوال تو فوق الامد و توفیقہ کا اول تو یہ تمام حدیثیں
 حدیث قلیت کے معارض ہے نہین حدیث اذا استقطر اور حدیث اذا وقع اسلئے معارض نہین کا و مین
 فقط حکم بانی کے بانی کا بیان کیا گیا ہے بانی عام کا ہے کہ کولف کو شہابہ ہوا ہے پس بانی بقدر قلیت
 کے اگر حوضین ہو تو وہ مورد اون دونوں حدیثوں کا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی میں مین نہین
 کہتے جیسا کہ مافطہ میں حجر عسقلانی نے فتح البانی شیخ صحیح بخاری میں کہا ہے تحت پہلی حدیث کی قولہ فی
 وضوهای انا الذی اعلی الوضوء فی رواۃ الکشیفۃ فی الاء و هو وایہ مسلم من طرق اخری ولا یخفی
 وناہیہ اور وضو علی الشک والظاهر اختصاص ذلک باناء الوضوء و یلحق به اناء الغسل لانه وضوء و زیادہ و کلاً
 باقی الاذنیہ قیاس لکن فی الاستحباب بن غیر کہ اکثر بعدہ و ورود النہ فیہ ما عن ذلک واللہ اعلم و خروج ہذا کہ الاذنیہ
 والخاص فی التفریق بغسل الید فیہا وضو بخاستہا فلا یقتضی انما ذکرہ بانی بقدر قلیت کے لئے حوض کے کہے اور بڑے
 مین میں جو جیسا کہ مینا و حیرہ تو یہی حکم ہے اون دونوں حدیثوں کے خارج ہے اسلئے کہ و مین مراد وہ ہیں
 جو کہ او کی عادت اور استعمال میں ہے اور وہ قلیت سے بہت چھوٹے ہو کر تے ہتی جیسا کہ امام نووی نے
 شیخ صحیح مسلم میں کہا ہے تحت اسی حدیث کی و کانت عادۃہم استعمال الاذنی الصغیرۃ النقص عن القلیل بل لا یقل
 علی تحقیق ایک نئی گزیر از زم کے کوئین مین اور مرگیا اور مین میں حکم کیا ابن عباس اور ابن زبیر نے یہ کہ نکالا جاوے گی اور حکم کیا اون

دونوں میں یہ کہ پہنچا جاوے یا اسکا کہا مارے کے کہ وہ سوت چور کن کی طرف سی آئی ہی اور سکا بانی تو اسراوس سوت میں کیا
 کھڑی ہوئیں کہ بانی بخلا اور سوا جہر ہی کسی فی بخاری میں کیا روایت کی معاکھے نے حضرت علی سی کہنے پر جب کہ کوئی
 کوئی مین شہاب کر دے تو کیا کرے کہا مارے پاسے نکالی نے وضو کا برتن اور کثیر ہونے کی دابت مین برتن
 اور مسلم مین ہی اور طریق سے ہی ہے اور ابن حزمیہ کے روایت مین وضو اور برتن خشکے طور پر آیا ہے اور ظاہر ہے
 کہ یہ وضو کی برتن کی ساتھ تخصیص اور غسل کا برتن کی ذیل مین الیاً کہ کہ غسل مین وضو مع بڑھوتری کی ہوتا ہے اور قیاساً
 اس طرح اور مین لیکن بطریق احتجاج کے ہے کہ اگر نہ نہین کسلے کہ شہاب مین ہی نہین وارد ہوئی اسلئے امد جائے
 اور برتن کے ذکر کرے وہ حوض و حیرہ جنین ناپاک اہتہ دینے کی ہی نہین فرمائی مغلل گئے سوا نہ کو بھی مثال نہین
 ہو چکے عادت فتح البانی نے اون کو کوئی عادت ہی کہ قدر دونوں سے چھوٹے برتن برتا کر لے سہتے

فان قلت انما عام يشتمل الصغير والكبير وقد تقر بان العمى لعموم الالفاظ لا يخص من المردف ما وجه التقسيم
 بالصغير قلنا لا شامع عموم الالفاظ مع وجود العهد الخارج وقد قال في مسلم الثبوت واسم الجنس كذلك حيث لا
 عهد انتهى فان قلت ما القرينة على العهد الخارج قلنا العهد الخارج من الاصل ما لم توجد قرينة على عدم مقتضى
 العموم كذا في التلويح والتوضيح والحق شرح الموطأ للحديث الشريف سلام الله الخنفه وهم من ائليس قرينة على نفي العهد
 وجود العموم ويجوز تحقيق هذا المسئلة في الحديث الماد طه من لا يجسر شئ انشاء الله تعالى فانظر على انه
 على تقدير عموم الاناء هذا عليكم فان الاناء الذي يكون طوله عشتا وعرضه عشتا ووجده ليس بحال
 يكون داخل الحد الحكم فامر بكونه ثابت بمرور ما في بقدر قلتي كى نواه عوض من بخواه كسى ثرى با من بى
 حكم ادق وزن حديثون كانهين اور وہ حدیثین ماض حدیث قلتي كى نهين اور حدیث لا یبولن ایشی ماض
 قلتي كى نهين كره حدیث ایچے عموم پر باقی نهين بلکہ محمول ہے اور باقی پر قلیل مباح جامع وقلتي نهين
 حضرت مولف نے یہی لکھا کہ کہا ہے کہ جبکہ معتد ہوا جامع است کا ہر کرم باقی کثیر کا حکم باقی جاریکا ہے
 اور حدیث لا یبولن الخ نہ باقی رہے اور اپنے عموم کے انتہی کلام درخاب ترجمہ تویرا حق کے بیسے مولوی قطب الدین
 خالصا حسب مضافا حق ترجمہ مشکوٰۃ میں تحت حدیث لا یبولن کے فرماتی ہیں ف مراد باقی اس بیان باقی قلیل
 اگر کثیر ہو حکم جاریکا کہتا ہے اور تحس نهين ہوا پیشاب غیرہ سی اور نہانا اور میں جائز ہے انتہی کلام اور
 حافظ عستانی نے فتح الباری میں کہا ہے تحت حدیث لا یبولن کے وهذا کلمۃ شری علی الماء القلیل عند اهل العلم
 علی اختلافهم فی حد القلیل وقد تقدم من لا یعتبر الا التغیر وعلیه وهو قوی لکن الفصل بالقلتين
 اقوی لصحة الحدیث فیه وقد اعترف الطحاوی من الخنفیۃ بذلك انتهى اور جبکہ عموم پر نہ ہوئی تو قلتي كى مباح
 کہنے کوئی اور حدیث نسخ زعم کی دو دو سی ماض قلتي كى نهين ہو سکتی وجہ اول یہ کہ اس قسم کی ثبوت نہ
 ہرگز کوئی یوں کہ بیٹھے کہ برتن کا لفظ عام ہے بڑے چوستے برتنوں سمکوشال ہے اور یہ بات ہر کچے ہے کہ
 خصوصیت محل مرد کے نهين ہونے بلکہ غلطوکی عموم کا اعتبار ہوتا ہے تو ہم جواب دیوینگے کہ یہ امر مسلم نهين کا باوجود
 موجود چونی عہد حاریکی برتن عام رہے مسلم الثبوت میں کہا ہے ہم جنس عام ہے جہاں عہد نہ ہو ہرگز کوئی یوں کہے کہ
 عہد حارجی پر کیا قرینہ ہے تو ہم کہیں گی کہ عہد خاد ہے اصل ہے حیثیت کی نہونیکا قرینہ یا قصاصم کی ہو دے یہ نهين ہے
 توضیح تویر اور علی شہر معطای شیخ سلام اللہ حق میں اور بیان ہم کہ نہونے پر کوئی قرینہ نهين ہے اور تحقیق اس مسئلہ
 حدیث الماہور میں انشاء اللہ قسٹا آویگے منتظر رہنا علاوہ یہ کہ حیث برتن عام ہے تو نهين مضر ہے کیونکہ دو برتن
 جوہر نہ دہاں حکم میں آئیں ہر گامو جو جواب ہر گامو میں ہوا سلام اور یہ بیگناہ کیا ہے تو دے باقی حکم میں علما کی نزدیک
 خلاف حد قلیل کے اور پہلی اور شہرک ذکر ہو چکا ہے حسین بائگی فیروز عدم فیروز اعتبار ہی اور یہی نہونے کی لیکن نہونے ہی

کلام ہے خاص کر اوس روایت میں جو کہ ابن عباس سے مروی ہے اس میں کہہا کہ اہم شافعی بنی کر ابن عباس سے بہر
 روایت سے معلوم نہیں ہوتی اور ہم نے کہیں نہیں سنا کہ زہرم کا بانی کہنیا گیا ہے حالانکہ زہرم ہماری پاس
 حبیب کہہ جیتی ہے سنن کبریٰ میں کہا ہے قال الزعفرانی قال ابو عبد اللہ الشافعی لا تعرف عن ابن عباس
 وزہرم عندنا ما سمعنا منہ انتھی اور محدث سلام سے معلوم ہے کہ ابن عباس سے وقال الشافعی لا يعرف عن ابن عباس
 اور کہا سفیان بن عیینہ تابع بالبعین جلیل الشان نے جبکہ ابن حجر نے تفسیر التہذیب میں یہ ترجمہ کیا کہ
 لا تعرف عنہ انتھی اما حمید کہ میں کہ میں تشریں ہا لکن کہو کسی چوٹی یا پڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی
 یہ سنا کہ زہرم کا بانی کہنیا گیا تھا حبیب کہہ جیتی ہے سنن کبریٰ میں کہا ہے وقال الشافعی لا يعرف عن ابن عباس
 الفقہ حاتم عبد اللہ بن شوقیۃ قال سمعت ابا قتادہ یقول سمعت سفیان بن عیینہ یقول ناہیک عن سبعة من سبعة ولم اجد
 صغیرا الا کبارا انتھی والذی قالنا انہ وقع فی نزعنا سمعنا احادیثا یقولون زہرم انتھی اور محدث سلام سے معلوم ہے کہ ابن عباس سے وقال الشافعی لا يعرف عن ابن عباس
 کہنا وقال عن ابن عیینہ ناہیک عن سبعة من سبعة سمعنا احادیثا یقولون زہرم انتھی اور محدث سلام سے معلوم ہے کہ ابن عباس سے وقال الشافعی لا يعرف عن ابن عباس
 حنفی نے مجمع البحرین میں کہا ہے وقال ابن ابی شیبہ ان زنجیا وقع فی یوزم فتم المارضعہ ابیہیۃ ورق عن سفیان
 عیینہ قال ناہیک عن سبعة من سبعة سمعنا احادیثا یقولون زہرم انتھی اور کہا ابو حبیہ نے کہ یہ روایت
 نزع زہرم کے لایق شان زہرم کے نہیں ہے اس کو اس وقت میں حدیثیں مضمون کی نہیں ہیں کہ وہ نہ کہنیا جا
 حبیب کہہ سنن کبریٰ میں کہا ہے قال ابو عبد اللہ لا یستحب لان الآثار قد جادت فی نعمنا اغلا تدرج انتھی
 اور جو روایت ابن عباس سے درباب نزع زہرم کے مولف نے معنی میں لکریں ہے اور شرح مسانہا لہما کو
 سے نقل کیا ہے وہ سب مقبول ہیں اس کو کہ وہ منقطع ہیں کیونکہ راوی اور بخاری ابن عباس سے تادو ہے اور سنن
 روایتوں میں ابن ہریرہ سے اور اندوز کو ابن عباس سے عاقبت نہیں حبیب کہہ جیتی ہے سنن کبریٰ میں یہ روایت
 توی ہی کہ کہہ چکا ہے ہر ایک کو حفظ ہے یہی ایک حدیث کا ذکر کیا گیا ہے زعفرانی نے کہا ہے کہ ابو عبد اللہ شافعی نے کہا ہے کہ اس
 قصہ کو ہم ابن عباس سے نہیں جانتے حالانکہ زہرم ہمارے پاس ہے جو کہی عبارت سنن کبریٰ کی ہے شافعی نے کہا کہ ابن عباس سے اس
 قصہ کو نہیں جانتے جو کہی عبارت صحیح ہے راوی کی حاضرت ابو عبد اللہ سے اور کہا کہ خیر وہی حدیث ابو الولید نے کہا کہ روایت کی
 ابو عبد اللہ بن شوقیۃ نے کہا کہ شافعی نے اس سے کہا کہ سنن سفیان بن عیینہ کہہ جیتی ہے کہ میں کہ میں تشریں ہا لکن کہو کسی چوٹی یا پڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی
 نہیں جانتا کہ اس حدیث جس سے کو جانتا ہو وہ جو کہتے ہیں کہ زہرم میں حبشی گرا اور بنی بانی نکلا نامی نہیں نام جو کہی عبارت
 سنن کبریٰ کی ہے اور نقل ہے ابن عیینہ سے کہ میں کہ میں تشریں ہا لکن کہو کسی چوٹی یا پڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی
 اور اپنے نکلوانہ نہیں سنا اور جو بنی بانی شافعی نے کہا کہ سنن سفیان بن عیینہ کہہ جیتی ہے کہ میں کہ میں تشریں ہا لکن کہو کسی چوٹی یا پڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی
 اور بنی بانی شافعی نے کہا کہ سنن سفیان بن عیینہ کہہ جیتی ہے کہ میں کہ میں تشریں ہا لکن کہو کسی چوٹی یا پڑے سے یہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی

فلا یخلفوا ما ان یضرب التاريخ اولافان عرف وثبت للتاريخ فیما التاخر وان لم یعرف التاريخ فلا یخلفوا
 ان یکن ترجیح احدھا بوجہ من وجہ الترجیح المتعلق بالمان اولافا لاسناد اولافان امکن الترجیح لتعین المصدرا الیہ
 والا فلا استحقاق مختصرا اھن ترجیح کریم فی کتاب سمان لظفر فی توضیح نخبۃ الفکر من فرما فی ہن قال فلا الحداد
 فی شرح البدیع التوفیق مقدم علی الترجیح لظفر اور تفصیل موفقت ہر ایک حدیث کی حدیث قلیتیں سی ہیہ سی کہ حدیث
 لایون کو معہ دونوں حدیثوں پہلیوں کے ہم مولف عام کہیں گے اور حدیث قلیتیں کو ان کی حکم سی مخصوص ہر اولیٰ ہی ہون
 کہیں گے کہ قلیتیں کے ماسوائے ہر بانی بنیاب وغیرہ سی جس مویا تا ہے اور جو بقدر قلیتیں کی ہو وہ جس نہیں ہوتا
 کہ قال الحافظ ابن حجر کما فی کلامہ عن فتح الباری اور حدیث ربی کریم موفقت کرینگی کہ عادت حوام و خوص کیے
 ہے کہ جبکہ پہن کے پائین کوئی چیز نہ ہو طبعی مگر وہ شرعاً پاک ہی ہو جیسی خاک و چول گا وغیرہ ہر جاتی ہی اسی
 پاک کو بن صائے نہیں ہے ہی واسطے جبکہ ہم مخالف ربی کوئی مین کر اور ہر کا خون اور اسکی نجاست کو
 مین بانی ہر ظاہر موی تو اسکا ازراہ لطافت اور لطافت کی پانی کہو یا ایسا ہی امام محمد و حضرت امام شافعی
 نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی حجتہ اللہ الباقیہ مین حدیث ربی کی سی جواب دیا ہے صبا کہ سن کر
 مین کہا ہے قال الشافعی لھا الفی قد روتہم عن سہاک من حرب عن حکمہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ وسلم اند قال الماء
 لا یجسہ شیء فاری ان ابن عباس وی عن النبی صلی اللہ وسلم خبر و ترکہ انکانت ہذا روائہ و یرون عندہ انہ توضا
 عندہ دیافہ حیفہ و یرون عندہ الماء یجسہ فان کاشی من ہذا صحیح اھن علی ان یترجم لکن المستطیع لھا فعل و نہ لھا
 وقد قالہم علی الماء انہ اور کہا ماحلی مین قال الشافعی لا یجسہ ہذا عن ابن عباس انکاز فعل فلیظہر علی الماء المستطیع انہ
 لکروا لا تکلف و حدیثوں مین جمع مکن ہوگی یا نہیں سو اگر جمع مکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف ہو رہا ہے اور اگر جمع مکن نہ ہو تو اس سے
 غالی نہیں کہ تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں سو اگر تاریخ خیالی ہوگا اور پہلی حدیث ثابت ہوگی تو مین اس سے ہر دو کسر منور اور اگر تاریخ خیالی ہوگا
 تو اس سے خیالی نہیں کہ ایک سے مزید قوت نہ صحبت حق حدیث کی سبب مکن ہوگی یا نہیں سو اگر ترجیح مکن ہے تو ان کی نظر خروج متعین ہوگا اور نہیں
 نہیں ہوگی عبارت نخبہ کی بطور مختصر کے کہ ہا اہل بدوی شرح بروہی مین موفقت کرنا و حدیثوں مین مقدم ہے ترجیح
 سے روہین کہا ہے حافظ ابن حجر فی جامعہ فتح الباری سے اور کلام نقل ہو چکا ہے امام شافعی نے اپنے مین لکھ کر
 کہا کہ مین سہاک اور حرب اور حکمہ و دہلوی جو ابن عباس سے یہ حدیث کی ہی کہ حضرت فی روایہ کہ بانی کو کوئی چیز نہیں
 کرتی نہ تو ہم مین کیا یہ کہان کہ ابن عباس سے حضرت سی ایک حدیث روایت کرین اور ابو جہل کہ وہ انکی روایت مجھ سے ہو چکا
 جو حدیثیں اور وہ نہیں سی لکھی مین کی بانی ہی و مشکوٰۃ زوایت کرتی جو مین نجاست ہر ہی اور وہ نہیں سی یہ کہ بانی جس نہیں کر
 انہن کو کوئی روایت مجھ سے تو وہ آلات کرتی کے سیر کہ درم کا بانی لحدیث پاک ہوگی یا نہیں کہہ گئی بلکہ اگر کہی گئی ہی ہی تو ظاہر ہے
 منفا سے کے لئے کہی گئی ہے کہ نہ وہ مین کا بانی تھا اور اس جس کا خون اوپر جہا گیا تھا وہ باریت مستحق کی

انکہ باب شدہ علیٰ سند محدث و بلوی فی کتاب بحوالہ ابی القاسمین و اما الآثار المنقولہ عن الصحابہ و التابعین کا اثر
الزید فی الزعم و علیٰ بعضی اسناد فی النار و الخیر و الشیر فی غنی السنن و غیرہ ما یتہملہ الحدیثون بالصحتہ و لا بما
اتفق علیہ ہوں اہل القرون الاولیٰ و علیٰ تقدیر صحیحہا ممکن ان یکون ذلك تطبیعا للقلوب و تنظیقا للامراض
الرجوی: التشریح کا ذکر فی کتاب المالکیہ و دون فقہی هذا الاحتمال خرط القاصد و بالجملة فلیس فی هذا الباب
مشیٰ یعتقد بہ و یجب العمل علیہ و حدیث الثقلین اثبت من ذلك کلمہ بغیر شیعہ و من الحال ان یکون الله تعالیٰ شرع فی
هذا المسائل لعباده تبنیازا یداع علیٰ ما لا ینفکی لہ عندہ الذنوبات و ہی مما یکتہر و نوعہ و ینعم بہ البلیک ثم
لا ینص علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصاحبہا و لا یتستفیض فی الصحابہ و من بعدہم و لا حدیث واحد فیہ
والہ اعلم انتمی و قال بعضهم ان القاصد علی لفظ نزم بعد لفظ مات فی حدیث الزنجی یقتضی ان علیہ الاما
یا النظم المثل الامراخر کا فی قولہ زنی ما عن فرج و معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیجاء فاقول اولان
اطراد هذا المعنی ممنوع لان فی حدیث ابی حنیفہ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ بالبطحاء فتعنا رواہ الشیخ
فلیس لہم وجہ علیہ التوضو و الا فقتضا انہ لولم یخرج الی البطحاء لہا ہاجرۃ لم یرض الصلوٰۃ و ان حان وقت الظهر لم یقبل
و ثانیانا اسلمنا ان المعنی الطاهر کما قال هذا القائل لکننا صنفنا الحدیث عن المعنی الظاہر الی المثل جمعا بین

۱۰ کہہ انما مشامی نے ابن عباسؓ بنین کہہ چکا تھا ہے اس کا کہہ ہی ہو نہ ہوتا کہ وہ جبرانی پڑھا ہو کہ ہی وہی تھا کھج
اودہ انا و عمارہ بنی و ابیہ بنی متول ہیں جیسے انور عبداللہ بن زبیر کا زنجی کی باب میں اور نہ حضرت علیؓ کا جو کہہ چکا ہے
اور نہ حضرت اور نہ ہی کا بل کے باب میں سو یہ ہمارے سے نہیں جکی صحت پر محدثین کی کو ہی دی ہوا اور نہ پہلی قرن کے
لوگ اور نہ متفق ہوئے ہیں اور نہ فقیر صحت ان آثار کی ہو سکتا ہے کہ وہ نہ نزم کا کہہ نہ اہل صفائی کی نہی اور نہ ہی کے اہل
رہنے کے واسطے ہو نہ حکم شرعی کی طبعی برخیا جو یہی مالکی مذہب کے فقہ میں مذکور ہے اور اسو اس احتمال اور کہہ کہنا دشوار
ماصل کلام کا ان باب میں کوئی ایسے روایت نہیں جس پر اعتقاد کیا جاوے اور نہ کیا جاوے اور نہ حدیث ثقلین کی خوب بات ہے
بلاشبہ نسبت ان سب آثار کے اور یہ ہمارے ہے کہ ایسے روزمرہ کی مسائل میں اس حدیث کے کوئی حکم اپنے بند و بزرگوار
اور نہ حضرت صلعم نے اسی کہول کو بیان کیا اور صحابہ اور تابعین میں نہ پہلا اور نہ ایک حدیث ہے یا وہین نہ روای ہوں گے
الشیخ ہر جکی حدیث جتنا اسکی اصحبت کہتی ہیں کہ حرف فال لفظ تنج پر بعد لفظات کی جنبشی کی حدیث بین دلالت کرتی ہے
کہ شبہ نے کائنات کے حکم کا سوا جنبشی کے ہائے بین درجائیکے اور کوئی سبب نہیں جیسی کہ اس حدیث میں زنی ہاجرۃ
اور ابن ابی رسول اللہ سجد توین پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ اس بات کا کہی ہونا مسلم نہیں کیونکہ حدیث ابی حنیفہ میں ہے
نہیں نہ روایت کیا خرج رسول اللہ ہاجرۃ بالبطحاء و فتوضا و یہاں تک کہ کلن سبب کا نہیں و نہ یہ ہوگا کہ جو آپؐ کی توجہ
مازکہ وقت یا نیکی ہستو کرتی اور یہ ہو کہ کوئی قتل نہیں کہہ سکتا اور نہ کہہ سکتے کہ ہائے اہل طہارہ نے کسی ہی میں جیسی کہی مالکی

الدلائل ای جمعاً بین هذا الحدیث للزنجی علی تقدیر صحته واصل الثابت الصحیح الثابت کالثبت صحته عنقل بی
 حدیث بیدریضاۃ الصحیح کا مبیع ذکرہ فاقہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سی یون مروی کرینگے کہ حکم دینا حضرت علی کا
 واصلی اخراج بانی اس کنوین کی جہاں کوئی پیشاب کر دے اس نظر سے نہیں تھا کہ کنوین پیشاب سی بخیر نہ جاتا
 بلکہ اس نظر سے تھا کہ اگر اس آدمی کو پیشاب کر دینے سے وگزر گیا جاکر تو اسے نہ کو اور کوئی پیشاب کر دیا گیا ہاں تک
 کہ رفتہ رفتہ پانی آدھار میں تغیر واقع ہو گا اور یہ طبع کی ہی مخالفت ہی ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نے علوی
 کے قول سے حبیباً کہہ مای میں واصل الشافعیۃ عن حدیث النضر عن البول بانما غلی عنه لئلا یكون منجر التخصیر
 الماء وتغیره باقلاء الناس بل انک الرجل ولئلا یتفرغ من طبعه الا شراً انتہی اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مولف
 تویر نے مطاہر حق ترجمہ شکوۃ میں دریا بنجس ہونی پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سی چنانچہ بذیل حدیث لایون
 احد کہ فی الماء الدائم کے فراماتے ہیں ف مروی پانی سی یہاں پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا کہتا ہے
 اور بنجس نہیں ہوتا پیشاب وغیرہ سی اور نہ ان اوسین جائز ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اکثر ہی ہو اگر وہ نہ بنجس
 ہوتا لیکن ان میں پیشاب کرنا خوب نہیں شاید کہ اوسکی دیکھا داکھی اور یہی پیشاب کریں اور عادت اسکی پکڑیں
 اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جاوے یعنی رنگ اور مزہ اور بو بدل جاوے گتے پس حکیم ہماری نزدیک پانی کثیر
 ہوا کنوین کا تو ہم کو کون مانے ہے اوس تاویل سے بچ حدیث علی کی جو ضحیا کی ہی مترجم صحت نے حدیث لایون
 اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی میں تاویلین نکریں تو سوائی بریادی حدیث صحیح قلیب کے ایک اور صحیح حدیث
 جسکے صحت میں کسی کو کلام نہیں یہاں تک کہ حضرت مولف ہی اوسکی صحت کی مقررین یعنی حدیث بیدریضاۃ کے
 باطل ہو جائیگی بیان اسکا یہ ہے کہ ایک کنوین جسکو بیدریضاۃ کہتے ہیں ایسا تھا کہ اوس میں حیض کی لٹی اور کٹی کر
 ہو و نکا گوشت اور ناپاکیاں متعفن ہر جا کرتی تھیں پھر اوسکی پانی کا حال کسی فی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہا
 تو حضرت فی فرمایا کہ بانی کو کوئی چیز بنجس نہیں کرتے حبیب کہ رویت کی ہی ترمذی فی ساتھ ایسی سناؤ گی جسکے
 سب دی ثقہ ہیں ابوسعید خدری سی قال قیل یا رسول اللہ انتوضا من بیدریضاۃ وہی بیدریضاۃ فیما الحیض وکھوم
 الکلاب النان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہر ولا ینجسہ شیء اور نہ ہت کیا اوسکو بوداؤ سنے
 قول ہی اور بیان ہری لیکن مجھے دلیل کوئی مرفقت کر نیسکے لئے معنی ظاہر سے تاویل کر لی اور وہ دلیلین بر تقدیر صحت ایک تو
 جنس فی الی حدیث ہے اور دوسر حدیث قلیب کی جو ثابت اور صحیح ہے چنانچہ اوسکی صحت لگی نہ کہ ہوگی اور حدیث بیدریضاۃ کی جسکا ذکر لگی
 آدھار سمجھو لے تو اس مقام کو ۱۵ اور جواب ایسی شافعیہ پانی میں پیشاب کر نیکی حدیث ہی اس طرح کہ وہ ہی اسی ہی رفتہ رفتہ
 آخر کو بانی متغیر ہو بنجس ہو جاوے گا کیونکہ ایک کے دیکھا داکھی اور لوگ ہی پیشاب کر نیکی اور اس طرح کہ اس ہی میں نفرت طہی کے شرعی نہیں
 ہو چکی عبارت صحیح کے ۱۶ نہ پیشاب کر سی کوئی کہی یا نہیں ۱۷ ابوسعید خدری کہی کہ میں نے آنحضرت معلّم کو گونچا دیا کہ پیشاب

ہیں اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن و فی الباب عن عائشہ و ابن عباس میں ہے اور اسباب میں
 عائشہ و ابن عباس سے پہلے روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحییٰ بن معین کہ یہ حدیث صحیح ہے عیسا کہ
 بحر الرائق میں لکھا ہے قال الامام احمد صحیحہ صحیحہ النقی اور علی بن ابی حمزہ ابن معین انھیں اور بن
 مؤلف کا کلام حسین ابی صحت کا اقرار ہے اگے اور یحییٰ بن ابی کبیر کہ ابن عباس اور علی بن کنون کو تو وہ بھی اس کے
 نجس سمجھ کر تمام پانچوں نکالنے کا حکم دیا تھا تو مقتضائے اس حدیث منقطع کا یہی باطل ہوتا ہے وہو کا ترمذی اگر کہہ کر
 یہ یضاعا اس جہت سے پاک تھا کہ وہ جاری تھا طرف باخون کی پسند حکم میں نہ جاری کی ہوا تو حدیث نہ نجس و غیر
 بغیر معنی معارضہ یضاعا کی ہوئی اور حدیث یضاعا علی باعث تاول کی حدیث نہ نجس میں نہ ہوئی تو کہا جائیگا کہ
 راوی ہکا کہ وہ یضاعا باخون کی طرف جاری تھا و قدی ہے عیسا کہ ذکر کیا ہے علی بن ابی حمزہ کا تامل و تحقیق
 جاری الالبسائین علی انھی الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البجلي بسند
 الی الواقدي انھی کذا فی بحر الرائق اور یہ و قدی متروک الحدیث ہی اور حدیث میں وضع کیا کرتا تھا کہا یہ حدیث
 نے عیسا کہ کہا ابن حجر نے تقریب میں محمد بن عمر بن واقد الاصبغی الواقدي اللی القاضی تزیل بغداد متروک مست
 علیہ من الاستدلال کہا نوادین علی بن بیج مختصر ترمذی الشریعہ الرفوعہ عن الاخبار الثمینیۃ المروءۃ کی محفل بنی واقد
 الواقدي قال النساء یضع الحدیث استھ اور کہا یہی ہے کہ و قدی کی حدیث سی جہت نہ پکڑنے چاہیے
 خاص کہ اس حدیث میں کہ مرسل ہے عیسا کہ ذکر کیا ہے علی بن ابی حمزہ قال البیہقی الواقدي لا یحتمل بحديثه ضلالا
 عا یروسلہ انھی کذا قال فی بحر الرائق و ما وال بعد قلنا قد اثبت علیہ الداوود و ابوبکر بن العربی و ابن الجوزی و ما وال علیہ
 من انہم یسوا انھم الخیر علی التقدیل وان سلم فالجرح مقدم علی التقدیل حیث عین الجرح النساء مثلاً سبیل الجرح و غیر
 و ذکر یہ کہ گویند کہ وہ ایسا کہ ان سے ہے بین نپاک کچھ اور در و در گوشت ڈال جانی ہیں تو اپنے فراموش بلانک پانی پاک ہوا کہ
 کئی چیز نپاک نہیں کہنی سہ یہ حدیث حسن کا یہ باب میں حضرت عائشہ و ابن عباس میں روایت ہے کہ امام احمد
 حدیث صحیح ہے جو بھی عبارت بحر الرائق کی سہ اور یہی ہے امام احمد ابن علی بن ابی حمزہ کی عبارت محل کے سہ ان یضاعا کہ
 باخون کی طرف جاری تھا بنا براس روایت کی جو اس کے شرح میں امام احمد بن جعفر بن ابی حمزہ اور اوسنی محمد بن علی بن ابی حمزہ
 اپنے سلسلہ کو و قدی تک پہنچا یا ہے جو بھی عبارت محل کی اور بحر الرائق میں یہی روایت ہے کہ محمد بن عمر بن واقد
 ماتہ مدنی قاضی باشد و بغداد کی روایت باوجود خلاف علم ہوئی اور کسی کے ترک کردی گئی ہے اور وہ نوین طبقہ میں سے ہے
 محمد بن عمر و قدی سانی نے کہا کہ حدیث بنا تھا جو بھی عبارت مختصر ترمذی کے لیکن یہی کہہا یہی کہ و قدی کی
 حدیث سی جہت نہیں پکڑی تھیں جاری وہ حدیث جو مرسل ہو جو بھی عبارت محل کے اور نہ میں ہے بحر الرائق میں اور وہ جو
 کہا ہے کہ داؤسی اور ابوبکر بن عمر نے اور ابن جریز ان کی تکرار کی ہے تو کہا جواب وہی جو علی بن ابی حمزہ کہ یہ لوگ جمع اور حدیث

الاحادیث ولم یفت المعدلون ذلك السبب الخاص لا یكفي مجرد الشاء وسبحی عنقریب تحقیق تقدیر الحرج علی
التقدیر مع الشاهد الدلیل فافهم وانتظر اور نقل کیا ہی ابن طاہر خضنی کہ قادی بڑا جو اسے اور اپنے لڑکی کی
خاطر حدیثوں کی باطل کو نہیں جلد سنا یاں کیا کرتا تھا جیسکہ مجمع البحار میں فرماتے ہیں قیل کذا باحتال فی ابطال الحدیث منصرف
للرای فان یدرج صناعۃ مشہور فی الحجاز بخلاف ما حکى عن الواقدی انتھے پس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث مستفیض علیہ
غیر مستفیض علیہ حدیث قلیتین کو ساقط اور متروک اعل نہیں کرتی اگر صحت حدیث قلیتین کی ثابت ہو جاوے کہ ہذا الحدیث
قلتین کی صحت کیجانی ہے اور صرف کی جارہاں وہ چونکہ نقل کر کے اونی بخوبی جواب دیا جانا ہی تو سنو قال
المؤلف ہیں کہتے ہیں ہم کہ حدیث قلیتین کے نہیں ہے قابل سند کی اور قابل قبول کر نیکی ساتھ چار وجہ کے
وجہ اول یہ ہے کہ تحقیق حدیث قلیتین کے ضعیف ہی کہ ضعیف بیان کیا اسکا ایک جماعت فی محدثین میں ہی
جیسا کہ کہا زلعی نے بیج شرح کفر القایم کے ان حدیث قلیتین ضعیف ضعیف جامعۃ الحدیث نے قال البیہقی من الشافعی
انہ غیر قوی و ترک الغزالی و رویا ی مع شدۃ اتباعہما الشافعی رحمہم اللہ لضعفہما انتھی کلام الزمیلے
اور کہا شیخ کمال الدین بیج فتح التذکرہ کہ تھا الحدیث ضعیف ضعیف حافظ بن عبد البر والقاضی اسماعیل بن
ابی اسحاق وابوبکر بن العربی لما لکینا انتھی کلام ابن الطہام اور کہا صاحب قاموس کہ وہ شافعی مذہب ہے بیج
سلفیوں کی کہ حاصل اسکا یہ ہے ضعیف بعض المحدثین و صحیح بعضہم انتھی اور کہا بیج کتاب تہذیب کی مآذہب الیہ
الشافعی من حدیث قلیتین مذہب ضعیف انتھی اور کہا ابویسی فی اپنے کتاب سرائر میں وہ حدیث ضعیف انتھی اور کہا صاحب
تہذیب بیج علامہ کی انتھی ضعیف ضعیف ابوداؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے اماموں حدیث کی
سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انہم یثبت ہذا الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتھی عبد الحق فی شرح مشکوٰۃ

امام نہیں ہیں اور اگر یہ امران ہی یا جو کہ ترجیح تعلیل بمقدم ہے جہاں کہ جہ کہ نہ الا سبب جہ کا بیان کر دی مثلاً یہاں انسانی نے
سبب بیث کا بنا بنا دیا ہے اور تعلیل کرنا تو ایسی ہی نہیں کی اور فقط یہ نہیں کہ کافایت نہیں کر سکتا اور غرض تحقیق
اسکی او کی کہ جمع تعلیل بمقدم ہے اور اسکی دلیل بیان ہوگی اور فی پیش کیا دیگی کہ ہم نے اور منتظر رہے کہا گیا ہے کہ بڑا جو کہ
اپنے لڑکے کے بد گار کی ای حدیثوں کو جیسا کہ جیلہ کیا کرتا تھا کیونکہ یہ بیعتاۃ لوگوں کا عوب میں دیکھا ہوا ہے اور وہ اسکی مثلاً
رہمت کرنا ہے جو کی عبارت مجمع البحار کے حدیث قلیتین کے ضعیف ہے ایک جہاں محدثوں فی اسکو ضعیف کہا گیا نہانگہ بیج
نے کہ اگر وہ شافعی میں ہی کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہیں ہے اساطام غزالی فی اسکو ضعیف کی چہ وہ اسے اور سنی نے ہی باوجودیکہ
وہ بڑے پر دشمنانی کے ہیں جو چکا کلام زلعی کا حدیث ضعیف ضعیف حافظ بن عبد البر و تاسی ہا عیال بن ابی اسحاق اور
بن عربی لکیر نے اسے ضعیف کہا ہے چکا کلام میں ہام کا حدیث ضعیف کیا ہے اسکو بیعتی حدیثوں فی اور بعض نے شیخ کی عبارت
سلفیوں کے حدیث قلیتین کے حدیث ضعیف ہے چکا عبارت تہذیب کے حدیث ضعیف ہے وہ حدیث ضعیف ہے وہ ضعیف ہے اور

المربی والفاضل اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ تحقیق حقیقہ اور مالکیہ متفق ہوئی ہیں اور ضعف اس حدیث قلیت کی اگرچہ مختلف ہیں بیج بیان کرنے و جہ ضعف کی **اقول** یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو جو یہ معتزل ادبی دلیل یا معتزل کے دلیل یا تصحیح حدیث کی ثابت کیا جاتی ہے بلکہ کسی متنبیغ کے کلام سی جواب یا جاوید کا توسل کر دیت کیا ہے اس ترغی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خرمیہ وغیرہم نے اسکی اسانید قوی اور جدید ہیں ترمذی کی اسانید حدیث شاذہ ناعبدہ عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر قال سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اور راوی کی سب ثقہ اور صادق ہیں اما الاول فهو ثقہ واما الثاني فهو ثقہ والثالث هو ثقہ والرابع ثقہ والاساس هو ابن عمر وهو واحد المكثرين من الصحابة كل ذلك في تقريب التمهيد اور ابو داؤد کی ایک سند تو یہ ہے حلی ثنا بن العلاء و عثمان بن شیبہ والحسن بن علی غیرہم قالوا حدثنا ابو اسانید عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید الحدیث اسکی یہ سبب ہی ثقہ ہیں اما الاول فهو ثقہ حافظ والثانی ای فی الذکر دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ لہ تصانیف الرابع اسید حاد بن اسانید ومشہور بابی اسامہ و هو ثقہ ثبت والخاص مصلوق والباقون متروکون فی رجال الترمذی اور دوسرے سند اسکی یہ ہے حلی ثنا مسمی بن اسمعیل قال حدثنا حماد بن حلی ثنا ابو کامل ثنا زید بن زریع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو کامل بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید بن خنم اسکی راوی بھی سب ثقہ ہیں اما الاول فهو ثقہ ثبت قال العسقلانی ثم قال ولا التفات الی قول ابن خراش تکلم الناس فیہ انتھی والثانی هو ابو اسامہ

۱۵ روایت کی جہنم ہذا دن کہا کہ حدیث کی ہیں عبدہ بن عمر بن ابی اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید بن خنم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خرمیہ وغیرہم نے اسکی اسانید قوی اور جدید ہیں ترمذی کی اسانید حدیث شاذہ ناعبدہ عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر قال سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اور راوی کی سب ثقہ اور صادق ہیں اما الاول فهو ثقہ واما الثاني فهو ثقہ والثالث هو ثقہ والرابع ثقہ والاساس هو ابن عمر وهو واحد المكثرين من الصحابة كل ذلك في تقريب التمهيد اور ابو داؤد کی ایک سند تو یہ ہے حلی ثنا بن العلاء و عثمان بن شیبہ والحسن بن علی غیرہم قالوا حدثنا ابو اسانید عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید بن خنم اسکی یہ سبب ہی ثقہ ہیں اما الاول فهو ثقہ حافظ والثانی ای فی الذکر دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ لہ تصانیف الرابع اسید حاد بن اسانید ومشہور بابی اسامہ و هو ثقہ ثبت والخاص مصلوق والباقون متروکون فی رجال الترمذی اور دوسرے سند اسکی یہ ہے حلی ثنا مسمی بن اسمعیل قال حدثنا حماد بن حلی ثنا ابو کامل ثنا زید بن زریع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو کامل بن الزبیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن اسید بن خنم اسکی راوی بھی سب ثقہ ہیں اما الاول فهو ثقہ ثبت قال العسقلانی ثم قال ولا التفات الی قول ابن خراش تکلم الناس فیہ انتھی والثانی هو ابو اسامہ

حماد بن اسامة ثقة ثبت والثالث وهو فضيل بن حسين ابی کامل ثقة حافظ والارابع ثقة ثبت و
 الباقر بن مردكهم اور قيس بن اسامة یہ ہے ثلثا موصی بن اسمعيل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبد الله
 ابن عبد الله بن عمر قال حدثني ابی الخديج ایسے راوی ہیں وہی ہیں جبکہ ذکر گذرا کہ ایک عاصم بن المنذر سودہ یہی
 صدوق ہیں کئی ذلک فی تقریب للعسقلانی اور بنانی کی اسناد وہ یہ ہے اختصارا حماد بن السمر والحبس بن حریث
 عن ابی اسامة عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر عن عبد الله بن عبد الله بن عمر عن ابیہ الحدیث اسکی راوی ہے
 وہی ہیں مگر ایک حسین بن حریث سودہ یہی ثقہ ہیں قتادہ فی تقریب التہذیب ایسا ابن خزيمة اور ابن ماجہ کی اسناد
 سمجھا چاہیے حاصل یہ کہ یہ حدیث جتنی طریقوں سے مروی ہے یہی راوی ثقہات ہیں اور اگر بالفرض کسی ایک راوی
 کو عجیب نکالو گی تو اسکی تقریر دوسرا راوی ہی قائم مقام اسکی ہو جائیگی غرض کہ روایت کی جہ سے حدیث قلیتین
 ضعیف کا نام نہ لے سکو گی اور حالانکہ مدار صحت اور قوت اور ضعف حدیث کی راوی ہوتی ہیں پس ہفتہ بقدر روایت کی
 سی صحیح ہونا حدیث قلیتین کا ثابت ہو گیا اور ابابخیرہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ مقتضی صحت اس حدیث کی سنی چاہیے تو انھیں
 ہو کر اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام محمد بن محمد بن منیل کا اور امام سہب کا اور امام ابو عبد الله کا اور امام ابو ثور کا
 اور ایک جماعت کا محدثین میں اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا مہمل میں وقال الشافعی
 واحمد ما بلغ القلتین فہو کثیر لا یخص بوقوع الخاسر وبما قال اسحاق وابو حنیفہ ابو ثور وجماعة من اهل الحلیہ
 منهم ابن خزيمة اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور درمیان میں لکھا کہ ان ائمہ
 اذا استدلل بحدیث کان تحقیقہا لہ کما فی التخریر وغیرہ ۱۹ انتہی یعنی عمل کے مجتہد کا اوپر کسی حدیث کی تصحیح ہے اس
 حدیث کی پس امام شافعی اور امام احمد اور سنی اور ابو ثور اور جماعت دیگر مستحضر ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث
 ابن خزيمة نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا مہمل میں صحیح ابن خزيمة وابن حبان والدارقطنی
 حماد بن اسامة ثقہ اور ثبت ہی اور قیس سودہ فضیل بن حسین ہو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتھا ثقہ ثبت ہی اور باقی کا ذکر گذر چکا ہے
 ۱۰ حکم موسی بن ساعیل اور کہا روایت کی ہیں صحاح وکما روایت کی ہیں عاصم بن منذر بن عبد الله بن عبد الله بن عمر سے اور کہا مجھی
 ۱۱ سے اپنے آخر حدیث کہ ۱۲ بہر سب عسقلانی کی تقریب میں ۱۳ روایت کی ہیں ہنا دین سری اور حریث بن ابی
 اسامہ اور ابو ہریرہ ولید بن کثیر سے اور ہونے عبد الله بن عبد الله بن عمر بن عبد الله بن عمر سے اپنے باپ کے آخر حدیث
 ۱۴ اور کہا شافعی اور امام احمد بن حنبل جویانی حد قلیتین تک پہنچ چکا تو وہ کثیر ہے نجاست کی گئی سی ناباک نہیں ہوتا اور ایسا ہی
 کہ ہے اسحاق اور ابو یزید اور ابو ثور اور ایک جماعت اہل حدیث کی او میں ہی سی ابن خزيمة ہیں ۱۵ بلاشبہ جوت دلیل پر مبنی کو
 مجتہد کے حدیث سی تو وہ اس حدیث کا باعث صحت ہو جاتا ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ۱۶ ہو چکی عمارت رد المحتار کی ۱۷
 اور صحت کی ہے اسکے ابن خزيمة اور ابن حبان اور دارقطنی نے ہو چکے عبارت محلے کے

اور کہا: ایہ الزام میں و سطحاہ بن خزیعہ و ابن جہان و الحاکم النخعی اور کہا: حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور میں نے
اسوہلی روایت نہیں کی کہ ابن ولید سی اسناد میں کچھ اختلاف واقع ہو گیا ہے جیسا کہ کہا علی بن و قال الحاکم
صحیح الاسناد و لم یخبرہ عن الخلاف عن الولید بن کشیر انتہی اقول اس اختلاف کا جواب ہم دیکھیے عتقہ روایت
یجھی بن معین کی کہ یہ حدیث خوب بخیر ہے اور کہا یہ بھی ہے کہ یہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا: حدیث
نے یہی اسناد جدید ہے اور یہ کس طرح کا خبر نہیں جیسا کہ کہا علی بن و قال ابن معین جلیل قال البیہقی
موصول صحیح و قال المنذری اسنادہ جلیل اعتبار علیہ انتہی اور کہا ابن ماجہ نے یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ سب روایات
میں ضمن میں ایک عمر بن کی کہ جبکا جواب بی دلیل ہے فلا یصح ابن ماجہ و ابن خزیعہ و الحاکم و جماعة من اہل
الحدیث انتہی بلکہ حضرت طحاوی نے بھی یہی حدیث مذہب کی اپنے نفس پر رد کیا کر لی ہے اور یہاں تک
بن آتی ہے حنفی مذہب کی مددگاری کرتا ہی جسکی حق میں شاہ عبدالعزیز قدس سرہ لبسان محمد بن میں فرمائی ہے
یہ حال تضایف مفیدہ و مذہب حنفی دارد و برعم خود در حضرت ابن مذہب سامعی جمیلہ بقدم رسانیدہ
انہی لاچار ہو کر اقرار کر لیا ہے کہ حدیث قلیتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ عذر اضطراب معنی قلیتین کا میں
لایا ہے لکن ہم اس ہی جوابے نیکی انشاء اللہ اور یہ ہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار میں خبیث
القلبتین صحیح و اسنادہ ثابت لکن انما ترکناہ لاننا لانعلم ما القلتان انتہی اور کہا علی بن و
اعترف الطحاوی بصحة حدیثی اور کہا فتح الباری میں الفصل بالقلبتین اقوی بصحة حدیثی فیہ وقد
اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلك انتہی اقول اعترف طحاوی حنفی کا سخت محبت ہی حنیفہ پر الحاصل حدیث قلیتین
صحیح اور ثابت اور اسناد او سکی جدید اور اسی او سکی ثقات اور سکی وجہ اور سکی نظری صحیح ہے اسکو امام شافعی نے
اور امام محمد بن منیل نے اور امام احمد بن حنبل نے اور امام ابو یوسف نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیعہ نے اور ابن جہان نے
اور ابن ماجہ نے اور دارقطنی نے اور بیہقی نے اور حاکم نے اور بیہقی بن معین نے اور علامہ منذری نے اور طحاوی نے پس
۱۵ اور صحت کمال ابن حنفیہ و ابن جہان اور حاکم نے جو چکی عبارت بلوغ الزام کی ۱۵ اور حاکم نے کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح
ہے اور شیعہ میں ہی سبب کچھ اختلاف کی جو ولید بن کثیر سے ہے کہ روایت نہیں کیا جو چکی عبارت علی کی ۱۵ اور کہا ابن
معین نے یہ سنا جدید ہے اور یہ بھی ہے کہ اس موصول صحیح ہے اور منذری نے کہا جدید ہے کہ جو چکی عبارت میں جو چکی عبارت علی کی ۱۵
جائز صحت کی ہی او سکی ابن اجادہ و ابن خزیعہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث کی ۱۵ حدیث قلیتین کی صحیح ہے اور
شاہ کاٹا ہی لیکن غلط ہے اس پر عمل نہیں کیا کہ ہم قلیتین کے معنی نہیں جانتے اور اقرار کیا علی نے اسکی صحت کا جو چکی
علی کے صفا مصل قلیتین کے بہت قوسے ہے سبب صحیح ہو جانے حدیث کے اسباب میں اور غیر
۱۵ میں سے طحاوی کا بلا شک اسکی صحت کا مقرر ہے جو چکی عبارت فتح الباری کی ۱۵

[illegible]

اور اجماع کی ثبوت ہی میں کلام ہے صیحا کہ سابق ذیل میں حدیث ربی کی انکار امام شافعی کا انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبد کا اس قسم کی وقوع میں بعض عبارت سن کر یہی اور صحابی کی گذر اور جس روایت سی حنفی اس قصہ کو ثابت کہتی ہیں اور روایت کا منقطع ہونا عبارت سی سن کر یہی اور صحابی کی ثابت کیا گیا اور سراج ابیہ ہے کہ چھٹے فرض کیا کہ یہ قصہ ثابت کیا اور اجماع پایا گیا لیکن یہی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ بعضے حنفی محدث شرعی نہیں جانتی صیحا کہہا مسلم الثبوت میں بعد بیان مسند اجماع سکوتی کے وعننا الرازمی والکرمی خطی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیس بحجة وعلمہ ابن ابان والباقران افقہ قلت وذہب اکثر الشافعية الى ان هذا هو مذهب الشافعية لكذا في منهجية المسلم فلا تغفل عما ذكره ابن الحايب عن الشافعي من روايته على خلا فدايضا فان صاحب البيت اعرف بما في البيت من غير و پر کھڑے بہار اجماع سکوتی تھا را شافعی پر محبت ہو گا تیسرا جواب یہ ہے کہ فرض کیا کہ یہ اجماع سکوتی ہی محبت ہی لیکن یہ اجماع بانی کے نکالنے پر جو صیحا و تخریجات کا کہان ہوتا ہی کہ بانی کو بخش جانے کو جو بانی کا تھا بلکہ بانی کا حدیث لیا اور جو جو یہی صیحا کی جواب میں وارڈ اور خود ابن عباس مروی اور صحت اس کی سابق میں ثابت کی گئی ہی اور یہی ثبوت اس امر کی کہ ابن عباس اپنے حوض میں سی وضو کیا جس میں کچھ مردار پڑا ہوا تھا صیحا کہ ضمن میں عبارت سن کر کہے کے گذر اور یہی محبت حدیث فقیہین کے یہی کہہ سکتے کہ ان کا صاحب کا بانی کو زہم کی اس وجہ سے تھا کہ کہہ گئے سے ربی کے بانی پر خلق اس کی ثابت ہو گئی ہی اور زہم پہنچے کا بانی تھا میں بطور زلفا ن اور زلفا ن کے بانی اس کا نکال دیا تھا یہ بطور نظم و نخواست کی بہر کہ بانی مخالفت ہوئی حدیث فقیہین کے اجماع لکھا قال الامام الطهامي الشافعي كما هو سابقا في عبارة المحلى وسنن ابن قال الترمذي في وجہ یہ ہے کہ حدیث فقیہین کی مضطرب ہے بعض الفاظ اور معانی کے بعض ہیں اس میں کسی کہ ایک روایت بتلا بن عمر سے یہ ہے کہ کہنا رسول اللہ ﷺ ولم عن الماء يكون في الفلأ من الارض ما ينق من الداء اذ السباع فقال اذا كان الماء قلتي لا يجل الحية واه الترمذي والسكا والبيكرواد واولدہیں یہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثین فی دلالت کرنی ہے کہ ہر کہ حیکہ ہو بانی قدر فقیہین کے کہ اوہا سکیگا نخواست کو بانی سی یعنی بخش ہو جائیگا صیحا کہ متفقنا ان حدیثوں کا کہ اور نہ کہ وہی کہ سنن محل کے لغت میں اور قرآن شریف میں اوہا نیکی میں کہا سچ مختلف اللغات وغیرہ کے اکل ہر روایت اشتہار

۱۔ اور یہی سند یہ امی اور کرشی کا یہ کہ اجماع سکوتی حنفی ہے اور امام شافعی سی مقول ہی کہ وہ اجماع محبت نہیں ہے اور ابن ابان اور باقران نے یہی کہی عبارت مسلم کی میں کہنا ہوں کہ قرآن فیہ طرف گئی ہیں کہ نہ شب حنفی کا یہ کہ مینیم سلم میں یہ نہیں ہے سراج ہو کا مذہبی وہ تقریر جابن قتائے لہجہ روایت سی امام شافعی کا خلاف ہے جن کو ذکر کیا کہ یہ کہہ کہہ کہ موجودات غیر کی زیادہ جانتا ہے ۲۔ صیحا کہ امام شافعی نے صیحا کہ گذر چکا پہلے عبارت محل میں کہے میں ۳۔ آنحضرت مسلم سے سوال کیا گیا اوس پانے کے حق میں جو چاہے میں ہوتا ہے اور اوس میں چو پائے پرتے میں تو اپنے فرمایا کہ جب پائے فقیہ کے حد کہ چو پانچ بار سے تو پاکی اسی مضر نہیں روایت کے ترمذی اور حنفی اور ابویکر اور ابوداؤد اور احمد نے ++ ++ ++ ++

[illegible]

نخواستگی کا رخ کرنا ہے جیسے کہ تو میں کہ زید مندرق نہیں اٹھتا میں اٹھتا نہیں مندرق کی کئی رائے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسا نہ
 اٹھتا نہ حدیث قلین میں مقصور ہی نہیں اور ایک یہ معنی ہیں کہ نجاست کو اپنی ماورائی اور ظاہر سنی نہیں دیتا جیسے کہ
 ہیں کہ زید پیدل جلیق میں تکلیف نہیں اٹھاتا یعنی پیدل جلیق ہوئی اور یہ تکلیف نہیں طاری ہوئی اور وہ اس میں تکلیف
 نہیں بانا اور یہی معنی مقصور اور محقق میں حدیث قلین میں اور خود مولانا قطب الدین خاٹنقا مطاہر حق ترجمہ
 مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ جو وقت کہ ہودی پانی دو قند نہیں اٹھاتا ناکی کو یعنی پلید نہیں ہوتا پلیدی پڑنے سے ہوتی کتا
 اور زید کا نام ابو یوسف رحمہ کی یہی معنی متعین اور محقق ہے قال فی البرازیتہ اندروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ
 الجعۃ مغنسا من الحمام ثم اخذ بقرۃ مینتہ فی یدہ الحام فقال نأخذ بقول اخواننا من اهل المدینۃ اذا ابلنہ
 الماء قلین لم یحمل خبثا انقی ما فی رد المحتار کذا فی الطحاوی وغیرہا اور جو معنی مولانا سبکی نے نہیں اٹھا سکیا
 وہ معنی لم حمل کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ معنی لم حمل کے ہیں حمل کے معنی ہی اور اس صیغہ میں اسکا ذکر نہیں ہی اسکی ہی خائب کتب
 ترجمہ جلد کا حاشیہ میں یہ کیا ہے یعنی اٹھتا اور اسکا اپنی اور یہ ترجمہ کیا کہ اٹھتا سکتا اور ترجمہ حملو کا یہ کیا ہے اٹھتا ہی
 اپنی اور یہ نہیں ترجمہ کیا کہ اٹھتا سکتی گئی اور ترجمہ لم یحملو کا یہ کیا ہے اٹھتا یا اور سکو انتہی اور یہ نہیں ترجمہ کیا
 کہ اٹھتا سکتی غرض کہ حمل کے معنی اٹھتا ہی اور اٹھتا سکتا نہیں اٹھتا سکتا حمل کے معنی ہیں جسکا اس حدیث میں ذکر نہیں
 اور ان دونوں معنوں میں ہزاروں کو سکا فرق ہی کہو نہ بنا جو معنی اٹھتا نیکی معنی لم حمل کے ہمارے موافق ہوتی ہیں جیسا کہ
 بیان کیا گیا اور بنا بر معنی اٹھتا سکتی کی معنی لم حمل کے موافق مولف کی معنی نہیں اٹھتا سکتی نجاست کو بلکہ جس مہاجر کا گھوڑے
 ہیں اور جیسا کہ معنی لم حمل کے نہیں اٹھتا مولف کی ترجمہ اور زبان کی ثابت ہوئی تو اٹھتا سکتی یعنی نجاست جو جانیکی معنی
 خود مولف کی تحریر اور فارسی باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم حمل کے یہی وہی ہیں جو معنی حدیث لم یحمل کے ہی
 یعنی کہ نہیں اٹھتا اور طاری ہوئی دیتا نجاست کو لینے اور پراور نہیں جس ہوتا اور جو سبب دلیل یہ کہ جب کہ حدیث صحیحہ میں ذکر
 جو مولف کے کلام میں گذری ہی اور ان اجد کے لفظ لم یحمل کے ثابت ہو گیا تو وجہ ہوا کہ معنی لم حمل التجث کی یہی ہی
 کے ہوا وہی جو لم یحمل کے ہیں اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ ایک حدیث سی و دو ستر اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی
 چاہیے جیسا کہ کہارزی فی شرح مہذب میں چنانچہ حنفیہ اور یحییٰ بن یحییٰ بن عبدالحق محدث حنفی نے شرح عربی مشکوٰۃ میں قرار
 کیا ہے کہ معنی لم حمل التجث ہی ہیں گے کہ لینے اور پر نجاست نہیں آن دیتا اور کو دفع کو دیتا ہے اور جو کہ بعضی حنفیہ نے یہ معنی لم
 حمل التجث کی کہی ہیں کہ نجاست اٹھتا نہیں سکتا بلکہ منعوف ہو جاتا ہے یہ معنی نہیں چنانچہ قرانی ہیں قول لم یحمل التجث
 بزار میں کہنا ہے کہ ابو یوسف ہی مروی ہے کہ اوتھوٹ ایک حکام بانی سی ہمارے جیہ کی غاڑ پڑی پر لوگوں نے خبر دی کہ اس
 حکام جیہ کے راہ پر ہوا نکلا تو ابو یوسف نے کہا کہ تم اپنے بہائی اہل مدینہ کی قیل بزل کر لی یعنی ہیں کہ جو وقت بانی بقدر دو تلوکی پہنچ جاوے
 غرض نہیں ہوتا جو کی وہ عبادت جو ردھانہ میں ہی اور موطا سے وغیرہ میں ہی وہ نہیں ہے ۱۰ نجاست نہیں اٹھتا

ای لم یقبل بل یدفع وجاء رواية لابی داود فانه لا یخص هذا الروایة ان صححت قلت علی ان تاویل لم یحل خیاراً بل لا یحل ولا یطیق حمل الضعف بل یخص کما قال بعض اصحابنا الخفیه فی صحیح النقی کلام الشیخ اقول وصحیة رواية الی داود کالتشخیص فی نصف النهار کما یقتضاه فافهم وکبریا مولانا عبدالمعلی بن ارکان اربعین وادک صاحب الطلایة ان الضعف لا یطیق حمل الخیاسته یرده ما وقع فی رواية لابی داود فانه لا یخص النقی مختلفاً لیسکر دلیل یہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ مکہ ابانی قدر قتلین کو ہو چکا ہے تو جس ہو چکا ہے تو یہ یہ کیوں مدھر کر دی کہ جیکہ بقدر قتلین کے ہو چکے جس ہو چکا ہی کیا جیکہ بقدر قتلین ہو تو جس نہیں ہوتا یہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا صبیحہ ابن نجیم حنفی نے بحر الرائق میں کہا اسی ذکر شمس اللہ الشرحی تبعہ فی ہدایہ ان معنی قولہ لم یحل خیاراً ان الضعف وخص وھذا مردود من وجہین ذکر ما النواوی فی شرح المہذب الاول ان ثبت فی رواية صحیحة لابی داود اذا بلغ الماء قلتین لم یخص فحل الروایة الاخری علیہا فمعنی لم یحل خیاراً لم یخص وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما جاء فی رواية اخرى کذلک الحدیث الثاني ان صلوا اللہ علیہ صلوا اللہ علیہ جعل القتلین حداً فلو کان کما زعم هذا القائل لکان التقیید بل لک باطلا فان ما دون القتلین یساوی القتلین فی هذا النقص مختلفاً لیسکر علی ہن قرآن ما ذکرہ شمس اللہ الشرحی تبعہ صاحب الطلایة ان معناه ان الضعف عن الخیاسته یرده رواية الی داود اذا بلغ الماء قلتین لم یخص النقی ہواہم بدانی کا یہ ہے کہ حدیث دو قتلوں کی مروی ساتھ ساتھ صحیح اور قومی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور مسکا کے اور متاثر میں ایک سبب بہتین یعنی بہت قتلوں کی ہے اور چالیس قتلوں کی ہے اور چالیس سے ب کی ہے سبب نامقبول تھا بہتین نجاست کو قبول نہیں کرنا بلکہ دفع کرنا ہے اور ایک دیت ابو داؤد میں آیا ہے کہ جس نہیں ہوتا یہ دیت اگر صحیح ہو چکا تو رد الای کی ہے اگر کہ بہتہ دلیل کہ ابانی نجاست کو نہیں دہنا ہے جس طرح جانا صبیحہ بعض ہاری ساتھ خفیہ کی ہے صحیح نہ ہو گی ہو چکی ہے حدیث میں کہتا ہوں کہ حدیث ابی داؤد وہی کی سب سے کی طرح جاتی ہے چنانچہ ہم کی تحقیق کر چکی ہے یہ ہے اور دلیل مستحیایہ کو کہ صبیحہ کے نجاست کو نہیں دہنا تاؤد کرنا ہے وہ جو ابو داؤد کی روایت میں آیا کہ جس نہیں ہوتا مسک شمس اللہ شریح میں ذکر کیا اور مستحایہ اس کی برید ہوا کہ معنی ابی کہ ابانی نجاست نہیں دہنا یا یہ میں کہ نجاست ہی وہ بک ناپاک ہو چکا اور یہ بات شریح کے دو حکم پر رد کردہ دو درجہ میں وہ ہیں جو روشنی شرح مہذب میں ذکر کی ہیں اصل تو یہ کہ روایت صحیح میں ابی داؤد کی اہم ہو چکا کہ حدیث ابانی بقدر دلیلی کہ پہلی جادی تو ناپاک نہیں ہوتا اس حدیث پر دوسری روایت ہے علی ایجاب دلیلی تو اب اس معنی کہ ابانی نجاست کو نہیں دہنا ہے جو بھی کہ جس نہیں ہوتا بلکہ اس کی کہ ابی لا ہی تفسیر حدیث کی نہ نہ لفظ علی ہی ہے کہ وہ مسک روایت کی کیا جو دو سر یہ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حدیث میں اگر شری کا ہوتا تھا کہ ہو تو وہ قتل کی حد لگاتا اور لگاتا کہ یہ بکارت ہے اپنی جو دو قتلوں کی حد کو پہنچ گیا ہے اور وہ ابانی جو اس حد کی کہ بک ہوتی ہیں برابر ہیں چوکی عبارت جلاویز کو ہوا کہ مسک ہے یہ وہ جلاویز شری اور مستحایہ اس کا اربع ہوا کہ شری کی کہ ابانی نجاست کو نہیں دہنا یا یہ میں کہ حدیث چار روایتی ہے ابو داؤد کی وہ حدیث کہ جب تفسیر دو قتلوں کی ہو تو ناپاک نہیں ہوتا جو بھی عبارت محل کے

تو حدیث قتلین میں منظر اب ہوا منظر اب جب ہوتا ہے کہ سب روایتیں برابر کی تو کہیں مختلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت
ہوئیں جیسا کہ معنی میں منظر اب کے گنداس ایک ایک کو تفصیل وار سنئے جاؤ حدیث اول یعنی حسین دین الیہ دو قلی یا تین
تو شاید یہ جیسا کہ کہا بحر الریق میں واجباً لا تووی عن هذا الاصطلاح اذ اعلن الشك في قوله قتلین او ثلثا قتلین وروایت شاذہ
وحدیث دو کفوجی ہا کعدہ ہا انتھے وھذا فی المحلے اقول شاید کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتوں صحیحہ میں یعنی تریکے
اور ابو داؤد کی تین اور نسائی اور ابن حزم کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتوں میں ہی آیا ہی کہ اذابلغ الماء قتلین یعنی
دو قلی اور سب انہ تبدیل سنئے ایک صحیح کیا ہے اور روایت شک کی کو صاحب تہ میں ہی مخصوص ابن ماجہ کی تصحیح کیا ہے اور اس کی
بعض روایتوں میں کلام ہے انہما حدیث ابن مسعود کی حافظین آخر عمر میں فتور ہو گیا ہے جیسا کہ قریب عقلانی میں کہا ہے
حدیث ابن مسعود بن دینار ثقہ عادل و تغیر حفظہ بالضعف انتھنی مختصراً اور انہما وکیع بن مخزوم کہ او سکوا و امام ہیبت
تھے جیسا کہ کہا قریب میں وکیع بن محمد بن وکیع البصری و قتلہ و امام انتھنی مختصراً اور انہما علی بن محمد کہ یہی بہرہ و
جیسا کہ کہا قریب میں علی بن محمد بن ابی الخضر صلی و زیبا انھا انتھنی مختصراً بس بطن غالب یہ شک انہیں تینوں میں
کسی سے صادر ہوا ہے تو یہ حدیث ضعیف مقابلہ میں احادیث صحیحہ کی حدیث منکر موی جیسا کہ کہا بخبرہ الفکرین فالخلف
بارجم منہ فالراجح المحفوظ و مقابلہ الشاذ وان مع الضعیف فالراجح المعتمد و مقابلہ المنکر انتھنی اور حدیث منکر
کیونکہ مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب منظر اب کی ہوگی حدیث دو سر جیسا کہ معروفانی چوتھی مرتبہ لاکر کہا ہے ورواد محمد بن
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر کی کذب ہے
اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر کی کوئی کتاب میں اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جواب
متوقف قیامت تک ثبوت نہ ہو بخاکسین کی فتویٰ ابیہ منہ بخیا نہ اہل حال یہ ہے کہ حدیث اربعین قلعہ کی روایت تک
دار قطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھ نہاد قاسم بن عبد اللہ عمرے کے کچھ جلد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اور یہ صحیح نہیں
کہا یہ خود ابن عدی محدثوں کی جنہوں نے او سکوا روایت کیا ہے اس لئے کہ راوی اس کا قاسم جو ہے اور جوہ نہیں حدیث میں منسوخ
کیا کرتا تھا اور متروک احادیث ہی امام محمد بن حنفیہ نے او سکوا جوہ تھا وراوی جیسا کہ کہا نور الدین علی بن خلف ترمذی شریف الزعم میں
۱۵۱ اور جواب دیا توئی الخ منظر اب کے تمام شک کے بعض روایتوں میں دو قلی سنئے ہیں اور بعض میں تین پہر چکر کر روایت شاذہ و اگر
او سکوا ہونا یا بار ہے ہو چکی عبارت بحر الریق کی اور یہ نہیں ہے محلی میں ۱۵۲ حدیث ابن مسعود بن دینار ثقہ عادل ہا اور
آخر عمر میں او سکوا حافظ متغیر ہو گیا ہوتا ہو چکے عبارت قریب کی بطور مختصر کے ۱۵۳ وکیع بن مخزوم کہ وکیع بن محمد
بکہ راوی دہم ہے ہا ہو چکے عبارت قریب کے ۱۵۴ علی بن محمد بن ابی الخضر صلی و زیبا انھا انتھنی مختصراً بس بطن غالب یہ شک انہیں تینوں میں
عبارت قریب کے ۱۵۵ اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل او سکوا شاذ و اگر
اس کی مقابلہ میں حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکے عبارت بخبرہ کے

اذا بلغ الماء اربعين قلعة لم يحل شاملا من ذلك جابر ولا يعبر خلط فيه القاسم بن عبد الله العمري اور دوسری روایت
اسی کتاب میں کہا ہے قاسم بن عبد الله العمري یکنیٰ ویضیع اور کہا تقریباً تہذیب میں القاسم بن عبد الله بن عمر
حفص بن غامر بن عمر بن الخطاب العمري المدنی موقوفہ رواہ اسلمہ بالکذب انفعلی اور کہا ابن عباس بن عمر بن الخطاب
تذکرہ مرثوعات میں فی کتبہ جابر اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یحل الخبث خلط فیہ القاسم بن عبد الله العمري الخ
اور کہا قاسم بن عمر بن الخطاب العمري الا ما روایت المروم میں حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یحل الخبث رواہ
ابن علی عن جابر مرفوعاً وقال لا یعبر خلط فیہ القاسم بن عبد الله العمري انفعلی اور کہا بحر الران میں روایت
الماء دقطنی وابن عمر فی البقیلہ وکان ابن القاسم باسنادہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ الماء قلین فانه لا یحل الخبث وضع
الماء دقطنی بالقاسم انفعلی البتہ حدیث جابر بن عبد الله کی روایت کی ہے دارقطنی نے اسناد صحیح سے بوسلہ روح ابن کرم
محمد بن المنکدر سے لاکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ مرفوعاً ہے نفوذ بالمدن بلکہ ابن عمر سے موقوف قاسم نے ابن عمر
تخلی نقل کیا ہے اصل اسکا قول نہیں نقل کیا جیساکہ کہا بحر الران میں وکان ای الماء دقطنی باسناد صحیح میں تھتہ روح ابن القاسم
عن ابن المنکدر عن ابن عمر قال اذا بلغ الماء اربعین قلعة لم یسحق اسنکھ اور کہا انوار الدین میں موقوف
نکھ قال ای الدار قطنی کذا رواہ القاسم عن ابن المنکدر عن جابر ووصم فی اسنادہ وکان ضعیفا
کثیر الخطاء وخالق قدوم والثوری مرفوعہ عن محمد بن المنکدر عن ابن عمر موقوفاً اخریہ الدار قطنی الخ

۱۔ جوقت پہونچاوی پانی جالس قزو کو تو جماعت کو نہیں ادا تھا تا یہ حدیث جابر سے روایت کی ہو نہی کو نہیں پہونچتی اور
۲۔ قاسم بن عبد الله عمر سے خلط ملکہ دیا ہے ۳۔ قاسم بن عبد الله عمر سے جابر سے روایت کا بیان والا ۴۔ قاسم بن عبد الله
س عمر بن حفص بن غامر بن عمر بن الخطاب عمري فی موقوفہ ہے تا م محمد بن کہا ہے کہ یہ جو تھا تا جو چکی جبارت تقریباً کی ۵۔
۶۔ جیز بن جابر سے روایت ہی جوقت پہونچ جلدی پانی جالس قزو کو تو جماعت نہیں ادا تھا تا ۷۔ ابن قاسم بن عبد الله عمر سے خلط
کروا ہے جو چکی جبارت تذکرہ کی ۸۔ جوقت پہونچ جاکہ پانی پس قزو کو تو جماعت نہیں ادا تھا تا حدیث کی ابن جابر
مرفوعہ اور کہا کہ اور حدیث کو نہیں پہونچ سکتی کچھ عادی ای ابن قاسم بن عبد الله عمر سے جو چکی جبارت فواء البحر کی ۹۔ اسناد
کی مائتلی اور ابن عمری اور قتیبی نے پہونچ کتاب میں قاسم کی اسناد علی حضرت ابی جوقت پہونچ جادی لانی دو قزو کو تو جماعت
نہیں ادا تھا تا اور دار قطنی نے اسکو بقیاسم کے ضعیف کہا ہے جو چکی جبارت بحر الران کی ۱۰۔ اور روایت کی دار قطنی
نے سند صحیح سے کر حدیث کی روح بن قاسم نے ابن عکبر بن اور انہوں نے ابن عمر سے کہ جوقت پانی تہذیب جالس کی
جو چکی جاد سے تو پاک نہیں جو تا جو چکی جبارت بحر الران کی ۱۱۔ پر کہا ہے دار قطنی نے اسلمہ روایت کی قاسم
ابن منکدر سے اور انہوں نے جابر سے اور اسکی سند میں قاسم کو ہم پر کیا ہے اور اہل حدیث کی نزدیک و ضعیف تھا جبارت
اور دوم ان شوری اور عمری اسکی بخلاف روایت کیا گیا کہ انہوں نے روایت کی کہ محمد بن منکدر سے جابر سے مرفوعہ حدیث کی

اور تیسری روایت جالبیغریب کی جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سی مؤلف فی فضل کیا ہی دوسری رسول اللہ کا قول ہے
 لکھ ابو ہریرہ کا قول ہی جیسا کہ کہا بحر الرائق میں عن اربعین عن ابی ذر غفیراً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہما کان فی الخلیۃ لهما حمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور دوسری یعنی جالبیغریب کی جابر کے واسطی ہی یا ابن عمر کے واسطی ہی ثابت نہیں اور محمد بن المسکد دینی بہہ نہیں کہا جیسا کہ مؤلف
 نے جو وہ کہہ دیا ہے اور تیسری جالبیغریب کی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں بلکہ جالبیغریب قلعہ عبداللہ بن عمر سے مروی
 ہیں اور جالبیغریب ابو ہریرہ ہی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدم ہے قول صحابی برجو موقوف ہی جیسا کہ
 بحر الرائق میں عن صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علیہم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانا ما نعتمد فی الجواب لقی مافی البصر وھذا فی کتب الاصول
 میں ثابت ہوا کہ حدیث ثقیلین میں کسلیطج کا مضطرب نہیں تو سہنا دین اور نہ لفظون میں اور نہ معنوں میں اب چوتھی جابر
 مؤلف کی جواب یا نہا ہے قال اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ لفظ قد کا مشترک ہی در میان معانی کثیرہ کی واسطی کہ کہا جاتا ہے
 قلعہ واسطی اوس چوتھے لکڑی کی کہ کہلے ہیں ساتھ واسطی لکڑی کے ساتھ ماری ایک لکڑی یعنی کے اوسپر کا دوسرے لکڑی
 کہ ہیں اور کہا جاتا ہے قلعہ واسطی اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہیں ساتھ واسطی اور کہا جاتا ہے قلعہ واسطی چیز کو کہ لکھا جاتا ہے
 اوسکو ارث اور کہا جاتا ہے قلعہ حجب کو لینے پڑے سکے کو اور کہا جاتا ہے قلعہ جرہ کو لینے ٹھلکا اور کہا جاتا ہی قلعہ قرۃ
 یعنی شک ہے یہ معانی مختلف ہیں لہذا میں چوتھی وجہ حدیث مشترک در میان معانی متعارفہ کی اقول لفظ قلعہ
 لهما حمل وضع کی بیشک مشترک ہی معنی ذکر کئے ہوئی مؤلف کی میں سوائی معنی گلی کے اسلی کہ گلی کہلنی کی معنی قلعہ خضفہ
 کی میں نہ شددہ کی کذا فی الرشدی وغیرہ لکن اس حدیث میں بقرینہ پانی کی سوائی تعلقات اور ظرف پانی کی
 کچھ مراد نہیں ہو سکتا جیسا کہ لفظ حمل کے صحیح قول اللہ تعالیٰ فیہا عین ہماریک فی نفسہ تو مشترک تھا بدلا جاتا تھا لکھ
 ہی اور شہد پانی کو ہی لکن اس آیت میں بقرینہ لفظ جاریہ کی سوائی چشمہ کی کچھ مراد نہیں کہتے ہیں لغو ہو گیا نقل کرنا لفظ
 کا اعلیٰ کے معنی کو کہ آؤ ٹھلکی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتی ہیں اسلی کہ اس چیز کو پانی کی تقدیری کیا علاقہ اب رہا مشترک
 پانی پسینے کی چیز اور چوٹی ٹھلکا میں اور بڑی شکی میں اور شک میں آیا انہیں ہی کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے بزرگ
 بڑا شکا موضع جہاں جو بقد رتخینا اثر مانی شک مجازی کی ہو تا مراد اور متعین ہے اور مشترک مذکور ہے تین جہی اول یہ کہ
 حدیث نقل کی ہی امام شافعی نے اپنے معنی میں کہ فرمایا مراد اصل اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلوں کی ساتھ قلوں
 موضع جہاں کہ دوہ جس نہیں ہوتا اور ابن جریر راوی اس حدیث کی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا قلعہ کہ تو اوہ میں دو شکین اور کچھ
 زیادہ پانی آتا تھا کہ نام شافعی نے کہ میں ہتھیا انہیں ہی کا اثر مانی شکین ایک قلعہ ہجر کے میں مقرر کیا دین چاہے کہہ لایا میں
 قائد ای الشافعی قال فی مسئلہ اخیر مسلم بن خالد الخلیج عن ابن جریر باسناد لا یصح فی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسلم اور جالبیغریب کی ابی ہریرہ روایت ہی جو کچھ حدیث کے واسطی جہاں میں مسلم حدیث کثرت مکمل ہو پڑی ہو کہ وہ بقرینہ کہ حدیث جابر
 احادیث میں جو کچھ حدیث بحر الرائق میں کہ کہ لکڑی کے ساتھ واسطی لکڑی کے ساتھ ماری ایک لکڑی یعنی کے اوسپر کا دوسرے لکڑی

قال اذ كان الماء قلتين لم يحمل خبثا وقال في الحديث بقلل البحر قال ابن جرير رأيت قللا البحر
فالقلعة تسع فيه قربتين او قربين وسيتا وقال الشافعي فالاحتياط ان تجعل قربتين ونصفا
فاذا كان خمس قرب كبار كقرب الحجاز لم ينحس انتقى وهكذا في المحلى وقال ابن طاهر الحنفى
في جميع البحار في تفسير القلعة الحجب العظيم وجمع القلال وفي تفسير فلان البحر فى منزلة
بها القلال انتقى وقال الشيخ جلال الدين السيوطى فى الدر الثمين والقلعة الحجب العظيم لا تها نقل الى
ترفع وتخل انتقى اوركا شيخ عبد الحق حنفى فى شرح شجرة القلعة بضم القاف وتشد يد اللام بمعنى
الحجرة العظيمة اى الكنى الكبير الذى يجعل فيها الماء وتسميتها بالقلعة اما من جهة ملوها وارتقاها
اولان الرجل العظيم يرفعها والقلعة اسم لكل مرتفع منه قلعة تجبل وجمع القلعة قلال بكسر القاف
والمراد ههنا قلال البحر بفتحين كما جاء صريحا فى بعض روايات هذا الحديث وايضا كان
المعروف فى ذلك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به والبحر اسم قرية ينسب اليه القلال
وقال ابن جرير رأيت قلالا البحر كان كل قلعة منها قربتين او قربتين وشيئا وقال الشافعي
كان ذلك الشيء مبهما فاخذنا نصف احتياطا وكان القلتان خمس قرب انتهى مختصرا قوله
وما قيل رواية الشافعي منقطع للجهالة وجهه ما قال الشافعي باسناد لا يحضرني

بلا تسمية الرواة فلم يعلم ان رواة عدول اولاً فقصم فوج بان الشافعي وان ترك تسمية الرواة
لكنهم عدول عند الشافعي معدل لهم بدليل العمل على روايتهم وقد صرح في رد المحتار نقلاً عن
المختار وغيره ان عمل المجتهد على رواية تصحيحها واطال ان الشافعي من ائمة العدل والجمع فكيف جاز على
زعمهم جحالة رواة روايتهم فان قلتم ان تعدل الشافعي غير مسلم وروايتهم حرجون قلنا يحتاج الى بيان واثبات
جرح روايتهم والا فانه عليك تعدل معدل وای معدل في وجوده مكره منع به وجوده ترك كرس
مدعيه من دريان پہلی بنیاد اور دوسری شک کے یہی کہ اگر بڑا شک را دہنیں تہا نہ حاجت ہتیار کرنے اور دوسری وہ قوت
کیا ہے ایک فکر کہ یہ کہنی میں دو چیزیں کہتے ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں الفصل بالقتلین قوا
لصحۃ الحدیث فیہ وقد اعترف الطحاوی من الخفیۃ بذلک لکنہ اعتذر عن القلی بہ بان القلۃ فی العرف
على الكبيرة والصغيرة كالجرة ولم يثبت من الحديث تقديرهما فيكون محلاً فلا يعمل به وقواء ابن دقيق العبد
لكن استدل بغيرهما فقال ابو عبد القاسم بن سلام المراد القلۃ الكبيرة اذ لو اراد الصغيرة لم يحتج
لذكر العدول فان الصغيرة نیز قتل واحد کثیر ویرجع فی الکثیر الی العرف عند اهل الحج والظاهر ان الشافعي قد اعلم علی سبیل
التوسعة والعلم عیظ بانه ما خاطب العصابة الا بايقظهم فانهم لا اجمال انهم لم یسیر یہ کہ جلیس حدیث
قلہ کی چار سنوں کا جمال ہوا بانی سنی کے چیز اور پہلیا صغیرہ اور شک اور بڑا شک تو اگر ہم مہتابہ کرین بانی سنی کی چیز کو
یہیے بیلہ و غیرہ کو یا پہلیا کو یا شک تو ہمین شک تہا ہے کہ شاید شک مراد ہوا اور اگر شک بڑا ہجری مقدار را دہی شک کا دہی
کی حدین کرین تو اس بانی سنی کے چیز کا مقدار ہی آجائے اور پہلیا کا مقدار ہی موجود ہی اور شک ہی اگلی غرض کہ شک بڑا
اگرچہ کون کون کی نزدیک تہہ ہیں اور دلیل کی یہ ہے کہ امام شافعی نے کوئی روایت پر عمل کیا ہے اور دہی تہہ میں تخریج سے نقل کر کے تفسیر کی ہے
کو مجتہد کا کسی روایت پر عمل کرنا اس روایت کو صحیح کرنا ہے اور اس بڑے قول کا ہی کہ ہے کہ امام شافعی اسون جمع اور عدول میں ہی نہیں جاز
را دہی اور عدول روایت ہی وہ سند حال نہیں جو کسی پر اگر ہم کہو کہ عدول امام شافعی کی مسلم نہیں اور را دی او کی اپنی ہی سیدہ بات قابل
بیان اور باون اثبات ہی اور نہ اپنے بڑے عدول کرنا کی عدول کفایت کرتی ہے **۱** مدفاصل دو قوتوں کی ساتھ بہت قوی ہی کہ کہہ کرنا کہ
حدیث صحیح ہے کہ اور بڑا شک اس کو غیر یقین اسکا اور کیا ہی لیکن او کی قابل ہے کہ یہ مدد پیش کیا ہے کہ قلعہ عرف عرب میں چھوٹی بڑے
شکے دو کو کہتے ہیں مثل پہلیا بڑی چھوٹی کے اور حدیث میں اور کا اندازہ ثابت نہیں ہوا نیز اندازہ محل اسکا اور سیدہ جل کہ نہ کر سکتا
اور وہی تفسیر کہ ابن دقیق العبدی تعویذ دی ہی لیکن اور کو کوئی حدیث ہی شدال کیا ہے سو کہ ابو عبد القاسم بن سلام کو مراد
قلہ سے بڑا شک ہے اسی سبب کہ اگرچہ مراد ہوتا تو کو کو کہ حاجت نہ تھی کہ نہ ایک بڑے کی برابر ہو کہ ایک
بڑا ہو یا تا عرف اہل عرب میں اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے اون سے ایک حد بیان کے ہے ظاہر کی طور پر
اور یہ بات معلوم ہے کہ آپ صحابہ کرام سے ایسے باہن فرمائی ہے جو سمجھ میں آوین نہ جمال اور ہدیک

ہر ایک ہذا البتہ اختلاف سی نکالتا ہے اور سببانی لفظ مشترک کی کو محض اور معتبر ہے اسلیٰ ہی نہیں ہوا و قتال رسولی
 علیہ السلام یا رسولی الی مالہ و سبب کہ اگر کو قتلہ جوئی پہاڑ کو ہی کہی ہیں میں میں محض اور معتبر ہوتا ہے کہ وہی اور قتلہ
 مقتولین کا نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر قتلہ پہاڑ کی جوئی کو کہی ہیں لیکن اس حدیث میں درج ہے ہائی کی پیشہ
 نہیں ہو سکتی پہلی خبرت حدیث بریفیۃ کی حالاکہ میں پائی بقدر جوئی پہاڑ کی تھا اور باوجود کی تحفہ حضرت فی ابویکو
 عربست پڑنی سی ہی نہیں قرار دیا اور فرمایا کہ یہ پاک ہی جیسا کہ سابق میں گذلا اور مال ہی قتلہ اور جوئی کی پائی کی
 نہ جوئی پہاڑ سے ۵۰ بریں متعلق نہیں یا دیگر گیسیت ۵۰ میں ثابت ہوا کہ حدیث قلعین کی صحیح اور ثابت ہی اور زور نہا کی
 ہی اور تصریحات آید جرح اور تعدیل سی ہی اور ہی قابل ہے عمل کے اور کسیر طبع کا میں جرح اور غرضہ نہیں ہے نہ منی الف جہا
 اور مضطر بالاشا والافتادہ یعنی اور نہ شرک و ریا یعنی کثیر و کی فاحشہ مدعی توفیقہ والہام کو حقیتہ اب سولف کی کہ
 وجہ کا جواب یا جاتا ہی بقدر کہ عشرانی مشرک کی خدمت گذاری سی شرف موصول کیا جاوے گا قال اور ایک جہاد قلعین کی
 حدیث پر عمل کر کے یہ ہے کہ تحقیق یہ حدیث ان رسولی الصلی علیہ وسلم قال المدا طلعوا ولا یخسہ شیء میسر تری حدیث
 قلعین کی سی پہاڑ کہ منع کیا ہے بخبرائی می جمع نجای میں اب غلام حدیث قلعین کی اور سولف حدیث الماء طلعوا
 لا یخسہ شیء کے کو جہات کی جہہ ہی باقی بقم من الغاسات فی السعن والماء وقال الزہری لا یامین عالم
 بتقریر طعم اولیہ اولون آید ہی مذہب ہی امام مالک اور تابع انکی کا پر ہوگی حدیث قلعین کی معارض حدیث الماء طلعوا
 منی کی اور نہیں ہی ممکن حمل کہ حدیث الماء طلعوا لا یخسہ شیء کا اور حدیث قلعین کی یعنی یون کہا جاوے کہ مراد حدیث الماء
 طلعوا لا یخسہ شیء ہی قدر قلعین کی ہی سو پہاڑ میں ممکن اسلیٰ کہ حدیث قلعین کی منیف ہی اور حدیث الماء طلعوا لا یخسہ شیء
 میسر ہے اس سی پس اگر مراد لیجادی حدیث الماء طلعوا لا یخسہ شیء ہی قدر قلعین کی تو لازم آوے گا باطل کر دینا عموم حدیث
 ہوتی کا ساتھ حدیث منیف کی اور یہ باطل ہی بالاتفاق پس ہوگی حدیث قلعین کی متروک اصل ساتھ حدیث الماء طلعوا
 لا یخسہ شیء کی اقول اولاً تو حدیث الماء طلعوا من لفظہ کا عام ہی نہیں بلکہ معبود بعد خادجی ہے اسلئے کہ یہ ہے
 اسم منصرف باللام وسم معرف باللام عام او سوقت ہوتا ہی جیکہ عہد بنو عباس کا تھا سلمہ البشوت میں وسمہا اللہ صلا
 والحمد للہ المصلیٰ وسمہا اللہ صلا والحمد للہ المصلیٰ وسمہا اللہ صلا والحمد للہ المصلیٰ وسمہا اللہ صلا والحمد للہ المصلیٰ
 اور یا ہی سب کتاب میں اسول کی لکھا ہی اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام میں اصل عہد خارجی ہی تو جیتاک کوئی

۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

قرینہ متقنی عموم کا متفق ہونا گاہرگز اس کو عام نہیں بنانے کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں اس لیے اس کا اسم اس کے معنی میں استعمال نہیں کیا گیا۔
 الخارج والذہنی واما الجنسية ای الجنس اما التعریف الطبيعة لکن المصداق هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبيعة
 لان اللفظ الذي يدل على اللام دال على الماهية بل ان اللام على الفاعلة الجديدة اولى من حمل على تعريف الطبيعة
 والفاعل الجديدة اما تعريف المصداق الاستغراق بالجنس ثم تعريف المصداق اولى من الاستغراق لانه اذا ذكر بعض
 افراد الجنس خارجا او ذهنا فحمل اللام على ذلك البعض ولى من حمل على جميع الافراد لان البعض متيقن والكل
 محتمل انتهى اور کہا کہ جو یہ کہتا ہے کہ اللام اصل ای الراجح هو المصداق الخارجی لان حقيقة التصین
 والحال التیذیر ثم الاستغراق الى اخر ما قال من تحقیق وتدقیق مع الجرح علی بعض کلام
 صمد الشریعة غرض کہ بعد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہی کہ ہم صرف باللام میں حبیب کوئی قرینہ عموم کا ہونا
 پس ہم کہتے ہیں ساتھ تو فیق اس کی کہ الماء مہو اس حدیث میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ پانی جسے ہم سوال کرتی ہو یعنی
 پانی پر بیضا کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہی کہ پانی پر بیضا کا قدر قلیت ہی کہ نہیں تھا پس اس الماء مہو سے پاکی اور
 پاکی کی جو قلیت ہی کہ ہونا ثابت ہوئی اور الماء مہو کا حدیث قلیت ہی تغاض ہونا اور وضع ہو کہ کسی حنفیوں کو بھی اس پر
 اقرار ہے کہ الماء مہو میں عموم نہیں بلکہ مراد اس کی پانی پر بیضا کا ہے ازہجہ حضرت سرف ظاہر ہی حضرت قطب الدین
 خاں صاحب جام اقبالہ کہ مقلد محمد شاہ کی ہیں اس کی ترجمہ مشکوٰۃ سنی میں ظاہر حق میں فراتی ہیں تحت حدیث الماء مہو کہ
 بعد بیان معنی پر بیضا کا ہے پس پانی اس کا بہت ہوتا اور چمچہ دار ہوتا بلکہ لکھا ہی علمائے کہ وہ جارہتا اور وقت میں کراہ
 رکھتا تھا طرف باغ کی مثل ہزار کی اس کا حکم حضرت سی و چہا جواب میں اس کی پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حال
 یہ کہ اس کی ظاہر عبارت سی کوئی بیضا کہہ سکتی کہ کوئی کا پانی بلکہ نہیں ہوتا ہوا ہوا بہت بلکہ بیضا ہی کہ یہ حکم پانی کی کراہ
 اور بعضی روایت میں ہمارے علماء سی منقول ہے کہ کوئی چمچہ دار حکم پانی جارہتا کہہ سکتے ہی انتہی کلام بعد بعینہ اور اسی
 مظاہر حق میں تحت حدیث قلیت کی فراتی ہیں اور یہ جو حدیث پر بیضا کا ہے میں آری اس کی لفظ طہی ایچہ شے یعنی پانی کا ہے
 نہیں جس کی آں اس کو کوئی چیز اور اس کو دلیل ہے نہ اس کے صحاب ظاہر ہی مراد نہ اس کی پانی کی نہ ہی انتہی کلام اور ازہجہ لکھا

۱۵ جان کلام تعریف کا یہ عہد ظاہر ہی کی آئی ہے پادہنے کی لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کی آئی لیکن عہد اصل ہے پر استغراق ہے
 پر تعریف کیونکہ وہ لفظ جس پر لام دخل ہے بغیر لام کی ہی اس بیت پر دلالت کرتا ہی پر حمل کرنا لام کا نئی فائدہ پر اس کا ہی تعریف پر
 حمل کرتی ہے اور یہاں فائدہ یا تعریف عہد ہی یا استغراق جنس کا اور تعریف عہد ہی استغراق سی اولی ہے اس سے پہلے ہی وقت
 بعضے فرد جنس کے ظاہر یا جنس کے طور پر ذکر کر گئی تو حمل کرنا لام کا اور بعضی زبانی افراد کی حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعضے
 یقینی ہیں اور سیاقی ۱۵ جو حق یہ ہوتا ہو چکے تو کہتے ہیں ہم راجح عہد خارج ہے کیونکہ اس میں یقین اور تمیز
 پورے ہے پر استغراق ہے آخر اس عبارت تک جو تحقیق اور دقتہ سخی کی کہا ہی بعضی باتوں میں دلالت ہے پر عہد

حنفی میں کہ شریعہ میں فراتی ہیں غم انکار دہ مودد النص وهو بیریضاۃ خاصۃ انتھی کلامہ فخصال
 ہن لیسوس کا مقام ہی کہ تنویر الحق کی ترجمہ میں ایسے پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ دان تراں میں
 عموم کو باطل کرتے ہیں اور تنویر الحق میں تعقید خوشہ کی ثابت کرتی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون اور تہذیب
 احمد علی سہان پوری ہیں کہ بعض حنفی ترمذی میں فراتی ہیں تو کہہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
 الالف واللام للہم الخارجی فتاویلہ ان الماء الذی لتسا لون عنہ فالجواب مطابق لا عموم کلام
 کما قالہ مالک استھیہ واما بعد طحاوی میں کہ شرح سماعی الاثامین یا یا ہی کہی ہیں اور بہت کلام
 حنفیہ فی سہاؤا کر کیا ہے کہ یہ حدیث عموم پر نہیں اگرچہ انہوں نے وجہ بالتحقیص ایک ہونی بیریضاۃ کی حدیث نقل
 وہ نہیں بیان کی جو یہی بیان کی ہی بلکہ کہا ہے کہ وہ بیریضاۃ باخون کی طرف جاری تھا تو حکم میں نہ جاری کی ہوا
 لکن یہی سابق میں یمن تاویل حدیث نہ بھی کی ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات یعنی جاری ہونا اور کطرف باخون کی
 غلطی اور راوی اسکا واقعہ ہی ہی کذاب اور متروک اور وضع حدیثوں کا اور سطل حدیثوں کا نزدیک ایہ حدیث
 کا مخرج القرب للہم لانی والمختصر لہو الدین علی ویمجم البصار لابن طاہر الحنفیہ وجہ التحقيق ان ذکر ما
 اور علی قال بان المراد من الماء فی حدیث الماء طہر لا یخسہ شئ الماء الذی ورد عند السوال وهو ما
 بضاعۃ من اند محالف لقولہم العبرہ العموم الالفاظ لا یخصون المحل ووجہ الالاف فاعر غیر حنفی علی من بعلہ
 العام لانہ اذا علم الفاظ العام یقین ان الماء فی هذا الحدیث لیس من الفاظ العام فان کو نہ عام موقوف علی
 کو نہ لعمد الخال جی لذل ہی هو الاصل وعدم کو نہ لعمد بلا فریۃ العموم انتفاء الاصل وهو کا تری فاذا یقین ان
 لیس من الفاظ العام فی هذا الحدیث سبزم باند فاعل الایاد لانہ بعل شئ عموم لفظ الماء فافہم ولا تغرر من غشیل

سہ سہاؤا کر کہ مذکور ہیں ہی موقع سوال ہے اور وہ خاص بیریضاۃ ہی سہوچکا کلام حنفی کا بطور مختصر ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک ہے بیان لفظ الماء بوجہ الف لام ہے وہ حدیث غرضی کی لئی ہی تو تاویل حدیث یہ ہوئی کہ امی لو کہ جس حدیث
 تم پہنچتے ہو وہ ایک ہے قلاب جواب سوال کی سہاؤا ہے عام نہیں بطریق مالک کہی ہیں جو چکا کلام مولوی احمد علی کا ہے
 صبا کہ گذر چکا عقلانی کے تقریباً وہ مختصر فرمود الدین علی اور مجمل البصار ابن طاہر حنفی ہی اور اس تحقیق ہی اور یہ گیا اور
 جوادوں کو جو پر کیا گیا تھا کہ جو حدیث عالماء طور میں کہتے ہیں کہ مراد لانی سے یہاں بیریضاۃ ہے اور وہ اعتراض یہاں
 کہ یہ ہتھارہ موقوفہ اس شہر ہو کہ حدیث کی مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کی خصوص کا نہیں اور اس کے
 اور یہ جائز کی وجہ حنفی نہیں تاویل لفظ عام کو حاجتی ہیں کیونکہ الفاظ عام کی تعقیل جائز کے بعد یہاں تو معلوم ہو گیا کہ اس
 لفظ عام نہیں کیونکہ لفظ عام ہونا موقوف تھا کہ یہاں الف لام عود غرضی کی لئی جو اصل ہے ہونا وہ ظاہر قرینہ عموم کی یہ ایک چیز کی
 اصل کو کرنا ہے اور یہ نہیں کہ نہیں موجود وقت یقین ہو گیا کہ حدیث میں لفظ الماء ولفظ عام میں نہیں تراویں اعتراض کی اور یہی کا یہی

[illegible]

هو المخلص وهو ان يتخلص بعضهم من جانب الى جانب ولم يفسر المخلص في رواية الاصل ومثل محمد
 حل الحوض فقال مقدار مسجدك فذرعوه فوجدته ثمانية وربع اخذ محمد بن سلمة وقال بعضهم مسجد
 محمد وكان داخله ثمان وخارجة عشر في عشر ثم رجع محمد الى قول ابي حنيفة وقال لا وقت فيه شيئاً
 اور ميرزا الدرایہ میں کہا ہے الصحیح عن ابي حنيفة انه لم يقدر في ذلك شيئاً فقال هو موكل الى غلبة الظن في جواهر
 الجحاسته من طرف الى طرف وهذا اقرب الى التحقيق لان المعتبر عدم وصلي الجحاسته وظلبة الظن في ذلك بحر
 مجرى اليقين في وجه العمل كما اذا اخبر احد بجحاسته المأمور وجب العمل بقوله وذلك يختلف باختلاف وجه الرأي وظن
 اور یہاں ہی کہا ہے شرح جمع الحواصی میں کہا ہے انہی میں سے ظاہر روایت عن ابي حنيفة مقبلاً بطلانہ وهو الذی یزعم ان کتبہ
 قال ابو حنيفة العدیر العظیم والذی لا یخلص بعضہ الى بعض لم یفسر فی ظاہر الروایۃ وفوض الی ای المستلزم لہو الصحیح
 اخذ الکرخی النحوی غاتم المتأخرین ابن نجیم حتی یقتل کرنی روایات مذکورہ کی جرح اور ابن من فراتی میں وہاں کی اکثر کتب
 ائمتنا فتبت بهذا النقول المعتمدة من مشائخنا المتقدمين مذهبنا ما منا الاعظم ابي حنيفة و ابي يوسف
 ومحمد حمهم الله فتعين المصدا اليه اماما اختاره كثير من مشائخنا المتأخرين بل عامتهم كان نقل في معارج
 الدلائل من ائمتنا العشر فقد علمت انه ليس مذهب اصحابنا فان قلت ان في الهداية وكثير من الكتب ان

کر ہی ہمارے بہترین کے نزدیک نجاست کا پہلا وہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسرے طرف پہنچ جاوی اور اسی
 روایت میں پہلا وہ کی تفسیر نہیں ہی اور کہنے پر وہاں امام محمد عرض کی مقدار کہہ کہ مقبلی مقدار میری مسجد پر لوگوں کی جو بنا یا توڑا
 و عرض آہنگر بنایا سو محمد بن سلمہ کا یہ مذہب ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ مسجد جو غائبی توڑا نہ قبول و عرض کہ شہد کہ تھا اور یہاں وہ وہاں
 پہر وجود کیا امام محمد نے ابي حنيفة کے قول کی نظر اندہ کیا کہ میں کو وہ مقرر نہیں کرتا جو کچھ عبارت شرع مختصر ہے کہ جو پہلے
 صحیح امام ابي حنيفة ہی یہ ہے کہ وہ نہ ہونے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ گمان غالب پہلا وہ نجاست پر ہو چکا ہے اور یہ مقرر تحقیق کے
 فریب کے کہ کہ نجاست کے نہ پہنچنے کا ہے اور گمان غالب ہے باہین قائم مقام نہیں ہی وجوب ملل ہی
 مہیا کہ ایک آدمی خبر دیوی پائیگی ناباک ہوگی تو اسکی قول برعل حجب ہو جاتا ہے اور یہ گمان یقیناً تو کو کو عقل کے خلاف
 ۱۵ غابر روایت امام ابي حنيفة کی گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہ بہت صحیح ہے ہر جگہ عبارت غایۃ اللہ ان کی ۱۵ امام ابي حنيفة
 نے کہا کہ بڑا آداب ہی کا کہ ہر طرح کی نجاست دوسری قدر نہ پہنچی اور ظاہر روایت میں اسی تفسیر نہیں کی بلکہ برتنی والیں راسی پر کہا ہے
 اور یہ ہے مجھ سے اور کرنی کا معمول یہ ہے جو پہلے عبارت ینا بیچ کی ۱۵ اور سید طرح پر ہمارے اہل حق اگر
 من برائین کے غیر فلول کے پہلے مشائخ کی مذہب ہماری امام ابي حنيفة اور ابي يوسف اور محمد کا ثابت ہے اور یہ ہے کہ
 بڑا ہے اور وہ جو بہت سی مشائخ متأخرین نے اختیار کر لیا بلکہ عام متأخرین اسی سے کہ معراج الدرایہ میں نقل کیا
 کہ تیار وہ درود کہ تو یہ توجہان چکا کہ مذہب ہمارا صحابہ کہ نہیں پر اگر تو کہو کہ یہاں وہ اور ادبیت کہ ان میں سے

[illegible]

ابی حنیفة علم التقویٰ و حل التفریق فی الامثال هذا فان غلب
 علی الظن ان لا یقبل الجحاسة الا فی الروایات الاخری اعتبار التحریک و قدره المتأخرون
 المساحة انتهى مختصرا و در کتب شیخ عبدالحی محمد طوسی فی شرح مشکوٰۃ من و ظاهر الروایة عن ابی حنیفة غلبة الظن ان
 غلب الظن وصول الجحاسة الطرف الاخر لم یقوضا و الاقضاء و اعتبار ابی سلیمان الجندی الکثیر بالمسحت
 و اختاره المتأخرون فقوم اعتبروا ثانیة فی ثانیة و قوم بخمسة عشر فی خمسة عشر و الاکثرون
 بعشس فی عشرين انتهى مختصرا و در شیخ عبدالحی فی شرح فاری مشکوٰۃ من ہی و در و کذب مذهب متأخرین ہی کا
 وارد یاسے اگر چه امام کا مذہب تحریر کی ہے لکن یہو اسکی تحقیق منقطع نہیں کذب امام کا اعتبار تحریر کی ہے باعتبار
 رأی مبتنی یہ ہمارا مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب تحدیدہ درود کی نہیں سو وہ اس کلام شیخ کی جو ترجمہ
 مشکوٰۃ من ہے ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتی ہیں و نزد امام ابو حنیفہ و صاحب ادوار اب القدر بود کہ جبنا بدین اجزاء و
 از ہم جدا کرد و کثیر است و الاقلیل و نزد متاخرین شایع است و در ایض و بعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب اصول مجتہد
 بنیاد و دیگر است و فتوٰ کنند و الا بکنہ انہی مختصرا و اولیای ہی بران الدین تصدیق ہی کہہ فی دہ درود کہ قول بعض شایع کا
 وارد کیا ہے ابو حنیفہ کا اگر چه فتویٰ دینا ہے کہ ہے لکن متنازع ہے اسکو ہی رد کر دیا ہے فی ثبات کیا ہے کہ مجتہد کرنا اور
 فتوا دینا ہے کہ ہے جیسا کہ متعرب عبارت بحر الرائق میں گذار ملا وہ یہ کہ کہ اس کی بحث نہیں کہ فتویٰ حنفیوں کا کہ ہے
 غرض ہی ہے کہ وہ درود مذہب ابو حنیفہ کا نہیں سو وہ ہمارے سے خاص معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہوا میں و اللہ اعلم
 الذی لا یغیرک احد طرفیدہ تحریک الطرف الاخر اذا وقعت جحاسة فی احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب
 الاخر لان الظاهر ان الجحاسة لا تقبل الیه اذا ترا التحریک فی السراية فوق اثرا الجحاسة ثم عن ابو حنیفہ
 رحمہ انہ یعتبر التحریک بالانفصال و هو قول ابی یوسف رحمہ ابہ و عنہ بالتحریک بالید من
 محمد رحمہ اللہ بالتوضی و وجه الاول ان الحاجة الیه فی الحیاض اشد منها الی التوضی
 و بعضہم قد روا بالمساحة عشر فی عشر بن راع الکرباس توصفہ للامر علی الناس علیہ الفتویٰ انتهى
 اور یہ سخت محبت اور دلیل اور نہیں وہ درود کی مذہب حنیفہ کا اور بنیاد برسم تیز و سلف ظاہری کا یعنی ثواب جو کہ طہرین
 ابی حنیفہ ہی کی ہر ایک حد میں نہیں بلکہ انہی کے اوّل سے عادت کی طرف سے جو ایسے بلکہ نہیں و کی ہے بتنی و ایک ہی راہی ہوتا ہے اسوا کی
 گمان غالب ہے کہ یہ پانی نجاست نہیں قبول کرتا تو وضو کر لیں اور نہیں تو نہیں اور اور و تیر نہیں یا کسی کے ہاتھ کو لیا اور تاخیر کیا
 یا کسی کے پاؤں کو لیا یا ہر چکی عبارت ارکان اربعہ کی بطور وضو کی مسطح اور ظاہر روایت ابو حنیفہ ہی گمان غالب ہے ہر ارکان سے
 نجاست کا ہر چنانچہ اس کے طرف معلوم ہو تو وضو کر لیں اور اگر معلوم ہو تو وضو کر لیں اور ابو سلیمان جو رجال کی فی نوایس ہی اعتبار کرتا ہے
 اور کو متاخرین نے ہتھ لکھا کہ قوم فی ہشت درشت اور ایک قوم بیخودہ و بزدلہ و عیبرا کہ اگر کوئی گناہ درود نہ کیا ہے جو ہی ہتھ لکھا ہے

کتابی اور یہی کہانی ہے و اسی الزام کی روشنی کو آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں صاف قرار کیا ہے کہ مذہب امام اعظم کا محمدی بالیٰ تھی
 تحریک ہے جیسا کہ شیعہ عبدالحق کی ترجمہ میں اصرار ہے میں گذرا اور وہ درودہ کی تقدیر بعضی متاخرین کی نزدیک ہے چنانچہ سخت شد
 قلیب کے ذرائع میں پس کی خلاف کیا ہے امام ربیع بن جع مقداد قلیل کشکری امام مالک کو کہتی ہیں کہ جس بابی کا رنگ سبز ہو
 متغیر نہ ہو نجاست کی پڑنے سی وہ کثیر ہے اور جو تغیر ہو جلدی وہ قلیل ہے اور امام شافعی اور محمد رحمہما کہتی ہیں کہ جو مقدار
 قلیب کی ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اعظم رحمہما اور ان کی مذہب والی کہتی ہیں کہ اگر بابی ہند ہو کہ ایک قطر کی، ان کی سی
 دوسرے قطر نہ ملے وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعضی متاخرین نے وہ درودہ کو کثیر کہا ہے بہت کلام الثواب مولانا قطب الدین نقشبند صاحب
 اب میں غور کر دو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا سیر کر کہا کہ وہ درودہ مذہب ابوحنیفہ کا نہیں بلکہ بعضی متاخرین کا ہے
 اور یہ نیز الخ من بد تقلید محمد شاہ کی کہہ باندہ درودہ ہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور ان کی اتباع کا والد علم اس اختلاف اور
 کہ سبب معلوم نہیں ہوتا یا پہلی تحریر مظاہر حق سی او کو ہو واقع ہوئی یا جان بوجہ کہ ایسے تعصب میں گرفتار ہوئی
 یا مظاہر حق میں تقلید شیخ عبدالحق حرکت کی تھی اور نیز الخ من بد تقلید محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے جس کے استی رائے شیعہ کی
 تصریحات سی بلکہ خود مولف ظاہری معنی مولوی قطب الدین خان صاحب کی مظاہر حق کی عبارت سی ثابت ہو کہ وہ درودہ
 کسی کے نزدیک مستند میں سی مستند نہیں اور ظاہری کہ جو لوگ متاخرین کی قایل ہیں ان کی پاس ہی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے
 اور یہ وہ درودہ کسی اصل شرعی کثیر جو ہم نہیں کہ جیسا کہ کلام سی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کی جو بحر الراءین سی متولی
 گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ جابر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرانی محی سنت عالم نبیل مولانا دہقدہ تارک
 اہل سنتی اللہ نہ کا کہ یہ تہجد عشرتی عشرتی یعنی وہ درودہ کی بدعت حقیقہ ہے ثابت اور صدق ہو گیا اور وہ قول مولوی اہل
 صاحب کا یہ اجماع الیہما حق میں قرانی میں مسئلہ خاصہ تھا اس کے کثیر متاخرین از فقہاء و صدوق کہ محققین و ائمہ اصول یعنی شافعی
 و مصابح شرعیہ بدون شک بالیسے از و لا علی شرعیہ عبادت یا سماعات اختر طرہ مینا بند یا محتویا صلی روز تہول و سیدہ
 خاندہ صراف می کنند مثل تہجد کا سبیل اوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و مجلسات و تہجد و اکثر بعضی حشر ہمار قبیل میں صاحب
 است انہی مختصر غائیۃ الاختصار و مرقاۃ فی جواب البال بالکافی جملہ الروایات اللہ علیہم السلام بعد صاحب
 اور جو کہ مولف فی مصنف الی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم درودہ کی قائل تھی اس خود مولف کا اقرار ہے

مکتبہ بڑا تاب وہ کسی ایک کنہ کا پانی دوسرے کنارے کی یا نیکی بلانی سی نہ ہی توجہ وقت ایک کناہ پر نجاست پڑ جاوے
 دوسرے کنارہ سی وضو جاری ہے کیونکہ ظاہری ہی کی مانگت جاست نہیں ہو چنی اسوئی کی حرکت پانی کی خواست زیادہ دور تھی ہی پر
 امام ابی حنفہ سی روایت یہ ہے کہ وہ یا نیکی حرکت جو نہائی سی ہوتی ہی او کو عتاب کر تھے تھی اور یہی امام ابی یوسف کا قول ہے کہ
 ایک دہیت ہاتھ کی حرکت ہی ہی اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا اور پہلی صورت کی وجہ یہ ہے کہ وضو میں وضو کی نسبت
 ہاتھ کی زیادہ ضرورت پڑتی تھی بعضی نے فراموشی کا اندازہ دیا کہ اگر کسی نے وضو نہ کیا تو اس کے وضو میں ہاتھ کی نیکی بات دم استی

قائل ہونا مقابلہ قسم کی کیا محنت ہے جس حالت میں کہ شافعی کی حدیث مردود پر مولف نے اتنی دل دی کہ اور کسی مذہب پر
برغم خود صنیف کر دیا کیا امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا نقل اگرچہ بی دلیل ہو مثل قرآن کی ہی اللہ وہ کیا ہی نہیں کہ جناب ائمہ
قرآن اور کتابی دلیل نقل کر دیا نقل قصا ہایہ کاکہ سپر فتویٰ ہے مثل حدیث اور قرآن کی نقل کی کی خوش ہو گئی مردانگی
ہی کہ جسطرح حدیث کو رسول اللہ کی جیسے شافعی کا نقل ہے مردود کیا تھا اسطرح وہ مردود کو کسی حدیث سی یا قرآن سی یا احادیث
شرعی سی یا قیاس سی ثابت کرتے مجرد مذہب کا معضل استدلال اور محل ترجیح بالدلائل میں پیش کرنا انسان اور متاع اہل علم
کی ہنر نہیں کہ جو تو شرع اور لحاظ ماہر ہے خیرت القاصی لایقرا آئندہ پیر خباب مولف کی مذمتیں اتناں ہے کہ وہ مردود کو کسی دلیل شرعی
سی دوسری میں یا چار برس میں یا دس برس میں ثابت کر کے ہم مشتاقوں کو سرور و ممتاز فرمادین اللہ اولاد و اولاد
وطاہر و باطال مارا انا الحق فی تحقیق حجت العتیین العظیم الثابت المروی عن رسول اللہ سید التقلید صلی اللہ
والہ وسلم علیہ الطہاتین اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب دینا آئندہ کلام مولف کا حوا قرآن فاعقل کر کے موجب تعلیم اوقات ہے
ما تم کو شہ حال میں سی کہان فرست ہے کہ سب کی توجیہات کر سیکہ و ضعیف اور دلائل مرئیہ کو نقل کر کے اسطرح
حاصل کلام کو اوکی سے تمام تمسک اوکی کے لئے عبارت و جزو و مختصر میں بیان کر کے ہر ایک بالنگا بخوبی جواب دیوں گی
قال مسئلہ دوسرا پھر بیان وقت سب فجر کے **اقول** ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ ثابت ہے کہ اگر صرف کرنا
محرمی غلبہ میں بڑا کرتے اور یہ تغلبہ دے ہی ہے بہت صحابہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ہیں اب عمر اور ابن
ابن مالک اور جابر اور ابو بکر و اور ہشام بن سعد و عائشہ اور اہل بیت و اہل علم اور فقہاء و محدثین و کما قال فی الجملی الجملی فی الجملی
اور بہت طرق اور ہر ایک یہ تغلبہ ثابت ہے اور بہت حدیث میں اس ضمن میں کہ فاروقین انہما سیدہ کہ روایت ہی حایت سے
لکھنؤ المصنفین علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم فیہ تغلبہ علیہ میں حقین حلیہ یقضی الصلوۃ
یعنی حقین احل العسل و بیت کی یہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور شافعی اور ابن ماجہ و غیرہ میں
ساتھ ساتھ سانیہ صحیحہ کے باتفاق مساک کے اگر یہ لغفلوں میں بعض روایتیں مختلف ہیں مثلاً بعضی روایتوں میں تغلبہ ہے اور بعض
میں یہ حقین اور بعض میں غیرت النساء علیہا السلام فیہ تغلبہ اس حدیث میں کہ طبرہ کا ضعف نہیں اور حاصل میں اس
حدیث کی یہ نہیں کہ آنحضرت کی ساتھ جو عورتیں اپنے چادر و عین لیشی ہوئیں فجر کی نماز میں حاضر ہوئیں تو وہ لیشی غلبہ میں
ناز پرہ پڑا کر ایسے گھروں کو چلتیں کہ وہ وقت سے تیز نہ کیونہوئی کہ یہ عورتیں ہیں یا مردانہ ہی حنی حق میں عدم اعتبار
میں حبیبہ اگر عین حنی نے شہر بخاری میں و قبل معنی یا یہ وہاں ایف اعبا انھن و هذا بعدہ والا وجه ان یقال
مسئلہ توبہ اندر کی لئے ہے اول اور آخر و ظہر و رطل اوپر کر اوئی ہو جو حدیث طبعی ہوتا آنحضرت مردار و یہاں مسلم صحیح میں کہ وہ
کہا ہی مسئلہ سونوی عورتیں فجر کی نماز میں آنحضرت کے ساتھ ایسے کپڑے اوڑھ لی ہیں جن میں اوپر ناز پرہ پڑا کر ایسے گھروں کو چلتیں کہ وہ
دو کپڑے پہن کر نہیں چلتی مسئلہ اور فقہان کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ کپڑے پہن کر نہیں چلتی کہ وہ کپڑے پہن کر نہیں چلتا تھا وہاں

[illegible]

اگر چه دو طاعتین کسب ہی ہوں مگر کیا عملی سختی میں وقتاخرہ ابواب و صحیح ابن خزيمة من طریق اساتذہ بن
 زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروہ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ اندہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح بغير غسل
 صلی مرة اخری فاسفر بجا فکانت صلواتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یطہر ان یمسح و قد سبق تخریجہ فان
 قبل فید اساتذہ بن زید اللیثی و قد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشی و قال
 ابوانہم لا یخیر بہ قلنا الحدیث ما صحیح ابن خزيمة و مسکت علیہ ابو داود و اسکت علیہ لا یزال عن درجۃ الحسن قال البیہقی
 رواہ کلہم نقلاً و خبر لا یستأخذ فی اسنادہ متفقہ و قال الخطابی من حدیث صحیح اسناداً و اساتذہ من رجال البیہقی و قد قالوا میں
 روی عن الشیخ ابی احمد ما عندہ لا یطہر لاطاعتیہ فی ان کثر و اتفق بہم جیکہ ام بخاری رئیس الناقہ بن اسامہ بن زید کی رحمت کی
 تو بہم کیسا کیا منکر ہے کہ وہ سراسر یہ کہ فرمیں کیا کہ بخاری کی روایت پر جمع قبول ہے لاکن بہر ہی وجہ قبول ہوتا ہی ہو کہ یہاں
 سبب ہر حدیث کی شرح و تفسیر و علوی میں کہا ہے لکن ان کا غیر مفسر ہی امیدین سبب متل قولہم فلا نضعیہ
 و فلا نلیس بشی و نحو ذلک مقتصر علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یخرج
 و ما لا یخرج فیطلق احدهم الجرح بنا علی ما اعتقدہ جرحاً و لیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ فیما جرح
 سلم بن عیث الا ان الفقہاء و الحدیثیین لا یقبل الجرح الا بمیناً و لو حکما کما عن علماء هذا الشأن بخلاف التعديل انہی
 اور کہا نوری بن سعد شرح صحیح مسلم میں لا یقال الجرح مقدم علی التعديل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتاً مفسر سبب
 والا لا یقبل الجرح انہی اور ظاہر ہے کہ خارجین اساتذہ بن بیان سببہ نہیں کیا ہی کہا لیس بالقوی و لیس بشی و ان
 یخبر انہی اور یہ معتبر نہیں کما قالوا لیس ان حدیثوں میں ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل یہی تھا کہ ہمیشہ فلس میں نہایت
 یہاں تک کہ اتفاق فرمایا ہو چکی جبارت شہرہ باریک اساتذہ بن عیث ابی داؤد و ترمذی و ابی داؤد و ترمذی و ابی داؤد و ترمذی و ابی داؤد و ترمذی
 کہ انکو ابن شہاب بن زید کی روایت کی اسناد کو جو حدیث بشیر بن ابی مسعود و ابی داؤد و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی
 سویری پرانہ میر میں پڑھے رہے یہاں تک کہ اتفاق فرمایا وہ یہ حدیث الی گندہ کی پرکار کہا جاتا کہ اسین اساتذہ بن زید لیس ہی ہے اور ابی ہاشم بن علی
 نسائی اور داؤد غرضی کہا ہے کہ وہ کو نہیں ہے اور حدیث کہا ہے کہ ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی
 وہ جی سبب محبت ابن عیث کی کہ ابی داؤد و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی و ابی ہاشم بن علی
 سبب تہ ہیں اور جو کہ میر میں حدیث کی سند میں خلاف ہے اور خود میں حدیث میں ہی اور حدیث میں کہا کہ وہ حدیث اسناد کی طور پر صحیح ہے
 اور اساتذہ بخاری کی روایت میں ہے اہل حدیث کا قول ہے کہ جس شخص کو دو شیخ یا ایک روایت کی روایت میں کنجائیں فمن کی نہیں رہی اگر کہ
 فمن کی خیالی کسب ہی ہوں ہو چکی عبارت عملی کی سند اس سبب کہ جو ہم جاتفسر ہوا فلا یمن کہ نہ انک فلا یمن شخص ضعیف ہی یا ناجز ہی یا اور
 من ایسے کہ کہ تفسیر کرے تو بہر جرم ہوگی اس شخص کے حق میں سبکی عدالت ثابت ہو چکی کہ وہ لوگ جمع اور غیر جمع میں مختلف ہیں و بعض اپنے
 منہ کی طرف کسی جمع کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ جمع نہیں ہوتے سو ضرور اس سبب کیا کہ ابی ہاشم بن علی جبارت شرح بخاری میں کہہ کر فرمایا

اسفار میں فقط ایک دفعہ پڑھی کہ بطور کلی تمام عمر کسی اسفار میں بہنیں پڑھی اور یہی یہی مذہب بہت سی صحت کا
 اور البین کا جن میں ہیں ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور موسیٰ اشعری اور عمر بن عبدالعزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا
 اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور حنفی اور حنبلی کا جیسا کہ کہا ترمذی فی حدیث عائشہ حدیث حسن صحیحہ هو الذی
 اختار وغیرہ احد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو بکر وعمر ومن بعدہم من التابعین ویدر یقول
 الشافعی واحداً اسحاق یستحبون التغلیس بصلوة الجفرا نفی اور کہا امام نووی فی شرح صحیح مسلم میں وھو من ھب
 مالک والشافعی والحنبل انتھو اور کہا محلی میں عزیزی ص ۱۷۱ و ابن الزبیر عمر بن عبدالعزیز امام مالک و الشافعی اور جناب مولف کا یہم
 و عوسے ہے کہ حدیث غلس میں نماز پڑھنے کی منوخر ہے اس حدیث ابن مسعود کی ہے کہ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم صلی صلی الا لیلھا الا الصلواتین صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم
 عبد الرحمن بن یزید سی مضمون کہیں مولف نے نقل کہیں ہیں اور حدیث اسقروا بالجفرا فاذا عظم للاجس سی وافی منشاہ
 اور روایت ابی سہیم مضمون ہے کہ کہا ما ختم اصحابنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ نا بقول علی التقدیر الجفرا پس جواب مجھ ہی کہ دعوی
 نسخ کا صحیح البطلان ہی پہلی کہ نسخ کا نسخ ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت و نخبہ الفکر وغیرہ میں
 حالہ کہ یہاں معاملہ برعکس ہے یعنی جو منوخر کہتے ہوئے غلس کا منوخر ہونا اور اس پر مداومت رسول اللہ کی نہ صحیح ہے
 ثابت ہی جیسا کہ ابی سنن ابی داؤد سی منقول ہو چکا اور جن حدیثوں کو سؤف نے نسخہ پکڑا ہے اسی ہرگز نسخ ثابت
 ہوا حدیث ابن مسعود سی اس میں ثابت بہنیں ہونا کہ جبکہ ثابت ہوئی موثبت رسول اللہ سلم کی نفی میں جیسا کہ ثابت
 کیا گیا تو وجہ ہو اہل کرا حدیث ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین اس پر کہ اس دن داخل ہوئی ہوگی ہجرت طلوع
 فجر کے باوجودیکہ غلس نہ بہنیں ہوئی ہوگی کہ غلس کے سنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سی بہن جیسا کہ کہا محلی
 قال غلس بقا اظلمة اللیل بخ الطلوع ایما الجفرا نقلا عن اصحابنا الا ظلمة الخفا انتھو وھذا فی عرق القار کشم صحیح البخاری للصحیح
 اور حدیث بہنیں قبل کہ طلوع ہو کر وہ کھنک بیان اور تفسیر کے ہوا و بہنیں توجہ مقبول ہوگی بخلاف تنقیل کی چونکہ عبارت سلم کی ہے کوئی نہیں
 کہہ سکتا ہے کہ صحیح مقدم ہے تقدیر ان کیونکہ کھنک میں بیان اور تفسیر کے ہوتے مقبول ہی کہ بہنیں مقبول ہی ہونگی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی ہے تو بہنیں
 اور زبیر سی اور اسکی روایت محبت کی ہا بن بہنیں سلم حدیث عائشہ رضی حدیث جن میں صحیح ہے اور یہ وہ مسئلہ ہی کہ انصاف کیا کہ کو بہت سی
 علماء صحابہ و تابعین سی ابو بکر اور عمر اور ابی داؤد و ابی حنیفہ و امام شافعی اور احمد و مالک کا مستحب ثابت ہی نہ ترمذی میں مسلم کی نماز پڑھنے
 ہونگی عبارت ترمذی سلم اور یہ مذہب مالک اور شافعی اور حنبلی کا ہونگی عبارت صحیح مسلم سلم اور ابی موسیٰ اور ابن الزبیر اور عمر بن عبدالعزیز
 مذہب ہی کہ غلس میں نماز پڑھتی ہوگی عبارت محلی کی ہے بہنیں دیکھا میں آخرت مسلم کو نماز پڑھتی ہوگی نماز کی وقت بران روز نماز
 یہ مذہب اور زبیر اور عمر اور ابن الزبیر اور عمر بن عبدالعزیز اور ابی موسیٰ اور ابی حنیفہ و امام شافعی اور احمد و مالک کا مستحب ثابت ہی نہ ترمذی میں مسلم کی نماز پڑھنے
 بہن میں ہونگی عبارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

اسفار میں فقط ایک دفعہ پڑھی کہ بطور کلی تمام عمر کسی اسفار میں بہنیں پڑھی اور یہی یہی مذہب بہت سی صحت کا اور البین کا جن میں ہیں ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر اور موسیٰ اشعری اور عمر بن عبدالعزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور حنفی اور حنبلی کا جیسا کہ کہا ترمذی فی حدیث عائشہ حدیث حسن صحیحہ هو الذی اختار وغیرہ احد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابو بکر وعمر ومن بعدہم من التابعین ویدر یقول الشافعی واحداً اسحاق یستحبون التغلیس بصلوة الجفرا نفی اور کہا امام نووی فی شرح صحیح مسلم میں وھو من ھب مالک والشافعی والحنبل انتھو اور کہا محلی میں عزیزی ص ۱۷۱ و ابن الزبیر عمر بن عبدالعزیز امام مالک و الشافعی اور جناب مولف کا یہم و عوسے ہے کہ حدیث غلس میں نماز پڑھنے کی منوخر ہے اس حدیث ابن مسعود کی ہے کہ ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلی الا لیلھا الا الصلواتین صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن یزید سی مضمون کہیں مولف نے نقل کہیں ہیں اور حدیث اسقروا بالجفرا فاذا عظم للاجس سی وافی منشاہ اور روایت ابی سہیم مضمون ہے کہ کہا ما ختم اصحابنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ نا بقول علی التقدیر الجفرا پس جواب مجھ ہی کہ دعوی نسخ کا صحیح البطلان ہی پہلی کہ نسخ کا نسخ ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیسا کہ کہا مسلم الثبوت و نخبہ الفکر وغیرہ میں حالہ کہ یہاں معاملہ برعکس ہے یعنی جو منوخر کہتے ہوئے غلس کا منوخر ہونا اور اس پر مداومت رسول اللہ کی نہ صحیح ہے ثابت ہی جیسا کہ ابی سنن ابی داؤد سی منقول ہو چکا اور جن حدیثوں کو سؤف نے نسخہ پکڑا ہے اسی ہرگز نسخ ثابت ہوا حدیث ابن مسعود سی اس میں ثابت بہنیں ہونا کہ جبکہ ثابت ہوئی موثبت رسول اللہ سلم کی نفی میں جیسا کہ ثابت کیا گیا تو وجہ ہو اہل کرا حدیث ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین اس پر کہ اس دن داخل ہوئی ہوگی ہجرت طلوع فجر کے باوجودیکہ غلس نہ بہنیں ہوئی ہوگی کہ غلس کے سنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سی بہن جیسا کہ کہا محلی قال غلس بقا اظلمة اللیل بخ الطلوع ایما الجفرا نقلا عن اصحابنا الا ظلمة الخفا انتھو وھذا فی عرق القار کشم صحیح البخاری للصحیح اور حدیث بہنیں قبل کہ طلوع ہو کر وہ کھنک بیان اور تفسیر کے ہوا و بہنیں توجہ مقبول ہوگی بخلاف تنقیل کی چونکہ عبارت سلم کی ہے کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ صحیح مقدم ہے تقدیر ان کیونکہ کھنک میں بیان اور تفسیر کے ہوتے مقبول ہی کہ بہنیں مقبول ہی ہونگی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی ہے تو بہنیں اور زبیر سی اور اسکی روایت محبت کی ہا بن بہنیں سلم حدیث عائشہ رضی حدیث جن میں صحیح ہے اور یہ وہ مسئلہ ہی کہ انصاف کیا کہ کو بہت سی علماء صحابہ و تابعین سی ابو بکر اور عمر اور ابی داؤد و ابی حنیفہ و امام شافعی اور احمد و مالک کا مستحب ثابت ہی نہ ترمذی میں مسلم کی نماز پڑھنے ہونگی عبارت ترمذی سلم اور یہ مذہب مالک اور شافعی اور حنبلی کا ہونگی عبارت صحیح مسلم سلم اور ابی موسیٰ اور ابن الزبیر اور عمر بن عبدالعزیز مذہب ہی کہ غلس میں نماز پڑھتی ہوگی عبارت محلی کی ہے بہنیں دیکھا میں آخرت مسلم کو نماز پڑھتی ہوگی نماز کی وقت بران روز نماز یہ مذہب اور زبیر اور عمر اور ابن الزبیر اور عمر بن عبدالعزیز اور ابی موسیٰ اور ابی حنیفہ و امام شافعی اور احمد و مالک کا مستحب ثابت ہی نہ ترمذی میں مسلم کی نماز پڑھنے بہن میں ہونگی عبارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

اما ان یکن ترجیح احدھا بوجه من وجہ الترجیح اولاً فان امكن الترجیح بقاین المصداق الیه والا فلا فضلاً ما
 ظاهر التعارض واقعاً علی هذا الترتیب لجمیع ان امكن فاعتبار المناسخة والمنسوخ فالترجیح ان نقین الترتیب علی
 بأحد الحدیثین انتھ بسبب براس قاعدة كل الروايات حدیثون بین منسوخة اور مجرد كونها یكی كسی وجہی و اول بیہ
 مراد مناسی ظهور صحیح کہ اس انداز پر کہ کیوں شک نہ ہے باوجودیکہ تاریکی ہی باقی رہے بسبب کہ کہا فتح اباری میں و
 اما مراد وہ اصحاب لسان و صحیح غیر احد من حدیث رافع بن خلیفہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اس سفر و
 بالفجر فانه اعظم الاجر فضل حمل الشافعي وغيره علی ان المراد بذلك تيقن طلوع الفجر انتھ اور کہ ما تزدی لی ہی حاس
 میں بطور حکایت کی شافعی امر و حاق سی ان معنی الاسفار ان یضم الفجر فلا یشتك فيه ولم یؤثر معنی الاسفار التلخیص
 انتھ ہی اس تاویل پر عینی اور ترجیح ابن ابیہم خفیون فی امر میں کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو تاریکی صحت نماز کا پہرہ
 معنی ایسی اسفار کی علم لاجر میں کی لکن بعض منصف خفیون ہی فی جواب ہی دیا ہے کہ مراد صحت کا تو مطلق تیقن ہے
 خواہ چند آدمیوں کو ہو اور عارضی اثری اجر کا اس حدیث میں نزدیک آنے کی یہ ہے کہ ایسا ظهور صحیح کہ ہوگا کہ ایک شخص نے غور و
 تامل کے پہچان لی جہاں ابو داؤد کی انصاف باب سی مناصح ہو یا بوقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمعیل نا سفیان عن
 ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادة بن النعمان عن معمر بن بلید عن رافع بن خلیفہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بالصبح فانه اعظم الاجر لکھوا و اعظم الاجر انتھ مارواه ابو داؤد قوله اصبحوا یا صبحہ قال فی الزیادة ای صلواھا
 عند طلوع الصبح یقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبح قلت بهذا یعرف ان روایة من روا هذا الحدیث بلفظ
 اسفرها یا الفجر مرویة بالمعنی و انه دلیل افضلیة التغلیس بحا علی التلخیص الی الاسفار كما فی السقات
 اور جو کچھ تاریکی کی حد تک تاریکی ثابت ہو یا تاریکی صحیح میری ہوتا ہے اور دوسرے مسند اور اگر تاریکی معلوم نہ ہوئی تو اس ہی خالی نہیں کہ ہوگا وہ بھی
 ترجیح ممکن ہوگی ماہنیں سوا کی ترجیح ممکن ہوگا و بسط و جمع و تہجد و لکھنا ہنیں ہنیں اور ظاہر میں جو حدیثوں میں منشاء ہوا کہ آج تو ہوا کہ ظہر
 ترتیب پر کمال مجاہد نہ ہو کہ ہر کچھ بنانا اور دوسرے کا پیر و ترجیح اور کی پر تو فکر اعلیٰ کی یک حدیث گن دو تو میں ہو چکی عبارت شریف کی
 اور جو اہل سنن بن رافع بن خلیفہ ہی روایت کی ہے اور بہت لوگوں کو سمجھ جایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فجر روتی میں پڑھ کر اور پھر
 ترک کلام شافعی نے اس پر حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو چکا اور یہی حکایت فتح مبارکی ۱۰۷ معنی اسفار کی یہ ہیں کہ صبح میں
 شک نہ ہے یہ کہ نماز میں تاریکی سے ہو چکی عبارت ترمذی کی ۱۰۸ یہ بات کہ بیان دیکھ میں روایت کی ہیں ہماق بن ہاشم
 اور کہا کہ روایت کی کہ ہر مفسر نے ابن عجلان اور ابو ہریرہ عاصم بن عمر بن قتادة بن النعمان ہی انہوں ہی محمود بن حبیبہ انہوں ہی رافع
 بن خلیفہ کی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روتی میں صبح کی نماز پڑھو اور پڑو گی یا یہ فرمایا کہ پڑھو لکھا ہو چکی روایت ابی داؤد کی ہنایہ
 کہا ہے منہ ایسے ہیں کہ صبح کی نماز طلوع صبح کی وقت پڑھو جب تک فی صبح کو کہیں آدھی اہل عرب صبح لعل بولتی ہیں میں کہتا ہوں کہ
 اگر اس مسند پر کہ روایت کی لکھنا اسفر یا الفجر کے خلاف ہی ہے روایت بالمتنی ہی جہاں شک و تامل ہے انہیں پڑھیں انہیں پڑھیں انہیں پڑھیں انہیں پڑھیں انہیں پڑھیں

[illegible]

[illegible]

علاوہ یہ کہ سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اتنی غریب کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ شیخ اسلام جعفر بن اسحاق کی روایت
 مروی ہے جیسا کہ کہا ہے محلی بن واثق بن ابی الہمام عن حلیث عائشہ رحمہ علیہا غسل داخل المسجد لان حجر تھا
 کا نہت فیدہ کان سقف مقار یا اتھ و فیدہم کوذ بعید اذ لا یختصروا قید التعلیل عائشہ بل رواہ جامعہ من الصحیحین
 اتھ کلام الحدیث میں روایات کلام مولف کا مجمع اجزاء اور باقی را معمول بہ ہونا حدیث قس جیسا کہ ہمیں ثابت کیا ہے
 ولہ الحمد ولا واخر وظاہر و باطن علی و قضا الاثبات الفلاس المروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتخاد لہ من عمرہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام قال سلمہ بن ارج وقت متحب لہم کی اقول کہی حدیثوں کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت شدت
 گرمیوں میں بھی مل ہی وقت ظہر پڑا کرتی اور یہی رغبت ولاتی روایت کی بخاری اور سلم بن ابی ہریرہ سی قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس فی النماء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یتھموا علیہ
 لارستموا علیہ لو یعلمون ما فی التھیر لا یتبعوا الا لہذا اور روایت کی امام حماد اور ابو داؤد زید بن ثابت سی قال کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظهر یا الحاجرة ولم یکن صلوة اشد علی اصحاب رسول اللہ منها الخ
 حکما فی مشکوٰۃ اور روایت کی ہی بخاری اور سلم بن محمد بن عمرو بن احسن جونی اسلم ہم سی قال سالنا جابر بن عبد اللہ عن
 صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظهر یا الحاجرة والصلوۃ الشرجی الحدیث اور روایت کی بخاری سلم بن ساریہ
 قال دخلنا وانی علی ابی برة الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی مشکوٰۃ
 فقال کان یصلی الحجیرۃ التی تدعوہا الاولی حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی سلم بن
 جابر بن عمر سی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظهر اذا حضت الشمس اور جابر ہی قال اشکنا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ

اور کی یہ یعنی سرگرمی میں صحابہ کو بھی پکارا کرتا ہے خود ہو گا نہ کہ صحابہ کا ہر ایک عبارت محلی سلمہ اور روایت دیگر جیسے یہ کہ لاوا جابین
 نماز میں ہی کی حدیث انہم یصلون بڑے ہی حکم کی ناسخ ہے سلمہ پہر نماز پڑھ کر پہنچے کہ کو جانی تہیں اور انہم میرے سبب سے جتنا تھوکتی تھی سلمہ
 اور جابریہ ابی بن ہاشم حضرت عائشہ کی حدیث کی یوں کہ انہم میرے سبب سے تھکا حال تھا اس وقت کہ حضرت عائشہ کا حجر ۱۵ منڈی تھا اور وہی حدیث
 بھی تھی یہ جیسا کہ امام ابن ہمام کا اور ابن سہال کی کہ یہ کلام تعبیر کیا ہے سلمہ کہ یہ روایت کچھ حضرت عائشہ سے پر غصہ نہیں بلکہ ایک حدیث
 صحیحہ اور روایت کیا ہے چنانچہ پہلی گندہ جیسا کہ پہلی عبارت محلی کی سلمہ اور اس کا شکر ہے اصل اور انفراد ظہر اور باطن کا دینی کہو ایسے تہیں
 نماز پڑھنے کی روایت کی ثابت کر کے یوں ہی ہی جو حضرت ثابت اور جیش کا بڑا ہوتا تھا سلمہ کہ انہم حضرت سلمہ اگر لوگ ان اور صف اول کا تو یہ
 جانتے اور فرشتہ الکر اور سکونانی تو اس پر تو عشا کی اور اگر ظہر کے اصل وقت کی ثواب کو جانی تو وہی طور دورے آخر حدیث سلمہ آنحضرت ظہر کی نماز
 اول وقت پڑا کرتے تھے اور کوئی نماز صحابہ پر اس نماز زیادہ محنت نہ تھی یہ نہیں جی مشکوٰۃ میں سلمہ کہا محمد بن عمرو بن حسن کہ مجھے جابریہ
 حدیث سلمہ آنحضرت سلمہ نماز کا حال پوچھا تو وہ یوں کہ کہا کہ جب ظہر اول وقت اور عصر واقع کی تیرہ کی وقت پڑتے تھے سلمہ کہا ساریہ بن سلمہ
 کہ میں میرے باپ بڑے ایسی کس کس سوائے میرے باپ آنحضرت کی فرض نماز کا حال پوچھا تو وہ یوں کہ کہا کہ ساریہ کی روایت ہی ہی اگر لال لال

فی الرمضاء فلم یسکننا ببرکها قال زهد قلنا لا یسکن فی الظلم قال نعم قلنا تعیما قال نعم اور میں سے قال کما فیہ لم یسکن
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا المکہ قال لم یسکن حلا ان یکثر حرمہ من الارض بسط ثوبہ فجد علیہ اور روایت کی ہے
 مائتہ سے قالت ما رایت اشتد تعبلا للظہر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر ببرکھا وکی الباب
 عن جابر بن عبد اللہ وخاب وابی برزہ وابن مسعود وزید بن ثابت والنس وجابر بن سمرہ قال ابو علیہ
 حلت عایتہ حدیث حسن وهو الذی اختاره اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدہم
 قال علی قال یحیی بن سعید وقد تکلم شعثہ فی حکیم بن جابر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس ولہ ما یغنیہ قال یحیی وروی لیسفیان زائلا ولم
 یروہ عن معین بحدیثہ بالاساقا قال محمد وقد روی عن حکیم بن جابر عن سعید بن جابر عن عایتہ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل الظہر انتھ اور روایت کی ہے سانی بن جناب سے مثل روایت مسلم کے خباب سے جو کہندے
 روایت کی ابن ماجہ بن عبد اللہ بن مسعودی قال سکنوا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حر الرمضاء فلم
 یسکنوا اور خباب سے مثل اسکی اور ابو ہریرہ سے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الحجیرۃ التی تدعو فی
 الظہر اذا احضنہ السمسم اور روایت کی ابو داؤد بن جابر بن عبد اللہ سے کہنا اصل الظہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فاخذ قضۃ من الحصباء التی فی کفہ واضعھا الجبھن اسجد علیھا الشدة الحکس اور زید بن ثابت سے قال

کہتے ہیں پڑھتے ہیں اور حدیث ہے جابر بن سمرہ سے کہنا کہ حضرت مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے سجدہ کے وقت میں سے کہا خباب سے کہ میں نے
 حضرت مسلم سے مارکی حلی زمین میں تر تینے وہ نکات نہیں سنی سے نہ پڑے کہ میں نے ابی ہاشم سے پہچان لیا کہ میں نے
 حق میں جی کہا ان پہ پہچان لیا کہ میں نے جلد کی باب میں جی کہا ان سے کہ میں نے حضرت مسلم سے کہتا ہوں کہ میں نے
 پڑا کرتی تھی پہ پہچان میں برشتانی نہیں پک سکتی تھی تو میں نے لوگ کچھ ابھرا دیا کرتے تھے تو میں نے سجدہ کیا کرتی تھی سے حضرت جابر
 کہا کہ میں نے حضرت اسد و کبرا و عمر سے زیادہ بلدی کہ خواہ ظہر میں نہیں پہچان سے اور اس باب میں جابر بن عبد اللہ اور خباب و ابی ہریرہ
 اس سنو اور زید بن ثابت اور انس اور جابر بن عمر سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 ہریرہ سے کہ میں نے حضرت مسلم سے اور ان کی ابتدا کوں کہا علی کہ میں نے ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 سے اور ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 کہا کہ میں نے زیادہ سے حدیث روایت کی ہے اور ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی
 زائبن سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی ہریرہ سے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن اور یہ بیوی ہے جی ابی

وقیل حتی یكون الظل ذراعا بعد فی الزوال وقیل ربع القامة وقیل الثلث وقیل النصف وقیل
 مختلف باختلاف الارتمتة انتهى **اقول** وما فی الهدایة من ان اشتداد الحر فی تلك البلاد
 یكون حین بلوغ ظل كل شیء مثله فتحقق الابراد فی الناحین عنه فهو باطل لا اصل له لانه
 لا یبقی حیثئذا وقت الظاهر كما استحققة عنقریب انشاء الله تعالى قال مسلم جرت بها بیان آخر وقت
 ظهر کا **اقول** بتأیید البید و توفیقہ اولاً معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مسئلہ جرت بہا اصل و مسئلہ میں ایک مسئلہ آخر قوت ظهر کا ایک
 مسئلہ اول وقت عصر کا تو دلائل اور اقوال مذہب دونوں متعون کہیں لائی جاویں کہیں اور جس دلیل ہی آخر ظهر کا ثابت ہو گا اوستی
 بعینہ اول وقت عصر کا ثابت ہو گا اور جس دلیل ہی اول وقت عصر کا ثابت ہو گا اوستی یہی معلوم ہو جاوی گا
 کہ آخر وقت ظهر کا قبل کسی ہی ایسا ہی حال ہے بقول کا اب سنو کہ اس مسئلہ میں تمام امام مجتہد ایک نظر ہیں البتہ امام
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ غایب نہ بہت شہودی کی ایک طرف یہاں تک کہ امام محمد اور ابو یوسف و شاکر و داؤد کی یہی اس مسئلہ میں اولیٰ
 الگ ہیں اور موافق جمہور علماء کی یہی جمہور علماء قایل ہیں اس بات کی کہ وقت ظهر کا بعد ایک شل کی باقی نہیں رہتا
 بلکہ وقت عصر کا قبل ہو جا تا ہے اور کتب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ یہی شہود کر دوش تک وقت ظهر کا رہتا ہے
 اور عصر دخل نہیں ہونی اگر بعد شل کی کما قاضی شاکر لہذا باقی ہی حنفی فی تفسیر غفری میں و اما آخر وقت الظہر
 فلم یوجد فی حدیث صحیحہ ولا ضعیفہ اندہ یبقی بعد مصادیر ظل كل شیء مثله ولذا خالف اباحنیفہ
 فی هذا المسئلة صاحبہاء ووافقا الجمهور انتهى و یصحی البتہ اور کہا فتح الباری میں ولم یثقل عن احد من اهل العلم
 مخالفة فی ذلك الا عن ابی حنیفہ فی المشہور عنه قال اول وقت العصر مصادیر ظل كل شیء مثله
 قال المقرئ خالفه الناس کلہم فی ذلك حق یعنی الافضل عنہ انتھے اور کہا نووی فی شرح صحیح مسلم من تحت اما
 اور قاضی چوہدری لکھنوی کہ اتنی شروع ہو کر آخر وقت تک نہ ہو کہ کا نہ قاضی چوہدری جلدی سے مختلف کیا کیے تہنیک کی مدینہ روزنامہ
 کہا کہ تہنیک یہ ہے کہ دیوار و گلا اتنا سایہ ہو جاوے کہ زمین نازی چلین اور خفیو کی نزدیک یہی بات پسندیدہ و چنانچہ دفعہ زمین ہے
 اور امام الکاسک نزدیک یہاں تک کہ کچر کا سایہ او کی جرت ہائی بلکہ اوستی چلیو تک کہا ہے کہ گدی کی شدت ٹوٹ جاوی اور بن
 موسیٰ یہ روایت ہی کہ بن روزنامین دیگر سایہ پہلی ہو کہ تو دو گز تک تہنیک کی حد ہے اور اس روزنامین دیوار بن سات گز کی چو
 نہیں اور بعض لوگ کہا ہے کہ سایہ پہلی کی سوا گز پر سایہ ہو جاوے گا اور بعض لوگ کہا ہے کہ چوتھائی فٹاؤم اور بعض لوگ کہا ہے تہا ہی اور بعض لوگ
 اولاً اور بعض لوگ کہا ہے کہ وہ روزنامہ میں مختلف ہے ساتھ میں کہتا ہوں کہ وہ چوہدری میں ہی کہ ان خبروں میں گر کی شدت ایک
 شل تک رہتی ہے اور تہنیک اس سے پہلے کہ پہلے پہل بات ہے اور وقت تو ظهر کا وقت ہی نہیں رہتا چنانچہ عنقریب کی تحقیق ہم کہہ سکتے
 اور آخر وقت ظهر کسی حدیث صحیحہ یا ضعیفہ میں نہیں پایا یا تا کہ بعد ایک شل کی باقی نہ رہا ہی نہ اوستی صاحبین اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کی
 مخالفت ہے چوہدری کہ وقت کی ہی ہوگی عبارت تفسیر غفری کی اور عنقریب کہ حدیث ابی سیدہ اور کسی اہل علم ہی منقول نہیں کہ وہ دنوں ہی

اول وقت عصر کی وقتی هذا الاحادیث وما بعد ما دلیل للذهب بآلک والشافعی احمد رحمہما علیہ
 ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثله وقال ابو حنیفۃ لا یدخل حتی یصیر ظل الشیء مثلیۃ هذه
 الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حجت ابن عباس رضی اللہ عنہ فی بیان المواقیت وحديث جابر وغير ذلک انما
 ادکھا محلیۃ شیخ مسلم بن النعمان اعلم انہ قال الجہمی اذا صار ظل شیء مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ولم
 دخل وقت العصر قال ابو حنیفۃ فی المشہور عنہ انہ لا یمخر الظہر بمصیر الظل للمثل ولا یدخل العصر بل یكون الى
 وقت العصر بمصیر ظل کل شیء مثلیۃ قال القزطینی فی الناس کلہم حتی اصحابہ ایتھم فتصغر ویسجئ غامدہ بکبرہا ما یسجئ من سراج
 لیلہ شرح مسند ابو حنیفۃ رحمہ اللہ من قبل من من شیاء لم یمنع منہ علیہ کے ابو حنیفۃ عن شیبان عن یحیی عن برید عن ائمتہ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم بکر والبصلی الثقیف اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجہم علی ان وقت العصر
 یدخل بمصیر ظل کل شیء مثله بالافراد بدلیل ما اخرجہ البخاری الى اخن ماسیجئ فی الادلۃ
 دلائل جہم کہ یہ من کہ رویت کی ہی سائی رمرہ مسویہ نے اخبر لکھیلہ بن سعید نا عبد بن الحارث قال تو حدیث سلیمان بن یوسف
 عن عطیہ بن ابی ہاشم عن جابر قال سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ وسلم عن مواقیات الصلوات فقال ہل معی فصلی الظہر
 حین زاعت الشمس العصر حین کان فی کل شیء مثله والمغرب حین غابت الشمس العصر حین غاب
 الشفق قال فی فصلی الظہر حین کان فی الانسان مثله والعصر حین کان فی الانسان مثلیۃ المغرب حین

غاب عن المغرب کی ہر سکا ام ابی حنیفہ کے قول مشہور میں کہ ان وقت عصر کا دخول ہر کسی کی ہر جگہ سے ب لوگ پہنچے
 مخالف ہیں یہاں تک کہ ان کی شاگرد ہی ملے اور ان حدیث میں اور انکی البسک حدیثوں میں امام کا کبار افاضی اور ائمہ جہم نے انکو
 نہ پہنچے دیں ہے کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے بعد امام ابی حنیفہ نے کہا ہے کہ دخول ہر شخص ہوتا ہی اور یہ جہم میں کہ
 حجت ہو سکتی ہیں مع اوصاف ابن عباس کہ جو وقت کی بیان میں ہی اور حدیث جابر کے اور اور حدیثیں ہر جگہ عبارت شریعہ مسلم کی
 جان کہ جہم نے کہا ہے کہ سایہ صلی کے بعد جب ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت جا رہا ہے اور عصر کا وقت داخل ہو جائے اور امام ابی
 قول مشہور میں کہ ایک مثل ظہر کا وقت نہیں جاتا اور عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا بلکہ عصر کا وقت داخل ہوتا ہی اور
 قرطبی نے کہا ہے کہ امین سبکی محالی ہیں یہاں تک کہ انکی شاگرد ہی ہر جگہ عبارت میں کہ ظہر مختصر اور انکی داغی شمس رویت کی
 ابو حنیفہ نے نبی اک اور انہوں نے بھی ہی انہوں نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی فرمایا حضرت معلوم ہے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑھو اور دخول وقت
 عصر میں نماز اٹھا لیا ہے تو پھر تو پھر میں کہ ایک مثل عصر کا وقت داخل ہو جائے پس لیل اس حدیث کی آخر تک کہ کہ یہ حدیث
 دیکھو انکی داغی شمس رویت کی کہ بعد اربعین صحیحہ کہ رویت کی ہیں خیر اربعین ثابت ہے کہ ایک کہ انور نے رویت کی بھی حدیث
 بن یوسف صحابہ ابن ابی ہاشم اور انہوں نے جابر ہی کہ کہا جابر کہ جب ایک شمس حضرت مسلم فاذنکی وقت کو اپنی زائد کہ تو میری ساق
 نازیدہ تو ظہر لیسے سر بعد دہشت ہی میری اور عصر ایک مثل پر دروز غروب کی بعد اور شمس غروب کی ہر جگہ اور انکی مثل بار عصر وقت

کان قبل عنہ بنو عبد اللہ بن الحارث ثم قال فی العشاء أری الی ثلث اللیل روى سلمی سب
 مستدرق قابل سناد کی ہیں اما ان اول فهو ابو قتادہ الخضر والثانی ابو جندبہ الثقفی والثالث ابو سعید خدری
 فقیہ فاضل والثانی صحابی جلیل الشان قال فی تقریرہ لہ تھا کہ اور میں مختصر کی یہ ہیں کہ ایک شخص سائل ہوا قیامت کے لئے
 ان حضرت نبی پہلی دن ہمارے توجہ و زوال آفتاب کے پڑی اور عصر حجب ٹپسی جبکہ ایک مثل سایہ الیا اور دوسرے دن ظہر کی کنیز
 فارغ ہوئی اور عصر کو دو مثل پر جا پڑا ایسا ہی کہا ہی معنی میں اس حدیث کی شیخ سلام قد محدث حنفی نے اور امام
 نووی شافعی فی حبیبہ کہ کلام او کا مختصر یہ آویگا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ ظہر ٹپسی شروع کی دوسرے دن اس وقت
 جس میں پہلی دن عصر ٹپسی آتی اور کچھ وقت بعد چار رکعت کی دو نوں نماز میں شترک ہی حبیب کہ مذہب ہے
 بعض کا اور حبیب کہ جناب مولف فی باخچہ میں طریق میں کہا ہی دلیل مرجع باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہ ہے
 کہ روایت کی ہی سلم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ان ابی سلمی سلمی علیہ وسلم قال اذا صلیتہم الظہر فاند وقت
 ان یحضر العصر اور ایک روایت میں سلم کی یوں آیا ہی وقت الظہر امام یحضر العصر اور ایک میں یوں آیا
 وقت صلوۃ الظہر اذا زالت الشمس عن بطن السماء امام یحضر العصر اور کہا سلمی علیہ وسلم ان ان الصلوۃ کانت علی
 المؤمنین کنا باموفق تا یعنی ہر نماز کا وقت معلوم علیہ ہے اس کی پہلی فرمایا ان حضرت نبی انما التقریط علی علم
 یصل خلیجی وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم فیہ خاص فی شامہ ابی جی حنفی فی تفسیر ظہر میں کہا ہی قولہ تعالیٰ ان
 الصلوۃ کانت علی المؤمنین کنا باموفق تا یقیناً الی کون لكل صلوۃ وقتا علیہا ولذا قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم انما التقریط ان یؤخر الصلوۃ حتی یجئ وقت الاخری اتفق بعضہم علی تمامہ وقت تقاضا ان
 احادیث اور اس آئیہ کا یہ ہی کہ ایک نماز کی وقت میں دوسرے نماز آدا نہیں ہو سکتی تاہر اگر حدیث جابر میں جو گندہی
 ثعلبی الظہر میں کان فی الانسان مشد کہ وہ مکرین جو معنی میں یہ کہ ٹپس کی ایک مثل میں بکہ مکرین کہ ٹپس میں
 جبکہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہو گا درمیان ان احادیث کی جنہی امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوئی ہی اور اس حدیث
 جابر میں جس کے شترک نکالتی ہیں اور مختصر یہ شمرہ منقول ہو چکا کہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثوں کی نفی
 اور صحیح کرنے چاہیے اور صورت موافقت کی یہ ہے جو معنی بیان کی ہی ہیں پہلی دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ الیا اور

[illegible]

دوسرے دن ظہری فارغ ہوئی ایک سہل پر کہا امام نووی نے شہر مسیح سلم میں تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فاند
وقت انحضرت العصر کے تو رہا سہل سلم اذا صلیتم الظہر فاند وقت الی ان یحضر العصر معناه وقت لاء الظہر فیہ
دلیل لتساقط ولاکثرین انه لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل وقت خروج وقت الظہر بصیر ظل الشیء مثل غیر الظل
الذی لیکن عند الزوال دخل وقت العصر اذا دخل وقت العصر لم یبق شیء من وقت الظہر قال بالکسر
وطائفہ من العلماء اذا صاظل کل شیء مثله دخل وقت العصر لم یحضر وقت الظہر بل یبقى بعد ذلك قدر اربع رکعات
صالحہ الظہر العصر جاء واحتجوا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبریل صلی علیہ وسلم فی یوم التانی حین صاظل کل شیء
مثله وصلی فی العصر فی الیوم الاول حین صاظل کل شیء مثله فظاهر اشتراکہما فی قدر اربع رکعات
واحتج الشافعی والاکثرین بظاهر الحدیث الذی یخفی فیہ واجابوا عن حدیث جبریل بان معناه فرغ من الظہر
حین صاظل کل شیء مثله وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صاظل کل شیء مثله فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل
متعین للجمع بین الاحادیث وانما ذاعل علی الاشتراک لیکن آخر وقت الظہر معہ الی الان اذا ابتداء بحاجہ صاظل
ظل کل شیء مثله لم یعلم متى فرغ منها ہر لیکن آخر وقت الظہر معہ الی ان لا یحصل بیکون ذالوقت واذا اصل علی انما
حصل فخر الخ الوقت وانظروا لحایث علی اتفاق وبالله التوفیق انھما اقول وجہ قال من انہ لم یعلم متى فرغ منها ہر لیکن
آخر وقت الظہر معہ الی انہ لیس لہ المثل حدامعینا من الشارع وتحدیثا لثانی لا اصل لہ وانما ہو تشریع
عند الراوی ما اتزل اللہ بھا من سلطان ولذا قال القاضی البانی بنی فی التفسیر المظہر واما آخر وقت الظہر فہر لیکن

اگر ایک نماز میں یہاں تک غیر کرے کہ دوسرے نماز کا وقت آبادی ہو چکی سماعت تیسرے طہری اور پوری کی اور بھی شہر بگھر کی نماز ایک سہل پر
سایہ پر ہوا تہہ حرکت کا کہ جب تہہ ظہری تو اس کا وقت ہی یہاں تک کہ عصر کا وقت آدی یعنی او کی پہلے کہ وہ وقت ظہر کا و اگر نکلا ہے
اور سین امام شافعی اور اگر نہ کے لئے دلیل ہے یہاں تک کہ اگر کسی نماز میں شرکت قوت کی نہیں بلکہ سوا سہل کی ایک مثل سایہ پر ہوا تہہ
ظہر کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا ظہر کا وقت تو پہر باقی نہیں رہتا اور امام مالک رحمہ اللہ ایک گروہ کی حکم تھا
کہ یہاں ایک مثل سایہ ہوا تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور ظہر کا وقت بھی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کی اور دلیل فی میں یہ کہ اگر
وال حدیث میں آنحضرت مسلم کے اس فرمایا کہ دوسرے دن جبریل بنی نماز پڑھائی ظہر کی اور وقت کر سایہ پر چڑھا ایک مثل تھا اور پھر
عصر اور وقت پڑھائی چڑھا گیا ایک مثل تھا تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کی یہ وقت مشترک ہی اور انما شافعی
اور اور علمانی اس ہر دلیل ظاہر حدیث ہی محبت پروری ہی اور حدیث جبریل ہی میں جواب دیا کہ شافعی او کی پہلے کہ ظہر کی نماز کی ایک
فارغ ہوئی اور پہلے ان عصر ایک مثل پر شروع کی اب شرکت قوت کی ظہری تو تہہ دلیل دلیل بقدرت پیدا کر دینی ہر دو میں کہ تہہ پہر ہے
یہ کہ جب شرکت قوت کی ہوگی تو ظہر کا آخر وقت چھل رہ گیا کیونکہ وہی ایک مثل پر شروع کیا تو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کا وقت کب تک رہے گا
بجہاں تا آخر وقت کی حد حاصل ہوگی اور جب ہر نماز کی آخر وقت کی پہچان ہی معلوم ہوگئی اور حدیث میں مستفی ہو گئے اور اگر کسی

فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد مصیر ظل کل شیء مثله ولذا خالف با حنیفة فی هذا المسئلة صلحاً
ووافقنا الجمهور انھما ولما قال غیر احسن العلماء فافهموا ولا تغفلوا کہ محل شیء سے اُعلم انہ قال الجمهور اذا صلا
ظل کل شیء مثله بعد ظل نصف النهار خروم وقت الظہر دخل وقت العصر قال الطائفة الاخری خرجت الظہر بل یبقی
قد اربع رکعات صلا للظہر العصر نسب لک الی مالک واحتج بان جابر بن صلی الظہر فی الیوم الثانی حین
ما صلی العصر الیوم الاول وهو حین ما صلا ظل کل شیء مثله فظاہر ہدیل علی اشتراکھا فی قد اربع رکعات واجابوا
عنه بان معناه فرغ من الظہر حین صلا ظل کل شیء مثله فلا اشتراک وهذا التاویل متعبین للجمهور بین الاحادیث
انہی جو غیاب مولف فی دعوی نسخ کسی غیر متراض کیا ہے سوا دل تو یہ بخلاف قاعدہ ہل اصول حدیث کی ہی کہ وہ صحیح
نسخ پر مقدم کہتے ہیں اور دوسرے کہ یہ کہ حدیث سنائی کی جو بہنی دلیل ٹھہرائی ہی یہ حدیث جبریل کی نہیں کہ مقدم ہر سبب سے
میقات ہر یک یہ حدیث سایل کی اور او کی تقدیم اور اخیر حدیث فاصلا تم الظہر فاند وقت الی لان بحیث العصر سے معلوم نہیں
حالانکہ نسخ کا موخر ہونا ازراہ تاریخ کی یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مولف کا باطل ہو اور باطل مواجہ کچھ مولف
پا جو بنی طریق میں زعم خود زور و شور سے حدیث جبریل کو مبطل تجدید ایک مثل کسے اور ثبت شلیس کے قرار دیا ہی اور کچھ
اور اسکا جواب دیا گیا و عار یہی کہا جا چکا اور شاہ رفوی اس حدیث کی وہ حدیث جبریل کی ہی جو بہنی کی ہی ترمذی اور ابوداؤد
اور ابن حبان اور حاکم نے تحسین کی ہی یہی ترمذی ہی اور صحیح کی ہی حاکم فی یعنی حدیث ابن عباس کہ ان التبعی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لم یجد شیئاً عند البیت من ان فی صلی الظہر فی الاولی منہما حین کان الفی مثل الشراک ثم صلی العصر کان کل شیء مثله
ظل و صلی المرۃ الثانیۃ الظہر حین کان ظل کل شیء مثله لوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثله
انفقی مختصراً اور معنی اسکی یہی ہیں جو حدیث سنائی کی بیان کی گئی یعنی پہلی دن عصر شروع ہوئی ایک مثل ہوا اور دوسرے

تیسرے ہر چوکی عبارت نزدیک میں کہتے ہیں کہ جو اس قول کی کہ یہ مذکور ہوا کہ اس ہی خارج کتب ہوئی اور ظہر کا وقت چھول رہی ہے کہ ایک
مثل کے اور کوئی حدیث میں نہیں شام کی طرف ہی اور مثل کسے کوئی اصل نہیں بلکہ وہ ایک مثل شروع کوئی دلیل اسکی نہیں مائل ہوئی اسے دلیل ماننے
پانی ہی نے تفسیر میں کہا ہے کہ آخر ظہر کا وقت ایک مثل کی بعد باقی رہا کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں نہیں پایا جاتا اسلیٰ صا حین میں مسئلہ
الامام ابی حنیفہ نے مخالف ہوا کہ جو کہ موقوف کی ہی چوکی عبارت ظہر کی لا کھ طرح اور کھ طرح کہہ کر اور ہوا کہ غلط جان کہ چھوڑ دیا کہ
اسی چھول کے سوا ایک مثل ہی ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہا ہے اور عصر کا وقت آجیا تا ہے اسکا ایک گروہ کی کہا ہی کہ ظہر کا وقت نہیں جاتا
بلکہ قدر جبار کعت کی وقت مشترک باقی رہتا ہے اور یہ ہر قول امام مالک کی طرف منسوب ہی اور دلیل ان کو کوئی یہ ہے کہ جبریل فی دوسرے دن صلی
ظہر شروع کہ پہنی دن عصر شروع کی یعنی ایک مثل پہن ظہر یہ بات معلوم ہوئی کہ قدر چار رکعت کی وقت مشترک ہی اور اس معقول کا جواب یوں دیا
ایا ہے کہ معنی اسکی یہ ہے کہ ایک مثل پہن ظہر ہی خارج ہوئی تو اب اشتراک نہ رہا اور تیسرا دلیل موقوف اور حدیث کی ہی ٹھہرائی ہی ہے
فرمایا امامت کی جبریل فی ہر سے دو وضع پہلی دن ظہر دو پہر یعنی ہی پڑی اور عصر ایک مثل اور دوسرے دن ظہر ایک مثل پہن پہنی دن عصر دو رکعت

فارغ ہوئی مگر کسی ایک مثل تک پہنچنے سے پہلے ہی جو گزری حدیث ناسانی میں اور حدیث کی ہی بخاری میں مائشہ
 سے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر الشمس لم تخرج من جحر متھا اور ایک روایت میں بخاری میں
 ان رسول اللہ صلی العصر الشمس فی جحر تھا لم یتطهر الفی من جحر تھا اور ایک روایت میں یون ہی کان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر الشمس طالعۃ فی جحر تھا لم یتطهر الفی بعد یہ کہ بخاری میں قال ابو عبد اللہ وقال
 عمارک ویحیی زبید شعبان ابن حفصۃ والشمس قبل ان تطھس اور روایت کی ہی مسلم میں مائشہ سے کان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر الشمس طالعۃ فی جحر تھا لم یغی الفی بعد یہ کہ مسلم میں وقال ابو بکر لم یتطهر الفی بعد یہ
 مسلم کی ایک روایت میں طھر سے یصلی العصر الشمس طالعۃ فی جحر تھا اور روایت کی ہی زبیدی میں صلی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی جحر تھا یہ کہ وہ فی الباب عن النضر ابی اروی وجابر ورفاع بن خدیج
 اور روایت کی ہی ابن ابی امیہ سے طھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی جحر تھا لم یتطهر الفی بعد
 اور ناسانی میں طھر سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ العصر الشمس فی جحر تھا لم یتطهر الفی من جحر تھا
 اور ابو داؤد میں طھر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی جحر تھا قبل ان تطھس
 اور ایسی ہی روایت کی ہی امام مالک میں مائشہ سے اور روایت کی ہی ابی لک فی تاریخ کبار میں ان عمر بن الخطاب کتب الی
 ان ام امرکم عندک الصلوۃ فمن حفظها وحافظ صلیما حفظ دینہ ومن ضعیفها فهو لما سواھا اضعف
 کتب ان صلوۃ الظهر جین کان الفی ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثل الحدیث قال زبید البر تحت حدیث ابی ہریرۃ
 الذی یجئ فی مفسک المثل لفاذہ موقوف فی الموطاۃ الا انہ فی حکم المرفوع فان المواقیت لا تؤخذ بالارای
 کذا فی المحلی فكان هذا الحدیث لعدم ایضا فی حکم المرفوع کہ شیخ الاسلام حافظ بن حجر فی فتح الباری میں

[illegible]

[illegible]

لان حجر قصر الجبل لا یصل سببا لاتخاذ الاحتیاج الی قریب الغرض یضغ مع السطح العرصه فان اذا افوضنا جدارا
 ارتفاعه ذراعین فوضنا مساحه قدامه ذراعا فلا یکن ان یصیر ظل الجدار مثلاً ومثلیه دامت الشمس منحنیها فی
 المساحه بل غایه ما یوجد الظل مقدار نصف الجدار واذ افوضنا مساحه قدام ذلك الجدار مقدار ربعه انما اذا یحصل
 الظل للجدار مثلیه مع ذلك لاتخرج الشمس عن المساحه وهذا لا یغنی علی من لا یعقل ساذج من المتصوره کتبیه ففعل
 هذا التمثیل البلیغ انما لیدل من انضام السطح العرصه مع قصر الجدار والحال ان کان عرصه حجره حاشیه مسایا للجدار
 المغربی شیء یسیر کما قال المصنف فثبت شذو الطحاوی ویسقط جواب المجتبی عن التفتیح فافهم انما نودی فی
 شرحه سکت مدینه فی قوله کان یصل العصر والشمس فی حجرها قبل ان تظهر فی روائه یصل العصر والشمس طلعه
 فی حجر فی لوفی الفی بعد فی روائه والشمس واقعه فی حجر فی معناه کل التکیه بالعصر اول وقتها وهو حال
 یصیر ظل کل شیء مثله وكانت الحجره ضیق العرصه قصیده الجدار بحیث یكون طول جدارها اقل من
 مساحه العرصه بشیء یسیر فاذا صار ظل الجدار مثل دخل وقت العصر یكون الشمس بعد فی افق
 العرصه لاترتفع الفی فی الجدار الشرقی انغی **اقول** وما اورد علیه بانہ یکن ان یکون طول
 اقل من نصفه مساحه العرصه فیکون الصلیق عند المثلین والشمس فی حجرها فهو جمل یحت لانه احتراز انما
 علی خلاف الواقع المربی المشاهدات کمن قال فی حق زید موجود انما یکن ان یکن میتنا وهو کاستی

که حاجت بنیبرک لسی کسج جوئی دیوار کنی جو یسے سوا وقت غروب کہ بنین یک سکت چو رانی اور گئی کہ سن کہ دخل نہیں آتی دیوار کنی جوئی بن
 انگشتو فتحہ جہاب محض دانی اور تصدیق کیونکہ فقط دیوار کا چوٹا ٹیچا بغیر چوٹی کی طامی سوجہ کی رو کا ڈکا بنیبن میرکس کیونکہ
 مثلاً ہم چاہتے کہ انچی دیوار زمین کن اچھر کہ یہ کہ قریب تک دیوار گنتائی میں ہی دیوار کی ایک ٹٹل وشل سایہ بنین ہو سکتا جگہ بہت ہوگا تو
 دیوار کی ادا ہوگا اور جیسے کہ چوڑا دیوار کو دیا تو ہی دیوار گنتائی میں ہوگی کہ دیوار کا سایہ دخل ہو جائیگا اور یہ شخص چاہے ہی کی عقل
 بلا اینٹ نہ ہے اور اسکو کہو کہ تصدیق بن ہی تو اب اس پہلی ہوئی مثال ہی معلوم ہو گیا کہ دیوار کنی جوئی ہوئی حالت میں جس کے چوٹی کی کمانا
 ضروری اور حال یہ کہ چوڑائی حضرت عائشہ کے جوہ کی دیوار کی ابتدا ہی کچھ ہی پڑی ہی جیسا کہ نودی نے کہا تو اب لیا دی کا کہتا جائے اور
 جواب یہ کہ اگر دیوار کا سایہ پہلے قبل کھڑکی نماز پڑھتا ہی اور وہ جو زمین رہتا اور دیوار پر بنین چوٹی ہی مطلب ان سبب سے کہ
 کھڑکی نماز ملدی پڑھتی کہ ہے اور وہ ایک نسل ہی اور جو رنگ تہا دیوار کی جوئی ہی طرح کہ بنائی دیوار کی انگلی ہی کی کہ جوئی ہی جو
 ایک نسل دیوار کا سایہ ہوتا تھا عصر کا وقت ہوتا تھا اور وہ ہم کنارہ میں محن کی تہا تھا اور اس کی دیوار پر سایہ بنین چوٹا تھا ہوئی عبارت فوکی
 میں کہتا ہے اور یہ جو چہرین کیا گیا ہے کہ یہ ممکن ہی کہ دیوار کے ابتدا ہی انگلی کی ادھی ہی کچھ کہ ہو تو روش پر غار ہو جب ہی سورج چہرین
 رہے تو یہ نادانی ہے کیونکہ خلاف ایک امر واقعہ دیکھتے ہوئے کہ ہے یہ تو ایسا ہے کہ کوئی زید موجود کیوں
 کہدیکر کہ گن ہی مردہ ہو اور یہ ہی بات ہی بٹ بنی بنی

اور کہا اعلیٰ رضی عنہ تحت قول عائشہ کہ کان یصل العصر الشمس حرجا قبل ان یطهر اری تعلو تصعد فی
 قاعہ الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی وحی الظہر ہذا الصعود ومنہ قولہ تعا ومعارجہ علیہا بظہر
 قال عیاض فی المراتب علی الخافق فی رقعہ کلہا عن الحجة علیہا قال فظہر عنہ نزولہا قال سے فتلاک حکاۃ ظاہر عنک
 عارھا المستقر من ملامہ مطلب یرث عائشہ کا یہ ہوا کہ عائشہ کی حرکت کے معنی الی میں کہی اور ارقدی چہوٹی میں معنی
 وہی تکتا قباب کی دہریہ باقی رہی تھی اور سیدہ دبیہ مغربی کا معنی میں سی دیوار شرقی پر نہیں بڑھتا تھا یعنی سایہ ایک
 مثل موتا تھا کہ حضرت مالک السلام عصر کی نماز پڑھتے تھے اور روایت کی بخاری فی سبیلہ بن سلامہ بن قال خلیفہ
 وابی علی ابی برزہ الاسلمی فقال لدا لی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل المکتوبہ فقال کان یصلہ الخ
 التی قد عرفنا الاولیٰ حین تداخل الشمس یصل العصر ثم یرجع احدا الی رجلہ فی قصۃ المذنبۃ والشمس حید
 کہا ابوراد فی حدیثنا یوسف بن موسیٰ ناظر بر عن منصوب عن خثیہ قال جلیعھا ان یقل حرھا اور کہا ما ظاہر من مجری
 مع ابیاری میں قولہ الی رجلہ بفتح الراء وسکون المهملة ای مسکنہ قولہ فی قصۃ المذنبۃ صنفہ للرجل قولہ والشمس
 ای بیضاء بقیۃ قال الذہبی فی النیل الی بیجا قحۃ اترھا حارة ولونا وسعا انا وذلک لیکون یصل الطل علی الشی
 استہی ولی ابی داود باسناد صحیح عن خثیہ احد التابعین قال جلیعھا ان تجد حرھا استہی اور روایت کی کہ ابی
 لے انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل العصر والشمس من رقعہ حید فیلہب
 الذاہب الی العوالیٰ فیایاتہم ولا الشمس من رقعہ وبعض النوا من المذنبۃ علی الیہم ابی استہی اور سلم فی السہ
 سے حضرت عمر کی نماز پڑھتے تھے اور سیدہ جبرہ میں ہوتا تھا اور دہوچ دیوار شرقی پر نہیں پڑھتے ہی خطابی کہا ہے کہ میں نے
 یہاں پڑھنے کے ہیں اور اسے قسم سی یہ حدیث کا قول ہے کہ سیران میں کو اسیر وہ پڑھتے ہیں عیاض نے
 کہا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دہریہ دیوار شرقی پر نہیں بڑھتے تھی اور حضرت عائشہ نے کہا ہے کہ سب نے
 حجرہ سی باہر ہونا مراد ہے قباب غور کے معنی نازل ہوئی ہوگی جیسے اس معرہ عربی میں ہی ہوگی عبارت کلمہ
 سے کہا سید بن سلامہ بن اور میر سے باپ ابی برزہ کی پاس گئے تو میری بابائے اولیٰ میں پر ہوا کہ حضرت
 سلمہ ومن نماز کو وقت بڑا کرتے تھے ابی کہا کہ ظہر تو سوجھ رہی تھی اور عصر پھر بچھنے لگا کہ نہ دیکھ کی رہی الی
 لہے کہ پہنچ جاتی تھے اور قباب تیز ہوتا تھا سے روایت کی کہ بن موسیٰ الی کہا کہ روایت کی کہ بن جبریل اور کہا کہ سیدہ عائ
 سفور کی دھند سی خثیہ سی ہی کہ حیات مسجد کی یہ کہ کا وہی تھی موجود ہے سے رمل کے معنی پھر کی ہیں اور کذا و عینہ کہ
 صفت ہی اور وہ یہ مٹا ہے یعنی سفید ہے کہا زمین بن امیر نے کہ مراد اسکی حیات سی سب نماز نماز قباب کا یہ رہا ہی اور سید
 بن بن رہی ہوگی عبارت فتح الباری سے اور ابوراد میں صحیح سند کی خثیہ کی روایت ہی کہ وہ بچھا لے کہیں میں کی تھی کہ
 کہ حرارت موجود ہے اور عمر کی نماز پڑھتے تھے ابی اور قباب بلند تیز ہوتا تھا بعضی جگہ پر چار کھنکھ چار کھنکھ جاتی تھی اور سیدہ عائشہ

[illegible]

[illegible]

ہاں کان یرى ان قول الصحیح کما نفعل کذا مسندہ لولم یصرح بانفسہ انہ فی صلی اللہ علیہ وسلم و ہذا اختیار الحاکم وقول
 الدارقطنی والحلی وغیرہا من قوت الحق انہ موثق لہما مرفوع حکما لہما اور ذی مقام الاجتہاد فیہ علی انہ لادکون فی
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ انہ لیس لہما ذلک الحدیث عن مالک فقال فیہ کاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر یجلی ثوب الخ
 الناسانی قال النوری قال العلماء کانت منازل بنی عمر بن عوف علی سبلین من المذینہ وکانوا یصلون العصر فی وسط
 الوقت لانہم کانوا یشتعلون باعمالہم وحررتہم فذل حدیث الحدیث علی تجلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر
 اول وقتہا وسیا فی حدیث الزہری عن النضر بن الحارث عن ابیہم الشعمس ^{مرفوع} انہما یصلان العصر کما یصلان النہر فی حدیث
 سینی حسین ذہب کر کے اونٹ کا فکر ہے دلیل ہے مذہب جمہور پر کہ بعد ایک شل کی وقت عصر کا داخل ہو جائے چنانچہ
 کلام لکھنا بعینہ عصر یا اور لکھا اور کبھی نوری فی ذیل میں اوی حدیث صحیحہ کی ہے اصرار ہے بالمذینہ فی الشکی بالمعنی اور
 ولیمین حدیث بنی عمر بن عوف کی وھذا الاحادیث و ما بعد ہا دلیل لمذہب مالک والشافعی واجل جمہور
 العلماء ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیء مثله وقال ابو حنیفہ لا یدخل حتی یصیر ظل الشیء مثله
 وھذا الصحیحۃ للحاکم علیہم حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی بیان المواقیب حدیث جاہلہ و غیرہ لکن
 میں غلامیہ مطلب ان احادیث کا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسی وقت میں پڑھتے تھے کہ بعد عصر کے
 دو کوس یا تین کوس یا چھ کوس تک کوئی جانا تو یہی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ آفتاب میں خوب گرمی
 اور روشنی اور شمع اور تیزی ہوتی اور ایسی وقت میں پڑھتے کہ بعد نماز کی اونٹ کو فوج کر کر اور قطع کر کی اور نماز
 صلیہ تقسیم کر کے اور خوب لگا کر کھاتی تو یہی آفتاب باقی رہتا تو دیکھو کہ یہ سور واد اسکی کہ عصر ایک شل پر پڑھیں
 کیونکہ ہر کسی میں مقام غور اور تامل کا ہے بیشک کہ انھما ہو اور حدیث سی اتحاد ہوا اور روایت کی ہے بخاری اور
 روایت کرنا چاہیے ہر سا کو کہ بخاری کا عنین یہ ہے کہ صحابہ کا یہ کہنا کہ ہم دین کیا کرتے تھے مسند حدیث کی قسم میں
 اگر تم پھر بھی زمانہ میں کر نیکیے تقریر صحابی کر کے اور یہ بات حاکم کی ہے ختم ہے اور دارقطنی اور خطیب حیرانی کہتا ہے
 کہ ہر ملکی حدیث موقوف ہی اور ہی بات یہ ہے کہ ایسی حدیث لفظوں میں موقوف ہوتی ہے اور حکم میں موقوف
 اسکی صحیحہ دلیل تمام پر لایا تو معمول ہوگی سیر کہ اسکی مراد حضرت کی زمانہ میں اس فعل کا کرنا ہی اور ان مبارکات یہ حدیث کہ
 روایت کی ہے اور وہ میں لکھا کہ حضرت عصر کی نماز پڑھتی تھی تو حدیث کہ انسانی میں یہ روایت ہی تو مذکور ہے کہ حدیث کہ ہے
 کہ بنی عمر بن عوف کی کہ وہ بنی عمر بن عوف کی وقت میں وہ لوگ نماز پڑھتے تھے کہ بنی عمر بن عوف کہتے تھے کہ کلام کی کہ تھے ہی تو روایت
 اس حدیث فی حضرت کی عصر ہی بنی عمر بن عوف میں اول وقت میں انداز کی حدیث نہر علیہ حدیث کی روایت میں آری لکھا کہ لوگ ان پہنچ جاتی تھیں
 پہنچ جند رہتا تھا ^۱ یہ تقریر ہے عصر کی حدیث کہ ان میں ^۲ یہ اولی حدیثیں دلیل ہیں امام شافعی اور مالک اور احمد اور ابی حنیفہ
 پر کہ عصر کو وقت ایک شل ہے اور امام حنفی کہ ایک بنین ہوتا ہے کہ اس میں آری لکھا کہ لوگ ان پہنچ جاتی تھیں اور عابروں کی

امامہ میں سائبہ عین عبدالعزیز کی ٹھہری اور بعد نماز کی جب آپ اس کے پاس گئی تو اذکار و عصر پڑھتی رہی اور پوچھا کہ یہ کونسی
 چیز ہے پڑھتے ہو اس نے جواب دیا کہ عصر پڑھتا ہوں اور اسی وقت میں ہم صحابہ رسول صلعم کی سائبہ بڑا کر رہی تھی اور اس
 دوسری حدیث کا یہ ہوا کہ علاء بن عبد الرحمن اپنے وقت معمولی بوسنی ایک مثل کی توبہ و تہا جی اذکر ٹھہر رہا کہ اس کے
 ہرین کہ وہ گھر مسجدی قریب ہی تھا گئی تب اس نے پوچھا کہ عصر پڑھ چکی ہو وہ نہ ہونے لگا کہ اس نے اپنے ہی ٹھہر رہی تھی اس نے
 کہا کہ ابھی پڑھو نماز عصر کی تو پڑھ رہے تھے عصر اوپر ہی تب کہا کہ اس نے کھانا تیار کر کے وقت ادا ہی پڑھ رہی تھی نماز ہے
 انصاف کی اور روایت کی ہی منانی اور ابو داؤد بن ابی نعیم و ابن مسعودی قال كانت قد رت صلاة رسول الله صلى الله عليه
 وسلم في الصلوة ثلاث اقسام الى خمسة اقسام وفي الشتاء خمسة اقسام الى سبعة اقسام كما تراه بعد من قال ان
 هذا امر مختلف في الاقاليم والبلدان وذلك لان العلة في طول الظل وقصره هي زيادة ارتفاع الشمس في السماء
 وانخفاضها وكانت صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة والمدينة وهما من الاقاليم الثاني وقول
 ابن مسعود يأنزل على هذا التقدير في ذلك الاقاليم دون الاقاليم التي هي خارجة عن الاقاليم الثاني انما
 يخص اور کہا فتح الورد ورمين وانما اذ ان يبلغ مجموع الظل الاصل والزاوية هذا المبلغ لان يصير الزاوية هذا المبلغ
 ويصير الاصل هو ذلك اقول والدليل على هذا الحديث اذ هو ليس بمشتمل على الظل الاصل بل انما هو على سبيل التمثيل والاشارة
 اور کہا ان ارادہ میں وحسب القدام يكون اقل من المثلثي لیسے میں حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت
 کی نماز طہر کہ میں نے اس کی تھی کہ اگر میں ابتدائ میں اوکی تین قدم مسایہ صلی کی پہلی تھی اور تہا پانچ قدم مسایہ
 اس کے اور چار میں ابتدائ میں اوکی پانچ قدم مسایہ صلی کے ہوتی اور تہا اس کے سات قدم مسایہ صلی کی ہوتی
 الغرض او دو سو کم کی نماز کوئی تہا بعد وضع کرنے مسایہ اس کے ایک مثل کی دوسری ہوتی ہے اور اس سے کہیں اس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عجاوہ نہیں کیا پس یہ میں دلائل قویہ ہو کہ اس مذہب پر کہ آخر وقت طہر کا ایک مثل تاکہ اسے
 بعد اس کی وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور دلائل انصار مذہب مشہور امام ابی حنیفہ رحمہ کی جن میں ہی جناب ثلث ہیں جاری
 وہ یہ ہے اور مذہب شریعتی اور ملائکہ یہ ثابت ہو چکا کہ جس وقت آنحضرت کو نماز پڑھانی پہلی دن عصر کی ایک مثل پر اور دوسروں میں
 اور کہا کہ وقت ان دنوں کو ملائکہ اور صحابہ اور تابعین امام ہیں پہلی عبارت نہایت سیل ابن مسعود کہ آنحضرت
 حکم نماز کی مقدار گری میں تین قدم ہی لیکر پانچ قدم تک ہوتی اور چار میں پانچ قدم ہی لیکر سات قدم تک خطاب
 کہا کہ یہ اقلیموں اور شہروں میں مختلف ہے اس لئے کہ لبنانی سایہ کی اور تہا ہی سج کی یمنی اور پس ہی اور آنحضرت حکم نماز
 کیا اور یہ میں اور تہا نہ ہو کہ دوسرے قلم میں ہیں اور قول ابن مسعود کا اس مرتبہ اور نہیں قلم میں لگی گا اور لا یزین میں نہیں چلے
 عادت تہا کی ایک وقت کے ملا اور اور وہ یہ کہ سایہ صلی اور نماز دو نو نکلا اس کو پہنچ نہ کہ صرف سایہ راس اس کو پہنچ اور ملا
 لیا تھا کہ میں کہتا ہوں کہ دلیل اس پر حدیث کی نہ اور صحیح سایہ صلی علیہ نہیں کیا بلکہ خلق کو لگی مثل طہر لایا کہ بجا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواب و غفلت میں یہ دلیل اول یہ کہ روایت ہی ابو ہریرہ وغیرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذ انتبہ لکھ فارو وایا الصلوة فان انتبہ لکھ من فیہ جہنم رواہ الشیخان وغیرہما وجہ استدلال مولف
 یہ کہ جس کے بعد حدیث کی تفسیر یہ روایت عبد بن ربیع کی ابو ہریرہ سے ائمہ سالکین ایاہم یہ روایت عن وقت الصلوة
 ابو ہریرہ نا الخیر فی فصل الظہر اذا نزلت منک رواہ مالک اور یہ حدیث دال ہے اس پر کہ وقت ظہر کا بعد ایک گھنٹہ
 ماقب سے ہے بقدر کہ وہ سات گھنٹیں پہلے ہو سکیں اور اگر سبق آئی تو وہ بھی دس گھنٹیں پہلے ہو سکی ہیں ائمہ
 آخر وقت کی اور دس گھنٹے قریب و شل کے وقت آتا دیکھا پس جواب یہی دو ہیں پہلا جواب یہ ہے شیخ مسلم
 حنفی فی محلی میں بیان کیا ہے قالوا منہم الفی الاصل بحیث یكون بطریق ان القدر و یجوز ان لا یزال یروا و علیہ
 والشیخ التسلو قد لا یصل فیہ لوقال بیہ وقت الظہر بعد کذا الظل مثلاً یعنی اقول صحیح کہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ نے یہ
 کہ ہوتا تھا تو کیا ہی نہیں پس مراد ایک شل ہی اور بھی کلام میں ایک شل سے سایہ پہلی کے ہوگی اور وہ بھی تقریباً
 دو گھنٹہ پہلی کو اور دس گھنٹے اور تحقیقاً مقدار سایہ کی کو معلوم کریں تو اس قدر وقت نکلتا ہے کہ بخوبی نماز
 ظہر امام اور سبق قبل اہتمام ایک شل کے فاضل ہو سکتی ہیں پس انہیں ہوں کی دلیل اور باقی رہی وقت ظہر کی
 بعد مستام ایک شل کے سچ اس حدیث کی دوسرا جواب یہ ہے کہ جب کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث صحیحہ والہ اشہر کہ بعد
 ایک شل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا اور مقدم ہونا اور احادیث کا سوا ہی ایک حدیث کی جو جریر شل کی امانت کی ہے
 معلوم نہیں تو کہ اس سبب ہو کہ شیخ کہیں پس وجہ ہوا مع اور اتفاق کرنا اس حدیث ابو ہریرہ میں اور ان احادیث میں
 ہو سکتے ہیں ہم کہ مراد ابو ہریرہ کی یہ ہے کہ نماز ہی ظہر ہو جا امام ہو کر خواہ سبق ہو مگر ایسے وقت تک کہ سایہ پورا شل
 وایا یہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ مسلم اللہ حنفی نے معنی میں اس قول کی و صلی اللہ علیہ وسلم
 الظہر من کان ظل کل شیء مثلاً لوقت العصر الا ان من جو کہ حدیث میں جریر شل کی مراد ہے وہی دفع نماز کی حدیث جریر
 حدیث اہ اصلم الظہر لاند وقت العصر الا ان من جو کہ حدیث میں جریر شل کی مراد ہے وہی دفع نماز کی حدیث جریر
 میں ہی کلام اور نسخا نقل کیا گیا دلیل ثانی مولف کی یہ ہے کہ روایت ہے عبد بن ربیع سے ان رسول اللہ

علیہ اور باج قدم ایک شل سے کہ ہوتی ہیں ۱۰۰ موت گریبی خدمت ہوا ہی تو ظہر کو نہیں اکر کی بڑھو کہ گرمی کی
 شدت دفع کی یہاں ہے روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ بن اس حدیث کو ۱۰۰ عبد بن ربیع نے ابو ہریرہ سے نماز کا وقت ہوتا
 تھا وہ وقت کہ کہ میں بتاؤں ظہر ایک شل پر بڑھ کر یہ حدیث کی مالک نے ۱۰۰ مشائخ نے کہا کہ معنی ماوی کی یہ ہے میں کہ سایہ پہلی
 مجموعہ اس قدر ہوا کہ اس حدیث میں اگر کسی شہدک اور بارگاہی جلدی حاصل آ کر اب میں اس شخص کی دلیل نہج حبشی
 ایک شل کے بعد ظہر کا وقت رہتا بتایا ہے ہو چکے عبارت محلی کے ۱۰۰ اور دوسری دن ظہر
 بڑھ کر شل پر جو پہلی دن کی عصر کا وقت ہوتا ۱۰۰ جب تم ظہر پڑھو تو عصر کا وقت آتی تاکہ اس کا وقت ہے

میں ہر عیدہ وسلم قال انما مثلکم ومثل اهل الکتاب کرجل استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غداوة الی نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الی مود ثم قال من یعمل لی نصف النهار الصلوة العصر علی قیراط قیراط فصعلت النصارى ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فالتهمهم فغضب الیوم والنصارى فقالوا انما کنا اکثر عملا وافر عطاء رواء الشیخان والذین وجہ استدلال مولف کی یہ ہے کہ یہ تو اپنے عمل کو جو خبر سی گھر تک تھا اور نصاریٰ سنتے اپنے عمل کو جو خبر سی عصر تک تھا علی سی مسلمین کے بہت بڑا ساتھ صیغہ نقل استقصیل کہ کہا تو معلوم ہوا کہ وقت عصر کے سے وقت گھر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ٹکٹ وقت گھر کا ہو اور ایک ٹکٹ وقت عصر کا جیسا کہ دو قیراط میں نسبت ایک قیراط کی پس ہو جائیگا وقت فجر کا سو اسایہیں کی روشنی تقریباً پس جو اب اسکی چار میں جو کلام ہی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی جو روایت قاضی ابوزید دوسری جنس کی صادر ہو چکا ہے مستفاد ہوتی ہیں چنانچہ فتح الباری میں فرماتے ہیں قولہ فی حلیۃ ابن عمر رضی عنہما انما اکثر علائک بعض الحنفیہ کا زید وکنا البصر الی الوقت العصر من ظلم کل شیء مثله لانه کان معصیر کل شیء مثله لکان مساویا لوقت الظہر وقد قالوا کنا اکثر علائک علی ندون وقت الظہر واجیب بجم المساواة وذلك معروف عند اهل العلم بحال الفریق ان المدة التي یبین الظہر والعصر اطول من المدة التي یبین العصر والمغرب واما ما نقله الحنابلة من الاجماع حل ان وقت العصر یرجم النهار فحصل علی التقرب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصید الظلم مثلاً کا قالہ الجہول واما علی قول الحنفیہ فالذی من الظہر الی العصر اطول فظنوا علی التنازل لایلزم من التمثیل والتشبیہ التثقیق من کل جهة وبان الخبر اذ اورد فی معنی مقصود لا یختل منه المتأخذ لما ورد فی ذلك الموضع بعینہ مقصود فی اخر و بان

سطحہ آنحضرت نے فرمایا کہ تمہاری کہادت اولیٰ کتاب کی کہادت اس آدمی کی ہے کہ اتنی کئی مزدور لگائی اور کہا جو میرا کام خبر سی دوپہر تک کرے تو اسی ایک قیراط سوبہ دیوے دوپہر کے بعد جو عصر تک دوپہر کی تو اسی ہی ایک قیراط دیوے نصاریٰ ہوتی ہیں کہ ان کے شام تک خبر سی تو اسی دو قیراط دے دوپہر اور عصر تک جو عصر تک اسی کہ جسے کام تو بہت لیا اور جرت توڑی ہی روایت کی یہ حدیث شیخین احمد ترمذی نے سطحہ حدیث ابن عمر میں ہے قول کہ جسے کام بہت لیا بعضے متفقین نے جیسے ابی زید نے کہ بالاسرین یہ حدیث کی ہے کہ وقت عصر کا ایک ٹکٹ پر جو تو فجر کے ٹکٹ کی برابر ہو جائیگا حالانکہ وہ ٹکٹ کہا ہے کہ جسے کام بہت لیا تو دلالت ہے اس بات پر کہ عصر کا وقت فجر کے وقت سے کم ہے اور جو ابی الیہ مساوات کی متنی اور یہ بات اہل علم اس فن کی نزدیک شہور ہے کیونکہ وہ مدت جو فجر اور عصر کے مابین ہے یعنی ہے اس مدت ہی جو عصر اور مغرب کے مابین ہی مادہ جو جلیلہ نقل کیا اجماع ہے کہ وقت عصر جو پہلی دن ہے تو دو تقریب پر لگایا گیا جو حق کہ یہ تقریر کی جنس کہ عصر کا وقت ایک ٹکٹ پر ہوتا ہے یہ سالہ جو خبر کہا ہے اور کہ یہ خفیہ ہی قول پر موقوفہ مدت جو عصر اور فجر کے مابین ہی یعنی ہی اور لگایا گیا ہے جاکو توفیق میں ہر طرح کی مساوات لازم ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ اگر ایک ایسی جنس میں جو اصل کو کہ جب حدیث وارد ہو تو ویسے ہی جس امر میں فی حدیث وارد ہوا ہر نہیں کیا جاتا

لیکن بخیر نص حل ان کلامن الطائفتین الذین عللوا لعل ان کلامهم بمقتضی اکثر اهلان المسلمین و باحتمال ان یکن اطلاق ذلك
 تغلیباً باحتمال ان یکن ذکر قول الیهی خاصة فیندفع الاعتراض من اصل کما جزم بعضهم یكون نسبة ذلك للتحقیق الظاهر فی
 مرادہ بل من معنی ارید بالتحقیق و بانہ لا یلزم من کلامهم الذی علل ان یکنوا اکثر زماناً الاحتمال کون العمل فی زمنہم کان
 و یوثق قوله تعالی و لا یحل علینا احداً کما حلت علی الذین من قبلنا و ما یؤید کون المراد کثرة العمل و قلته لا بالنسبة الی
 طلی الزمان و قضاہم کون اهل الذی استغفین علی ان المدة التي بین عیسیٰ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و فی المدة التي بین نبیننا و قضاہم
 السالکین ہم فی اهل المغر بالاجاب قالوا ان مدة الفترتین عیسیٰ نبینا علیہا السلام استثناء منہ و ثبت ذلك من صحیح البخاری
 عن مسلم و قولنا حدیثی ذلک حتی جاوز بعضہم انما مائة و ثمانون سنة و فہذا المسلمین بالمشاهدة اکثر من ذلک فلو سلمنا
 بان المراد التمسک بالزمانین قصراً لزم ان یکن وقت الطریق من وقت الظہر لا قائل بدفع علی ان المراد کثرة العمل و قلته و انا
 تفصیل جوابات مع شرح یہ ہے کہ صدر کلام شیخ الاسلام کار و دار بنید بوسی غنی پر وارد قول اوںکا و بان انخیزنا و درو الخ جوابات
 استدلال مؤلف سرورہ چاروں جواب یہ ہے کہ جو حدیث ایک شیخ روایت کرے اور اس معنی کی تصدیق نہ ہو تو اس کی روایت
 ہونی وہ حدیث حسینہ معنی بائی بیاتین لکن وہ حدیث بقصد اس معنی کی وارد نہیں ہونی بلکہ ارادہ اس کی خبر کو کہ
 اقول التشریح اسکی یہ ہے کہ احادیث یک مثل جو سابقین میں نقل ہوئیں مقصود اہل حق تعالیٰ کی تائید ہے آخر وقت ظہر کے اور اول
 وقت عصر کے تو لا زمان حدیثوں کی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت نہیں کہ ہوئی اور حدیث اجابہ کی جی سوائف کو
 استدلال ہے غرض اور قصد اسکی موقی سی اجابہ ہے اس بات کی کہ ہو واد نصاریٰ دو تو فریق باوجود کثرت حمل کا اکثر
 ارادہ محمدی سی بیج جزائی عمل کے اور بقا اس امت کا قلیل ہے نسبت اون دونوں کے مگر پس لالت اس حدیث کی
 اور کئی بیشی وقت عصر اور ظہر کے اگر تسلیم ہی کیجا دی تو بطور اشارہ لغرض کے جو اگر دیرہ فاعلہ ہی کہ اشارہ بعض معارض
 اور ایک جواب یوں ہی کہ حدیث میں پہلا یہ نہیں ہے کہ ہو واد نصاریٰ ایک کی کام بہت ہیں بسبب کے کہ یہ بات پہلی صدی
 آگئی ہے کہ دونوں نے فکر مسلمانوں کی بہت کام کئی اور ایک احتمال یہ ہے کہ کہ تغلیب کے طور پر بیان فرمایا ہوا ایک احتمال یہ ہے
 کہ خاص قول یہود کا ذکر کر دیا ہے تو مہل میں قراض ہی نہیں جیسا کہ بعد از یہی توجیہ بالیقین کی ہی تو اب ظاہر ہوئی کہ
 فرقوں کے طرف نسبت مراد نہ ہوگی بلکہ عام ہو کر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہ ہے کہ عمل میں بہت ہوئی سی
 زمانہ کی زیادتی لازم نہیں کیونکہ یہ احتمال ہی کہ اوپر عمل سخت تھی اور کئی میں کثرت ہی نہیں آیتا اور اس بات کی تائید پر کہ اکثر مثال
 بخلاف کثرت زمانہ کی یہاں مراد نہیں یہ ہے کہ اہل کتب کے ہر فرقہ میں کثرت میری تو حضرت منکم کا میں مدت ہی وہ اور اس کی
 کم ہے جو حضرت اور قیامت کے پہنچ کر دیکھو جو تاریخ و ان کے کہا ہے کہ زمانہ فقرہ چہ سو برس ہیں اور یہ صحیح بخاری میں ان
 تائیدی روایت سے ثابت ہے اور بعض فرقہ اس سے بھی کم کہتا ہے یہاں تک کہ بعض فرقہ اس پر کہ مدت آئی ہی احادیث مسلمانوں کی جو کئی
 ہے دیکھی یہ بات ہے کہ اس سے زیادہ ہے اگر اول ہزار ہیں بلکہ اگر چہ کہ اور کثرت و زنا کی طرف اشارہ لازم دیکھا کہ وقت کثرت سی ملتا ہے

جب ہند لال مولف نے دو میان کئی ہین ایک یہ کہ سایہ ٹیلون کا بعد دخل جاتی بہت آفتاب کی ہوتا ہی پس اٹل چھ کر
 دلی بقدر چرتہائی حصہ آدمی دن کی پس ہوگا اور وقت سایہ آدمی کا نصف قدر چہ شروع ہو کر چھوٹا سایہ ٹیلون کا
 تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑھ قدر چہ ایسی وقت افان ہوئی تو پہر نماز ہو چہ مسنون سی اور نماز مسبوق سی ووشل
 تک پہلی آخر ہون دقت کی فرغت ہوگی دوسری یہ کہ تجرہ کیا گیا یعنی گورہ بنا کر مثل شیلی کی زمین پر کہ گیا تو
 سایہ کو ایک مثل کہ نماز ہوئی تو قرینہ مثل کے پہلی آخر وقت کی فرغت پالی پس جواب کی شد لال دلی سے
 تو کیا دیوین کیونکہ وہ مجرد ایک بلکہ فرقی ہی اور دعویٰ بی دلیل پائی کہ اولاً دعویٰ یہ کیا کہ قبل یہ کہ دلی دن بقدر
 آدمی دن کے اور سپر کوئی دلیل نہیں یہ کہ ہر وقت چھوٹا سایہ ٹیلون کا ڈیڑھ قدر سایہ آدمی کا ہوتا ہی اور یہ محض غلط ہے
 چھوٹا سایہ ٹیلون کا آدمی قدر سایہ کے ہی پہلی ہوگا اور سایہ ٹیلون کی ہی اور سی وقت ہوگا ہی چھوٹا سایہ
 ہستی کا برابر ہوتا ہے جسکو ارتفاع شیلی کی زمین سی پہچان ہو وہ جانتا ہے ہر دعویٰ کیا کہ نماز مسبوق کی اور
 امام کے پہلی آخر وقت آنے کے ووشل کے قریب ہوتی ہے یہ ہی غلط ہے اور وہ کہہ ادا ان مسبوق کوں تھا
 جسکو مثل کیا ہی ایک رشتہ معینہ منقطعہ میں مسبوق کا کیا ذکر کیا چھ بعد یا عینہ نمازوں کی ہی کہ مسبوق کا وقت
 پیدا کیا حکایت امنی میں اس چیز کا جو ثابت ہو نہ نماز ہی ماقہ ہی اور ہر دعویٰ دس رکعت چھری فرغت ہوگا
 قریب ووشل کے ہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو یہی سوا مثل کے اندر اندر ہی رکعت اگر
 فرغت ہوتی ہے ایسا ہی دعویٰ اور کا پنے تجرہ میں کہ جبکہ بعد ایک مثل شیلی کی نماز میں شروع ہوئے تو قریب مثل
 فرغت پائی ہی غلط ہے اور فرغت دس رکعت چھری ہو چہ مسنون ہو مثل کی اندر حاصل ہو سکتی ہے جواب سولہ کا
 نتیجہ کہ امام صاحب کے مع میں کہ جبکہ ہر روز دس رکعت پڑھتے تھے جسے حساب گنہوں کی بعد
 وضع کرنے جا گئے کی فی گنہہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہیں حدیث کا باب اول کی رو میں گندہ اور اپنی دس رکعت چھری
 اتنی وقت میں فرغت ہون بیان کرتے ہیں کہ ایک مثل ٹیلون کی ہی قریب ووشل کی سایہ گذر گیا تھا سو جی کا قیام
 تو ہی شد لال تو بالکل وہی ہوئی اور اس حدیث کی ہرگز دخل بردلات نہیں مان البتہ ظاہر حدیث سی ہی
 میں مقدمہ سمجھا جاتا ہے کہ پڑھنا چھوٹا بعد ایک مثل کی اوس حادثہ سفر میں آنحضرت صلی علیہ وسلم صادر ہوا ہی اور اس
 یہ شبہ گذرنا ہے کہ وقت ہر ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہی پس جواب اس سی تین ہین اٹل یہ کہ سادہ کی
 راوی کا سایہ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریباً ہے نہ بائین طوس کہ گورہ کہ نماز پڑھتا ہی وہی صحیح مسلم
 ابو داؤد کی روایت میں سادات کا ذکر نہیں ہے بلکہ تا ہی ہے کہ حنفی یا ثانی التلوال اور سمیع بخاری میں
 تین مقام میں بلکہ سادات ہے وہ جگہ کہ تا سادات میں حق یا ثانی التلوال اور جگہ کہ وہ تین میں ہے

حتی فاء الفتح اور راوی بنی ابی قیس کی بعضی النول صحیح قم الظل تحت النمل لکن ذکر فی الکرمانی ترجمہ فلا مدلل
 عبار تو کجا پہلے یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے بیٹھے کے اور دیکھا جسے سایہ نیچو لگا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پیرہی ہوا سایہ چلی کی آ
 نہ سطر سی کہ سایہ چلی الگ کر کے مساوی کہا ہی و نیز الاخصی علی بن ابی حقیق تو دراصل اس وقت سایہ ٹیکوں کا بعد نکلنا
 سایہ چلی کے تخمیناً آدھی مثل ہو گیا کچھ زیادہ اور مثل کی قسم ہوئی میں اتنی دیر ہو گئی کہ جنوبی نمازی نماز ہوئی ہو گئی
 دو ستر جواب یہ کہ مساوات سایہ کی ٹیکوں ہی مقدار میں براد ہو گیا ظہور میں یعنی پہلی سایہ جانب مشرق سے مدوم تھا
 اور مساوات نہ تھی ٹیکوں سی کیونکہ وہ موجود نہیں اور وقت اذان کی سایہ جانب مشرق ہی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا
 ٹیکوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں جیسا کہ کہا فتح الباری میں و یحصل ان براد بعد المساواة
 ظہور الظل جنب التل بعد ان لم یکن ظاہراً فساواہ فی الظہور لان فی المقدار انھما حکماً فی المحلے تیسرے جواب یہ کہ
 یہ تاخیر آنحضرت سی عصر میں واقع ہوئی ہے پشما یہ کہ آنحضرت فی اس راوہ سی تاخیر کی ہو کہ ظہر کہ عصری صحیح کی ہے
 جیسا کہ اس صفحہ میں جمع کرنا دو نمازوں کا آنحضرت سی ثابت ہی چنانچہ مختصراً ثابت کیا جاوی گا پس مشرقی وقت پر
 حضور کے وقت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہ جواب ہی جا فظان مجرے ویسے جیسا کہ کہا فتح الباری میں
 و یقال ان فی السفر فلعلم اخر الظہر حتی یجمع جامع العصر انھما و هكذا نقل فی المحل الحنفی علی وجہ القبلی و التسلیع
 قلت منشاء تاویلات کا یہی سی کا مادیت صحیح جسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ایک مثل کی وقت ظہر کا نہیں رہتا
 میں پس جماعاً بین الادلۃ تاویلین حصہ گزرنے دلیل رابع موافق کی یہ کہ حدیث میں بریدہ کی واقع ہی فلان ان الیوم
 الثالثی مرہ فابرد بالظہر فابرد بها فانعم ان یبدد ہما رواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت میں ابو موسیٰ کی یرون واردا
 تھا آخر الظہر حتی کان قریباً من وقت العصر لا المسی و اہ مسلم و یستدل لال یہ بیان کی ہی کہ نماز دوسری دن بہت
 ہنڈی کر کے پڑھے ہے باین طور کہ قریب تھا آخر ادا کا ابتدا وقت پہلی دن کی عصر کے اور پہلی دن عصر اس وقت پڑھی
 کہ آفتاب اونچا اور غیب تھا اور اس وقت چنانچہ گھڑی دن تھا اور وہ صراحتاً کہ لفظ فانعم ان یبدد ہما لال کہ تاویلات کہ تاویلات
 اور لکھ لکھ کہ تو بیان کر دیا ہے اس کو حدیث ابی سعید کی فی جواب پر گزری **اقول** وہ حدیث یہی کہ کہا ابو سعید خدری رضی
 اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للظہر فقال ابد ابد اوقال انظر انظر فان شدة الحر من فیہ جھنم فاذا اشتد
 الحر فابردوا عن الصلوة رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہر جہد کہ جواب اس کا یہی تھا کہ کچھ بولتی ہے نہت جواب میں کہ جہد
 ۱۰ الیام یا جی ہونگی ایسا ہی ذکر کیا گئی ۱۰ اور مثال ہی کہ راوہ کہا جاوے کہ برابر ہی کی جی سایہ کا ظاہر ہو جاوے گا کہ پہلی بالکل نہتا ہو جائے
 غروب میں ہی مقدار میں نہ ہو چکی جارت فتم البکی اور پہلے کہ محل میں ۱۰ کہہ کہ بعد ان ہی کہ سفر میں ہی شاید کہ تاخیر ہو گیا ہی کی
 کہ کہتا ہے تاویلین ہو چکی جارت فتم البکی اور پہلے کہ محل میں ۱۰ کہہ کہ بعد ان ہی کہ سفر میں ہی شاید کہ تاخیر ہو گیا ہی کی
 پشما راوہ فی حدیث ابی سعید کہ حدیث میں ۱۰ پشما راوہ فی حدیث ابی سعید کہ حدیث میں ۱۰ پشما راوہ فی حدیث ابی سعید کہ حدیث میں ۱۰

لاکھ تا ہم کو اسی طرح استنباط یعنی ماہ قنوں کی کہا سنا ہے کہ اس حدیث میں دو مثل لکھا گیا ایک مثل سی سجا دیکر دوسری نہیں
 آتی ہے اور آج کے کسی جتنی ہی نہیں کہہ کہ خاتم ان پر دیکھا جیسی یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا اوس ٹھنڈا کر دیکھتے
 ٹھنڈا کرنا مراد ہے اور یہ سہنتا طاس مؤلف ہی نے اختراع کیا ہے۔ مگر عقل و دہش زیادہ گریست : غور کرو
 کہ خوب ٹھنڈا کر لے سے یہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سی باہر نکلیجادی اور جو دو جبہ استدلال کے مؤلف نے
 بیان کی ہیں وہ بالکل اسی اور یوں ہیں وہ اول مثل سی کہ عمر بنی بن کی آنحضرت نے ایک مثل پر پڑے تھے جسکو مؤلف نے
 کہہ بیچ گھر یعنی ان ہی پڑے تھے اور پھر ٹھنڈا کر دیکھ کر ان کی اس بیچ گھر سی ملان نہی کی قریب کہتا ہے اور دلیل اس
 بیچ گھر سی کے مقدار یہ کہو ٹھنڈا ہے کہ آفتاب اور وقت بلند اور سفید خالص تھا اور اتنا بہت جانا کہ پھر ٹھنڈا پھر دن
 ہے یہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے نہایت اور کسی نزدیک پھر ٹھنڈا پھر دن کا آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہے اور بیچ
 گھر سی دن رنگ بلند اور سفید ہوتا ہے نہایت صواہی بادلوں کی کسی سی سادہ نہیں موتین اور جھٹائی اسی تو
 کہ لفظ ظنم ان پر دیکھا جاسکی یہ معنی ہیں کہ خوب ٹھنڈا کیا کسی مثل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو وشل پر دلالت نہیں کہ
 اور وہ اسی احوال کو حدیث ابو سعید کی ادھاتی ہی کیونکہ اوس میں ہی ایسا کوئی لفظ نہیں جس سی ایک مثل سے تجا ذکر کرنا
 چاہیے حدیث بالا اسکی منقول ہے پھر معلوم نہیں کہ مؤلف مجوز کس خبر سی انصوان یا برد بھاسی وشل نکالتے ہیں
 انگی پس ان چاروں دلیلوں مؤلف کی ہی وجہ منقول جوابات ہوئی اور ثابت ہو گیا کہ اوسکی باکے دلیل ہی ہی ثابت نہیں ہوتا کہ
 وقت ٹھنڈا کر ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائے وشل تک آتے کہ مؤلف نے حدیث جبرائیل سی ہی جو نہایت ہوسکا تھا بالکل
 منسلک ہے استدلال کیا ہے کہ اگر وقت ٹھنڈا کر وشل تک رہتا ہے اور جبرائیل لال یہ بیان کی ہی کہ جبرائیل نے وہ دن
 ٹھنڈا و وقت پڑے تھے جو وقت پہلی دن عصر پڑے تھے یعنی ایک مثل پر پس اس سی مشترک دونوں نمازوں کا ایک وقت
 میں بقدر چار رکعت کی پیدا ہوا اور پھر دو مشترک منسوخ ہے **وَقَدْ أَفَاحَ لَیْلَیْمُ الظَّامُ قَارُونَ** وقت ان کے منسوخ تو آخر وقت ٹھنڈا کر ایک
 مثل منسوخ ہوا دلالت حدیث ابو ہریرہ وغیرہ کی اور متعین ہوا وشل آخر وقت ٹھنڈا کر تو جواب اسکا تحت اول حدیث کی کتاب
 ایک مثل میں سی کلام شیخ سلام اللہ جنتی ماہ نام نووی کی گذرا اور حاصل اسکا یہ ہے کہ جبرائیل نے دو سکھوں ٹھنڈا کر
 ایک مثل پر فرخت پائی تھی نہ یہ کہ شروع کی تھی اور پہلی ان حصہ وقت میں یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تھی پھر مشترک ان
 کو کہ اوسکی نسخہ سی آخر وقت ٹھنڈا کر وشل ہو گیا اور ان معنی کو امام نووی نے خوب مثل بیان کیا ہے اس طرف پہلی
 حدیث ایک مثل کی کہ جو ہم کرنا چاہیے اسکا دلیل عقلی مؤلف نے بیان کی ہے وہ یہ کہ بعد وشل کی نماز پڑے تھی سے
 بالیقین نماز اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل کے بعد پڑے تو شاید ہے کہ اللہ کی نزدیک وقت نہوا ہو
 تو اپنے فرمایا کہ ٹھنڈا کر یا فرمایا پڑھا کہ لے کر کے شدة دوزخ کا یہ پارہ ہے جب کہ میکے شدة
 ہمارے تو نماز ٹھنڈا کر میں پڑا کہ اسکا جو ہم ٹھنڈا کر وشل ہو تو اسکا وقت ہے عصر کے وقت ہو لے گا

پس ہوگی نماز قبل وقت کی اور یہ درست نہیں بالاجماع پس اس کا جواب یہ ہے کہ اگر باوجود قیام دلائل قطعہ کے اتفاق
 تمام جہان کی اور ایک مثل کے خلاف امام ابو حنیفہ کا بی دلیل وجہ اس بات کا ہو سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے
 قبل دو مثل کے نماز عصر کے پڑھنی قبل وقت سی ہوگی اس احتمال سی کہ شاید بعد وقت ہوا ہو تو چاہی اگر
 کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کی داخل ہوتا ہی اور اس پر کچھ دلیل نہ کہتا ہو
 کہ امام ابو حنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہیں رکھتی تو اس کی دعوی بلا دلیل ہی نماز عصر کو تین مثل کی درمی جا رہی ہو
 اس احتمال سی کہ شاید اللہ کی نزدیک تین ہی مثل کی بعد وقت ہوا ہو اور یہ کوئی نہیں کہیگا حتیٰ المولف کھنٹی حالانکہ
 یہ قول تین مثل کا اور حقیقوں کا دو مثل کا دونوں برابر ہیں بی دلیل ہونی میں پس معلوم ہوا کہ مجہد خلاف بی دلیل عمل
 اور پامنا دلیل اور متفق علیہ ہو کر مانع نہیں ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہیں ہوتا اور ایک دلیل دو مثل کا
 ہدایہ فی بیان کی ہے وہ یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرد والظہر فان شدة الحر من فیہ جہنم یعنی شہد اگر
 شہر کو شدت گرمی میں اور شدت گرمی کی دیا عرب میں میں مثل پر مہرتی ہی پس شہد کہ وسیع وقت پر ہوگی جبکہ
 ایک مثل سے سایہ تنہا ہو گا جیسا کہ ہدایہ میں فرماتی ہیں ولقد علیہ السلام اوردوا بالظہر فان شدة الحر من فیہ جہنم و
 اشد الحر فی ذلک من فیہ جہنم پس جواب یہاں اس تقریر کا حکم ضرور نہیں کیونکہ خدا کی مقرر کردہ مسخ خفیون ہی اس کو رد
 کر دیا ہے کہا قاضی شفاء اللہ بانی سببی حنفی فی تفسیر سطر ہی میں وهذا الاستدلال ضعیف جدا ولا لہ حاشا الابرار علی
 بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابرار ارضا فی شدة الحر انما یکون عند الزوال وبعض الابرار یحصل قبل بلوغ الظل
 مثل الشمس ولو کان الحر فی ذلک بلوغ ظل الشمس مثلاً اشدھا فیلزم مقتضی الامر بالابرا د تعجیل الصلوة فی ذل الوقت واللہ اعلم
 اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعین فی شفاء اندوی السبک وافتاؤ عن ابن مسعود قال کان قد صلوا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثة اقسام الی خمسة اقسام وفی الشتاء اقسام الی سبعة اقسام وخمسة اقسام تکن اقل
 المثل علم ان الذین یحصلون کا ظل القاصر اقل یا بعض حدیث الابرار حدیث شریف الہندی اور کہا شیخ ابن الہمام جو حنفی
 سردار ہیں فتح القدیر حاشیہ ہدایہ میں ان غایتہ اقل من استدلال الابرار ان وقت الظہر یبقی بعد بلوغ الظل مثلاً ولا یزول
 منه الا نساء الی بلوغ الظل مثلاً فالذلیل قاصر عن الاستقصاء وقال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال لذلک صلی اللہ علیہ وسلم
 سلمہ اور یہ دلیل کچھ نہ کہلا ضعیف ہے اور دلائل کو حدیث ابراہیم کا سپر کا ظہر کا وقت یہ ایک مثل کے رہتا ہی مسلم نہیں ہی
 بلکہ ابراہیم کا مرفوع ہے اور شدت گرمی میں دو پیر میں ہوتی ہی اور ایک مثل پہلی کچھ شدت گہٹ جاتی ہی اور اگر انکی ملک میں ایک
 مثل پر شدت گرمی کی ایک مثل پہلی گیا وہ ہوتی تو یہ چاہی ہنسا کہ علی کر کا وقت نماز ہوگی اللہ جانی سلمہ اور میں خاندنہ ہے
 کیونکہ سنائی اور بوداؤنی جو سلمہ بن محمود ہی مدت کی ہی کچھ سخت کی مقدار نماز ظہر گرمی میں قدیم سی پانچ گھنٹہ اور عارضہ میں پانچ گھنٹہ
 اور پانچ قدم ایک مثل سی کہ ہوتی ہیں سو جائیگا کہ پانچ قدم سایہ قدام بہ ہوگا حاصل ہو جاتی ہی تو حدیث ابراہیم اور حدیث حریف میں

حصۃ ابن ابی النضر علی بن علی بن الحسین علیہ السلام دلی معاذیرہا قبیلہ وقت الطہران تھے فی الزمان التیمر سیکر
 الخفی فی معنی استلزام معنی علیہ السلام از فصل العصر من صاحب کل شیء مثلی علی کون اول وقت العصر عصر الطہران
 و فی فی العلل و هو کما ترع حکایت حال اول کون اول وقتہ ذلک ان تھے والفقہاء عن ایراد ابن الحام علی استدل صلا الطہران
 لا قائل لکون ما بعد بلوغ الظل المتل و قبل بلوغه مثلیں خطا عظیم لانه خلاف ما علیہ من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المتل ال
 مثلیں قبلہا بعدہا الی الغرۃ قبل التزک لا یقتضی المانم فایطلب الدلیل علی القول ان عدم ذلک القول لکیف یجذب عدم
 قوام ملا دلیل الخسینا نا فافہم فیفسد ایراد ابن الحام کا کان پس من عبارتون خفیہ کی سی چارہ جواب لیل کشا ہدایہ کی معلوم ہوتی ہیں
 اول یہ کہ دعویٰ حاصل ہوتی ٹہنڈک کا دیا عرب میں ایک مثل پر مذہبی اسکی محدث ہے کیونکہ ابن سنیو کی روایت میں
 آیا ہے کہ آنحضرت کریموں میں بانج قدم سایہ دلہنی یکم فاذ ظہر کی پڑا کرتی اور بائیں ساق قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہے
 ہو جیتی اور ظاہر ہی کہ وہ بانج قدم ایک مثل ہی کہم ہے میں تو معلوم ہوا کہ اس دیا میں بانج قدم پر وہ قدم پہلی
 ایک مثل ہی ٹہنڈک ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابرو دامن جو محل ہی پس حدیث ابرا دما رض حدیث
 جبریل کی حسین ایک مثل قوت ظہر کا پایا جاتا ہی نہیں ہی نہا حاصل جواب مولانا فقید العلوی دوسرے جواب یہ کہ
 شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہی اور بعد زوال کی ایک مثل کی درمی کچھ تو ٹہنڈک ہو جاتی ہی ہر کچھ
 ہے مقتضی اسکو اسی قدر اور اگر بقول مستاہلہ کی ملک سرب میں ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہی نسبت
 بنفسا انہا کی پایا مثل کے پادہی مثل کے مقتضی اسکا یہ ہوگا کہ قبل ایک مثل کی ٹہنڈک میں نماز پڑھیں اقول یہی
 بھلا ہے قیل اور اس شخص کے کا جو ابرو والہ ظہر کے یہی مبنی کرتا ہے کہ ظہر اہل وقت میں پڑھو یعنی اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی
 عین مثل پر ہوتی ہی نسبت اول وقت کی تو اہل وقت پڑھو تو کہ ابرا دما حاصل ہو بیچ قوت ظہر کی کہ ایک مثل ہی اس
 وقع ہو گیا یہاں کی عصر میں مولف کا جو مسئلہ تیسرے میں ہی معنی پر کیا تھا اور اس معنی کو وہی کہہ کر دہی بن گیا تھا
 یہ سمجھا تھا کہ یہ معنی مطلقاً نہیں بلکہ اس فقید پر ہی جو میں اور ہکا کہ پیشہ اوں کچی منفیون فی اخر تراجہ کی ہی کہ دیا گیا
 گرمے وقت ایک مثل کے نسبت اول وقت کی زیادہ ہوتی ہے فقید تیسرا جواب یہ کہ فرض کیا کہ ایک عرب میں ایک مثل
 سا عربین ما سہ انتہا دلیل پایہ کی یہ کہ ایک مثل کی بعد ظہر کا وقت باقی رہا ہی تو اس ہی یہ کہ نہ کر لازم اور وہی مثل کی انتہا ہی ہو
 دلیل میں اثبات مرامی انتشار و کچھ عبارت فتح فقید کہ اور جو جواب میں ابن الحام ہی کہا کہ گرمی ہو یا جو کہ حضرت فی دوسروں وقتوں میں
 تو وقت عصر کا معین ہو گیا اور اس میں پہلے ظہر کا وقت ہو گیا تو جواب اسکا وہی جو سلام احمد فی تعلی میں اسکی جواب میں کہا جسے حضرت
 نماز عصر میں ہی عصر کا اول وقت ثابت کیا ہی کہا کہ یہ ایک حکایت مالک ہے وولات ہیں انہیں کہ وہ اہل وقت ہی چوکی عبارت مثل
 اور اس مقام پر ایک دلیل پھر اس چوکی ہے اس میں نہ کہ اگر ہکا کوئی قائل ہی ہا شری خلاصہ ہوا کی تسبیح کی سبک کا ہکا کہ آیا وہ
 ہے میں کہ وقت عصر کا مثل اور نہیں ہی عود بتانے اگر وہ عدا اپنی سبکو تو متفرق کب جگہ روکتا ہی تو دلیل ملک کر کجالی دلیل صرف

ہی ٹھنڈک ہوتی ہی لاکن تھی تو ہر ملک میں ہی حکم دی رکھا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سے قیام کیا ہے
 ہذا الجواب انما قالوا لا نقول ان الله قائل من جہتہا جواب یہ کہ بطور فرض محال کی فرض کیا کہ ہر ملک میں عرب ہو خواہ ہند
 خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹھنڈک ہوتی ہے لاکن ایک مثل کے بعد سے
 دو مثل تک وقت رہنا ظہر کا کہاں تک ثابت ہو لگاتو دلیل ناقص ہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام اقول اگر ایک مثل ہی غازی
 ہوتا اور پنی قرات اور طویل کو کم اور سجودی میں بقیہ تین پیر میں تو ڈیرہ مثل تک بخوبی فرغت حاصل ہوتی ہی ہر کیا دلیل
 ہی باقی رہتی پر وقت ظہر کے دو مثل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہیں جس کے وقت ظہر کا دو مثل تک
 ثابت ہو پس یہ سبھی جابجائی ضعیف ثناء اللہ بانی نبی نبی جیکو شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہا کرتے باوجودیکہ بڑی حنفی اور
 فقیہ تھے قصا کہدایہ کہ یہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت نہیں ہوتا اور یہ سبھی صاحبین امام سے
 مخالف ہو کر موافق جمہور کے ہو گئی جیسا کہ ابتدا مسئلہ میں کلام اور لکنا تفسیر مطہری سے نقل کیا گیا ہے پس یہ سبھی امام
 مقام عالی مقام القضا میں عدل آئین امانت و رسولنا ابو حنیفہ النعمان افاض اسد شایب ابو حنیفہ النعمان
 اپنے مذہب کو آخرین چھوڑ کر قابل ہوئی ہیں کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ انکی متبع ہیں یہی
 مانند چھری عدالت کی وکیلوں کی انکی طرف سے وکیل ہو کر جھگڑا اور مجادلہ نہیں چھوڑتے بڑا تعجب ہے کہ دعویٰ
 اور دعویٰ علیہ تو آپس میں صافی اور موافق ہو گئی ہیں اور وکیلوں کو جگہ بدل سی اہمیت جبر نہیں ہی اور رجوع امام کا
 اپنے مذہب کے طرف قول صاحبین اور جمہور کے بہت ایدہ حنفیہ میں اپنی کتب میں لکھا ہے ایک اور میں سے صاحب خزانہ
 الروایات میں کہ مقتدی البیہقی رجوع امام کا نقل کرتے ہیں اور ایک صاحب فتاویٰ شافعی میں اور ایک صاحب کتاب اغیار
 ایک صاحب الجوہر فی تشریح تنویر الابصار میں اور ایک امام ہند وانی میں اور ایک صاحب صراط القویم میں خاجہ ملا عبد
 سندھی حنفی صاحب لطیفہ شریعت سند امام ابی حنیفہ میں قرأت میں وقد الف الشیخ فی الدین بنجیم صاحب البحر الرائق فی مسائل التائید
 مذہب امام فی هذا المسألة خاصة واستدل على مطلوبه بآلة متقدمة وأجابه الشیخ ابو الحسن السبکی فی فتاویٰ فتح القادر لابن
 الطرام لکن لما رأیت رجوع الامام الی قول الجمهور وما وسعنی ذکر شی من الادلة والبحج یجملہ اورد الاختصاص مع اندوی فی المسألة
 المذكورین الامام ابی حنیفہ رحمہ روایات متقدمة فمنها رواية صيدورة الظل مثلان سوى فی الزوال
 صرف کیسی قائل نہیں ہی اسکو طہینان کا فائدہ کیونکر ہوگا سمجھ کے تو خوف ہے کہ ابن ہمام کا اپنی حال پر اسکا یہ رد
 جواب ہے میں بخوبی تقریر قاضی ثناء اللہ فی کی ہے اور بلا شک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرائق نے ایک رسالہ
 خاص اس مسئلہ میں تالیف کیا ہے جس میں اپنے امام کی مذہب کی تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر جہد و تبلیغ پیش
 کی ہیں اور اسکا جواب شیخ ابو الحسن سندھی فی ابن ہمام کے نسخہ القدیر کے حاشیہ میں دیا ہے لیکن میں جو
 امام کا رجوع جمہور کے قول کی طرف دیکھا تو دلیلین اور جوابات ذکر کئی اور امام میں سے چند روایتیں ہیں میں بھی کہہ سکتا ہوں

انتہی کلام السدی اور ہی سبب ہی بہت سی کتب مشہورہ متداولہ مشہورہ میں جیسی بدایع اور غایۃ البیان حاشیہ
 ہدایہ اور ینایع اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض غیر نامین ایک مثل کی تصحیح کی ہی اور سیکو مذکور فی الاسل کہایہ
 اور قابل عمل کے تہرایا ہے اور محاسن کے ہی ایک اور اخذ کیا ہے جیسا کہ کہانیم سلام اللہ جن فی محلی میں
 ودی عن الی حقیقہ ان وقت الظہر الی المثل کا قالت الثلث الباقیہ والجمع فی البدایع علی الصیغہ المذکور فی الاصل فی غایۃ البیان
 جہاذا بو حقیقہ وهو المشہور عنہ و فی الیائیم علی الصیغہ عن الباقیہ و فی اللہ الخا کو قوطما زفرہ قال اللہ و وہ اخذ فی غرر
 الاذکار و اللہ الخ ذہر الی ہاذا الظہر لیسیم لہ و فی فیض البیان فی الفیض علی الیائیم یہ یعنی انتھی اور وضع ہو کر نقل کرنا ہمارا
 رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا مستند ہونی کو اور قابل فتویٰ کی ہونی کو نزدیک بہت علماء حقیقہ
 کی ہی محض بطور الزام ہے اول بصورت الظہر خبر و قہی کے نہ بانینطور اور اس نظر سے ہے کہ امام کی رجوع
 ہو گئی تھی عمل کے احادیث کی کثرت پر ہونی حاشا و کلا اسلئے کہ اگر امام ابو حنیفہ اور انکی صاحبین ہی اور تمام
 حنفی ائمہ و مجتہدے ایک مثل کے قابل ہوتی تو یہی ہو کہ احادیث کی کثرت صحیحہ و روایہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمل
 کرتے میں کچھ قابل ہوتا ہمارے نزدیک امامون باحدیث کو اتباع رسول اللہ کی حدیث کا مجتہد کی عمل اور
 سر قوف نہیں جیسا کہ باب ثانی کی جواب میں بدلائل قطعیہ ثابت کیا گیا واللہ تعالیٰ علیم بالصواب فاللہ اعلم
 الاشیاء المثل الفصل بین الظہر والعصر بالجمع الساطعہ القول الفصل لیداعی فی الفصل بالمثالین اللہ تعالیٰ ثبت فی حقنا صحیحہ ولا
 ضعیف عن النبی سید الثقلین لم یقلناہ بالقبول جہا اہل العلم من المجتہدین الماکونین فی النشأتین و صلی اللہ علیہ وسلم
 فی الدلائلین للحنیین قال سلمہ یا سجون جمع کرنا و نماز و کتابت ایک ت کی اقوال اس مسئلہ کی تحقیق
 کان لکاسنی چاہی کہ اس مسئلہ میں جناب مولف فی بہت ابلہ فریبی اور غلط فہمی کی ہی کہ دلائل میں وہ قدس
 بیان کی ہیں جنکی طرف ہو کہ کچھ التقابہن یعنی ایک بیت ابو داؤد کی جسکی راوی میں ضعیف تھا ہمارے دلیل
 ہرگز نقل کر دی اور جو روایتیں صحیحہ مستندہ او میں نہیں چھوڑ دیں ایسا ہی ایک روایت معجم وسط طبرانی کی ایسی
 ایک روایت اربعین حاکم کی ہی جنہیں کچھ ضعیف تھا دلائل ہرگز نقل کر کے اون کی بعض راویوں پر طعن کر دیا اور
 جو روایتیں صحیحہ مستندہ جہا کہ اسلئے اور ترمذی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور

مختلف ہون اور ایک روایت ایسی ہو کہ صاحبین اپنا عمل مسلمہ اور ہر روایت اور امام ہی او کو نقل کرین تو وہ ہی امام کے
 ہے نقل کرتے ہیں نہ محض اپنے راوی ہی ہو جہا کلام السدی کا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں توفیق دی
 را ایک مثل کو ظہر اور عصر میں روشن دیکھوں ہی اور قول فیصل سے جس نے حاصل ثابت کیا اور ہر کہ اس نے ہمارے
 جہا فاضلہ شلیس کے کہ وہ کے حدیث صحیحہ یا ضعیف میں مختصر سے ثابت نہیں اور مشہور علماء مجتہدین نے
 و سکو قبول ہی نہیں کیا اور اللہ رحمت مانل کر کے اپنے رسول اور اہلکی آپر جو دو جہان کے نیکی کے مالک

مسند ابی یعلیٰ اور مسند غسان بن علی اور مسند امام محمد اور مسند ابی النضر طحاوی اور مسند
 ابی نعیم وغیرہ میں شہور اور متداول تین نقل کر کے اول کا جواب نہیں دیا کاش مصلح شمس کی قیادت
 حدیثوں کو دلیل پھر اتنا اور پھر دن اسی جواب دیتا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب مسند اور مسند
 و مسلم حبیبی کو چھوڑ کر یحییٰ حاکم اور اسطیضائی کو جا کر ۱۱ اور دوسری دور و امتین ضعیف نقل کر کے اور
 جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع میں اسلواتین کی فقط اس قدر دلیلین کہتی ہیں جنکو مولف نے
 منیف کر دیا خیرت جو کیا بزم خدا چا کیا اب ہم ہی تحقیق اس مسئلہ کی کیا مینفی سن جا ہی گا اپنی دلیلین کو قیام
 پس کرتی ہیں اور تمام حنفیوں کے حدیث کو جو مولف نے بیان کئی ہیں وہ بھی اور جو حدیثینوں نے بیان
 ہیں وہ بھی کس طرح بالاستیعاب نقل کر کے اول کا جواب دیتی ہیں پس مخفی نہ رہی کہ جمع میں اسلواتین نے اپنی
 اس قدر صحیح اور ثابت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سے جنہیں میں علی اور
 عبد اللہ بن عمر اور انس اور عبد اللہ بن عمر بن حاص اسعائشہ اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور عمار اور ابو بکر
 معاذ بن جبل اور ابن مسعود اور ابی الدردہ تین اور سعد بن ابی وقاص سعید بن زید اور ابوسبکی اشعری اور ابو ہریرہ اور
 سوا کی انکی اور مروی ہیں رواہین انکی اور تیرہ کتب حدیث میں جتنا ذکر بالا گذر اور کتنی اور کتب میں سوا ان کے
 لاکھ مجموعہ روایات میں بعضی تو ایسی ہیں کہ ان میں فقط صحیح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو
 کیا ہی اور کیفیت اور جمع کی بیان نہیں کی پس مخفی نہ رہا کہ ان حدیثوں میں یہ تاویل کرتی ہیں کہ اگر مردانہ
 جمع سی صحیح موری ہی یعنی پہلی نماز کو آخر وقت میں پڑھا اور دوسری نماز کو اول وقت پڑھا تو یہ بظاہر اور
 بصورت جمع معلوم ہوتی ہے بطوریکہ اس میں تاویل جمع موری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے اسلی وجہ سے
 جنہیں تاویل کی مخالفت کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو مستفیضان فہم اور ناظرین با علم ان حدیثوں مجملہ کیفیت
 کو ہی نہیں ادا دیت منیہ الکلبیت پر مجمل سمجھیں تو واضح ہو کہ جمع میں اسلواتین دو قسم ہے جمع تقدیم
 اور جمع تاخیر پس دونوں قسموں کے حدیثین علم علیہ ذکر کرتے ہیں حدیثین جمع تقدیم کن روایت کی ہی اس
 طریق سے حکم من عقبہ ابو جحیفہ سی قال عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجابة الى البطي فوضا فضله الظهور كعتين والعصر كعتين
 يذخره قال شعبه وزاد في نسخة كعتين بالاجابة وكذا في نسخة اخرى والاعراب في نسخة اخرى والاعراب في نسخة اخرى
 رسول الله صلى الله عليه وآله بالاجابة فصل بالسطاء الظهور والعصر كعتين ونصب بين يديه عنقه كما امام نووي
 ابو جحيفه سے کہا کہ نکلے آنحضرت دو پہر کو طرف الظہار کے اور وضو کیا اور ظہر اور عصر پڑھے اور انکی کے
 ایک برس ہے کہڑے تھے اور عورتیں اور گرجے اوس سے اوپر پہنچتے تھے ۵۰ نکلے آنحضرت
 دو پہر کو اور نماز پڑھے بلحا میں ظہر کے دو رکعت اور عصر کی دو رکعت اور انکی ایک جمع کہڑے تھے

شرح صحیح مسلم میں فیہ تکمیل علی القصر الجہ فی السفر وہیہ ان الاضطرار الجہ ہوا نزل وقت الاول ان یقدم الثانی الا
 انتہی اور کہا شیخ سلام سعدی نے محلی میں وظاہر تقدیر العصر وقت الظہر الخی قول وجہ الظہر لکن الحاجۃ فی الزمر
 والوضو والصلوۃ جمیعاً لان کلامہم الخرم الوضو والصلوۃ مرتباً للوقوع ومتقارب الوجود فان الفاء علی لفظ
 فننہ فصل للترتیب بلا فصل اذ قال فی الفوائد الضابطۃ الفاء للترتیب بلا فصل انہ وقال المحقق المارضاۃ قولہ قد مر من بلا
 هذا القید ما فات المصنف والایسہ لا یقال لیسقام من قولہ وقد مر ما بعدہ لا لانقلی لان ذلک الجواز ان یتفاد منه التقات
 بالعمی والخصی ونحن نقول لولا تصویب المصنف علیہ نہ کہ ان یقال خا الجہون واختاروا لفظہ لفظاً للترتیب الخ فیکو
 المعنی علی ما تقتضیہ الفاء انہ علیہ السلام خرج فی الحاجۃ وتوضاء فی الحاجۃ وصلى الظہر العصر الحاجۃ فان قلنت یحتمل ان علیہ
 السلام صلی الظہر کما قلتم ای غیر منہ من عن الخرج فی الحاجۃ والتوضو فیہا لکنہ صلی العصر بعد فعلی وقمنا قلنا هذا خلا الظاہر وقد
 ان النص من الکتاب السنۃ یحتمل علی الظہر ما لم یصر منہا ما تم قطعاً کما قال فی العوائد النسفیة وصالح یوجب انہ یمنع حمل الحدیث
 علی الظاہر فان قلنت یا یتستلک بہ الخفیۃ من احادیث الجہ الصور وانما بعض الصحابہ کان مسعودی عن الجہ قطعیۃ ثبت تعین اللفظ للصلوۃ
 وغیرہ من الحدیث الجہ بین الصلوۃ ما تم من حمل الحدیث علی الظاہر قلنا لا شیء ولا واحد ما تمسکوا بہ حقاً لاستمرار الجہ بین الصلوۃ مطلقاً
 مقدماً کان الجہ ومخرج الاستدلال فی مقام الجہ عن ادلتہم فیقع ظاہر الاحادیث سالمۃ عن الموانع قطعاً حمل علیہا فدل علی ان لفظ فصل
 مع مقول لفظ الظہر مع معقول علیہ هو لفظ العصر لیس خارجاً عن الخرج التوضو فیہا فیکفی فی ربط فصل مع الخرج التوضو بعد
 ۵۷ اور غا پر اسکا مقدم کر نہ سہے صحر کا کھروقت میں ہو چکی عبارت محلی کی میں کہتا ہوں کہ وجہ ظاہر ہو چکی یہی کہ وہ پھر
 نکلتی ہے اپنے وضو کیا اور نماز پڑھی اور یہ سب کچھ عرف فاسی معلوم ہوتا ہے کہ بلا ہمت تھا کہا فوائداً ضابطہ میں فالجاءت
 ترتیب کے پہلی ہے ہو چکی عبارت اسکی اور کہا ملاصاف محضی نے کہ یہ قول کہ بلا ہمت ہی مصنف کا یہی رہ گیا اور یہ ضرور کہا
 کوئی یوں نہ کہی کہ اسکی یہ کہہنی سے کہ تم خالی ہاتھ تہمت کے ہمت نکلتی ہے کیونکہ ہم کہنیکل کہ ہم یہ نہیں مانتی پہلی کہ جاہز ہے
 لاوس فرق عدم اور خصوص کا نکلی اور ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ پھر مصنف اپنی شرح میں جملہ مذکور تو ممکن تھا کہ یہ کہا جاتا کہ اگر
 بہو کا خلاف کر کے فاکو مطلق ترتیب کے لئی ہوتا پسند کیا ہے ہو چکی عبارت اسکی تو اب معنی خالی قطعاً پر یہ ہوئی کہ حضرت
 مطلق ہے وضو کر کے نماز عصر پڑھتے اگر کوئی کہے کہ غیر ظہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑھی لیکن حصول اپنے وقت پڑھے ہو تو ہم کہنیکل ہے
 لاف ظاہر ہے اور یہ پھر علی ہے کہ کوئی مانع قطعی حدیث نبوی تو ضرور اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوتی ہیں چنانچہ لفظ علیہ
 سہا اور یہاں کوئی مانع قطعی نہیں اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثین جمع صورت کی جس سی خفیون فی دلیل پکڑی ہے اور بعض
 صاحبی عبد اللہ بن مسعود کا جمع کو افکار کرنا اور نماز کوئی وقت نکالنا قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلواتین کو منع کرنا حدیث
 دیکھی ظاہری مستی لینیکا مانع ہے تو ہم کہنیکل کہ کوئی ہی ان میں سی مطلق جسم کو خواہ مقدم ہو خواہ موخر مانع نہیں ہے
 پھر جواب کی جگہ معلوم ہو گا تو حدیث پہلے ظاہر معنی پر ہے سمجھ لے تو علاوہ برین لفظ فصلی ہم ظہر عصر مرتب ہیں نہیں

اور کہا ابو داؤد نے یہ حدیث الا عن قتیبہ وصلہ النقیۃ آقول لا یخفى علی العالم باصول الحدیث ان تفرق
 الراوی بروایۃ انما یستلزم کونها منکرۃ شاذۃ مردودۃ اذ کان ذلک الراوی غیر ضابط ولا ثبت و یخالف
 فی تلك الروایۃ احفظ منه واضبط واما اذ کان المتفرق حافظا ثقیفا ثبتا ولم یخالف احد فیہا او خالف احد
 لکن الخالف مثل فی الحفظ والتثبت فحینئذ لا تكون روایۃ التي تفرق بها مردودۃ بل هي مقبولة ثم المقبول بشرط ان
 صحیحۃ وبشرط الثالثۃ قال الامام ابن الصلاح فیہ تفصیل فاما الخالف مفردہ لحفظ من اضبط فشا مردود وانما الخالف
 وهو عدل ضابط فصحیح ان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد منکر انقی نقلاً
 السيد جمال الدین الحدیث صاحب بعضۃ الاصاب فی رسالۃ فی اصول الحدیث ثم قال ویفہم من قولہ حفظ واضبط
 علی صیغۃ النقصان ان الخالف ان کان مثله لا یكون مردودا النقیۃ وقال الامام النوی فی مقدّمۃ شرحہ علی صحیح مسلم
 واذا انتقص المتابع انتقص فرادۃ احوال الیكون مخالفا لروایۃ من هو احفظ منه فهذا ضعیف ویسمی شاذاً لکن احوال
 الیكون مخالفاً لیکون هذا الرکبۃ اضابطاً متقیماً لیکون صحیحاً حال الیكون قاصراً عن هذا وکنۃ قریبۃ من درجۃ فیکون خلاً حسناً واما
 لیکون بعد عن الخالف لیکون شاذاً منکر مردوداً فحصل ان الفرقة من مقبول و مردود والمقبول ضابط لا یخالف روایۃ کامل الا
 و فرقه من غیر منکر مردوداً ایضاً صریحاً ان فرد مخالفاً لا یحفظ وفرد لیس فی روایۃ من الحفظ والاتقان لا یخالف تفرق وانه علم
 واذا تعد هذا فقل ان تفرق قتیبۃ بهذا الروایۃ عن اللیث لا یضر صحت الحدیث لان قتیبۃ ثقیف ثبت کما عن التقریب ولم

اور یہ حدیث اکیلی قتیبہ روایت کی ہے اور کسی نے نہیں روایت کی ہو چکی عبادہ بن ابی داؤد کی میں کہتا ہوں کہ عالم اصول
 حدیث پر پریشیدہ نہیں کہ اکیلا ہزارا دیکھا حدیث کو منکر شاذ و مردود کہ تاہم کچھ مدوی ضابط ثبت ہوا اور اس روایت میں ایسی سیادیہ
 حافظ حدیث یا زیادہ ضابط کی مخالفت ہے اور جب یہ ہو بلکہ وہ ہی حافظ ثقیف ہو اور حافظ ہوا ہو تو برابر والی سی ہو تو اس روایت میں
 وہ روایت مردود نہ ہوگی بلکہ مقبول ہوگی پر مقبول بشرط اول صحیح ہے اور بشرط ثانی من کہا امام ابن الصلاح نے نہیں نقصان لگا کر وہ اپنے
 رئیس مخالفت ہی تو شاذ ہی مادار مخالفت نہیں اور خود ہی ثقیف ہے تو صحیح ہے اور اگر ایسی غیر ضابطی روایت کی ہی کہ وہ درجہ ضابط
 سی دور نہیں ہی تو حسن ہے اور اگر وہ ہی تو منکر ہے ہو چکی عبادت او کی نقل کیا اسکو یہ جمال الدین محدث کی جو روایت کی مصنف میں
 اپنی اصول حدیث کی رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ اس کے سمجھا جاتا کہ مخالفت ہونا بہت حافظ سی لیا کہ اگر برابر والی سی مخالفت ہو تو مردود
 اور کہا امام نووی نے اپنی اس مقدمہ میں جو شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جیسا بہت حدیث کی اور لو کی روایت سی ہوا اور راوی
 اکیلا کہ تو چار حال او کی ہو سکتی ہیں یا تو اپنے سے بڑھ کر راوی سی مخالفت ہے تو بہت کم توفیق ہے اور کا نام شاذ منکر ہے اور یا مخالفت
 ہونا کا اور خود یہ راوی مخالفت ضابطہ جید راویہ سے تو بہت کم صحیح ہے اور کا حال اس کی کہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس کی قریب قرینہ ہی ہو تو
 حدیث حسن ہوگی اور کا حال اس کی دور و شاذ و منکر مردود کہ تو بہت معلوم ہوگا کہ اکیلی روایت دو قسم ہی مقبول اور مردود و مقبول ہے
 ایک یہ کہ اپنے بڑھ کر سی مخالفت ہووی اور ایک اس کی قریب اور مردود ہی دو قسم ہی ایک یہ کہ اپنے بڑھ کر سی بڑھ کر سی مخالفت

یخالف احدی تلك الرواية عن الیث ومن ادعی خلافه فعليه البیان وكذا نفع السبب هذه الرواية عن يزيد بن
 الجریب ان قال بقاء فی الاصل صحة الحديث لان الیث قد ثبت فقیداً مام مشهور بکامر عن التقریب لم یخالف احد
 الرواية عن يزيد بن الجریب بهذا الرواية عن ابی الطفیل ان قال بقاء فی الاصل صحة الحديث لان
 وان خالفه ابو الزبیر المکی فی الرواية عن ابی الطفیل لکن ابی الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بن ابی السین مسایله
 یزید نفعه فیه کما مر عن التقریب فهو فی المرتبة الثانية لان ملحه موکد وقد قال الحافظ فی البقیة
 فاما المراتب فالمراتب الصالحة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من الملحه اما با فعل کا وثق الیث
 او بنکر یا الصفة لفظاً کثرة نفعاً او معنی کثرة حافظاً انتهى واما ابو الزبیر المکی صدق ففظ وعلم ذلك مله
 قال الحافظ فی التقریب محمد بن المسلم بن تدریس بن یحیی المشاة وسکون الدال المهملة وضم الراء
 الاسدی مولا هم ابو الزبیر المکی صدق الا انه یدلس من الرابعة انتهى فهو فی المرتبة الرابعة
 لها قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلاً والیه الاشارة بصندوق اولاً بالاسم
 او لیس به باسلاً انتهى فكيف یجدش تفرد یزید بن ابی حبيب بالرواية عن ابی الطفیل خلافاً لابی
 المکی الذی هو دونه فی الثبوت والنفوذ فافهمه بن ثابت هو اکر به حدیث قتیبه کی باء جز تفرد قتیبه کی
 توهم به کما حققناه ودر نه کی حسن بن تکی اهل بصیرت کو کلام مبنین بکما قال الترمذی و حدیث حسن بن غریب
 غریب بن جابر تفرد کی اور حسن بن اس نظریه خلاف اسکا کسی حفظ لا و صحت به نسبت اسکی روایة کی مروی مبنین
 مرثیة فی یغنی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث در باب جمع تقدیم کی مضبوط مبنین تو جواب اسکا یہی ہے کہ اگر کلام
 اور اسکا یہم کہ راوی انہما ہو گئے اندھا بن جو کی عبات اسکی جب یہ یہ تہید ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہونا قتیہ کا اثر
 یث ہی صحت حدیث کو مضرب مبنین پہلی کہ قتیہ نفعہ مثبت ہی چنانچہ گندہ چکا تقریب ہی اور کوئی اسکی مخالف اس
 مبنین اور جو اسکی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور اسکی طرح اکیلا ہونا یث کا اس روایت مبنین یزید بن ابی حبيب
 کوئی ہی تو صحت حدیث کو مضرب مبنین کیونکہ یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت مبنین ابو زبیر مکی ہی لیکن وہ یزید بن جابر
 برائے مبنین کیونکہ یزید نفعہ قتیہ ہے چنانچہ تقریب ہی گندہ تو وہ مرتبہ ثانی مبنین کہ کوئی اسکی معنی میں تاکید ہے اور وہ
 ابن حجر نے تقریب مبنین کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو ادھی شرف کی سبب اس امر کی تہمید کہ گندہ سہی وجہ کی معنی میں
 تاکید ہوا تو حدیث نہیں کہ جیسے وثق الناس باو و قیہ صفت کا بیان لفظ کی طور پر جیسے نفعہ قتیہ یا معنی کی طور پر
 حافظ ابو زبیر نفعہ قتیہ ہے اور اسکی ہی حافظ ابی حجر نے تقریب مبنین کہا ہے محمد بن مسلم بن تدریس ابو زبیر کی صدق ہو
 مبنین چوتھی طبقہ مبنین تو چوتھی مرتبہ مبنین چنانچہ تقریب مبنین ہی چوتھا طبقہ وہ چوتھی ہی کہ گندہ چکا تفرد کی نظر اسکا وہ نفس صدق کا اثر
 دلش باس کا تو اب کیونکہ حدیث کا لیک خلاف ابو زبیر کی کا کہ وہ دہ نفعہ قتیہ مبنین اسکی یزید بن ابی حبيب کی روایت مبنین ابی الطفیل کی صحیح

یخالف احدی تلك الرواية عن الیث ومن ادعی خلافه فعليه البیان وكذا نفع السبب هذه الرواية عن يزيد بن الجریب ان قال بقاء فی الاصل صحة الحديث لان الیث قد ثبت فقیداً مام مشهور بکامر عن التقریب لم یخالف احد الرواية عن يزيد بن الجریب بهذا الرواية عن ابی الطفیل ان قال بقاء فی الاصل صحة الحديث لان وان خالفه ابو الزبیر المکی فی الرواية عن ابی الطفیل لکن ابی الزبیر المکی لیس باثبت من یزید بن ابی السین مسایله یزید نفعه فیه کما مر عن التقریب فهو فی المرتبة الثانية لان ملحه موکد وقد قال الحافظ فی البقیة فاما المراتب فالمراتب الصالحة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من الملحه اما با فعل کا وثق الیث او بنکر یا الصفة لفظاً کثرة نفعاً او معنی کثرة حافظاً انتهى واما ابو الزبیر المکی صدق ففظ وعلم ذلك مله قال الحافظ فی التقریب محمد بن المسلم بن تدریس بن یحیی المشاة وسکون الدال المهملة وضم الراء الاسدی مولا هم ابو الزبیر المکی صدق الا انه یدلس من الرابعة انتهى فهو فی المرتبة الرابعة لها قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلاً والیه الاشارة بصندوق اولاً بالاسم او لیس به باسلاً انتهى فكيف یجدش تفرد یزید بن ابی حبيب بالرواية عن ابی الطفیل خلافاً لابی المکی الذی هو دونه فی الثبوت والنفوذ فافهمه بن ثابت هو اکر به حدیث قتیبه کی باء جز تفرد قتیبه کی توهم به کما حققناه ودر نه کی حسن بن تکی اهل بصیرت کو کلام مبنین بکما قال الترمذی و حدیث حسن بن غریب غریب بن جابر تفرد کی اور حسن بن اس نظریه خلاف اسکا کسی حفظ لا و صحت به نسبت اسکی روایة کی مروی مبنین مرثیة فی یغنی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث در باب جمع تقدیم کی مضبوط مبنین تو جواب اسکا یہی ہے کہ اگر کلام اور اسکا یہم کہ راوی انہما ہو گئے اندھا بن جو کی عبات اسکی جب یہ یہ تہید ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ اکیلا ہونا قتیہ کا اثر یث ہی صحت حدیث کو مضرب مبنین پہلی کہ قتیہ نفعہ مثبت ہی چنانچہ گندہ چکا تقریب ہی اور کوئی اسکی مخالف اس مبنین اور جو اسکی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور اسکی طرح اکیلا ہونا یث کا اس روایت مبنین یزید بن ابی حبيب کوئی ہی تو صحت حدیث کو مضرب مبنین کیونکہ یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت مبنین ابو زبیر مکی ہی لیکن وہ یزید بن جابر برائے مبنین کیونکہ یزید نفعہ قتیہ ہے چنانچہ تقریب ہی گندہ تو وہ مرتبہ ثانی مبنین کہ کوئی اسکی معنی میں تاکید ہے اور وہ ابن حجر نے تقریب مبنین کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو ادھی شرف کی سبب اس امر کی تہمید کہ گندہ سہی وجہ کی معنی میں تاکید ہوا تو حدیث نہیں کہ جیسے وثق الناس باو و قیہ صفت کا بیان لفظ کی طور پر جیسے نفعہ قتیہ یا معنی کی طور پر حافظ ابو زبیر نفعہ قتیہ ہے اور اسکی ہی حافظ ابی حجر نے تقریب مبنین کہا ہے محمد بن مسلم بن تدریس ابو زبیر کی صدق ہو مبنین چوتھی طبقہ مبنین تو چوتھی مرتبہ مبنین چنانچہ تقریب مبنین ہی چوتھا طبقہ وہ چوتھی ہی کہ گندہ چکا تفرد کی نظر اسکا وہ نفس صدق کا اثر دلش باس کا تو اب کیونکہ حدیث کا لیک خلاف ابو زبیر کی کا کہ وہ دہ نفعہ قتیہ مبنین اسکی یزید بن ابی حبيب کی روایت مبنین ابی الطفیل کی صحیح

اور قدیل میں سی ہنیز اور گندھب تو یہی کہ حق مذہب کی فتنہ فکری کری نہ یہ کہ حدیثوں کو جرح کری اور جو کہ سرفتنی
یہ قول ابو داؤد سی بروہ عینی کی نقل کیا ہی تو جو اب اسکا یہ یہی کہ ابو داؤد نے اپنے سنن میں حدیث صحیح بخاری
جو بخاری اور مسلم سی نقل ہو چکی ہی جس میں تمام جمع تقدیم ثابت ہوتی ہی روایت کی ہی اور یہ حدیث قتیہ بن سعید کی جبکہ
صحیح متواتر ثابت کیا گیا ہی روایت کی ہی اور جمع قح او سپر ہنیز کی اور سکا تقدیر قتیہ کی جو کہ سانی محتمل حدیث کی نہیں کا حتمی
کچھ زبان پر نہیں لایا یہ کہ طرح تسلیم کیا جاوی کہ یہ قول ہی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھ غیرت آوی تو نشان دہی کریں
کہ ابو داؤد وی کوفی کتاب میں یہ قول کہا ہی پس محقق ہو کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سی جو بعض ائمہ سی بروایت مستفہر
ہیں اور بعض کماؤکی وجہ سے ثابت ہی اب منوحد یہ سنن تاخیر کن روایت کی مسلم فی نافع سی ابن عمر کان
اذ اجد بد السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم
کان اذا جد بد السیر جمع بین المغرب والعشاء وروایت کی ہی ترمذی ابن عمر سے اذا استغیث علی بعض اهل
الشیخاخر المغرب حتی یارب الشفق ثم یزول فجاء بینہما آخرہم ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان یفعل ذلك اذا جد بد السیر
پر کہا ترمذی فی هذا حدیث حسن صحیحہ اور روایت کی ہی بخاری فی سالم بن عبد الله سی اخر ابن عمر المغرب
وکان استغیث علیہ ان تصفیت بنت ابی عبید بن جراح الصلوات علیہ وسلم انما یزول ففعلوا فقالوا هذا رایت النبی صلی الله
علیہ وسلم اذا جد بد السیر اور یہ بات اولی ماقبل ہی مانتا ہی کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کی دو تین کوس مسافت چلین تو
اسی شفق غائب ہو جاتی ہی اور وقت عشاء کا داخل ہو جاتا ہی اور یہاں سے روایت کی ہی بخاری فی سالم بن عبد الله سے
قال كنت مع عبد الله بن عمر بطريق مكة فبلغنا عن صفية بنت ابی عبید شدة وجع فاستخرجها حتى اذا كان بعد غروب الشفق
ثم زل فصل المغرب والعشاء جمع بینہما وقال انی رایت لنبی صلی الله علیہ وسلم اذا جد بد السیر اخر المغرب جمع بینہما
اور روایت کی ہی بنی ابی ابل بن عبد الرحمن سے قال صحیبت ابن عمر الی الحج فلما غربت الشمس هیت ان اقول
ما حضرت ابن عمر کثیرا من املی کما تدعوا غروب الشمس ورجعنا حج کذا کان فی اور کہتی کہ رسول الله کوجب جلدی سفر کی ہوتی تو مغرب نماز کہہ کر
بعضے رشتہ داروں کی پاس جا دیکھنے لگے طلاقا جائیکے ضرورت پڑی تو اوہنوں نے مغرب میں غروب شفق تک
تاخیر کی پہر اوڑھ کر مغرب اور عشاء لگا کر میں پر لوگوں سی کہا کہ سفر میں آنحضرت ہی پر نہیں کیا کرتی تھے کہ یہ
حدیث حسن صحیح ہے اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب میں اور سفر میں کہ اپنی بی بی حنیفہ کے پاس اور نہیں
ہو بخا ضروری تھا سو میں کہا نماز کا وقت اکیا فرمایا کہ ابھی اور چلو یہاں تک کہ دو تین میل اور چلی پہر اوڑھ کر نماز پڑھی اور
کہا کہ جلدی سفر میں آنحضرت ہی پر نہیں کیا کرتے تھے کہ یہاں میں احمد کہ ساتھ ہی کی رستہ میں نوادہ بی بی حنیفہ
سنت عجید کی جاری کی نہیں ہوئی کہ بہت بیاہن تو وہ چٹ چٹ چٹ جیسے شفق غروب ہو گئی تو مغرب اور عشاء جمع کر کی پڑھی اور
کہ میں آنحضرت مسلمہ دیکھا ہی کہ شکر جلد میں مغرب میں تاخیر کی ہم کر اکیا کرتے تھے کہ ان میں ہی کہ حضرت ابن عمر ساتھ تھا جیسے دو گنا

لفظ حتی اس میں یعنی الی ہی کیونکہ فعل ہی فعل ماضی پر کیا مقتضی حصول میں وقت داخل ہی حتی لفظ افعال فینصبہا
 بتقدیر ان ویکن للغایۃ لہ اور کما شرح ملا میں فتح کن الی کو فاعل الفناء الغایۃ انتھی اور جناب مؤلف کی سپرد قاری
 چنانچہ توبہ الرحمن میں موجود ہی اور جیکہ حتی یعنی الی ہوا تو ظاہر ہی کہ وہی انتہا اس فعل کی ہوگا جسکی متعلق ہوگا نہ
 واسطی انتہا معمول متعلق ہی کی چنانچہ بیچ حدیث میں ان قالوا لا یقع قولہ لا الہ الا اللہ کے حتی وہی انتہا قائل کی ہے
 نہ وہی انتہا الناس کے جو معمول ہی قائل کا اور بیچ آیۃ لا یدخل الجنۃ حتی یطہر الجمل فی ہم الخیاطہ کے حتی وہی انتہا لا یغفر
 کے ہے نہ وہی انتہا جنت کے جو معمول ہے لا یدفعون کا جلیا کہ نہیں محض اس شخص پر ہے جو پہلے ہی
 پڑا ہوا ہوگا تو اس حدیث میں ہی حتی وہی انتہا آخر کی ہوگا نہ وہی انتہا طہر کی جو معمول ہی آخر کا پس حاصل مطلب اس
 حدیث کا یہ ہوگا کہ جب آنحضرت ارادہ جمع کرنی دو ناروں کا کرنی تو تاخیر طہر کی اس حدیث تک کرنی کہ منہی تاخیر کا اول وقت عصر کا
 ہوا یعنی ابھی تک ظہر نہ رہے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد دخل ہونی وقت عصر کی جمع عین الصلوۃ میں کرنی اور ان معنی ہی
 کیونکہ اہل علم سنا لگا رہیں مگر محرفین للبعض کو کہ وہی اتباع اور حمایت قول اپنی امام کی باوجود بہت ان معنی کی کہ ہونے یا نہ
 اور فی محرف معنی خلاف خود اور لغت کی اختراع کرنی کی جیسا کہ جناب مولف فرماتی ہیں پس معنی حدیث کی یہ ہوئی کہ حضرت تاخیر
 کرنی نماز طہر کو یا بیاد کہ منہی نماز طہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور سپرد ولالت کرنا ہی پہلے یا ضمیر بنہا کا دونوں وقتوں کی طرف بیچ
 حدیث آئینہ کی انتہی کلام المؤلف اور ردود ہونا اس معنی کا معلوم ہو چکا جیکہ معنی آیۃ اور حدیث کی خدا اور گواہی ہی ثابت کر دے
 کہ اول وقت عصر کا منہی تاخیر کا ہی نہ منہی نماز طہر کا جو معمول ہی آخر کا علاوہ یہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مولف محرف کے
 منہی طہر کا ہو تو ہم مجھے سنیہا کی کچھ معنی نہیں یعنی کیونکہ بعد ہوتا اور ہو چکی طہر کی اول وقت عصر تک چھ جگہ بنا دے سکتا ہے
 عصر کے کس طرح ہوا اور یہ جو مولف فی ضمیر سنیہا کا طرف دو وقتوں کی راجع ہوا ہے اسکا جواب تیسری حدیث میں آچکا
 اور روایت کی ہی مسلم نے اس سے ان التے صلی اللہ علیہ وسلم اذا علی التکبیر یخرج الظہار والاول وقت العصر فیجمع بینہما
 ویؤخر العصر فیجمع بینہما فی الصلۃ ^{الصلوۃ} نہیں ہی الی ^{الصلوۃ} تاخیر کی ہی بغینہ اسی دلیل اور شواہد سی جو حتی میں گزری پس
 حاصل مطلب اس حدیث کا یہ ہوگا کہ جب آنحضرت سفر جمعت کرنی تو تاخیر طہر کی اس حدیث کرنی کہ منہی تاخیر کا اول وقت
 عصر کا ہوتا ہے جیکہ کہ ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو پہلی موخر کرتے یہاں تک کہ جمع کرتے اسکو
 ساتھ عشا کی جب کہ شفق غایب ہو چکی فقط لاکن جناب مولف اس حدیث میں ہی معنی تاخیر طہر کے ویسی ہی کرتے
 ہیں جو اول حدیث انس میں کرتے ہی ہیں باطل ہونا اور معنی کا یہی گزرجکا اور علاوہ اس سی دوسری تحریف احمد شیز
 مولف فی یہ کی ہی کہ صبح انجیب شفق کو طرف مجمع کا فقط باعتبار عشا کی ٹہرائی ہے جیسا کہ آیۃ فاعلموا کہ وہی حکم ولیم
 عصر کا اول وقت آجاتا پھر دو کو جمع کر لے ^{۱۵} آنحضرت مسلم کو چاہے سفر پیش آتا تو طہر کے اتنی
 تاخیر کرتے کہ اول وقت عصر کا آجاتا تو دو کو جمع کر لیتی اور تاخیر مغرب میں کر لیتی عشا کی ساتھ جمع کر لیتی شفق کی خود کے بعد

وبل لا اعتقاد میں ملا دیا اور روایت کی ہی دار قطنی فی اپنے سنن میں طریق سی عبد المجید بن جعفر کی بسرة بنت منقر
 قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول من سئى كره او انشيد او فقيه فليتوضا ثم ليس عبد المجید انفسیہ اور
 رفیقہ کہ اپنے پاس سی ملا دیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلاقة العلوی فی حاشیہ علی شرح النخبۃ
 پس انا غیر مستقلہ میں جبکہ وجود ہے نہیں ہوتا سو اسے اپنے متعلقات کی اور کچھ مسمی ہی نہیں کہتی سو استقلال
 کے احتمال اور اج کا لگانا بڑے جہات کی بات ہی خاص کہ میں غیب لغوی کو جو اخیر میں دوسرے حدیث کی واقعہ ہے
 مدبر کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ وہ طرف متعلق صحیح کی اور معمول اسکا ہمارا درجہ اخیر میں حدیث کی موی حملہ کی
 جو معمول ہی ہو کسی لفظ حدیث کا مقصور نہیں کہا شرح نخبہ میں امام ابو حامد المتوفی زینق فی الدان کلام لیس فنادی
 فی اولہ وادارۃ فی تاشہ نادرۃ فی آخرہ وکذا لاندیقیم بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی الواقع
 فیکان استقلال اللفظ السابق فی حق من لفظ الحدیث انتفی اور کہا بن طریقہ انما کیون الادراج بلفظنا یمکن استقلال
 اللفظ السابق انتفی لکن فی حاشیہ العلوی اقول مثالیہ مارک ابو خیمہ زہیر بن معاویہ عن الحسن بن الحسن القاسم بن خیمہ
 علقہ عن علی بن مسعود ان رسول الله ﷺ عمل الشہد فی الصلوات فقال قل الشہد ان لا الہ الا الله واشہدان
 محمد رسول الله فاذا قلت هذا فقد قضیت صلواتک ان شئت ان تقوم ثم وان شئت ان تقعد فاذا کلام راہ ابو خیمہ
 جادہ الحدیث فاذا قلت لہ انما هو کلام ابن مسعود الام کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن العلقی ناظر الی استقلال الحدیث فاذا قلت
 ہر ثابت ہو کہ ان عادیث تلمذ میں کسی میں اور اج مقصور نہیں ہے جا و قوم اسکا اور اگر اعتراض کرے کہ اگرچہ میں حدیث
 زہری نے اور اج نہیں کیا لکن اسکی عادیث تو ہی اور اج کی عادیث ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہی اور صا قضا العادیث اور حدیث
 اسکی نامقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ زہری کی یہ عادیث نہیں کہ اور اج خاص جو سقط عادیث ہوتا ہی وہ

۱۰ کہ اسنا میں آنحضرت معلوم ہے کہ جس کے سنے اپنے ذکر افرطون یا زانی چولین تو وہ وضو کرے ۱۱ دو نو حدیثین
 بیان افرطون کی ملا دینکی علامہ علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ذکر کیا ہے ۱۲ اور میں حدیث میں لفظ ملا دینا
 کہ جو اولین نہیں تھا کہی تو اول حدیث میں ہوتا کہ کچھ بچہ کہے آخر میں او یہ اکثر ہے کیونکہ ایک بات کی ساتھ دوسرے
 بات ملتی ہے ۱۳ ایک بات کی ساتھ دوسری ملتی ہی تو پہلی بات ہی بالاستقلال الگ رہتی ہی تو حدیث کی لفظ حدیث
 ۱۴ لفظ کا ملا نا ایسی پہلی لفظی ہوتا ہے کہ وہ خود ہی پورا ہو سکی وہ نہیں ہی حاشیہ علوی میں میں کہتا ہوں مثال اسکا
 وہ حدیث ہی جو روایت کی ابو خیمہ زہیر بن سعاد بن حسن بن حری او ان بن قاسم ابن خیمہ ہی ۱۵ ان بن علی علیہ السلام
 بن سعادی کہ آنحضرت معلوم فی او نہیں شہد کہا یا تو کہا لہ التیات مدبرہ لہی ذکر کی جب بیان ہو چکی شہدان لا الہ الا الله تو کہا شہدان لا الہ
 و شہدان محمد رسول الله اور کہا کہ آنحضرت فی و یا کہ جب وہ کہہ چکا تو نماز تیری پوری ہو چکی تو اب کہہ اے نبی تو کہا ہو جا اور
 شہدا جا ہی تو یہ جا یہ نہیں روایت کیا ہے ابو خیمہ نے اور نا فاکت ہذا اخیر کلام لایا ہو کلام ابن مسعود کہ آنحضرت کا نہیں رہ نہیں ذکر کیا

کہ انہا کا ایک اور ایچ اسکا اعتقاد ہوتا ہی کہ فقیر کسی لفظ غریب یا درک کردی اور تہداد اور مسقط عدالت نہیں ہوتا
 فاس کر اون انما دیش میں جو بخاری سلم کے مروے ہوں کہا علوی فی حاشیہ شیعہ نجیبین قالوا الادب لہما
 حرام لما خیر من التسلل المتلاسن ان کان بعضہما خف من بعض کتفیر لفظہ غریبۃ الی الخیر والحق والعرا یا ونحو ہا
 ما فعل الزہری غیر من الاعداء بل الاظہار الخیر فی قتله یما فی المتعلق علیہ قولہ فی التسلل الخ غیر المتعلق لہ ساقط العلل المؤمن
 غیر فی الکلام واضعہ ہو علی بالکائناتین یمل علی اعداءہ وقولہ کو فان المصنف ومن ابن دقیق العبد ما یدل علی
 جوازہ فی الجملۃ انتہی اور زہری اس وجہ کا امام ہے کہ کوئی ایسی عالم بالحدیث اور کسی نوع کا
 علم نہیں رکھتا بلکہ سب متون نہیں اسکی جملات نشان اور بعلومکان برابر وہ راوی ہی سب صحابہ صحاح
 پر جو کوئی نہ زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاکے تو وہ قابل قصود ان کی ہی کیونکہ وہ مجنون ہی کہا شیخ الاسلام
 حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ
 ابن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرظی الزہری وکیفۃ ابوبکر الفقید الحافظ متفق علی جلالہ والنواقد
 مات سنۃ خمسین وقلیل قبلہ الی بستہ اوسنتان وھو من رؤس الطبقة الرابعۃ انتہی
 اور کہا شیخ اسلام بعد خفی نے محلی میں محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن زہری الخ الامام المتوفی احد القمہ ما واعداء الخ الخ بن
 والعلل الالہامیۃ اللہ فی فضلہ الشریعۃ النحوی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی ان ترجمہ شکوۃ میں
 زہری کہ تابعی مشہوریت یحییٰ اور اسلام مت وایہ ایشان است در فقہ و حدیث انتہی اور صاحب مجمع بخاری سلم نے
 اسکی جملات نشان اور ثقاہت اور ضبط احادیث میں اتفاق رکھتی ہیں تو کیا تھا ہے کیسی کہ ایسی امام مجتہد
 رئیس کو مجروح کہے اور اسکی روایت کو صحیحین میں مروی ہونا مقبول کہے پس یہہ میں دلائل ہماری جواز
 جمع میں اہلوا متین پر جنہیں کیسی طہر ہی علماء و راویں اور جرح اور قدیم کو دخل نہیں لاکن بناب مولف تسلیم میں جواز
 علوی نے نزدیک ہے اب استقلال اس کلام ملی ہوئی کا علم ہوا کہ کوئی حدیثیں لفظ ٹائیک ساری تسین حرام ہیں کیونکہ یہیں ہر
 اگر بعضی حدیثیں بعضی میں کثیر ہیں جیسے لفظ کی فقیر جیسے نزاجہ اور عرا یا اور ایسی ہی لفظ جیسا نسخہ زہری الخ الخ
 حدیث فی کیا ہے سوائی صورت میں حرمت نہیں معلوم ہوئی خصوصاً متفق علیہ میں اور یہ قول اس بخاریہ کا کہ فقید لہ ما واعداء
 اور جو کوئی جگہ سے بدلتے والا ہو تو متین ہی ہی یہہ اوپر کی بات کی سوا کی صورت میں صادق اور علیہ اور یہیں نہ صنعت
 ان دین آئندہ عبارت ذکر کہ ہے جو جواز پر کچھ دلالت کرتی ہی ہے محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب
 بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرظی زہری اور کیفۃ ابوبکر فقید الحافظ ہے اسکی بزرگی اور حفظ سب
 اس میں نہ پچیس میں انتقال ہوا اور بعضی میں دو برس اس سے پہلی بتائی ہیں اور وہ طبعہ راہیہ کہ کوئی کذا ایک مندرجہ
 ہے محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن زہری الخ امام فقہائین اور محدثین میں ہی اور بزرگ علما میں میں میں ایک شخص مشہور تھا اور

جمع حقیقی کی منکرین اور کئی عذر پیش کرتی ہیں ایک راوی کا یہ ہے کہ آنحضرت سفر میں جمع حقیقی نہیں کرتی تھے
 بلکہ ہمیشہ سفر میں جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مولف کو کئی باعث میں باعث اول کہ رویت ہی ابن مسعود
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوٰتین فی السفر واہ الطحاوی اور راوی اس جمع ہی اس حدیث میں
 جمع صوری ہے بشہادت و شہادہ و شہادہ ہا اول کہ یہ دوسرے رویت میں ابن مسعود ہی یہ مروی ہے
 کہ آنحضرت کو اعرافات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوئے نہ پڑھتے تھے جیسا کہ رویت کی ہی ثانی
 ہے عبد اللہ بن مسعودی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقفا الا فی عرافات بس نفی سے جو اس
 حدیث سے مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلے حدیث میں جمع صوری مروی ہے اور اس کا اثبات ہی شاہد
 دوسرا یہ کہ ابن مسعودی ایک سفر حج میں جمع صوری کے ہے جیسا کہ رویت کی ہی طحاوی فی حدیث
 ابن یزید سے کہ وہ کہتے ہیں صحبت ابن مسعودی حجۃ فکان یؤخر الظہر ویجعل العصر و یؤخر المغرب ویجعل
 العشاء ویصفر بقاء الفطام اس فعل سے ابن مسعودی ہی معلوم ہوا کہ مراد حدیث رفوع میں جمع صوری ہے
 پس جواب اسکا یہ ہے کہ شاہد اول یعنی حدیث ثانی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہی کیونکہ وہ
 اس کے رواۃ میں سے مجروح ہیں ایک سلیمان بن ارقم کے توفیق اور تعدیل کسی سے نہیں کی
 بلکہ ضعیف کہنا اور سکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب میں سلیمان بن ارقم البصری ابو معاذ
 مقدمہ تقریب میں الثانیہ میں لم یوجد فیہ توفیق لم یجد فیہ توفیق لم یجد فیہ توفیق لم یجد فیہ توفیق
 بلفظ ضعیف تھے اور ایک شاہد بن محمد کہ یہ شخص فرضی تھا اور صاحب احادیث افراد کا کہنا تقریب میں خالی
 عن القطوانی فیہ القاف الطاء ابو الہیثم البخاری مولاهم الکوفی صدوق متشیع ولما فیہ ازاد ابنی اور
 ایسا ہے دوسرا شاہد ہی مقبول نہیں اس لئے کہ فعل ابن مسعود صحیح کا اور وقت بیان حدیث بھل رفوع کا جو
 ابن مسعود کے سوائے اور بہت صحابہ ہی مروی ہے ہر ایسا جاتا جیکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اور
 مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کہ روایت رؤساء محدثین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا میں اولیٰ احادیث
 مجمل کا ثابت ہو گیا تو حاجت متفرغ نہ رہی فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنی جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
 ثانی اور ابو داؤد اور موطا امام محمد کی روایات میں صحت کی ایک آنحضرت جمع حقیقی کی کرتے تھے جیسا کہ ابن مسعود
 آنحضرت مسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے روایت کی طحاوی نے کہا ابن مسعود نے آنحضرت وقت یا
 نماز پر ہا کرتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں ۲۰ میں ابن مسعود کے ساتھ سفر حج میں زمانہ وہ طہر کی تاخیر اور عصر کی ہلکی
 رفتی اور آخر کی خیر وقت کی ہلکی کرتے تھے اور فجر و شمس میں پڑھتے تھے ۲۱ سلیمان بن ارقم بصری ابو معاذ
 ۲۲ آہن بن وہب کہ اوہن کی مقبرہ توفیق پائی جاوے گا اوہن کا صاحب احادیث کے تفسیر ہوا کسی کی ہر شاہد ہے

نقل ہو چکے ہیں تو معلوم ہوا کہ جو حدیثیں کیفیت جمع میں مجروح ہیں مثلاً اول روایت ابن مسعود و حسین کلام ہے اور اس کے
 اسکے اور تین ہیں وہی ہی مجموعہ مراد ہے اور وہ روایتیں مرفوعہ شیخین وغیرہ کی اور احادیث بھارتہ لکینیہ کے
 میان پڑے ہیں پس کیا حاجت ہے کہ فعل سول کو چھوڑ کر فعل محابی کو میان مجمل نہ لایا کہ بجز الراجح
 بن و حدیث النبی ﷺ علیہ السلام مقدم علی عین ۱۰ انتہی بشارت ہوا کہ حدیث دل میں بن مسعود کی
 جمع مراد نہیں اور ثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود جو ثانی نے روایت کی ہو سکتی ہے اور نہ فعل ابن
 مسعود کا آتا اگر اعتراض کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو بن مسعود کیوں نہ اختیار کرتے اور جمع صریحہ کیوں
 کرتے تو جواب اسکا یہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اسکی فہل اور غنیمت ہے پس اگر فرض ہی کیا جائے
 کہ ابن مسعود نے جمع صریح کی حقیقی بلکہ جمع صریح ہی کی اور غازی بن ابی بنی اول فتوین پڑھیں تو اس اختیار کرنے
 غنیمت کیسے یہ ہو تو رہی لازم آتا ہے کہ رخصت میں جمع حقیقی ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی نے سفر میں افہام
 و تیار کیا اور دوزہ دیکھا تو اس سے یہ ہو تو اگر لازم آتا ہے کہ اس شخص نے افہام کو منع جانا قدر باعث ثانی
 شرف کا حد دل پر یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس کہ کہہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخرج احدکم
 جبعا الظہر المرفوع الشاؤواہ الشیخاؤا وغیرہ اولی وایہ مسلم بالمدینہ فی غیرہ فی الاطعم وقال الدادان لا یخرج احدکم
 واللحاوی من جابر بالمدینہ للترخص من غیر خوف لاجل التوضیح کی یہ روایت ابن عباس کہ کہہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بالمدینہ ثانیاً جبعا الشاؤواہ الشیخاؤا وغیرہ فی الاطعم وقال الدادان لا یخرج احدکم
 مئی میں اس پر کہ حضرت جمع صریح کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیثیں جمع کین مت قیام میں
 میں نہ حالت سفر میں چنانچہ الفاظ حدیث ہی ظاہر ہوتا ہے ابن عباسی ثانی راوی اس حدیث کی فی غیرہ
 اس حدیث کا یہ منع کیا ہے کہ الوقت الذی یجمع فیہا المقیم تو کیفیت جمع معقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا
 باوجود یکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہ کے روایت سے ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفاق ہی اس قیاس
 مقابل مضمون کے ہے پس ایسی قیاس کرنے والوں کا یہ بیحد ہے کہ مسافر کو معقیم پر قیاس کر کے مسافر کی تصریح کیا
 ناجائز کہیں تنبیہ اس حدیث میں ابن عباس کہ جس کے جمع حالت اقامت میں ثابت ہوتی ہی ٹہری جیکڑی اور
 خالد بن ولید صریح ہے اور مسعودی میں روایت کرتا ہے ۱۰ حضرت کے حدیث اور پر مقدم ہے ۱۰
 حضرت نے سات اور آٹھ رکعتیں اکہٹے پڑھیں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء روایت کی شیخین وغیرہ کی
 اور ایک روایت مسلم میں ہے مدینہ میں بغیر خوف اور مہینہ کے اور کہا ابن عباس کہ کہتے تھے یہ ارادہ کیا کہ ہمت پڑنگی ہے
 اور روایت کی طحاوی نے کہ مدینہ میں رخصت کے واسطے بغیر خوف اور مہینہ کے ۱۰ مینی حضرت کی ساتھ مدینہ میں
 اہلدار سات رکعتیں اکہٹے پڑھیں تاخیر کی ظہر اور عصر میں جلدی اور تاخیر مغرب میں اور عشاء میں جلدی روایت کی ثانی

اختلاف بین ترمذی کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ٹھیک نہیں بلکہ حدیث معیونہ ہی نزدیک بعض کے بغیر معنی اور نزدیک کٹر لکھنوی کے تو فیضیل برکات کی عبارت مرقومہ الذیل سے معلوم کرنے چاہیے **قال النووی** فی شرحہ علی صحیحہ مسلم وللعلما فیہا تاویل وذاہب قد قال الترمذی فی آخر کتابہ فی حدیث اجمعت الامۃ علی ترک العمل بالاحادیث ابن عباس فی الجمع بالمذنبۃ من غیر خوف ولا مطر وحادث قتل شارب الخمر فی المرة الرابعة وهذا الذی قال الترمذی فی حاشیہ شارب الخمر هو کما قفوا حدیثہ منسوخ بالاجماع علی نسخہ واما ما نقل ابن عباس فلم یصحوا علی ترک العمل بدلیل اہم اقوال انہم من تاویل علی انہم بعد المطر من المشہور عن جامعہ من الکبار المتقدمین وهو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انھو رد الحافظ علیہ حدیث قال فی فتح الباری قال لعلہ کان فی مطر لکن رواہ مسلم واصحاب السنن من طریق حمید بن ابی ثابت عن سعید بن جبلی بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتمی ان یکون الجمع المذکور للخصف والسفر والمطر انھو قال النوی ومنہم من تاویل علی انہ کان فی غیم فصلی الظهر ثم انکشف الغیم وبان ان وقت العصر دخل فصلہا وهذا ايضا باطل لانه وان کان فیہ احتمال فی الظهر والعصر فلا احتمال فی المغرب والعشاء انھو وتعقب الحافظ بانه مبني علی انه ليس للمغرب وقت واحد والمختار عند خلافه وهو ان وقته يمتد الى العشاء فعلى هذا فالاحتمال قائم انھو وقال النوی ومنہم من تاویل علی تأخیر الاولی الی آخر وقتها فصلہا فیہ فلما فرغ منها دخلت الثانية فصلہا فصلا صلاتہ صلو جمع

۱۵ کہا نوی نے شیخ مسلم بن عبد اللہ کے احباب میں کئی مذہب اور چند ائمہ ہیں اور ترمذی نے اپنے آخر کتاب میں کہا ہے کہ میرے کتاب پر میں کوئی ایسے حدیث نہیں کہ ملائے اس کی چوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کے جمع صلو تین میں بلا خوف اور مینہ کے اور حدیث شارب الخمر کو جو ہتی وقبر قتل کر نیکیا اور یہ تقریر جو ترمذی نے کی ہے حدیث شراب خمار میں ٹھیک ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے بالاجماع اس کی منسوخ ہونی پر دلالت کرتا ہے یہی حدیث ابن عباس کے قوال کی ترک پر حجاج نہیں بلکہ اس کی باب میں علی کا چند قول ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ مینہ کی سبب جمع کی تھی اور اگر ایک جماعت متقدمہ میں کسی مشہور ہے اور یہ دوسرے روایت کی بڑی ضعیف ہے کہ اس میں بلا خوف اور بلا مینہ کے آیا اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کو رد کیا ہے چنانچہ نسخ الباری میں کہا ہے کہ ملائے کہا ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہ میں تھا لیکن مسلم اور حاکم نے سند ضعیف بن ابی ثابت کی سی کہ اس شخص بن جریر سے روایت کیا ہے اس میں بلا خوف اور مینہ کے ہے سراسر یہ بات نہیں ہے کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر یا مینہ کے سبب ہو چکی عبارت اس کی اور نووی نے کہا ہے کہ اگر علی نے یہ روایت کی ہے کہ وہ بدلیکان ہوتا ہو مگر کی غادر پڑی تھی میں کہل گیا اور معلوم ہوا کہ عمر کا وقت آیا سو اسی ہی بڑیا اور یہ بھی اسی کیونکہ اگرچہ کچھ یہ شبہ ظہر اور عصر میں ہو سکتا ہی تو مرتب اور حاکم میں تو نہیں ہو سکتا اور حافظ ابن حجر نے یہ کہا کہ اگر کسی بنا تو یہ بھی ممکن وقت ایک ہی کی اور اس کی نزدیک مزیگہ وقت غنائت ہے تو وہ بدلیکان ہی حال را اور نووی نے کہا کہ بعضوں نے یہ بھی کہا کہ اگر وقت میں ایک نماز

اور روایت میں اسی خط واقع ہوئی تھی کہا تقریب میں لکھنؤ القاسم بن الولید الحمد للہ کو فی صدق و صفا علیہ السلام
 اس طرح روایت یہ سری طحاوی کی جمیع کا ذکر شیخ طحاوی واقع ہے وہی منکر ہے کیونکہ وہ میں منکر ہی اور
 وہی ہے کہا تقریب میں عطا بن شداد الطائری بن عبد اللہ بن علی بن العاص الخزاز و علی بوصفون المذنب صدق یومہ
 اسٹی اور ہی راوی عطا ہے راوی یا پھر روایت کا جمیع کا وصال ہی واروی اور اسکونائی فی صدق
 کیا ہے پس آجگہ سے منکر نہ اوس روایت سنائی کا ہی معلوم ہو گیا اب ہی روایت چوتھی سو وہ شاذ ہی اس
 کہ اوس میں یہ کہا ہے کہ ابن عمر نے اوس میں منکر اور شاذ کو ہی مثل منکر اور عسکر کے میں اوس میں ہر حالانکہ یہ مخالف ہے
 روایات شیخین وغیرہ کی کہ وہ ارجح میں ہے بالافاق اور مقدم ہے بن سبیر جبکہ موافقت اور نسخہ میں کی کہا جواب
 حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجة الہدایا لانتہ میں انما الصحیح انما اتفق علیہ علیہ جیم
 ما فیہا من المتصل المرفوع صحیحہ بالقلم انھا متواتران الی مصنفہ انما ذکرنا منہ انما فی مقدم متبع غیر سبیل المؤمنان
 شذوذ الحق الصراح فقہا بکتا ابن ابی شیبہ و کتاب الطحاوی مسند الخوارزمی و فیہا بعد الشر فیہا
 اور وضع ہو کہ کتاب شاہ جہان کی کتاب حاث کی طبقات تھرائی ہیں پس طبقہ اولی میں صحیحین اور موطا مالک کے رکھا ہے
 اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبیٰ سنائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ میں رکھا ہے اور مصنف عبد الرزق اور سنن
 ابی نعیم اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طحاوی اور کتب ہیثمی اور کتب حماد اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ میں
 جمیع سباق میں حدیثیں یعنی صحیح اور حسن اور خوب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقولہ موجود ہیں تھرایا ہے
 اور کتاب الصغفرا لابن حبان اور کامل بن عدی اور کتب خطیب اور جوز قانی اور ابن عساکر اور ابن نجار
 اور ویلی اور مسند غازی کو طبقہ رابعہ میں جمیع بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور صحاف اور منکرات اور موطا
 کی کچھ شے پکڑے ہے شمار کیا ہے پس ہم نے خلاصہ و کئی کلام کا جو حجة الہدایا لانتہ میں فرمائی ہیں بیان
 کر دیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہے کہ کتاب مستطاب حجة الہدایا لانتہ کی مطالعہ سے شرف ہو کہ
 لو کہ صحیحین کے قدر معلوم ہو کہ اور وضع ہو جاوے کہ یہ طبقہ اولی میں ہیں اور مقدم ہیں سب باقی کتب پر اور
 احادیث طحاوی وغیرہ کے بلکہ خوب مولف بمقابل صحیحین کے متمسک تھرائی ہیں قلعی کہل جاوے گی اور کہنا کہ
 نجیہ میں منشی ای منہ الحجة وہی ارجحیہ شرط البیاری علی غیرہ قدم صحیح البیاض علی غیرہ من الکتاب المصنفہ
 ۱۰ ولید بن قاسم بن ولید بن علی بن صدوق ہی ہو کہ کہتا ہے عطا علی تشدید بن ابی بن عبد اللہ بن العاص الخزاز و علی بوصفون
 علی صدوق ہی ہی ہوتا ہے جمیع بر حدیثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثین اوس میں منکر اور عسکر کے میں اوس میں ہر حالانکہ یہ مخالف ہے
 یہ دونوں کتابیں متواتر ہو چکی ہیں اور جو اس میں کلام کری وہ عجب گراہ ہو اور اگر تھی حق خالص کا ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی
 کتاب اور مسند غازی غیر شاذ تھی شرق منکر کا فرق معلوم ہو جاوے کہ صحیحین غیر ۱۰ اور ہی جمعی ہی جس کے اور وہ خالص منکر

مجروح ہی کہ وہی تھا قالہما فقط فی السعریہ پس مجروحہ عذر اولیٰ سی مولف کی کہ ان حضرت ہمہ صوری کیا کرتی
 برہم جس جواب ہو گیا اور متبنی رہا متبنی حقیقہ کی دلائل ہمہ صوری کی تہنیں سب کا صنعت ظاہر ہو گیا اور کہتا
 ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسے نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت ہمہ صوری سفر میں کیا کرتے تھے اب سنو کہ
 یہ ہمہ صوری سفر میں جیسی کہ ازراہ نقل کی باطل ہے اور یہ اصل ایسے ہے اندازہ عقل کے یہی ٹا ہی ہے کہ
 کہ جمع بین المہدوقین حضرت ہی بوجہ مسافروں کے لینے اپنے اپنے وقت میں نماز پڑھنی سفر میں ہی شاق ہو
 اسو اسو شام کی ترحم سے اجازت ہمہ کرنے سے پس اگر تم کہو کہ راجح سے سفر میں ہمہ صوری ہی تو یہ ہمہ
 رخصت نہ ہی بلکہ اور عیبت ہو گئی اسو پہلی کہ آخر جزا دل نماز کا اور اول جزو سکرت نماز کا پہچانا اکثر فراموش کو نہیں
 ممکن ہے چاک عوام مسلمین جامعین بین المہدوقین تو ہمہ صوری اکثر لوگوں کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا
 نماز دن کے اپنے اوقات میں کیونکہ تا وقت تو ایک طرف طویل ہوتا ہے پس جو وقت چاہا اور فرصت ملی
 اول وقت یا وسط یا آخر نماز پڑھے اور عیبت سے تحری اور آخر اور اوّل اوقات کی بھی ہے ایسا ہی کھانا
 امام ابن عبد البر اور خطابی نے حسیا کہ کہا محدث سلام اللہ علیہ نے محلی میں دخل الخفیۃ
 علی الجہم الصور کہ بان صلی الظہور فی آخر وقتہا والصرحہ اول وقتہا ووردہ ابن عبد البر وخطابی وغیرہا بالجمع
 فلو کان صلی الکان اعظم ضیقاً من الایتان بکل صلوة فی وقتہا لان اوائل الاوقات واواخرها مالا
 ید کہ اکثر الخاصة فضلاء عن العامة وصریح الاخبار ان الجہم فی وقت اخذ فی الصلوٰتین انتھ والتعقیب
 بان معرفت اول الوقت واخره یحصل بحسب الظن والتعین خصوصاً فی صلوة کثرۃ القافلۃ وخصوصاً
 الناس الذین لہم مہاتۃ فی معرفۃ الوقت لیس بشی لا یجوز ان اوائل الاوقات والظن من خواص الخاصة والروخصۃ
 المصلین المسافریں منہم بل اکثرہم لای یحذرون ولا یحذرون القافلۃ لاجلہم کل من یزید بالکثیر من الناس المسافریں من انہ
 مود قلم ان الجہم الصور لیس من خواص الخاصة والصرحہ لیس من خواص العامة اور ایک عذر مولف کا یہ ہے کہ قد شین جوارکی
 صلہ اور محمول کیا منقول اسو کہ ہمہ صوری پر ہر جہر کہ ظہر کہ آخر وقت میں پڑھا اور عذر کو اول وقت میں اور کیا ہی ہو
 ابن عبد البر اور خطابی نے فرماتے ہیں کہ جہم کر نماز کا رخصت ہے پہر اگر عذر ہے ہو تو وقت نماز پڑھنے میں مشکل ہو
 کہ نہ کہ اول اور آخر وقت تو جاننے والے کیسے مشکل سے جانتے ہیں عوام تو جان چکے اور ظاہر حدیث میں ہے کہ جہم ایک نماز
 وقت میں دو نمازیں ہیں ہر چکی عبارت اسکی اور یوں کہنا کہ اول اور آخر وقت الکل سے معلوم ہو کہ تا بہ خصوصاً جہا
 آدمیوں کے ایک جماعت ہو تو وہ ان میں مشابہت ہے کہ وہی ہیں یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اول وقت اور آخر میں
 الکل کرنا پڑے کہ جہم کے لئے ہی اور رخصت عام نمازیں مسافروں کے لئے ہے بعض اصناف میں سے بلکہ اکثر ایسے
 ہیں کہ ان کو کچھ ہتھ پائی نہیں اور یہ کہ مسافروں کے ساتھ قافلہ ہی نہیں پائی جاتی بلکہ بہت پرچار مسافروں کے لئے ہے

غنی ہیں کہ اخبارِ احادیث اور توقیت نمازوں کی قطعاً ہی قال اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ کا انت علی المؤمنین کتاباً
موقوتاً و حافظاً علی الصلوۃ و الصلوات الواسطی پس کیونکہ احادیثِ فنیہ سے مقتضای قرآن کو جو قطعاً ہی جوہر کہ جمیع
بین الصلوۃ میں کو جائز کہ ہیں پس جواب یہ کہ یہ تو قیوت ہر مصلی پر اور ہر نماز کے عموم نفس ثابت ہے تو یہ
اسکی یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات سے عموم ہر نماز کو ملہ ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ شام ہو خواہ فجر عموماً
ہر نمازی پر خواہ عقیقہ ہو خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا میں ہو کشتی پر خواہ خشکی میں جب کہ درج
اور شاد ہے اس عموم پر لفظ الصلوۃ کا اور المؤمنین جو صبیح جمیع سے ہے اور معروف بالام اور افاقہ عموم سے
ہیں قال فی التوضیح وغیرہ و منہا لیس من لفظ الصلوۃ المعروف باللام لہم تو ہم کہتے ہیں کہ اس عموم ہی مخصوص
ہیں مصلی فجر اور عصر اور مغرب اور عشا کی جو مریض و سالم و ان احادیث صحاح سے جو جمیع بین الصلوۃ میں
قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہیں اگرچہ اخبارِ احادیث میں کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبارِ احادیث ہماری
نزدیک سے ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سے ہی منقول ہے اگرچہ بعض شایخ
حنفیہ جیسے شایخ عراق کا اس میں خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ ہی اس پر جمع گئے ہیں کہا تو یہ میں عند اللہ
العلماء اثبات الحکم فی جمیع مایتنا و لیس الا افراد قطعاً یقیناً عند مشائخ العراق و عاقد المتأخرین و ظنا عند جمہور
الفقہاء و المتکلمین و ہونہا لیس فی و الخنا عند مشائخ سمرقند حتی یقید وجب العلم و الاعتقاد و یصح تخصیص
من الکتاب بخبر الواحد القیاس انقی و کہہا مفتہم احمولین تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد حائز فی المختصر و بہ
قالت الا عند الاربعہ ائمہ کتب جناب مؤلف پر یہی حجت ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہی ائمہ اربعہ
اس لئے کہ جناب کا یہ مذہب ہی کہ جو کچھ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے جماع کی اور باطل ہے تو مولف
اس تخصیص کے جائز ہونے کو دلیل طلب نہیں کر سکتے لکن پر یہی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتی ہیں اور مرد جو اگر
جواب دیتی ہیں کہ عربیہ عبادت میں کیونکہ عوام تو سمجھتے ہے نہیں پھر کیا فائدہ ہندو میں یا ائمہ عربی عبارات میں ختم ہوا
فاہم ان لناد لیلین علی الجبال الاول قال الفاضل الحق جید اللہ القدر ہذا فی المختص و ہونہا عام الکتاب قطعاً
المتأخرین لکذا و خا الخبر بالعکس فتسایا فوجہ الجمع المسلم تبعاً للتحریر و رد علیہا ایستأ علی ظنیۃ العام ان ظنیۃ الخبر الضعیف

۱۔ الفاظ عام میں وہ جمیع ہے جس پر اسلام ہو ۲۔ اور جوہر ملکہ نزدیک ہے کہ سب فرد کو عام شامل ہی یقیناً ثبوت حکم کو شایع عراق
اور عام متاخرین کہ نزدیک متفق ہیں اور ظنی ہے جو فقہاء اور متکلمین کہ نزدیک اور وہی مذہب شافعی کا یہی اور فتاویٰ شایخ سمرقند کا یہی ہے
تو عام وجوب عمل کو مفید ہی اعتقاد کا نہیں اور جمیع ہے تخصیص قرآن کی خبر و ہذا در قیاس کے ساتھ ہی عبادت اور کسی سے تخصیص عام کی آیات
قرآنی میں جو واحد کی ساتھ جائز ہے فقہر میں ہی کہہا کہ اچھا و ان المؤمنین ۳۔ جان کہ ہمارے لئے جہان کی دو دلیلین میں پہلی تو
وہ جو فاضل علیہ السلام نے فی مختص میں کہا کہ عام قرآن میں کثرت میں یقینی اور دلالت میں فنی ہوتا ہی اور خاص میں حدیث میں کثرت

الضعیف بقول ان الدلالة فرع الشیء بخلاف قطعية الکتاب فلا مساواة اقول قی قطعية دلاله الخبر بمعنى ان شئ شئ
مدلوله لا ینافی ضعف ثبوت فیجوز ثبوت المساواة انھ اقول بناء هذا الدلیل علی ظنیة دلاله العام من الکتاب
وهو المذهب المنصی المتفق علیہ الجہول ووجه ان کل عام یحتمل التخصیص اعترض علیہ بانه ان اردی بالاحتمال مطلق الاحتمال
لیکن ناشی عن الدلیل ولا فوئی لا یضر قطوعة العام كما ان احتمال الخاص للجواب لدلیل وقنیرة فی قطعية الخاص ان اردی
الاحتمال الناشئ عن الدلیل منعا ووجه واجیب عنه بان المراد الاحتمال الناشئ عن الدلیل لا الدلیل شیء التخصیص کفی به
دلیل قال فی التلویح کل عام یحتمل التخصیص فی التخصیص شایع فیه کثیرا یجوز ان العام لا یخلو عنه الا قبله بمعونة
القرائن لقوله تعالی ان الله بکل شیء علیم والله ما فی السموات والارض حق صیابر غیر لنا المثل من عام الا فی حق من
الضعف وكفی بالدلیل علی الاحتمال هذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشیء فی الخاص یتلویح التخصیص فی
العام حتی یشاعره احتمال المجاز فی کل خاص انھی واعترض علی الجواب باننا لا نسلم ان التخصیص الذی یوحد الشیء
والاحتمال شائع بل هو فی غایة القلة لاننا انما یکن بکل عام مستقل موصول بالعام فاجاب عنه فی التلویح وقال فی
نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسعیات سواء کان بغير مستقل او بمستقل وهو موصول
مترامخ ولا تشک فی شئی وکثرة هذا المعنی فاذا وقع الذراع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکن بغير المستقل

برعاس منہما ہے نو دو برابر ہو گئی تو اربعہ ہو گیا مسلمین تو حریک متابعت کی ہو چکا کہ عام کی یہ غنی ہو چکی یا پر یہ عراض منہما ہی
کہ یقینی ہونا حدیث کا منیف ہے نسبت بہ ثبوت او کی کہ کسی کہ دلائل ثبوت کی شان ہے بر خلاف یقینی ہونی قرآن کی کتاب
برابر ہے جو کہ میں کہتا ہوں حق مضبوط یقینی ہونی دلائل حدیث کی یہ ہے کہ اگر یہ حدیث ثابت ہی تو مطلب کیا ثابت ہے
اور کہ کو ضعف ثبوت شاقی نہیں تو یہ بات جائز رہے اور برابر ہی ثابت ہو گئی ہو چکی عبارت او کی میں کہتا ہوں نہائیں لیک
غنی ہونی دلائل عام قرآن پر ہے اور یہ مذہب قوی اور یہ ہو گا اتفاق ہے اور جو او کی یہ ہے کہ ہر عام میں تخصیص کل
احتمال ہوتا ہے اور ہر پر یہ عراض کی کیا ہے کہ اگر اس احتمال ہی عام احتمال مراد ہی کہ پیدا ہونی نا کاسی لیس ہی ہو خواہ ہو تو
یقینی ہونی عام کو مقرر نہیں کیا کہ وہ احتمال کیا کا نتیجہ کو مقرر نہیں کہ بلا دلیل اور بلا قنیرہ کی ہوا اور احتمال لیس لا لایا ہے
تو ہم اور کا ہونا نہیں ناشی اور کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ مراد احتمال ہی ہی لیس ہے اور لیس تخصیص کا پیدا ہے اور یہ دلیل کل
تو یہ میں کہا ہے ہر عام تخصیص کل احتمال کہتا ہے اور تخصیص میں یہی ہے اس معنی کہ کوئی عام اس ہی عالی نہیں ہوتا کہ
میں یہ کہ عام کے لیس میں لیس کا ہونا ہی ہوتا ہے جو کچھ تھا قانون اور میں میں ہی یہاں تک کہ ایک مثل ہو چکا
ہے کہ کوئی عام نہیں جن میں تخصیص نہیں ہوا اور ہندو دلیل کافی ہوا احتمال کی لیس اور یہ بر خلاف اس احتمال کہ ہے جو خاص میں ہوا اور کا
ہو چکا ہے کہ کوئی عام لایا نہیں پیدا کہ خاص میں عبارت کا احتمال چنانچہ ہی ہو چکی عبارت او کی اور اس جواب پر میں کہ میں کیا گیا ہی کہ میں نہیں
انہی کہ اس کی تخصیص حشر اور احتمال پیدا کر ہی نہیں ہی ہی بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ تو مستقل موصول کلام ہے ہونی ہی اور کا

بقطع جائز والمال نعمی ایضا یستدلون بدلائل منها ان العام من الکتاب قطعی وخیر الواحد ظنی فکیف یسقط حکم وائی
 یستثنی ولو فی البعض فهو منقوض بما اُثبتناه من ظنیة العام فلذا قال القندھا کہ ان غیر تام علی القلی بظنیة العام منہما
 ان عمر زرد حش فاطمة بنت قیس نہ علیہ السلام لیجعلھا سکنة ولا نفقة لما کان محضھا لقولہ تصا سکنتھن ففقا
 کیف نزلہ کنا ربنا وسنة نبینا بقول امرأة لاندی قصد ام کذبت واجیبہ فی المسلم بان ردھا للزودہ فی صدقھا
 ولذا وصفھا بما وصفھا شعرا العلیة الزودہ للود انتھی قال لفاضل القندھا کہ الزودہ اما لاحتمال خبر الواحد لکذا ففیہ
 المتکثر واما لکذا امرھا فی العدل فیما فی تعدیل جمیع الصحابة من الان یقال لعد نقصہ الضبط انتھی اقول یؤید
 تردد عمر فذلک المرأة خاصة بدلیل نسبتہ اصلا ام کذبت لھا خاصة والا فقال کیف نزلہ کنا ربنا وسنة نبینا لقول
 من یس فی یغیر منقرض او منہما انہ قال النبی صلی اللہ علیہ السلام اذ اذک عنہ حش فاعرضہ علی کنا ربنا فافقوا فافقوا
 وانظر لہ فردو قال فی المسلم یجوز علی النسخ فانہ مخالفہ ناکہ فلا یجوز بالضعیف واما المخصی فہ موافقہ لانہ یزانی التھی قال
 فی المغتتم الظاهر من المخالفة ما یشمل اخرج بعض ما کان داخل اسواء مسمی تخصیصا او بیانا او غیرہ فی المہم منقوض
 بالمتواتر فی المسلم ورد بان غایہ ما لزم منہ تخصیص الحدیث والعام المخصی حجة فی الباقی اقول مرادنا ان
 انہ خبر واحد فی مقابلۃ الاجماع علی العمل بالمتواتر فلا یصلح حجة ومجرد احتمال التخصیص لا یجوز

ارسل سے پہلے شہود نہ ہونا اور انکا بیان نہ ہونا دلیل ای شواہد ہواں تین سی کی تحسین عام قدیمی خبر جس سی پہلی تحسین یعنی سی عباسی سی اور یقین ہو
 دلیل سے حجت کہ شہد ہواں ایک دلیل قریبہ کہ عام قدیمی یعنی یہ اور خبر واحد یعنی ہی تو ہم کا حکم اس کی خبر کا قیاس ہو سکتا ہے اور وہ اسکا نسخ کی خبر
 ہو سکتا ہے اگرچہ بعض معنی میں ہے ہواں دلیل عام کہنے سے ہونے کی وجہ سے قنداری کی کہا ہی کہ پہلے دلیل عام کہنے کی وجہ سے بنا ہواں
 ہندوستان اور ایک دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے قریبہ کی خبر سے مسلم کی ہی بدلائق مکان سکونت اور نفقہ ہندوستان اور ایک دلیل ہے کہ
 انہ مخصی ہے ہندوستان اور ایک دلیل ہے کہ اسلام کا قیام اور حضرت کا طریقہ ایک خبر سے نقل ہو گیا کہ جو روین ہم کیا جاہن دہ سجی ہے یا جو ہے اور ایک دلیل
 اسکا مسلم میں کہ انکا اور حدیث کہ نہ سنا اسلئے تھا کہ انہیں زود تھا کہ وہ سجی ہے یا ہندوستان اسکی انکا نہ مسلم ہے یا جو ہے کہ تفسیر ہو کہ شہد ہی کی خبر
 ہو چکی عبارت سے کہ فاضل قنداری کہ انکا خبر وہاں اسلئے تھا کہ خبر حدیث میں جو انکا احتمال ہی تو ہندوستان اور ایک دلیل ہے کہ انکا اسکا حل وہاں
 تو یہ کہ انکا ہے کہ صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان یوں ہو سکتا ہے کہ دلیل عام کی تصور وفاقہ کہ ہونے کہ ہندوستان اسکی تائید کرتا ہے حضرت عمر کا قیام
 اور حدیث کی تابین نزدیکی کہ یہ انکا کیا جاہن سجی ہی یا ہندوستان اور انہیں تو یہ کہتے ہیں قرآن اور حضرت کا طریقہ ایک کہنے سے کہ نہ کہ خبر حدیث میں
 دلیل ہے کہ حضرت مسلم نے دیکھا کہ جب کہ حدیث سے پہونچو تو اسی قرآن پریش کہ اگر موقوف ہو قبول کرو ہندوستان تو جو روین مسلم میں کہا کہ یہ حدیث
 نسخ کی حق میں ہی کہ اس میں خبر لفظ شہد ہی ہی تو وہ حدیث ہی ہندوستان ہو سکتی کا اور مخصی میں تو موقوف ہوتی ہی کہ نہ کہ وہ تو بیان ہی ہو
 عبارت اسکی کہ حضرت عمر نے مخالفت کی ظاہر میں یہ معلوم ہوتا کہ وہ شامل ہی ہو سکتا ہے کہ انکا نہ سنوین میں بعضوں کو کمالین خواہ انکا نہ مخصی ہو یا نہ
 وغیرہ اور ہندوستان میں کہ یہ دلیل حدیث سے تو اسی شہد کی اس میں کہ بعضیوں نے زود کہ غایہ انکی یہ لازم آتا ہے کہ وہ حدیث مخصی ہو ہی ہو

قلت قد سبق في السيرة في الرقعة ابن معين كالحاكم الذي هو على ان في هذا الحديث الخوف من نفسه كيد على دله لا انا اذا
 عرضنا على كذا الله خالفه فقولنا الله عز وجل انكم الرسول فذروه وما تحذركم عنه فانتهوا وغوغلنا من الاراسات حتى فطل جميعا غلت
 به المانع للتخصيص بجميعها او قلنا انتباه من جواز تخصيص عام الكتاب بخبر الواحد قبل تخصيصه بقطعي
 من ما يصل به هو ان توقيت بر نماز کی بر نمازی بطور نفی سے بطریق الدلالة بر تاسہ و جب تک ہا کر نماز واحد و جمہر میں الصلوٰتین (ا) اگر
 عموم کی تخصیص کی ہے اب اس وقت کی یہ معنی ہوئی کہ اپنے اوقات میں ہر نماز پڑھنے کو ہر ایک صلی پر ہر نماز میں
 سوای نماز فجر و عصر اور مغرب و عشا کی وہ سائر کو یا غیر اس کی کو جس کے حق میں احادیثی جمیع ثابت ہی پہلی اپنے وقت
 لینے دو سکرنا نہ کہ وقت میں پڑھنی ہی درست ہے یہی جواب بطور تحقیق اور ترقی کی ہے اور اگر اس سے تزل
 کو ان دران لین کہ ہر عام طنی نہیں ہوتا بلکہ وہ عام سب کی ایک فقہ تخصیص پر چکی و طنی ہوتا ہی اور اس کی تخصیص خاص و احادیث
 ہے نہ ہر عام کی تو ہی ہمارا مدعا ثابت ہے اس کی کرا میں جمہر گفتگو ہے پہلی ایک فقہ احادیث جمیع عرفات اور زکوٰۃ
 تخصیص میں چکے ہے لینے مسئلہ فجر و عصر عرفات کی اور مغرب و عشا زکوٰۃ کے اس عام کی حکم کی مخصوص ہیں کلا و جمہر
 میں الصلوٰتین بالفاق اہل سنت کی درست ہے اور یہ قاعدہ جمالی ہی کہ یک ایک فقہ کوئی عام مخصوص ہو سکتا ہے تو وہ بالاتفاق
 غنی الدلالة ہوگا تاسہ اور تخصیص کی خبر و مدعی بلکہ قیاس ہی درست ہی کہا ملوث میں ملایم بقی العام بعد التخصیص قطعیا
 جاز فی العام بعد التخصیص من الکذا الخیر المتواتر مغل ما کان التخصیص لا یجوز ان یخص خبر الواحد القیاس ارجا
 اور اگر عرض میں کر کہ بنا بر حقیقی مطلق کے احادیث جمیع عرفات اور زکوٰۃ کی تخصیص نہیں کیونکہ تخصیص دیکھنی موصول چاہیے
 بلکہ وہ حدیثین شیعہ ہیں اور عام منع اہل حق کے قطعاً ان کی اس میں باقی رہتی ہی نہ کہ سطح اخبار واحد و تخصیص میں عام قطع کی ہو سکتی
 میں تو جو جواب اسکا یہ ہے کہ حق ہی ہے کہ یک ایک فقہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہو تاسہ تو وہ عام غنی الدلالة ہو گیا ہی خواہ
 وہ قصر کلام موصول ہی ہو خواہ مترافی سے اور حق جو فرق کرتے ہیں شیخ اور تخصیص میں ساتھ مترافی اور موصول ہونے کی اس کو کوئی
 دلیل تائید نہیں کہیں اگر کچھ کوئی پہلی دلیل ان کی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر تخصیص میں تہلیل لازم آتی ہے جو جواب اسکا پہلی عبارت
 گذرا ہیں اگر حقیقی بلا دلیل قصر توقيت کو حق ماسوی صلیین عرفات اور زکوٰۃ کی مستلزم غنیۃ عموم توقيت کا ثانی کی اور اپنے مسئلہ
 سیدیل پر رہی ہیں گے تو کیا اندیشہ اور شک کے غنی ہوئیں کیا شک تم نہیں دیکھتی کہ یک ایک شیخ قصر کا عام میں غنی الدلالة
 محکمہ کی حدیث پہنچی تو اس کو قرآن ہی ملا و موقوف ہی توقيت کو و نہ چھوڑ و خطابی ہی کہا کہ کذا یقول فی بنالی ہی اور اس کو یہ حدیث
 دفع کوئی ہے کہ میں قرآن اور اس کی مشکل دیکھ کر ہن دلایا ہے حدیث نے کہا ہے میں کہتاں کلا و دو ہی پہلی بن معنی میں کہ زکوٰۃ
 کی طرف نسبت کیا ہے چنانچہ ترمذی نے بھی اس کی حکایت کردہ ملا وہ اس کی خود و میں ہر قصر ہے جو اس کو ملکر تاسہ کیونکہ غنیۃ موقوف کو قرآن
 پیش کیا قرآن میں ہے کہ تو میں صلوٰۃ ہی اس کو اور جس منور کی اور کچھ ہر مدار سے نہایت مشین میں ہو چکی عبارت اس کی ہو باطل ہو گیا
 وہ جس کے معنی تخصیص میں ان کا مدعا تھا و جواز تخصیص و مدعی بلا تخصیص قطعی کی جس ہی ثابت کیا تھا باقی راستہ جب تخصیص کے

لفظ عام کا ہو گیا ہے کہ عربی عبارت بن ثابت کا وہ ہے تو تو قہر کا ایک لفظ خاص ہیں کیونکہ اس لفظ عام کو عربی
 الدلالة مکرر کیا فاعترافاً اولی الاوصاف و پس ثابت ہو اگر جمع میں اہل حقین بعد سے فرود خانی اور مخالف کتاب کے
 نہیں فلسفہ الحود و لہذا جناب مولف نے بعد اس اندر زمانی کی جگہاں جو جمع ہو اجمع اور قہر کیا ہے اور روایات پر چکرو
 اوسنی ہمارا تمک ہلایا ہوتا سو تم نے دیکھا کہ اومین سی ہی کسی حدیث کو ہی لیل نہیں پکڑی پس جمع اور نکاح کو
 ضرر کرتا ہے اور جناب مولف نے بعد اس جمع اور قہر کی دو عذر اور دو باب عدم جوڑ عمل کے احادیث جمع میں اہل حقین
 پر لکھی ہیں ایک عذر یہ کہ روایت ہی ابو ذری کہ کہا فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفایت ادا کا حکم دیا اور ابو ثحرون
 عن قہر اوسین الصلوة عن قہر قتلت فما کافرنی قال صل الصلوة لو قہرنا رواہ مسلم تو یہ حدیث سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ نماز
 اپنے وقت میں پڑھنے یا پڑھنے کے بعد ایک حدیث جمع میں اہل حقین میں نہیں تو چھوڑا جائیگا عمل پس جب ایک
 کیا دیون اور کس نادقت سی خطاب کریں اسباب نہیں جانا کہ جبکہ مجوزین جمع کی اپنی اوقات میں نماز پڑھنے کی فرضیت ہے
 سے ماکہ ہر اس سی سا فرمودہ میں ہلایا میں ہر اس حدیث ابو ذری میں یہ بات کہ نہ سیکھیں گے اور ایک عذر جناب مولف کا
 یہ بھی کہ ادنی درجہ ہو گا کہ احادیث جو اجمع جتنی کہیں اور احادیث عدم ہوا کہ میں متخاص ہوں نہیں اور یہ قاعدہ مقرر ہے چکا ہے کہ جب تک
 متعارض ہو درمیان دو حدیثوں کی تو وہ دونوں ساقط ہو جاتی ہیں پس دونوں متضمن کی حد میں ساقط ہو گئیں اور ہمارا تمک آیات
 احادیث توفیق سی بانی ہر گز پس یہ عذر ہی قابل جواب کی نہیں اس لئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے
 نہیں جس سے عدم جمع کا حالت سفر میں مستفاد ہو گیا کہ سابق میں وضع ہو چکا اور اگر البعض کوئی حدیث مخالف امر میں جمع کے
 پائے ہی جاتی اور دونوں میں متعارض واقع ہوتا تو یہ یہ کہ قاعدہ داندہ ای کی کہ دونوں ساقط ہو جاتی ہیں یہ قاعدہ آج تک کسی
 اہل اصول فقہ یا حدیث سی سر نہیں شاید مولف نے بھی ایسا کر لیا ہو گا دیکھا ہو گا کہ اوقات نماز ساقط اہل اصول یہ حدیث کا یہ قاعدہ
 مسجع خیرہ میں کہا ہوا کہ اولاً ان دونوں حدیثوں کو آپس میں موافقت کرنا چاہیے اور اگر بلا تکلف موافقت نہ ہو سکے تو
 کو مسجع کہنا چاہیے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم ہو تو دونوں میں جو رحمہ اللہ اتوی ہو جیسے حدیث ہمارا کہ اسلم کی بستی خیرہ کی
 اور کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر یہ اصول حنفیہ میں ہی ایسے مرتب ہلایا میں اگر ساپاوسین جمع کو کو غر کیا ہے نہ تو کہ اوقات نماز
 ساقط کا اہل اصول کوئی قابل نہیں تاخیر عذر مولف کا یہ ہے کہ عدم جمع میں ہتیا طہی میں ایسی کہ اگر کوئی جمع کر لیا تو
 اسکی بالاتفاق اپنے وقت میں ہوگی اور اگر جمع کر لیا تو شاید کہ اسکی نزدیک درست ہو پس نماز اسکی بدوئی وقت کی نامائز ہوگی
 جواب لکھا یہ ہے کہ تشکیک مذکور اور اصول حقین سب سے ہوتی ہے حسین طرفین کا مذہب بل لا یرل مواد و سرور اختلاف کی جو ہمارا
 مسئلہ جہر میں لین کا دعویٰ ہے لیکن اور ناچار یہ کہنا اور ناچار یہ اختلاف نہیں جس اگر صحت میں عمل میں لایں تو اسکی
 عام یعنی نہ اخواہ محض معلوم ہو یا نہ تو اب عام قرآن اور حدیث متواتر کی خبر ہے کہ تحقیق میں یہ صحیح ہے کہ اہل حقین
 الدار لوگ نماز کو وقت میں لایں گے یا نہ لایں گے آپ مجھے بتائیے کہ کس کو اپنے وقت پر پڑھو

دال دیا کری تو سیکڑن اعمال مٹل ہو جاوین اور حق اور باطل میں کچھ تیز نہی پس دعویٰ سب عذرات جناب مولف کے
 اور عذرات ہی جو مولف نے بیان بہنیں کی بلکہ بعضے اور خفیوں نے بیان کی ہیں جواب یہ جاتا ہی تو سونو کو بعضی بہر عذر
 ہیں کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہما راایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الطیقاۃ الاصلو تان صلوۃ المغرب والعشاء بحسب
 وصلی الفجر بعد منک قبل یقاۃ رواہ البخاری ہمیں جواب کی تین ہیں **اول** یہ کہ اگر اس میں ابن مسعود کو تم سب ادا دیتا تھا
 جوابی جو درہ صحابی مروی ہیں غالب ہوا کہ کہو کہ جس جہم کہ ابن مسعود نے بہنیں دیکھا وہ درست بہنیں تو تم پر ایک جھجہ ہوا
 سمیت کا اگر لگا کر جمع میں انھیں دھکے کو عرفات میں کیوں درست کہتی ہو باوجودیکہ اس قول میں مسعود کے ہی توفیق فی جمع فی عرفات
 کی ہی مفہوم ہوتی ہی پس جو ہم جواب رکھتی ہو اسکی ہمارے سے مجھو لیکن اگر کوئی فکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی عرفات کو بنا بہر
 عرفات کی تھا تو ہم کہیں کہ جمع فی السفر ہی قرن صحابہ میں شہرہ تھی کہ نہ کہ چودہ صحابہ ابن مسعود کی اوکی نقل میں تو یہ سب اہل ابن
 مسعود اسکا ہستہ کیا اور اب محل نفع کا جمع باعذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی عرفات بالمقایسہ معلوم ہوتی ہی تو کہو کہ ابن
 مقایسہ علی ما یقاس جو جواب تیار ہے وہی جواب ہمارا دوسرا **جواب** یہ کہ جو امام نووی نے شیخ مسیح
 میں کہا ہے واجب من الذمیر انہ مفہوم وہم لا یقولون فیہ شیء نقول باللفظ لکن اذا اخاضہ منطق قد مہا علی
 اللفظ وقد ظہر انہ اذا لفظہ باللفظ فیمسک جواب یہ جو شیخ سلام حنفی نے محلی میں کہا ہے فی سفر فی عرفات
 ابن مسعود نفی و ذیہ الجمع عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجزئ لہ رایت فی مسند ابی یعلیٰ بن طریق ابن ابی لیل عن
 ابی قیس الا زدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیہ وسلم یحج باین الصلوۃ تین فی السفر فلو حمل الاثنان فی
 حلہ ابی یعلیٰ حال الجہ فی السیاق فی حدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان لوجہ فیقول الی ما ذہب مالک
 اسہتی اور بعضی حنفی یہ عذر کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی تجی فوق الصلوۃ الا
 رواہ مسلم عن بلال عن قتادہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث اسی شخص کے جتنی ہے کہ اگر
 نماز میں تاخیر کرے نہ اسکی جتنی جو سا فرماو کہ کہو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی ہی پس اسکو بھی حکم اسکا نشان
 نہ کہا جاوے لگا کہ اولاً تو طرف قول کا باعث قرینہ اس کے تعلیم یا تخصیص پر نہیں ہوتا اور اگر طرف کو دخل ہو تو کہا جاوے
 کہ یہ قول آنحضرت فی وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر نہ میں فرمایا تھا حبیب کہ ابتدا اس حدیث کے
 ظاہر ہوا ہے پس حکم سفر کے فجر ہے کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تھا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء
 سفر کے کا علاوہ یہ کہ اس فراموش کرنے والے کو یہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کرنا پہلی نماز کی وقت کی انذار اور
 صلہ میں نہیں دیکھا آنحضرت مسلم کو نماز پڑھتے ہوئی اگر وقت پڑے دیکھا ان دونوں میں مغرب اور عشاء فراموش میں اور فجر اور
 وقت ہی پہلی پڑھے **صلہ** اور جو اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہیں اور ہم حنفی قائل ہیں
 کہ منطوق مخالف ہوا وہاں مخالف ہو تو منطوق کو مقدم رکھتی ہیں اور حدیث صحیح صلوۃ کی بہت میں ہونے کی عبارت اوکی

کہ کسی جس شخص نے ارادہ جمع کر لیا یا نہ کیا یا نہ کیا کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو بیشک اس کی جمع درست نہ ہوگی پس
 اگر بقرینہ طرف کی اس حدیث میں مسافر کو یہی شامل کر دیا یا مسافر و مرد اور محل اس حدیث کا ہوگا اور اگر نہیں
 ہوا کیا صحیح ہے کہ جمع کو قبل گزرنے کے پہلی نماز کی شتر صحت جمع کی عیسیٰ بن خاتم اور بعضی حنفی بھی
 مذکور ہیں کہ عین کو آنحضرت نے چوتھ شنبت جمع کو اس کی ایام استحاضہ میں عیسیٰ کیمعہ سی نماز پڑھنے فرمائی
 کہ وہ جمع سووے ہوا اس ہی معلوم ہوا کہ مسافر کو بھی جمع سووے ہی چاہیے پس بکا جواب بھی ملتا ہے
 کہ وہ معتمد ہے پس معتمد پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا یا وجود کیا اس کی حق میں ایسے لغو و فاسد و دلیل کے
 دار و دین جسے صاف جمع حقیقہ معلوم ہوتی ہے قیاس مع الفارق ہے اور مقابل لغو و فاسد وہ
 بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط بس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین کسی حدیث صحیحہ مردود و معتمد
 ثابت نہیں اور ابغین جمع بین الصلوٰتین کے کوئی دلیل نہیں کہتے اور جواز اسکا احادیث صحیحہ جو چند صحابی سے
 مروی ہیں اور تیرہ کتب احادیث میں جن میں صحیحین بھی ہیں روایتیں اولیٰ ثابت ہیں اور بہت صحاح و رواۃ العین
 اور ائمہ شیعہ ایسے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے جواز کے قائل ہیں قلہ الحدیث والی
 وأخروا ظاہرا وباطنا علی ما ابدنا لا تنبأت الجمع فی السفر بیان الصلوٰتین الصحیحہ الثابت
 المروی عن النبی صاحب قلوب فہمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ صفوۃ الثقلین ﷺ
 اور بلا شک صحیح ہوا بخاری میں ابن مسعود سے کہ سووے کے مزدلفہ کے جمع صلوٰتین کرتے تھے حضرت مسلم نے فرمایا
 یہ بیٹے سند ابو یعلیٰ میں طریقہ ابن ابی لیسے سی وہ ابی قیس از دی سی اور وہ ابن مسعود سے راوی ہیں عیدہ و کجا
 کہ ابن مسعود ایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جمع صلوٰتین کیا کرتے تھے سو اگر حدیث ابو یعلیٰ میں ثابت
 جمع جلدی ہیں کیونکہ بر محل کیا جاتا ہے اور نفعی جمع حدیث بخاری میں ابو یعلیٰ اور ترمذی کی منزل پر مل گیا
 عباد سے تو ایستہ ایک طریقہ ہوگا پس آل امام مالک کے مذہب کے طرف ہو جاوے گا ہوگی حدیث اس
 کہش از یہ ہے کہ ایک نماز پڑھے اور دوسرے نماز کا وقت آگیا روایت کی مسلم نے ابو
 قتادہ سے اور ہونے آنحضرت مسلم سے ﷺ الیک شکر ہے اول اور آخر ظاہر اور باطل ہے
 کہ اسی سے مرد کے ہمارے اور ثابت کرتے سفر میں جمع صلوٰتین کے کہ وہ صحیح اور ثابت ہے کہ آنحضرت
 فرمیں سے درود نازل کرے اللہ ویر اور اوکئی آل اور صحاب پر جو درود جو جان کی برگزیدہ ہیں

مختصریٰ نہ کہ کہ نہ تحریر جواب باب ثانی تو نیز کی اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی زعم و جواب یقین کی دست
 بین حاجت جواب باب ثالث تو نیز کہ حسین جناب مولف کی امدادیت کو اپنے محل سے بگاڑا ہوتا اور انہیں تخریق اس کے
 طرف اپنے مذہب کے کہینچا ہوتا باقی زہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نہ ہے تو عالم بالحدیث بدون تخریف اور غیر
 حدیث کی طرف کسی مذہب کی عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لاعلمی یقین اس عنوانی کہ فلا نامستقلین
 سطح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پہر ہی ہنہ چند مسائل کو باب ثالث سی قلم بند کر دیا ہے تاکہ لوگوں پر قوت دلائل
 الحق کی ظاہر ہو جاوے اور جناب مولف کی خیانت اور تصرف سی احادیث میں طلاع ہو جاوے پس علماء بالانصاف اور مستلزم
 اعتدال سے میدیکھ ہے کہ ان چند مسائل کو منویہ تحقیق اہل حق سمجھ کر باقی مسائل کو بھی اس پر قیاس کو نہ کر لیں
 مسائل میں جناب مولف کی چالاک کی سے بچتے ہیں اور اگر کچھ آئندہ فرصت ہوئی تو باقی مسائل کی بھی تحقیق کریں
 و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہمدوہ علی خیر خلق محمد و آلہ و صحابہ معین آمین یا رب العالمین
 نویسنیٰ ایزی ہی جوابات کیفیت سبب جب رقم میں ہوئی ہنسی خوش رقم اہل ہنر کو بھی خطا ہو جو ہو
 شعور و اصلاح و پسند و نیکوین حسین باکر م ہذا آخر اہم الدخان ثقلین عبدہ العاخر محمد نذیر حسین عا فہ

ۛ الحمد فی الدارین بجاہ سید ثقلین ۛ



محمد علی	علی الدین حسین	حسین شاہ	غلام علی	حقیقہ شاہ	محمد حسین	حافظ علی	سید الدین
محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی

صو ما کتبہ العالم النبیل الفاضل الجلیل الکامل للوزعی الباع الالامع
 المولوی علیم الدین حسین الانصاری العظیم آبادی
 النسخہ منقرظ علی هذا الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ انظر ہر ہا نہ بحث لا یمکن کتبانہ والصلوۃ علی سید الانام محمد النذیر البشیر علی الدوا صحابہ

المادين الى منهج الاسلام **أما يجعل هذا شئ عجيبا** يلك الا اللبيب ما اطيب كلامه وما احسن نظامه الكبر
 كتاب اي كتاب تقمن اجزا ثلثا واثبات وجواهرها وكتبت مضافا على لال ودر فخره براهين
 الحكمة اليانية ونورا لثواب الشرعية البرهانية اذ ايات ديباجة جاله قد هب عندك كل العاوى طالعت
 صفحتها كاله ياتي اليك كل الغنا هذا ما وصف به فهو القل وما بقى فهو الجل للفاضل الغرير في المقام
 الشريف هو البليغ الذي ان تكلم اخل واوجز وان نظم افحم كل لسان بانثائه واعجز كفى كلامه على غزارة
 فضله مرشدا ودليلا ولا يعبد معانده مع الغلو في العتق الى القدر فيه سبيلا بل يطاوع الجاهل بالجرم
 مدح على لسانه بالاضطرار ولا يتصوق انكاره من الشمس يوم العصى وقت نصف النهار فالاعداء والحلان
 على فضله شاهدان ما دلان كيف لا وهو بالشرف الوضاه والعلم والتق وبالحسب العالي واخلاق القادر
 واضحه بالشرع الشريف مؤيد ومرتب الاسلام ساسية للدين الم تنظر الانوار منها تصاعدا ولا تضيء
 الشمس البر والجر قد انشربت كاله واشتهر بناء جلاله اعنى به العالم القمقام صفوة النبلاء والاحلام
المولوى السيد محمد نذير حسين حفظه الله عن المحرق والشين لازالت بدور فوائده طالعة
 من مطالع الحديث والقرآن وشموس معارف مشرق من افاق البيان احل ان يحسن من ثوابها
 في سائتين الكلام واشهى ما يستلذ به من فوائده اولوا الافهام صائده الله الكبير المتعال عن شر
 عين الكمال وابقاه ملك الزمان سالما عن مطاعن اجل البدعة والطفيل بحرق سيد الثقلين جلاله
 آمين آمين آمين

صلى الله عليه وسلم ما كتبه العالم النبيل المولوى ابو عبد الله غلامه على قصور

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين رب زدنى علما **أما يجعل** فيقول العبد الضعيف **ابو عبد الله غلامه**
 قصور قد فرغت بطالعة معيار الحق لمولانا الحق المديق **محمد نذير حسين** الله على فظنت
 على مطالبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر طالب الحامد ومقاسده ووزنته بتصور الحق الذي في
 جوابه وكررت المطالعة والمعاينة وثبتت المناظرة والموازنة متفحضا لخطا وجوبه بصفحة بالبقائسة تتبعها امام الله
 فوجدت معيار الحق معيار الحق بل الحق ان ذلك كنانة ينطق بالحق رابته موافقا لما هو الحق حقا بالحامد القية
 مشتملا على الصواب متجاها عن الفاسد وما فيها من المسائل المختلفة اعظمها مشكلة التقليل حدسه وانه
 مقتصر على احد من الائمة الاربعة وان التزم احد التقليل احد منهم يلزم في مد عمر فصاح للمعيار اثبات
 وجوبه ببراهين الساطعة وحجج الفاطمة وما اوردته مشكلة الاواسة الى الكنايسة السنية باقى بدعوا الاواسة

عليها روايات الثقات والفقول المعتبرات من كتب سادات الحنفية ولعمري ان الكتاب والسنة واقول للجمهور
 واجام المسلمين يؤيد قوله ولا يحرم الباطل بوجه من الوجوه حمله وليس قولنا بالنقل اقفاء بالانوار بل
 قلنا بعد التحقيق وحسن الاظهار وان قد مضت برهة من الزمان وبضعة من الايام من قبلنا لك في تحقيق تلك
 المسئلة قصفت لذلك كثيرا من الكتب الرسائل القديمة والجديدة وتسبعت اقوال المتقدمين والمتأخرين حتى
 صلت منها على اليقين فله دهر وعلى الله اجره حيثما وقد شمع الهداية في زمان شيعر الظلمة ونطق بالحقوق
 ختم السنة وغفر ذم البتة واورد في تنوير الحق من اثبات وجوب التقليد التزاما بشخص معين من الحجج
 والبراهين كل ذلك عن ثمة من عند نفسه سابقة فياخذ من العالمين وجامع فيه من الدلائل لا ثباتا لزاما وتكلف في ذلك
 المقام في ظاهر البطلان ما انزل الله بما من سلطان واما الحكم الا الله الا نابعة الثقة وعليه التمسك وصلى الله تعالى
 على خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلما امته ما لا تحت النجوم وتلت القرآن اللهم اهدنا لما اختلف فيه باذنك انك
 تهدي من تشاء الصراط مستقيم رحمتك يا ارحم الراحمين

صلى الله عليه وسلم
 شكركم في المحقق وفاضل مدقق مولوي احمد الله حفظه الله
 شكركم في مولانا ابو عبد الله موصوف سلمه الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة على رسول الله فيقول احقر الحقيقة بل لا شيء في الحقيقة احمد الله جعل الله
 اخرا خيرا من اولاه اني طالعت معيا الحق للاوضح الكامل محط رجال الافاضل محي السنة ماحي البعد وحيده ما في فريد
 اوانه مولانا وبالفضل اولنا المشتهر في الحافقين السيد محمد بن زهير حسين جزاه الله عنا خير الجزاء
 الدارين وطالعت ذلك الكتاب من اوله الى آخره واطلعت على باطنه وظاهره فوجدته على بساطة التحقيق ووجهه
 وودر فريد التدقيق وزواجره جامع للمواهب اللطيفة والمطالب الشريفة مرقاة للصعود على منازل الحق الى
 الدرجات العلى ولعلاء النجات في طريق الصديق من الظلمات الدجى فانه خلا توضع المحققين وتقييم المدققين
 كل طالب مبين وجل مقاصد مبين غاية تقرب نهاية تهذيب يادره باطال الحق انه مقنن وعند فحول
 العلماء مسلم واجله عقلا الجيدك والقوز بعبيل فانه اورد فيه النصوص القطعية من الايات والاحاديث
 والفقول المعتبرة من فقهاء مذاهب الاربعة مؤيدة لمذاهبهم موكدة لما ادعاه بحيث لم يسبق لمخالفة دليل ولا
 لغا من الحق سبيل ولا تعثره في آيات صاحب التنوير فانه لا دليل له من صحيح الحديث ولا الكتاب المنير والحق
 ما افاده مولانا في المعيار كما لا يخفى على الاختيار فجعل الله حجته بالغة وكلمته عالية وصلى الله تعالى على
 خير خلقه محمد وآله واصحابه وعلما امته اجمعين طه اهدنا

صورة ما قرطه الفاضل الكامل العارف لواصل جامع المعقول والمنقول كشافة
معشدة الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عند الله الصلوات
مولانا المولوي محمد بنجالي خلف الصديق المولوي بارك الله سلمي وغفرل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام على رسول الله الذي من امن به
اهتكم ومن اعز من عن الاقتداء به صلواتي وعلى اهل واصحابه الذين هم نجوم هذا اما بعد فوالله اننا انما نكتب
بالسنة معينا الحق بل عين الحق حقيق بالقبول لا مجال للعدل عنه لاهل الحق والافتاء وان انكره اهل الحق
والاعتناء الفه استاذنا ومولانا الحق المذوق الكامل في فن الفقهاء من الاصول والفروع والتفسير والحديث
السيد محمد نذير حسين ادام الله فيعنه ولقد كنا مترددين في هذه المسئلة المصنعة فكشفه عن
بجانبها فاستنارت كالقمر ليلة البدر اه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء في الدارين قال الله تعالى
والذين جاهلوا فينا لنهدينهم سبيلا وان الله لمع الحسنيين واذا العبد الضعيف المفتقر الى الله فيجعله
ابن محمد ومحمد بارك الله غفر الله له ولوالديه وللسائر المؤمنين آمين

صلى الله عليه وسلم ونظم سنن السات مصلح الخيرات والحسنة بجمع البركات والكمال
وحيد عصر فريد هم الفاضل الامع العالم اللوذعي الفقيه امام الشريعة قامة
الشرك والبيعة الصوفي الصافي الاسعد بنار بيد حسن شاه قادر كرم الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الصراط المستقيم بالنور المبين والصلوة والسلام على رسول الله محمد سيد المرسلين وعلى آله
وصحبه الذين فازوا به بالخطا بحسين من نور اليقين اما بعد فلما كان علم الفقهاء عظم العلوم قد را
واعلمها من ذللا وارفها شافا واساها بروفانا وكان مسئلة ونجرب تقليد امام واحد وعلم وجوب
ادق مسائله واعضها قد تحيرت فيها افهام الاذكياء وتقنع عن تحقيقها اذ هان الفضلاء فصف
فيها الفاضل الخبير العلامة والفاضل الجليل الفهامة مصلح الفضلاء المدسين فخر العلماء الراشدين الفقه
الذي تربيت به اسم المساجد المدارس واحتاج الى تفريع منطق ومفهم من كل الذكروا والمدارس اجي
دروس المدارس من زمان دروسها وجل صلاها بالمجالس اطعم تميميها لجنة المفتين المحققين قد خالنا
المدققين المبرزين الشين مولانا السيد محمد نذير حسين لاننا لث شمس فضائل المعقة وانوار
جلالة ساطعة كينا باسمه صعبا الحق بالهام الله الملهم للعباد وتبري ان ذلك الكتاب لا يرد

ان في هذه المسئلة فصل الخطاب ليس لك من يتامل فيه سبيل الرشاد ويخلص رقيقة وجوب تقليد الامام الواحد من
 اعتناق العباد فانه برهن فيه على ما هو الحق التحقيق من ان التقليد لامام من ائمة الهدى واجب تقليد الامام الواحد
 الباعين غير الارزاق كيف وهو من هو سائرهم يا توابعه بسلطان مبين وما ايداه الا باقوال المقلدين لا
 يتقدمون فضلا عن النص الصريح وحدث الماتون من سيد المرسلين جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل سعته
 وكبره ندين اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله واصحابه
 اجمعين الموفق اضعف عباد الله وياورحمن قادري فاضله

صورة ما كتبه ووسطه واقف علوم عجيبة ما هرقوتون غريبه فاضل اجل وعالم
 اكمل مولوى حافظ عمر الدين هو نثار پوری دام ظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الكتاب المعين الذي صنفه مولانا الحق قدوة العلماء المتبحرين اسوة الفضلاء والمحدثين والسياسة
 سهل نذير حسين ادام الله فيوضه في الملون كتاب يستعمل على الحق والحق لا ينفك عنه والباطل لا
 يحوم حوله والحق ان هكذا كان طريق السلف والخلف وما كان احد يترك تقليد احدا واجبا على احد ولقد رايت
 في الخطاوى موافقا لما في هذا الكتاب حيث قال قوله وفي كتاب الخلاصة لو قيل لخصه ما من صاحب الامام
 الشافعي في كتابه وجبان يقول قال ابو حنيفة رضي الله عنه كذا وذلك لانه يجب على الشخص التكلم بالصواب لا الخطا
 وقول الغير في اعتقاد الخلف خطأ يحتمل الصواب وتقدم في الخطبة ان محل هذا في المنهج اما المقلد فلا يجب عليه
 هذا الاعتقاد بل يرضوا على جواز تقليد المفضل مع وجوب الفاضل مع ان المفضل خطأه اكثر وقد اشار الى
 ذلك صاحب البحر في بعض مسائله ولذا قال الشريفي المحمدي ثم لا يخفى ما في كلام الخلاصة الذي قوى به صاحب
 النهر بجده من النظر انتهى بلفظه وايضا فيه اعلم ان الافناء يقول مالك هو عين التقليد والائراء في جوازه
 بشرط عدم التلويح على ما ذكره الشيخ الحسن وافرد برسالة ونجاة ما ذكره العلامة ابن الملا فروخ حيث صرح
 العمل بالتقليد والاطال في ذلك على وجه التحقيق وافرد برسالة ايضا وعن القول بجواز التلويح لابن الهمام في
 المحرر ورضا البحر في بعض مسائله وانه قال اي حصة البحر من العمل بالتقليد خلاصته انما هي في الحق وما توفيقه الا بالله
 عليه توكلت واليها ائني انا العبد المذنب لمعرف بحافظ عمر الدين هو نثار پوری عفا الله له ولوالديه

صورة ما كتبه ووسطه واقف علوم عجيبة ما هرقوتون غريبه فاضل اجل وعالم
 اكمل مولوى حافظ عمر الدين هو نثار پوری دام ظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى اوصيائه اجمعين اما بعد فاحق الحق المدقق الفخامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين راجح التوحيد والسنّة ماحي الشرك والبدعة طالب حنين السبيل المولوى محمد نذير حسين رزق الله خدمته سنة سبب التقليد في معيار الحق فهو عند الحق المأمور بالمطاع ولعمري هو تحقيق الحق بالاتساع ونحو صورة ما زبده المصنوع الخطيب والمدارة الاديب الحسيد النسب والطبيب ابن الطيب ذو الطبيعة النقادة والفتنة القوادة المولوى محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والاقران مقول على هذا الكتاب

سمالك يا من بك الصبح تنفلس والليل يعسعن والباطل يمحي والحق يحصن واليش المقيد يتجشم والحجر والمقلد يتصبصن وصلوة على رسولك الذي دعى به الابعان وانهم ورضي فيه ولوا مرة حادثة وشيخ دردم وبعث فلهذا الرسالة احسن الرسائل ليهدوا بها اهل الزمان والخنا تله دواء لاسقام الجهل شفاء لذوى النهل ضاع بها رجى التقليد الجاهل وذو صبغة فيقه وانكسر قبينة بعد اطفح واختطف بصر بعد اطفح والبر بان اهل خافل ضنقند لا بل جاهل محمد فظي لمن امن بالكتاب وصدق بجزء وبوسى لمن تعافاه ومزق كثر كثر كيف لا وعبارته تعجب السحاب ونحقيقا ته تنشط اذان الازهان نديف في الغربة مزيل الكربة نسيمة المطيية من الرياحير والازهار يسر القلوب وحياض زلالته شفاء لكل مكر وب كانه وض مطر به يتغرد البلاء بل على العصاة وبترنم الصادق على عيادته ولنعم ما تفرح واهرب عن التقليد فهو ضلالة ان المقلد في سبيل الهالك وحيد ما ترفه باكل سرخ كه اصلش عرق روى بجزء رتبة لاله انما نرى بركته فيما معشر العلماء ان اتم الفوز الى السعادة والوصول الى الغاية فيلنظروا الى هذا الكتاب بعين الانصاف لا عن التعصب الاعتصاء فانه تبحر لا كحلالة وسبح ليس له من الشمس زوال خال عن الحشوة التطويل وحاشا له ان يكون لها عديل وحقيق بان ينسحق على وجنات الحق من سواد طر المحبوب وحرى بان يكتب من الزمرد الاخضر على صفائح القلوب اللهم ابد مؤلفه ومن ترصع بجليتها الطبع ويسر رويته ارباء وقد رلى حضو مجلسها احسن ندياء وانا العبد الضعيف محمد الشهير بسليمان القلندر العظيم ابادى مولدا ومنشأ والصبر وى محتدا ومسكنا

صلى الله عليه وآله وسلم
كتاب الفاضل النبيل الذي يجلي مهب فيض السبح والتمجيد في نور مجل من آثار

بسم الله الرحمن الرحيم

النامية بالذاتية وما أدارك ماهية كل شيء من صفاته في عام مقلد في الحق والعدل ولا يفتن ولا يفر
فيمنه من آثاره ويستند من الطير وكلاه من وكثير مثل المقلد بين يدي الحق كالضرب بين يدي البصير الحق والفضل الجليل
يشتق من العمل بعشرون قصدا لهم منقوش فيهم بظواهر الكلام ولا يعرف النور من الظلمة يركض خيل الخيال في ظلال الضلال
ينفس في أيام البدء والاعوادة في مآكل الطير ويسعى في أضلال الخلق والافواء في سويق بالنداء وتوايح الجمل
وللشيطان النعين نعم البلاء يحسب الجاهل صالحا وهو من المراق ويظنه آمينا وهو من السراق فيعضه على تلك
الحية والفتنة ويوقر منه هاتيك الحيلة والفتنة يكتب لزور وبخرى قلامة ويكتم الحق وبه تامة احلامه واده
رايته تعجبك بصامته وكفى يتفخر بالادلة والشهوى تشهر بالاهلة وشفله الصلابة باليلة والدين لولا
شطب البيان والعلماء الضمان اعمل والقلم لولا اسنان اليرهان مغزل ومثل العلوم والبرهان كمثل الصبا
والادهان والحجة الاحكام كالعهد للقيام والعهد للهيام والروح للحياء والشمس للحرباء والفضل
القرب قرية هي فيضته وبعد هاسته مستفيضة والسان اديا لرسول واعلام السبل ولولا الفضل
والمنين لم يشرف الجمل المسني الفضل كالعقد والسنة كالعلوة فذاك نعم الحبل وتلك نعمت الخلاوة
طوبى لمن انتشر وانتبى لسان والآثار لسيلا لرا في كل الاقطار والاممارة حال كثر الناس ملا متفرقة
وعلا مشتتة راكبن على قناري عياد يحيطون غلظ عشاءه ولشكر لمن سلك سبيل الحق والصدق وصنف
في اعدا كلمة الله كتابه معيار الحق الذي تجل برواية ودراية وبلاغة رابعة سواد الحرم وفيه
كالليل مظلم وخفى سطى منه كالصبر يطبع دقا في كشم مضية عليها صاحب منه تبد ووتطعم معانيه
في الالفاظ يطعم ضيقها بكنى السراج بالزجاجة يلمع ولمصنفه قدم الاعلام العلوم فارة واداب بارعة فمن
استسعى عنه فقد استسعى بجيب ياد ومن استسقى عنه فقد استسقى اسكوايا ولعم ما قيل ان خلاصة الجواهر
تظهر بالسبك ويد الحق يصدر رداء الشك روض فنون العلم فرد الدهر بدر العلى شمسها الفخر المجل
الجوهر من سماع اقواله مجل هذا القطر والله يحبه ويبقيه على خير ولا زال جميل الذكر ولقد نحت الكتاب
المذبور فوحدة محققا على يد يع استلمته فبا ايماء الاخذان والخللان الحق الحق ان يتبع والصدق حقيق
بان يستقم والاحسان في شرب الثقل القيا واختلا الضل والشك واجب الغرض عن سق العواقب ائى صائب واوصى الناس
بالرجوع الى مضامين هذا الكتاب والمصدر وجعت هذا الحرم في ايام الفاضل الخريز المتواكب تالطف حسين
حسين عن كل شين مستظرا كاستظها الرضيع بالظلم الظهير وقلت في تاريخ طبعه

قصیدہ بلاغت رسیدہ من الیقات فصیح الادب الیخ البلیغ و محی السنۃ قامح البسۃ
مولانا مولوی محمد غلام اکبر خالص صاحب سلمہ الرحمن الواہب در فضائل جناب کف

ہو پو پو سے معقول پہنچ ذہن نشین بناؤں ہارنا کا وہ جسکی ہونچین کہلا کی باغ طبیعت میں فکر کے گل کو کہ کبھی رحمت معنی دین و شمع متین ہی عجب حلف خاص عام جو بوقار ہی جو محافل شرم متین کا صدر نشین سپر رشد کا شمس القمے ہی آج جو سخن ہے فتنہ میں جو کم از حد ہدایہ نہیں ہے جو سنا میں در صاحب معلول پر میں کہتے تھو میں جاے کا شن حکم تین بہم ہی وہ فن معقول میں شمس انکو کہ جس کا آج نہیں ہند میں نظیر و قرین	کہ طبع کو میں کروں باغ فکر میں گل بین بناؤں یا کوئی گلدستہ کر کی گلچین دماغ روح کو اپنے کروں میں حطرتین کہ کون سیدنا مولوی بندیر حسین ہے ایک عید سلف جو بیزت و تمکین میں ہر در علم عالم و فضل سے جسکے مذہب وار میں پڑے جو بیک آئین اصول میں جو ہی اب ثانی محب اللہ مفسری میں جو بدلتی ہے زیادہ نہیں بلاغت و لغت میں زرخشری ہی تمام کہ میرزا بد و قاضی کو ہی نصیب نہیں پر مہون وہ مطلع گذر کہ خطایا ہے	کہوں کو طبع کی رشتہ میں فکر کی لاکر کہ طاق قشر شاکی کیسی ہو تر تین کہلا ہی نہیں بخت پہرہ گو نہ طبع میں آج کہ جسکی فیض سی میں مستفیض آئین ہے شمع نریم طریقت جو ذہن باہر کات میں راہ میں صلیح میں ہے با صلیح عقین طحا ہی وقت کا ہی اپنی جو میان حدیث کلام میں نسخی کی ہی مثل جو اس میں ہے صرف میں جو ضعیف سی زیادہ تر مرث باقی میں جسکی اہل نظر زیادہ کہ نہیں عجیب ذات ہی کیا مجمع علوم و فنون کہ شمسکے ہون جسے جاسد تمام میں ہیں
---	--	--

مطلع ثانی

ہی ہمیں ختم تیرا کل عارض حسین ہی تو شرف و دہر خاندان اہل زمین خدا رکھی تیرا جاسی جہان میں چہرہ عزیز بسان ابر کرم اپنے فضل سے آئین میں با ماہ قصیدہ کو ختم کر سلم رہے جہان میں تاسنت برل میں زمین نہ فلک اہل حدیث تا الفسفر	کہ میں کروں بختی کہہ سیت پاک سرور دین ہی اپنے تو علف الصدق اوں اب بدکا دوام بر سر رشد لبان اہل یقین محب میں تیری ممتی میں خرم شاد کہ ختم تیری سنا ہوں طول عید نہیں ہو علم فقیل کو مدیک جہان میں فنا ہو میں زمانہ میں تاسنت بدی بدین بنوہ تیری رحمت زمین صدق و یقین	ہی ہمار سیات کی دودمان کا چہرے کہ جسکی مساق با تہدایا جو صدق و یقین دوام ہو جو خدا ہمہ غل گھر رکھے زمین مدد تیری پامال تا بیوم الدین رہے زمانہ میں مدیک شیعہ نہ ہوتا ہوں پہرہ و طہیہ با علوم سی یقین رہے زمانہ میں تاسنت و فضل و کمال بنوہ تیری رحمت زمین صدق و یقین
--	---	---

ہواری بار و گر طبع نسخہ معیار	کو اس میں پاکی ہدایت ہوں لوگ حق کی طرف	بہلا ہو کسی خد غیب اہل حق یہ کتاب
کہ امر دین کی تیغ آئین اقدار	ہر ایک صاحب تحقیق کا ہی سپہدار	نہانی لوگوں کی تقلید یہ عنید و مرید
یہ ہے وہ نسخہ جس میں بدلیں لوگ	جو امر حق کے ہیں محبوب اور دین کے مجید	عجیب ایسے تحقیق حق سے یہ نسخہ
کہ صدا کرنا ہی جبر ہر ایک رو لب	ہے کیا کتاب یہ ولد قاطع بدعات	کہ جس سے سنت تقلید کی ہوئی تخریب
کتاب پرچہ یہ ہر ایک کو کل کی شے	یہ حکم عام سائل ہو کوئی خواہ عجیب	ہر باب میں جہنم کے سپہ نگہوں میں تار و خ
کہ شکی و بدین نامی کسی ہر ایک ادب	ہیں سال طبع میں یہی نقطہ ہی و لفظ	تجلی ہے یہ ایک دوسرا ہی لفظ نسخہ

الضیاء

پہر ہوا طبع نسخہ یہ سلم	رہے ہنسنے ہی کوئی بان تاسیخ	سیر الفت سی بول اہل بالفت
	اس بلکہ رو غالبان تاسیخ	

وله

دیکھ کر نسخہ میں ہیں یہ بگیاں	لکھے سال طبع جہاں طبع اس بات کا	کاٹ کر سہم حق تقلید کا بار و گر
	چپ چکا بل ادب ہی سب گلزار تحقیقات کا	

قطعہ تاسیخ نتیجہ طبع نقار بیچ نشین چاہش علم و کمال زینت ساوہ فضل و فضال
فخر زمان تخریر دوران جناب مولوی میر شاہجہان صفا دہلوی سلمہ داماد مولف غلام

کامل نہیں گزشتہ کی خواہش ہے	تاسیخ کو ایسے روز شب در و در	اللہ کے نام میں تعجب کیا ہے
	ایا ہادی یا ملتین یا مقتل	

وله

میں بوجہی جو عالموں کی عیبات	کہ جنہیں دین میں ہو پاس سخن	تو جزاؤں کی کیس لکھی ہے کھا
	کہ جزا ہی سے علم و غلال	

الضیاء

طبع شد بار و گر عجیب ر حق	بارک اللہ این کتاب لا جواب	از سب سے تحقیق حق آمد محاکم
یکند مسر لا جدا از رتباب	نیت از خفاش چشمی چارہ	در نہ حق روشن ترست از آفتاب

یا اولی الالبصار پاس امر حق	وزن تعصب اجتناب و اجتناب	خون بود گو در جهان پاس حق
ین جهان خود چیست نقش روی آب	نقش روی آب که ماند درست	نقش دین بر لوح دل باید کتاب
ز ت دین باید و فوق حمل	قنجر دنیا را که آمد در حساب	هیج دانی چیست دنیا جین
دانش را بهیدانی کلاب	از پی این فضل رو باه و سگ	بهر حق هرگز منحور این بیج و آب
سباج سنت احمد کنید	تا شود از مقصد خود کامیاب	چون محمد مصطفی خوشنود شد
ز نام آری چرا خوف عتاب	پیش قول احمد و عتاب	اگر کوا قوی بفرمود اجتناب
مال طبعش اهل حق میگویند	قطعه تاسیخ طبع معیار از	گفت کامل ای بی خبر کتاب

پیجه فکر مولوی محمد سلیمان صاحب تخلص بجا ذوق در صنعت توسیج که قطع
طر اصل ماده از اول آخر مصرع اول ششده و از اول و آخر مصرع ثانی ششده درجی

۱۰	بسم الله الرحمن الرحيم	۱۰
۱۰	۱۰ با سبب جدید و طرز زیبا	۱۰
۱۰	۱۰ بنور او منور چشم حق بین	۱۰
۱۰	۱۰ درین عالم بود بی مثل کینا	۱۰
۱۰	۱۰ هم ملایک بر فلک گویند ز نظیر	۱۰
۱۰	۱۰ ز ما مقبول فرما این و ما را	۱۰
۱۰	۱۰ فان کلامک حق مطاع	۱۰
۱۰	۱۰ استغنی عن خلقی و عباد	۱۰
۱۰	۱۰ بعضی خوش بنود سیاهی منت	۱۰
۱۰	۱۰ کلام با فایده مقبول دله	۱۰
۱۰	۱۰ برای سال بعضی بافت غیب	۱۰

دله

۱۰	دل گفت بگو ترا جود و حق است	۱۰
۱۰	مجموعه خاص اهل شوق است	۱۰

مکر طبع جون مسیار جی مند

بجاذق گفت روز سے ملہم عیب
عیب ایرد پاک بہت لاریب

کر سال طبع اور تمہیں برست

قطعة تاریخ مع تقریظ ولید میرزا طون دوران ارسلو زمان المخلوق باخلاق النیقین
جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب مہمانوی عظیم آبادی دام برکاتہ
ہم ہی سہ پہلین زبان رکبتی ہین | اکاں پوچھو کہ ماجر اکس ہے

سبحان اللہ تحمید کیا کتاب لاجواب ہے جسکے ہر بحث ہتخاب ہے موشن کی لئی اگر دستاویز ایمان کہیں ہو سکا
اور مبتدعین کے لئے اگر آیت عذاب کہیں نوزو ہے آج کسکی قلم میں ایسا زور ہے کہ اسکے تعریف کر سکے
اور اسکے داغ میں کچھ قدرت ہے جو پوری طرحی کی مطالب کو سمجھ سکے آج کو ایسا بشر ہے جو اسکی خلافت میں
قلم اڑھا دی اور وہ نہ کی نہ کہا فی چونکہ یہ کتاب سراپا احادیث نبوی اور کلام لمیری سی مولف ہے کہنا جا سکتا
کہ یہ کتاب قرآن کی تحریف اور احادیث کی تردید برابر ہے یہ بھی دیکھنی کے بات ہے کہ آخر یہ کتاب کسکی ہے
اور وہ لکھنا کون ہے یہ کتاب اس شخص کے شحات قلم ہدایت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرہ آفاق فخر ہمیل و
احاق ہے جسٹھے عبدالعزیز کا نام زندہ اور شاہ ولی اللہ کی روح مسرور ہے جسکے ذات پاک سی دہلی کیا کرتا
بروز ہے جو سچے مسلمانوں کا مایہ ناز دارن ہے جو برائن و ہر محطہ قابل ستائش ہی بشری مگر فرشتہ صفت ہی
تیرہویں صدی میں مروج آئین صحابیت ہے مطلع جہان کا شرک سی بس صاف کر دیا ۴ دین خدا کو
قاف سی تا قاف کر دیا ۵ کوہ کون کر سولا نا و ستاد و مرشد نا جناب مستطاب سیدی سید محمد نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی جنکی تحقیق تحقیق سے ایک عالم نے فائدہ اٹھایا اور حیوانی اسحا ج شکوہ میں الناس گلستان اور
بوستان سی اپنی زیادہ پہلا یا اللہ تعالیٰ او سکوا ورا دن حضرات کو جو اسکے طبع میں سامی رہے دنیا از رزقین
جزای خیر عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین

قطعة تاریخ

طبع چو شد میار مکر دین پیگیر گشت قوتیر

گشت جدا ازین ہر اقل گشت کراتین

کر کتاب بحال در برانکہ بدینش بود تولا

جلال الحق و حق الباطن الالباطل کان زہو فانا

تاریخ طبع از فاضل اجل عالم بی بل جناب مولوی کاظم علیصنا ابن زبدۃ الاصفیاء قدوة
الاتقیاء و اجد الطاہر و الفضل البابر مولانا السید محمد عالم علی و صنعت نوشیح کہ اگر از سر
ہر مصرعہ حرفی گیرند نیز سر ۹۶ ۱۲۱۲ آید

۴۴ مدین تکیه در عالم نرسد است
 ۴۵ بنام ایزد ذی فضل الجدی بی
 ۴۶ بر افاق کلا پیش رخ ستبول
 ۴۷ حق و باطل کرد گرد و نمودار
 ۴۸ چو ارباب هوا این مهر دیدند
 ۴۹ سهارا جز نهان بود چو یار
 ۵۰ امامت دستار دیکانه
 ۵۱ کلیم طور فته و کتبه دانی
 ۵۲ با علامه زمانه استاد دے
 ۵۳ علم از بهر پیکانش برافروخت
 ۵۴ بجنب فقه دی فته دگر مصیبت
 ۵۵ که باشد و پرو دے صف آرا
 ۵۶ ببحر فکر سال طبع دے دل

۵۰ شاطی منتشر بر کوه دروغ است
 ۵۱ با ارض مشکوک آید شفا بی
 ۵۲ عجیب نام خدا شمشیر سلول
 ۵۳ با فوج رهبری خورشید سامع
 ۵۴ نقاب غاش بر کوه کشیدند
 ۵۵ چو ارباب و چنین مقبول تحریر
 ۵۶ و حیدر و کتبی زمانه
 ۵۷ با نادر و احادیث و تصوف
 ۵۸ گرامی گوهر و الانترادے
 ۵۹ لبش چون گشت در افشان
 ۶۰ خجالت بر کوه قاضی اگر نیست
 ۶۱ مدین هنگام گریه و دگر
 ۶۲ طبعین و شمشیر چون رخ میل
 ۶۳ چرخ اهل دین دگر و سرور

۶۴ گذشته از نگاهم چون کتبی
 ۶۵ برای تشنگان دین بقای
 ۶۶ در حق را خوشا بود دست معیار
 ۶۷ با حیای سبب بران قاطع
 ۶۸ ملی بر جا بود و هر آشکار
 ۶۹ مولف نیست در هر علم تحریر
 ۷۰ عزیز مصر تفسیر و معانی
 ۷۱ عدیم المثل در باب تعریف
 ۷۲ اید طولی ندیم کس که میشت
 ۷۳ جهان شد پاک از ظلمات تقلید
 ۷۴ تحقیقش طیادی را چو یار
 ۷۵ بر تیغ محبتش میگشت تیغ
 ۷۶ که ناکه گفت بافت بی سرور

الایضا

چو معیار حق و دین همسر
 زهر حشر شد استیصال بیت
 بچشم اهل دین کمال الجواهر
 شده معدوم تقلید معین
 بخاری رجا گویان و شایان
 و طبعش ابن مابه در شاطی
 رزین و بصری و غنی و سفیان
 زبان هر یک در مدح و تحسین
 کجا تاب و توانا نماند بخانه
 سبیل منتج بر نامش نوشتند

محل کشته از طبع کر
 بخونش گریزان شرک و تقلید
 خدائے نامش ارباب خواطر
 از خوشان و فرحان روح سلم
 نسائی در شامی وی عرقپاش
 هزاران آفرین از این ادیس
 به توصیفش همه گشتند حسان
 امام عصر نعمان و محمد
 که سازد نام هر یک صریح نامه
 چو گشتم زین چنین استار نگاه

زهر سطرین عیان جای شست
 مضامین همه داعی بتوحید
 ز آیات و احادیث مبسب
 سبستانی بصفش شاد و دل
 از مصیبتی زود و درمپا
 گریزان از جهان تلیس المیس
 امام دارے و ابن سیرین
 امام مالک و یعقوب احمد
 در این عالم همه مدح گشتند
 خدمت جوان تاریخش که ناگاه

سروین عیب از فیض موبد

ترجمہ کتب و اسرار سلک فاضل جلیل عالم عظیم القلیل کمال الاطبایا افضل الاادباجناب مولوی عبد الغفر صاحب انوار السوسی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>سندای مومنان نیک آئین در بزم بزرگ دین سے خیر دار بظاہر گو ہزاروں میں ریا کار مسلمانوں میں کرتے آگے بامداد بہت میں اور ملکوں میں بھی ہزار مسلمانوں کی حق میں کر بلا سے سدا میں در پئے آزار مومنین الم تاکالی دین اس سے بائین کہیں تعلید واجب ہے سمجھ لو نہیں خلف امام احمد پڑھنا کہیں سینہ پہ ماہتہ ایسا نہ کہنا بروئی ثابت مگر اس طرف رغبت کہ میں یہ سب احادیث بنی میں سوا اسکی اگر اور دن میں کچھ ہو نقیہوں کو ہے میرے اس سے انکار مقلد گاہ و گاہ غیر مقلد سنانا ہو بہو ہوں یکم و دو کست جسے پڑھائے حضرت فی بدستور اور مینی روز اول ہے کیا ہے کہ اسے حضرت کیا یہ آپ فی کیا جی پڑھوانی سی ہے کام تنکو</p>	<p>گلی کہا توں میں رہتے ہزار ہا دین مسلمان میں بہت کم چیدہ چیدہ مسلمان آپ کو کرتے عموذار نہ لیکن کام کچھ ایمان سی او کو نہ لیکن ہندو لون سی میں پرفن وہ میں ایسے یہاں کچھ فتنہ پرداز عداوت سی بنے خون خوار مومنان سدا جاہل کو پھندی میں پہسا کر نہ تم آئین آبا سے کو بدلو نہ جلسہ بعد دو مسجدوں کی کرنا بزمیر ناف رکھہ سنت پر کہنا نہیں آئین کو چیلہ کے کہنا نہیں لیکن کتاب مذہبی میں پڑھو لیکن عمل اوسپر نکرنا میں کیونکر بھلا اس سی ہنوجار میں اک ملا مقلد کے حکایت بیان چشم دیدہ کیون نہورست موصدے اگر پوچھا کہ یہ کیا شناخت کی پہلا اب کون جاک کہا میں رسم آیائی سی ہلا وہ روز اولین یا سولین ہو</p>	<p>ہے دور پرفتن جو جاوہرستیار سودہ ہی محنت و محنت کشیدہ سمجھ کر رسم آبا اور اجداد ہزاروں شرک و کفر کی میں خوشتر عجب یہ ملک ملک فتنہ زدہ ہے بنائی جگو شیطان اپنا ہزار ہزاروں طرح کی فتنہ اوٹھائیں اوسی آئین بدیئے بتا کر نازوں میں نہ ماہتہ اپنا اوٹھانا تشدد میں دعاؤں کو نہ پڑھنا تراویح آپ سی گواہتہ کہت ناز ایسوں کے پیچھے ہی پڑھنا کتاب مذہبی میں جو ہو کر لو تم اپنے سنت آبا پہ مرنانا گئی بدعت کن و گاہ ہے موجود جو ہی مشہور لوگوں میں نہایت مراجس روز بیٹا ہو سکے رنجور کہا حضرت فی سن بدعت سی تھا جو پوچھا بدعتی نے آپ سی آ پہلا اب تک نہیں گھبرا گئی کیا نہ چوڑی مینی یہ آئین تھا کہ</p>
--	--	---

کہ دینداری کی بین میں پیاری
 نہ دیا بلکہ سادہ فاضل بہتان
 سبھی خلاق پیغمبر بنا کر
 نہیں جس کام میں دنیا حاصل
 نہیں امید مویہ نہ مرقے
 نہیں بے سمجھے بل اکثر سمجھ کر
 تہیں لکھو ہے خوف روز محشر
 ہوئی گمراہ خود اور دیکھو گمراہ
 نہ بتلا تا تھا جو او کو بتایا
 امام شافعی مالک نے کب ہے
 ابو یوسف نے یا فتوا دیا ہے
 فقیہوں نے جو ہتی قرآن کی فاضل
 کہ صبح و سہا ہر دم ادا تم
 ہوئی حضرت شب تار نکالت
 ہر اک جا ہی شیوع رہتا ہے
 چہی ایسے کتاب رہتا ہے
 مولف جسکے ہیں شیخ مکمل
 اصول و محدث اور مفسر
 غلامت فی دہی بہ عیب ہی ت

پہلا کو کر اسی میں چوڑا دام
 جو چوڑوں پر سبم و امین بزرگان
 رہوں آقا رہ اور نظروں میں نہ ہوں
 نہ عزت جس میں ہو پیش مقابل
 چچا لکھے اہتوں سی خدا یا
 مسلمانوں کو ہکاتے برابر
 مقدم دین پر دنیا کو رکھا ہے
 کیا کرتے ہیں پس اسد اسد
 امام جو حنیفہ نے کہا کیا
 کہا تقلید واجب مستحب ہے
 نہیں قرآن میں کچھ ایسا کاشا
 کیا ہی میں بیدینے کو دھنل
 کہ نام و نشان ہوتی ہی تقلید
 چکنی اب لگی صبح سداوت
 چہی میا رحمت سینے دوبارہ
 ہزاروں نے ہی جس کی ماہ پاک
 بعلم و فضل ستا دیگا یہ
 فقیہوں میں بھی اقدام گوہن آخر
 چہی کیوں ایسی فکر جان گیل ہے

اسی ہی ہی ہمیں بہ عزت و جاہ
 احادیث بنی سب کو سننا کر
 سبھی اہل دل کی پاؤں آزار
 نہیں خزانہ ایسے کا تم کرتے
 مسلمانوں پر قت نازک آیا
 مقلد میں ریا کاری میں کیسر
 نہ آیا انکو کچھ خوف خدا ہے
 مسلمانوں کو بد رستہ چلا یا
 کہ ہے تقلید واجب دو کتاب
 دیا احمد محمد نے کھا ہے
 حدیث میں نہیں اسکا بیان ہے
 مسلمانوں میں اب شکر خدا ایم
 ہوئی جو کرم بازاری توحید
 ہوئی چند منکالت میں رہا ہے
 ہوئی تقلید یوں کی دل دو پارہ
 کیوں ہوئی سراپا یہ بدل
 بزم و دیع کیسا ہی زمانہ
 پڑا میں فکر سال طبع میں حب
 کہ سال طبع میں مرغوب دل ہے

میں فضل جو اپنا دس سی خواہان نہ کہا تاریخ ہے یہ بتایا جان

موتی

چکیدہ قلم جو اہر رقم طوطی زبان شیریں بیان جناب مولوی ابوالخیرات محمد حبیب اللہ صاحب
 چاندیاری اعظم گدائی مدظلہ

حبیب اللہ ز عالم رفت بخت	چو شد بار در گریب و صیبار	پلی تاریخ طبع او دل من
چو ترغ افتاد اندر دام افکار	سرخ بغات شکست و بختنا	نفسال اند بندہ مطیع و معیار

طبع معیار شد فضل خدا	شدہ مرغوب دل بابل یقین	بی تاریخ طبع سے کردم
فکری ناگہ از من مسکین	لہم غیب از دل البشام	گفت هذا الكتاب حاوی دین
طبع معیار چو شد بار و گر	صیت مطبوعش آمد در گوش	بہر تاریخ نمودم فکر سے
	نظر جلوہ حق گفت سر دین	
طبع چو شکستاب معیار	در اہل نظر حبیب آمد	بالت گفت سال طبعش
	معیار چو خوش حبیب آمد	
معیار کا ظہور ہوا جب جہانین	وہی کہا کہ کہ کوئی تاریخ نہ ہو	دشمن کی سر کو لیکھی کہا لہی مجھ کی
	معمور ہے حدیثی معیار حبیب	
قطعة تاریخ طبع معیار وحید الدنیر فرید العصر مولانا ابوالتراب محمد حیدر علی صاحب	چاند باری عظم گدھی دام فیضہ	
بازمانی جو چہپ گئے معیار	کھا حیدر بی دل سے لے حق کو	لہہیں اجاب فی بہت تاریخ
کوئی تاریخ تم بھی اب لکھو	ہوئی تفتیش بولات بالقت	اسوا حق کے لکھو سے کھدو
قطعة تاریخ نتیجہ طبع نکتہ پرور سخن گستر مورد رحمت یزدانی مولو محمد حسن صاحب سیوا		

دوبارہ چھپنے سے معیار غنی کے لئے حسن
 ہونی جو بات نفع سوبلا کے لئے
 سوائے حق نہیں دین میں تو کیک کا
 چنانچہ اہل مہاجر جہاد کے
 ۱۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷	یامومن سلمیٰ یا امسین علیہ السلام	۲	حدوث
۱۷	عدم قبول قتل تابعی ہی اگر امام	۳	محمد بن ابی بکر کا تو بیٹا رسول
۱۷	حسب تابعی ہون صبا کا موت	۴	ابن مسعود پر بیٹا پرستری ہونا
۱۷	توزیر کا نظم ہی تو لازم آتا ہے	۵	بالفعل محقق معانی امامین
۱۷	کہ کرے اور دوسری اور شامی	۶	محقق عدم تابعیت امام اور شامی
۱۷	عدم قبول قتل صحابی صحابی	۷	نواکسی صحابی بندہ
۱۷	ہو جائیں	۸	قتل امام اور مختار کا کہ آخر زمانہ میں
۱۷	بیان امام صبا کی ایک لکھن	۹	حضرت عبید بن جریج جفی بعل
۱۷	ہزار رکعت نماز پڑھنے کا اور	۱۰	کرنگی اور رد کرنا اس قول کو مٹا
۱۷	تمام شبیداری کرنی اور تیر	۱۱	قتل انس عبید لکا کہ حضرت خضر کا
۱۷	ختم قرآن کرنا اور ایک صوم	۱۲	امام صبا ہی تیس برس تک علم
۱۷	نماز صبا اور فجر طہین	۱۳	حاصل کیا پانچ برس جیسا امام
۱۷	امام صبا کا کاروبار تجارت	۱۴	میں اور کہیں قبر پر بناؤ
۱۷	میں مصروف ہونا	۱۵	باری تعالیٰ
۱۷	باب دوم سرایا مین تقلید آئمہ	۱۶	قصہ قسیری کا حسین خضر کو
۱۷	ابو عبد کی	۱۷	امام صبا کا متقدم بنا دہی
۱۷	بیان عدم مفسد اور طہین کدلا	۱۸	دین مین سند کا ضروری ہونا
۱۷	ہونا آئینہ فاسکوا کا	۱۹	موقوف ہونا احادیث منقولہ
۱۷	ابطال دعویٰ اجماع کہ مراد	۲۰	عن الامام کا
۱۷	اہل مالک کرسی آئمہ اربعہ مین	۲۱	حل تمام حسین محقق سے
۱۷	ابطال تقلید ایک کی آئمہ اربعہ	۲۲	کہ مقدم ہونا مثبت کا کافی ہے
۱۷	روادع اور طحا کہ فرقہ ناجیہ	۲۳	علی الاطلاق ہے یا نہیں
۱۷	لکھنے دن مندر شامی لکھی منبلی خفا	۲۴	بیان غلطی فاحش اور کذب
۱۷	مین سے	۲۵	میرک مہ لف تزیر کہ امام کے
۱۷		۲۶	وضع کرنا احادیث مزاحمیں کا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶	باب دسویں روایت شیخ ابی عبد اللہ	۴۸	قول عبدالرحمن بن اسماعیل البوشا	۲۵	بیان اس بات کا کہ اجتہاد مطلق
۴۷	ترہویں روایت شیخ ابی عبد اللہ	۵۱	شیخ تقی الدین	۲۶	آئمہ اربعہ میں مختصر نہیں ہے
۴۸	چودھویں روایت امام بن شریک	۵۲	قول شاہ ولی اللہ جس کا کہ لکھا	۲۷	بیان اول مجتہد و مکار جو بعد از
۴۹	پندرہویں روایت شامی	۵۳	نے کیسکو تکلیف نہیں دی کہ	۲۸	اردن کی ہوئی
۵۰	سولہویں روایت عابد سبکی	۵۴	حق یا باطل کی یا شافعی ہو یا حنبلی	۲۹	بحث اجماع بسیط
۵۱	سترہویں روایت امام بن حزم	۵۵	وہ روایتیں جنہی الزام مذہب	۳۰	بحث اجماع مرکب
۵۲	اٹھارہویں روایت مولانا	۵۶	محقق کا ابطال اس حدیث ظاہر	۳۱	حیات ملاحیوں کی قول کا
	بحر العلوم	۵۷	ہوتا ہے	۳۲	مقدمہ بیان منہی تقلید
۵۳	انیسویں روایت حضرت شاہ	۵۸	اول روایت منقول امام ابو حنیفہ	۳۳	تقلید مجتہد و مکار عالم بالحدیث
	ولی اللہ صاحب	۵۹	اور صاحبین سے	۳۴	والقرآن کو وقت جان سے
۵۴	بیسویں روایت مولوی سید	۶۰	دوسری روایت شیخ عبداللہ	۳۵	ایک مسئلہ کی قرآن مجید سے حدیث
	شہید الفضل الحق کی	۶۱	بن عبدالسلام	۳۶	اسی اویس سید مغلطہ میں نجا ہے
۵۵	اکیسویں روایت مولانا اسماعیل	۶۲	تیسری روایت شیخ عبدلوا	۳۷	عزائم حضرت شہید عین کے کہی
	توزیر نہیں	۶۳	شران	۳۸	ہم کو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا
۵۶	بائیسویں روایت شیخ عبدالحق	۶۴	چوتھی روایت شیخ ابن الہمام	۳۹	و شمار ہے
	محدث دہلوی کے	۶۵	پانچویں سید بادشاہ شامی	۴۰	بیان جواز تجویز فی الاجتہاد
۵۷	تیسویں روایت طاعلی قاری	۶۶	شہر	۴۱	بیان اسامی تقلید
	چوبیسویں روایت علماء عراق	۶۷	چھٹی روایت علامہ ابن امیر حاج	۴۲	قسم اول وجوب
	اور دارالمنہر	۶۸	ساتھویں روایت ابن حبان	۴۳	قسم ثانی مباح ہی
	ف	۶۹	آٹھویں روایت قاضی عبدالعزیز	۴۴	قسم ثالث حرام و بدعت
	حکم زوجہ مفقود الزوج	۷۰	شانے	۴۵	قسم رابع شرک ہی
	پچیسویں روایت فتاویٰ	۷۱	نہیں روایت محب الدین	۴۶	آئو آل ائمہ اربعہ منع تقلید میں
	حسب ائمہ	۷۲	دسویں روایت مولانا بحر العلوم	۴۷	قول محی الدین ابن العربی و دیگر
۵۸	چھبیسویں روایت بعض علماء غازی	۷۳	گیارہویں روایت فاضل قندھار	۴۸	مذہب طاعلیانی منع تقلید میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۷	توفیق حدیث حضرت علیؑ اور حدیث قلین کے	۹۰	تیسری دلیل اجماع صحابہ کا چوتھی دلیل قیاس	۷۷	ستائیسویں روایت قصۃ ساکرین کا تزکیہ شہودین
۱۳۸	بیان حدیث میرضیہ کا تقیف داؤدی کے	۹۲	ایضال دلائل وجوب تقیہ میں تحقیق رجوع بعد العمل	۷۸	نابر مذہب ابن ابی لیلیٰ کے فتوے دینا
۱۳۹	فلفلی صاحب دایہ کہ حدیث قلین کے ابوداؤدی تقیہ کی ہے	۱۰۳	جو از متبع رخص ناواقف ہونا مولف تویر کا لگتی	۷۹	تھانیسویں روایت شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ
۱۴۰	تیسرے حدیث قلین جواب مضغین حدیث قلین کے	۱۰۸	سولف تویر کی نزدیک خبر خواہ سنت ہو خواہ سبب جھگ	۸۰	تیسویں روایت عطاء بن غزوہ مفتی علی خلاف المذہب
۱۴۱	بیان صرح و لتیل تقریب منظر ب اور رقم منظر ۱۴۱	۱۱۵	بحث تعلیق تحقیق نہ مال مذہب ہے	۸۱	تیسویں روایت امام طرک تیسویں روایت قاضی ابوجام
۱۴۲	استاد کے حدیث قلین کے اجماع سکونی حجت انہیں	۱۲۰	جواب طاجون کا تبرہ بیان معنی وجوب شرعی	۸۲	تیسویں روایت صاحب البحر الرائق جہت قلین
۱۴۳	رقم اضطراب منوی حدیث قلین کے نامقبول ہونا اول روایتوں کا	۱۲۵	بحث تعلیق حدیث ہتھیکہ اور حدیث	۸۳	تیسویں روایت خانیہ کی تیسویں روایت مولوی
۱۴۴	جہنم ثلث قلال الدین غزالی ایا ہے	۱۲۹	اذا اولع معاض حدیث قلین ہنہین	۸۴	تیسویں روایت مولوی نیدر علی ٹوکی کے
۱۴۵	تحقیق معنی قلہ حدیث الما و طہورین الف لام	۱۳۱	بحث تعلیق حدیث بنع و زمم معارض قلین	۸۵	تیسویں روایت شیخ عبدالوہاب معنی
۱۴۶	عہد خارجے کا ہے بے اصل شرعی ہونا مسئلہ	۱۳۲	حدیث لایوں ہی معاض ہنہین	۸۶	تیسویں روایت مولوی بیان دلائل شرعیہ کا تعلق
۱۴۷	درود کا سستی و تفت فجر غلٹ ہے	۱۳۵	توفیق درمیان اذان احادیث اور حدیث قلین کی	۸۷	تیسویں روایت مولوی ہل حق کے لئے
۱۴۸	توفیق اسامہ بن زید لشی	۱۳۸	توفیق درمیان اذان احادیث اور حدیث قلین کی	۸۸	تیسویں روایت مولوی مکی دلیل آیت قرآن
۱۴۹	توفیق اسامہ بن زید لشی	۱۴۱	توفیق درمیان اذان احادیث اور حدیث قلین کی	۸۹	تیسویں روایت مولوی جہت لال کی پہلی ذکر چند

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۳	فقیہ ہونا آیتان لصلوۃ کا اہم کا	۲۰۶	جواب استدلال حدیث البوذری	۱۷۱	توفیق درمیان حدیث ہشمار
	موافق مذہب حنفیہ کی سبب مختصر		عقاری کی سی		اور تفسیر کے
	ہونی اسکی ساتھ حدیث جمع	۲۰۸	جواب دلیل راجح	۱۷۲	بیان جمع بین الحدیثین مقدم
	حرفات و مزدلفہ کی	۲۰۹	رد کرنا حنفیوں کا مصداق		السخیر
۲۴۴	جواب اذا انقضت اقطا		دلیل ثلثین کو	۱۷۳	بیان معنی ہشمار
	جواب مولف تنویر کی اخیر عذر کا	۲۱۰	خلافت کرنا مولف تنویر کا اپنی امام	۱۷۴	تفصیل اول حدیثوں کی سبب
	کہ عدم جمع میں احتیاط معنی		اور فقہاء کی حاشیہ		مولف تنویر نے استدلال کیا ہشمار
۲۴۵	جواب اول عذرات کا جو	۲۱۱	رجوع کرنا امام کا اپنی مذہب	۱۷۵	قول محمد کا کہ فلس میں شروء
	مولف تنویر نے ہمیں بیان		ثلثین سی طرف ایک مثل کے		کری اور ہذا میں تمام کری اور
	کئے گراؤ کی پیشواؤں کی		جو مذہب جہین اور جہور کا		ہی مذہب امام صاحب اور صاحب کا
	بیان کیا ہے	۲۱۳	مسئلہ جمع بین الصلوٰتین	۱۷۶	بیان ترجیح صحیحین کے غیر اور
۲۴۶	خاتمہ	۲۱۳	جمع بین الصلوٰتین دو قسم ہے جمع		بیان موخر ہونا حدیث فلس کا
			تقدیم اور جمع تاخیر احادیث جمع		حدیث ہشمار پر
			تقدیم	۱۷۷	بیان دوام فعل انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تفسیر
		۲۱۹	اسنادیث جمع تاخیر	۱۷۸	بیان صحابہ رضی اللہ عنہم کا فلس میں
		۲۲۰	البقال جمع صوری بطریق نقل		مازہر ہشمار
		۲۲۱	قول شاہ ولی اللہ مصداق کا کہ جو	۱۷۹	آجواب اول وقت ہجر
			صحیحین کے تحفہ کری وہ مقدم	۱۸۰	حدیث عثمانیہ کا شنبہ سی حاشیہ
			اور بیان طبقات حدیث کا	۱۸۱	توفیق درمیان امامیہ و تجزیہ اور
		۲۲۲	البقال جمع صوری بدلیل عقلی		ابراہیم کی
		۲۲۳	جواب استدلال آیت لصلوۃ	۱۸۲	بیان آخر وقت ہجر کا
			کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا	۲۰۰	جواب استدلال حدیث ابرودا
			بیان جواز تحفیف علم کتاب الکی خبر		بالصلوۃ
			وہ کہ نزدیک ہو حنفیہ دو گراؤ کے	۲۰۱	الکندال حدیث اجارہ کی

غلط نامہ معیار الحق

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
ساعت	ساعت	۵	۱۶	جلا	جلال	۵	۱۷	لغ	لشہد	۱۷	۱
جزر	خیر	۹	۲۵	جاری	جادو	۱۰۶	۱۶	ہلیم	صلیم	۱۸۷	۹
ایکجاہ	کچاچہ	۱۰	۷	المقاس	المقاس	۱۰۷	۹	لا تعجب	لا تعجب	۱۹۰	۱۳
من	ان	۱۳	۲۰	کلا	کلامہ	۱۱۰	۲	بند	بلند	۱۹۳	۱۵
اہل	اہل	۱۳	۲۲	سموخی	سموخی	۱۱۲	۱۷	مہم	مہم	۱۹۴	۲۷
لشوم	لشوم	۱۷	۱۲	ابت	بات	۱۱۵	۸	لشیر	لشیر	۱۹۵	۱۵
الحولہ	الحولہ	۷	۲۱	اولی	آدی	۷	۲۵	حادۃ	عبارة	۲۰۳	۷
نویت	نویت	۷	۷	اد	ادر	۱۲۸	۱۹	البخار	البخار	۲۱۱	۱۵
سویہ	سکاچیہ	۲۴	۷	اہنی	اہنی	۱۳۱	۱۶	لفق	لفق	۲۱۲	۱۱
اند	اور	۲۷	۲۵	معا	موطا	۱۳۲	۲۲	لقداد	لقداد	۲۲۳	۲۷
مشامہ	سلسلہ	۳۷	۱	رویالی	رویالی	۱۳۹	۱۰	مخرج	مخرج	۷	۱۸
فرسم	فرسم	۳۹	۱۱	جباد	تبار	۱۴۰	۲۰	منع	لینع	۲۳۱	۹
لا محال	لا محال	۴۹	۱۵	نقد	نقد	۱۴۲	۱۵	معا	موطا	۲۳۲	۱۶
موجد	موجد	۷	۲۳	برج	تجد	۱۴۵	۵	لغیت	لغیت	۲۳۸	۱
بھا	لھا	۵۱	۱۷	سحلم	سحلم	۱۴۹	۲۱	البغین	البغین	۲۴۶	۹
یری	دیر	۷	۷	ہ	ہ	۱۵۲	۱				
کی	کہ	۶۵	۱۹	کوہی	کوہی	۱۵۶	۲				
ور	دو	۶۸	۲۴	اہوم	لشوم	۱۵۸	۱۳				
سہوچی	سہوچی	۷۱	۱۸	قو	قو	۷	۱۸				
دومی	دوسرے	۷۲	۱۶	ہین	ہین	۱۶۱	۲۵				
سوزن	سوزن	۷۷	۱۷	الی	الی	۱۶۲	۸				
لغیت	لغیت	۷۸	۲۵	حق	حق	۷	۱۶				
رسید	رسید	۷۹	۸	کون	کون	۱۶۴	۱۹				

نوید بھیت بن خاص عام یاد

۹۷

متبعان شریعت احمدی درہ روان ملت محمدی دہر و ان احکام شریعتین و مقتضیان آثار سید المرسلین و اضرع و لا یموت
 کبیرتر عاجز کی سی قلم سی کتاب میاں کی رقم ہوئی بعد ازاں رسالہ ثبوت الحق تحقیق رد تقلید میں کج حال تحقیق
 تدقیق کہ قفل باب تقلید اور راز حق کی کلید ہے تحریر ہوا پھر دفعۃً الیلوی بتلایان مرض تقلد کے دوا
 شطیر ہوا اس میں بھی جو کچھ حق تحقیق تھا ادا ہوا راز حق بر ملا ہوا اب فلاح الولی اتباع الہی فی الفضل
 لم یزل چپکے میاں کے ساتھ شایع ہوتا ہے جس سے زور و زور باطل ضایع ہوتا ہے اب کے بارطبع میاں میں عری
 مولوی مطلق حسین نے کہ شوق انصاف حق کا انکی دلیں و فوڑ ہے اور سنی کی مشکو ہے بڑی جانفشانی اور
 نہایت عرق ریزی سے عام فہم بیان اور سلیس زبان میں ترجمہ لیکھا کیا اور چونکہ بحث مسئلہ تقلید پر تھی لہذا
 مسئلہ تابعیت امام صاحب چھوڑ دیا اور باب تقلید سے ترجمہ شروع کیا فقیر نے مومے الیہ کو حال اور مستقبل میں
 چھوڑا لیکھا اختیار دیا اور کسی کو یہی طبع کی اجازت کا انکو ہے اختیار ہے مجھے اس سے بحث پر سرکار



طالباں اقوال شریعت غراشتا فان احوال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرود ہو کہ اس کتاب
 حق اساس کا جواب محمد شاہ فی مدار الحق لکھا تھا اوکی رد پر کہینے لکھا انتفات کیا پھر مصنف مارتے جو توبہ الحق
 کہ جیسا جواب میاں ہے چھوڑا تو اکثر عبارت کو سا قاطب کیا نظم نسق بدل دیا جو تصانیف اسکا ملاحظہ اوکی متقابلہ میں
 تنویضات کو مطالعہ میں لائیں پھر مولوی ارشد حسین صاحب راہپور سے لے کر کتاب انصاف الحق لکھی اوکی رد میں
 مولانا کے شاگردوں میں سے کسے نے مختصر دور رسالہ تخیل الانظار فی مابنی علیہ الابصار در براہین اثنا عشر
 نشر کئے چونکہ مبہنت انصاف کی درخواست تھی کہ جواب مطول کل کتاب کا لکھا جاوے اسلئے اختیار الحق قاضی محمد
 حشام الدین صاحب نے اوکی رد میں لکھی اور جناب الانا قتب حاجی حسین شرفین مولوی امداد العالی صاحب
 ڈپٹی کلکٹر مراد آباد سے چھوڑا کر شایع کی اور چونکہ میاں مطبع اول کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا اور چار سو سی غلطیاں ہو گئیں
 لہذا یا تو حسب مابین مولوی ہتھوڑا کی مشابہت عظیم آبادی یا تمام در ترجمہ و تصحیح والا کلام مولوی مطلق حسین عظیم آباد
 و تصحیح مولوی محمد امین صاحب عظیم آبادی طبع ہوئے

اور نیز واضح ہو کہ یہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ء ۱۸۷۱ء و جمل بہنی حبشہ کی گورنمنٹ
 موہکی ہے بدون اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں

تکلیف
 حاکم خود را در پیش
 حاکم می از آن
 و اندک سبب

حاکم خود را
 حاکم خود را
 حاکم خود را
 حاکم خود را

از تصنیف فاضل اجل خواجه حضرت مولانا شاه ولی الدین
 حاکم خود را

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پسینا بنده طهارت و محققین آن دین سید که عبادت شاقه و نفس کشی در کثرت ثواب و قرب الهی فضل اولی و اذوق
یا اتباع و اقدامی محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی الله علیه و سلم قبل و الزم و موجب نیادت و قرب الهی است
انید و از کم بدلائل کتاب سنت و در رعایت حدیثی را نشانید که مستحضر و بر آن کار بندند و از آنرا و از آنرا

اجواب الله هو الموفق بالصواب

لثرت ثواب و قرب الهی در اتباع و رضا جوئی آنحضرت صلی الله علیه و سلم حاصل خواهد بود و در عبارت شاقه و نفس کشی که
خلاف طریقه عرفیه آن خیر البریه صلعم باشد و مواظبت و مداومت بر آن و شوار تر شود پس بر نوبت با و بدیقت کان
که در رسول الله صلی الله علیه و سلم عمل نماید و تاویل فاسد به تحذیرات نفسانی در آن نشاید **ع** خلاف پیغمبر کسی را گردید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید **ع** زیرا که آنحضرت صلعم حکم رب العالمین و حکم الحاکمین بر ملت صغیه سمحه سهله مبعوث و
ماور شد و با شرف احوال چنانکه قرآن عالی شان فاتحه مکه ابراهیم خیفه الایه و ما جعل علیکم فی الدین من حرج الایه
یونید الله بکم المیسر لا یزیدکم العسر ههنا من الایات بران شواهد ماله هستند **ع** چون طمع خواهد از من سلطانین
انماک بر فرق قناعت بعد ازین **ع** و شرح بخار **ع** ای است در بیان قول آنحضرت صلعم که فرمود و احب الالدین الی الله
محبوب ترین دینها بسوی خداست و الی الخفیه طریقه الیت که منسوب بسوی خیف است یعنی ملت بر حکم نبیل الرحمن
عز الصلوة و السلام و صیف و لغت بمعنی میل کننده است از باطل بسوی حق السبحه طریقه الیت که آسان باشد و
ما فی سیم النبی صلی الله علیه و سلم الالدین لان خصال الدین کما محبوبة لکن ما کان منها سیمای سیه و لا فی واجب
الی الله و یل علیه و آله و الامام احمد بسند صحیح من حدیث اعرابی لم یسمه انه سمع رسول الله صلعم یقول خیر بیکم الیسیر
الحديث والخفیه مکه ابراهیم علیه الصلوة و السلام و الخفیه فی اللغة ما کان علی مکه ابراهیم و سیم ابراهیم خیفه المیل
من الباطل الی الحق لان اصل الخف المیل و السیم السهل ای انها مبنیه علی السهل لقی تقا و ما جعل علیکم فی الدین من حرج
مکه ابراهیم الی الخوف فی التبارک شرح صحیح البخار السیم السهل الایهیمیه الخفیه الخافیه الایهیمیه سیمای سیه و لا فی واجب
و احب من الشدائد و احب معنی المحبب الایهیمیه مکه ابراهیم علیه الصلوة و السلام و الخفیه فی اللغة ما کان علی مکه ابراهیم و سیم ابراهیم خیفه المیل
واحد بن خیل و ما قاله الحافظان حجر و غیر و اما استعمال الموفق فی التجهت لانه لیس علی شرطه مقصود ان الدین
یقیم علی الاحمال لان الذي يتصف باليسير انما هو الاعمال في التصديق انفعلي ما في القسط لا شرح صحیح البخار

فی الجمله دین سهیل نکره مشایخ و مکتبی همان نباشد آن ملت محمدیه علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیة است زیرا که حق تعالی در
 شان آن فرمود و جعل علیکم فی الدین من حرج و این دین محمدی بر نسبت تمام عل و ادیان آهیل و ارفین
 است چنانچه قول خداوند کریم از عرض حال و قال بندگان که فرمود و یا و لا تحمل علینا الحرج کما حملت علی الذین قبلنا
 از آن خبر شد و درینیه اورب العالمین دارم الرحمن اعمال شاقه که در استهای سابقه دهمته بود ازین است
 و حرم بر طرف و سوتوق فرمود و حکام سهیل الوجود مشرور نمود و الاصر فی اللغة الثقل و الشدة یعنی مالتی
 القسیر الکبیر و غیره عن ابی هریره عن النبی صلی الله علیه و آله قال فرمود و تخضرت صلعم ان الدین یبس برائمه دین و این من
 آسان است ازین قول رسول مقبول معلوم رود و انکار نامه میشود و برنگران آسان بودن دین محمدی را و التاکید بازر و
 منکر سیر هذا الدین فاما ان یکن الخاطی منک ان تقدیر تنزله من الله و تقدیر المنکر من الخاطیان و لکن القصة ما جمعت جماعها
 فی القسط و انهم صحیح الجناد و لن یثاد الذین الاغلبه هرگز مخالفه و مقابله کرده نشود و دین را که اکثر غالب میشود و دین انکار
 و در بعضی روایات آمده که دین اهل الاغلبه یعنی نعمت و تکلف نمی گذرد هیچ کس و دین بار کتاب اعمال شاقه
 و ترک افعال سهیل هرگز آن کس عاجز نشود و مغلوب گردد و دین با وجود آنکه سیر و آسان است بر و غالب آید یعنی در آخر
 مضطر بسوی عمل بر خست و سهولت خواهد بود و ترک فضل و قصور و ادای و الزعم و اجابات از بود قهر و آید طلب
 اهل فوت کل گردد و مقصود التدرع منهم الاقراط الملی الی الملک او المبالغة فی التطوع المفضی الی ترک الافضل و اخراج
 الفرض عن وقت کمالات یصل الی کل و یغالب النعم الی غلبته عیناه فی آخر الیل فام عن صلوة الصبح فی الجماعه و الی
 ان خرم الوقت الخ و انما فی فتح الباری ع که حسن آسان نمود اول دل افتاد و شکها فسد و فاس لازم گیرد و موافق
 در قول فضل و تجار کمیند و مد اعتدال بسوی افراط و تفریط و قار می و دزد یک باشد در طریق ریاضت
 و عبادت سهولت که بر آن موافقت می توانید کرد و در معارست میان رومی قوی الهی بجومید و استسراف و در و در
 ثواب جزلی بر جمل دایم اگر چه قلیل باشد یا خوش باشد یا بد و استغنیای بالعدوه و طلب ای که کشید
 بر دوام عبادت و قیام ریاضت به لگاده یعنی اول وقت و الروحیه تا خروقت بعد زوال و سستی من الذلجه
 و بجزر سے از سیر آخر شب پس گو یا رسول الله صلعم باین کلام حرکت التیام درین مقام تشبیه و اد
 عامل را بر مسافر بر سیمیل استعاره و منما طلب کرد و مسافر یک مقصد سفر نموده باشد پس
 بر اوقات نشاط معین ساخت زیرا که مسافر و فقیه تمام شب در دزیر کند لبسته عاجز می شود و
 به مقصد خود نمی رسد و هرگاه که درین اوقات نشاط سیر کند بلا رب آورد و دست بر مسافت آسان
 شود و به مقصد خود و منزل گردد و این استعاره با حسن وجه و واقع گردد زیرا که دنیا و ارضی است بسوی
 دار آخرت و نور و ایدان ان فی القصد القصد بالنص فیها علی الاضراء القصد الحق بالامر الوسطه النعمه فی فتح الباری مختصر

و مختلف این حدیث را از آن جهت آورده که این حدیث مناسب از برای حدیث سابقه است چنانکه اسنادی است
متفق بر ترغیب اندر قیام و میام و در جهاد و غیره پس اراده کرد که بیان نماید که ادلی و فاضل بر چه عامل شریعت است
که درین اعمال حد اعتدال و توسط بجز افراط و تفریط اختیار کند تا دوام بر آن اعمال میسر گردد و از جهت ملال
و کسل ترک آن اعمال مایل حاصل نیاید بذه خلافت مانی فتح الباری و غیره مع چرا کاری کند عاقل که
باز آید بپیشمانی رواه البخاری روایت کرد این حدیث را امام بخاری و در صحیح خود و نیز در باب دیگر سیرت
باب احب الین الی الله اد و صه باب است در بیان آنکه محبوب ترین دین و آئین بسوی خدا همیشه ترین آن
دین است و مراد مولف ازین باب استدلال است بر آنکه اطلاق ایمان بر اعمال می شود و نیز آنکه مراد از دین
عمل است و دین جانی متحد با سلام است و سلام مراد فایمان است پس مقصود باین قدر صحیح باشد و قبل ازین
ذکر که حسن اسلام باعمال صالحه است پس درین باب تنبیه کرد که مجاهده نفس تا بحد مغالبه مطلوب نیست مشغول
و بعضی ازین معنی در باب الدین میسر گذشت و این خلاصه فتح الباری است و ادم افضل تفضیل این الدین و ادم
و المراد منها الدوام العرفی و هو قابل الکثرة و القلة انما فی القسط لا فیهما الخارک یعنی دوام قابل از برای تفضیل
زیر که آن عبارت از شمول ازمنه و اوقات است پس بنحی لفظاً و جمیعاً جواب داد شام که مراد از دوام دوام
عرفی است نه حقیقی و آن قابل است از برای کثرت و قلت عن عائشة رضی الله عنهما صلعم دخل حلیها گفت
حضرت عائشه رضی الله عنهما بدستی رسول الله صلعم را آمد بر دوسه و عندها امروءة و نزو و سے رفتے بود و نام
آن زن حولا بنت ثویت بدو تاسے مشاء فوقانیة بعینه مصفر سیر حبیب پسر اسد پسر عبد العزی از گروه
و قوم ام المومنین حضرت خدیجة الکبری بود و فتال پس گفت آنحضرت صلعم من هذا کیست این قالت گفت
حضرت عائشه رضی الله عنهما فلا بة که این زن فلان زن است کنایه کرد از حولا و اسدی و عبد الرزاق در
روایت عمر از هشام زیاده کرده است حسنه الیه را آن کسر ذکر می کرد حضرت عائشه رضی الله عنهما و این
بر تقدیر ضمیمه منوش معروف است و در بعضی روایات نیز که بعینه مذکور مجهول آمده و برین تقدیر لفظ
من صلعم بها مفعول المسمی فاعله و سے خواهد بود و در بعضی روایات آمده لاشام باللیل و در بعضی
روایات آمده و زعمی انما لاشام باللیل و اخرجه الحسن بن صفیاء من مسنده من طریقہ و لفظه كانت عندا امروءة فلما قالها رسول الله
صلعم من هذا بعائشة قالت یا رسول الله هذا فلانة و هی اهل المدينة فذكر الحديث هذا المصنف فی فتح الباری ارشاد الساکر قال
فرمود رسول خدا صلی الله علیه و سلم مکة بازگشت و بازمان سے عائشه و خود را نگذاشت ازین سخن و هم که
گفته میشود براسے زجر و انکار و بعد از آن احتمال دارد که این خبر و انکار از برای حضرت عائشه رضی الله عنهما
و مقصود ازین کلام بخی و منع آن باشد از آنچه ذکر کرد از بیع آن زن بکثرت ریاضت و عبادت تمام شب

و احتمال دارد که مراد یعنی از ان فعل باشد چنانچه جماعتی از ائمه دین چنین احتمال بر سبیل یقین اخذ نمودند و گفته اند
 که نماز تمام شب خواندن مکروه است چنانچه دیگر اخباری در این خواهد کرد و هذا الوجه یحتل ان یکی لعائشه را
 حکم یکن صلاه لیلاً و یحتمل ان یکون المراد انی عن ذلك الفعل و قد اخذ بذلك جماعة من الائمة فقالوا بکونه صلاهی
 جمیع السالکین کما اذا اتفقوا فی فتح الباری علیهم السلام بعد انظریقون لازم گیرید شما آن خبر که گفته اند در
 بر مواظبت بر آنها و علیکم اسم فعل است بمعنی الزموا و خطاب درین کلام همراه با او بود لیکن حکم را تعمیم نمود
 و از جهت مترتف تعلیب داد و ذکر را بر آنست و این کلام با اعتبار منطوق تقاضای کند از براسه امر با مقتضای
 و توسیط که مفایر از افراط و تفریط است تا بر آن مواظبت یافته شود و قاضی عیاض گفته که این یعنی احتمال از
 که خاص به نماز تمام شب باشد و احتمال دارد که عام از براسه جمیع اعمال شرعی باشد قال القاضی عیاض یحتمل ان
 یکن هذا خاصاً بصلاهی اللیل و یحتمل ان یکن عاماً فی الاعمال الشرعیة قلت سبب روده خاص بالصلاهی لکن اللفظ
 عام و هو المقبول و قد عرفت علیکم مع ان المحاطة بالنساء طلباً لتعلیم حکم فقل الذکر علی الاطلاق انقضى ما فی فتح الباری فواءه
 پس برگشت مرا بخداست تعالی را درین کلام و لالت است که سوگند خوردن بغیر طلب است بلکه مستحب است
 برای تعظیم و تعظیم امری از امور دین باشد یا تیز کردن بر آن امر باشد یا براسه تنغیر از محد در باشد چنانکه این
 مسئله بمقام خود مصرح است و بر اهل بلاغت مخفی نیست که لا یملوا الله حتی یملوا که حال یعنی که خداوند را
 آنکه ملال کشید شما مراد از ملال خدا تعالی ترک ثواب دادن بر عمل است و مراد از ملال من طبعین ترک عمل است و این
 مجاز از قبیل سبب بر سبب است زیرا که ملال از سستی سبب است که آن نمی میشود و توجیه درین بسیار است در
 شرح میح بخاری و مسلم باید دید و کان احب الی الله و است محبوب ترین دین بسوی خدا داد و ام علیه
 صاحب رواه الشیخان آنچه که مداد دست بر طبع نماید بر آن چیز صاحب آن دین و مراد از دین و دنیا
 عمل است چنانکه سابق گذشت و مراد از مداد دست و طبعت عرفی است از جهت آنکه مداد دست حقیقی که عبارت
 از شمول جمیع از منتهی اوقات است از بشر محال متعین است و زاد المصنف و المسلم من طریق ابی سله عن عائشة
 رضی الله عنهما ان الله ما دلم علیه وان قل کلا فی فتح الباری و امام نووی گفته که آنکه از طاعت
 و قربت بر سبب و مواظبت بر کثیر منقطع ضعیف مضاعف نماید میشود و درین اشاره است بسوی قول
 حتی سجد که فرمود و در هائنه ابتداء ما کتبنا علیهم الا ابتغوا رضوان الله فما رعوها حق رعاتها الا ایتة و ازینجا
 که بعد از بن عمر و بن عباس چون از عمل ضعیف میشد یسئران میشد بر تکرار و در بعضی که بهر راه رسول الله صلعم و در باب
 تخفیف کرده بود میگفت لیتی قلبی من سخره رسول الله صلعم و هرگز قطع نمی شد از علی که التزام کرده بود و آن عمل
 چنانچه این قصد در صحیح بخاری و مسلم و غیره بر وجهی مذکور است و بر ظاهر است که مداد دست و مواظبت بر امر شاق اگر آن

و شواہد است لهذا آنحضرت صلیع از راه شفقت و رافت امت خود را خصوصاً صحابہ کرام را بر عمل سہل کر بر آن غلبت
 ممکن باشد تا کہ ارشاد و ہدایت نمود کہ لا یخفی علی الناس انما ہر بالشہ لعیۃ العز و قال النبی صلیع ام القلیل یستمر
 الطاعۃ بالذکر والمرقبۃ والاخلاص الاقبال علی اللہ بخلاف الکثیر الشاق حتی یفوق القلیل الدائم بحیث یرید الکثیر
 المنقطع ضعیفاً کثیراً انھما فی نعم الباک و فوا یدرین حدیث بسیار اند چنانکہ بر دوشمذ شریع پوشیدہ نیست
 وعن عائشہ رض قالت گفت عائشہ کان رسول اللہ صلیع بود آنحضرت صلیع اذا ارہم امرہم من الاعمال بما
 یطیقہ و فیکہ امر سے فرمود و صحابہ کرام را از سیر موزان جملہ اعمال و افعال با تخیر یکہ طاقت سے و شہادت
 پیویرا حاصل آنکہ رسول صلیع بچہ یکہ در وسع و طاقت مداومت و مواظبت باشند لیکن مداومت و مواظبت
 برو سے بحسب طاقت محال و شواہد باشند تکلیف سے فرمود بلکہ تکلیف با تخیر سے میفرمود کہ مواظبت و مداومت
 بروی آسان و سہل تر باشد زیرا کہ فرمود واجب الاعمال الی اللہ ادومہ فتالسوا گفتند صحابہ کرام سہل تر
 خیر الانام انا لسانا کھیتک بدستیکہ ما ینستہم مثل صورت مبارک تو یا رسول اللہ پیغہ حال ما ین مثل
 خال شما نیست زیرا کہ ان اللہ قل غفرک ہر آئینہ خدا تعالی بخشیدہ است ترا فغضب پس تہر خشم کر
 رسول اللہ صلیع از قول صحابہ کرام حتی یعرف فی دجہ الغضب تا آنکہ شناختہ سے شد در کج مبارک انا تہر خشم
 کنم بقول انا اتفاقہ پستری میفرمود من پر سبز گار تر شما آم و درین قول اشارہ است بسوی کمال قوت
 علیہ و اعلمکہ باللہ انا و اما من شہما بخدا سے تعالیٰ نعم و درین قول اشارت است بسوی کمال قوت
 علیہ جل جلالہ اینکہ من زیادہ تر در تقو سے و پرہیز گاری و حلم و دلش از شما آم ہر چہ اگر کنم بر آن اقدام
 کنید و از را سے محض خود مان چون و چرا نکنید و از وہم و خیال بر عبادت شاذہ ادا دہ نہائید و فرمود
 مرا موجب قرب الھی انید انیجاہ است کہ امام بخار سے در کہ است عبادت شاذہ با بی جدا گانہ نوشتہ با و ایکہ
 من التشدید فی العبادۃ عن الشرب مالک قال دخل النبی صلیع فاذا اجل مد و دین الساتین فقال ما هذا اھل
 قالوا هذا اھل الزینب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلیع لاجل لیصل اھل کہ فاذا فتر فلیقع عن عائشہ
 رض قالت عتک امرؤ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلیع فقال من هذا قلت فلانذ ما انتام باللیل فذکر من
 صلواتہا فقال مدہ علیکم بما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یعل حتی تملاوا رواہ البخاری فی الحجۃ الخا
 خلاصہ ترجمہ روایت ابن بن مالک اینست کہ حضرت زینب کہ کجی از بیج مظهرت رسول اللہ صلیع بود و در حسن
 و زکریہ میان دو ستون بستہ بودند و ہر وقت کسل و سستی در قیام نماز بر آن دین سے آو کھندہ کہ سستی
 و غلبہ خواب رفع شود و در گردن آنحضرت صلیع آن را دیدہ فرمودند کہ این من قنبدہ در میان دو ستون
 بستہ چیست گفتند دیگر مردمان کہ این حسن بستہ حضرت زینب است کہ ہر گاہ در قیام نماز سستی و سستی

و این می شود ایشان آن رس را گرفته می آورند که این سستی و غلبه خواب می شود پس آنحضرت صلعم فرمود
که گویا این رس را و در کنید و این نشاید باید که تا وقت نشأ نماز خواند و در وقت نشأ غلبه خواب
نبشید یا بخسید بعد سحر است از خواب یا از شست برخواست باز نماز خواند و لفظ لا محصل است که سبب نبش
باشد ای کیکن هذا الجبل و لا یبدل و محصل که لای هنی باشد ای لا تغفلو چنانچه ازین در دیگر شمس بخیر
استفاد می شود پس ازین حدیث واضح شد که عبادت شاقه کرده و خلاف طبع و دمنع آنحضرت صلعم است
ازیرا که مداومت بر آن دشوار باشد و جمله فرایید این حدیث یکی نیست که نفس اماره را مانع شود از آن
حدود و سبب که شایع مقرر فرموده از غزویت و رخصت و اتفاقا که عمل کردن با سهل و آفریق که موافق
شمس شریف باشد اول و آفریق و فصل است از نهتیا را شد و اش که مخالف آن باشد چنانچه خدا تعالی میفرماید
که ما انکسر علی فی فتنه و غشک و فتنه ^{الان} پر حال اتبع قول و فعل رسول مقبول صلی الله علیه و سلم لازم است نه برخواستن
نقشانی عمل باید کرد اما هم بخاک و سلم در باب اعصاب با کتاب و هسته حدیث آورده از انس بن مالک صحابی
عن انس قال حدثنا رسول الله صلی الله علیه و سلم یأمرنا ان نعبد الله عن عبادة النبی صلعم گفت انس که آمد از آن
انصاری بسوی من آن پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم در حالیکه می پرسیدند از ایشان از عبادت پیغمبر خدا قلما
اخبار را چایس چون خبر داده شد بدعایت آنحضرت صلعم بیان کردند از ادعای مطهرت که عبادت ایشان بابت
بود کانه تعالو ها گوید که این سه تن صحابی کم پیشتر آن عبادت آنحضرت را فعلوا این سخن من انبی
صلی الله علیه و سلم قد غفر الله لهما تقدم من ذنبه و ماتا خس پس گفتند کجا ایما از آن
پیغمبر خدا صلعم یعنی را اینجا بیض آب و می چربست اگر عبادت کم کند او را می رسد و حالانکه هر سه
آمرزیده است خدا تعالی مراد را آنچه پیش گفته است از گنا مان و آنچه پس آمد و او را فقال احد هم اما
انا فاصلي للبل ابدای پس گفت یکی از آن سه تن صحابی ما من پس عهد کردم که نماز بگذارم و شب همیشه
بیشه تمام عمر بتمام شب و قال الاخر انا اصوم النهار ابدای و گفت دیگر من روزه می دارم همیشه و لا افطر
و منی کشایم روزه را و قال الاخر انا اعزل النسله فلا تزوج ابدای و گفت دیگر من گوشه بگیرم از زنان پس گفت یکم
همیشه بجای صلعم ایما فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا پس آمد آنحضرت صلعم بسوی ایشان پس گفت شما
که می گفتید چنان چنین اما والله انی لا اختارکم الله اکاه باشد پیغمبر خدا سوگند که بعد سستی که من هرگز
شما ام مرغذایا و اتفاقا که له و پر بهیز کار ترین شما ام مرغذایا و لکنی اصوم و افطر و لیکن من روزه
می دارم و می کشایم روزه را و لیکن من می دارم و لکاهی می دارم و لفظ لکن بستر را که است از خود
که سیاق کلام بر آن دلالت میکند تقریر کلام نیست انا و انتم بالنسبة الی العبودية سواء و لکنی الاخر کذا فی

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری واصلی ارق و نمازی خوانم و خواب نیز میگویم و استودج النساء و نکاح
 میکنم زن از او جماع میکنم با ایشان فمن رغب عن سنتی فلیس منی پس یکدیگر اعراس کنند و اسنت و طریقه
 مرفیه و پسندیده من پس نیست بکس از تابعان من روایت کرد و بخندید را بخاری و سلم و غیره و ازین
 جهت شیخ ابن ابیهم صاحب نسخ القدر محشی برابره و طاعلی قاضی گفته که با لجله فالافضلیة فی الاتباع لا
 فیما یجوز النفس لذل فضل نظر الی ظاهر عبادة او توجه و لم یکن الله عز وجل یضی الا نفوس انبیاء الا یا شرف
 الاحوال انتهى فی المرقاة شرح مشکوٰۃ لملا علی القاری الخ فی مختصر پس آنچه خلاف طبع و وضع نخست
 صلح شده و دو کت چنانکه فمن رغب عن سنتی فلیس منی از آن خبر و مطهرت و تفسیر معالم التزیلی و غیر
 نیشابوری مذکور است که روزی آنحضرت صلی الله علیه و سلم پند و وعظ فرمود و از آفات و احوال قیامت بشارت
 و نیک و خوف قیامت اهل مجلس و عطا بسیار شد پس ده نفر از صحابه کرام یعنی حضرت ابو بکر صدیق و علی مرتضی
 و عبد الله بن مسعود و عبد بن عمر و ابو ذر غفاری و سالم موطا ابی حنیفه و مقداد بن اسود و سلمان فارسی و مالک
 بن مغرب و غیره رض و خانه عثمان بن مظعون که برادر رضای آنحضرت صلی الله علیه و سلم بودند جمع شدند و
 با خود مشوره کردند که بهانیت اختیار کنیم که قطع ذکر کنیم و همواره روزه داریم و تمام شب نماز خوانیم و خواب
 نکنیم و دستک زدن از تنم بگشت و دروغ نخریم و از نکاح و جماع پرهیز نماییم و سیاه اختیار کنیم پس آنحضرت صلی الله علیه
 و سلم فرمود از احوال ایشان پس فرمود در ایشان را که خبر نماده شده ام که برخان چنین اتفاق گردید و عرض نمود
 گفتند آن صحابه مذکورین آری چنین ام کرده ایم سمانین اراده نموده ایم گمراهی و غنات را پس فرمود آنحضرت صلی
 علیه و سلم که من بآن چیز ناکر شما اراده کرده اید ما مورد شده ام بهر حال نفوس خود را نگا دارید و حقوق نفس خود را
 نیز بشناسید روزه دارید و نماز کنید و نماز خوانید و هم خواب کنید و هم دیگر چیزهای لذتبخش خود را من رغب عن سنتی
 فلیس منی هر که اعراس کند از طریق مرفیه من پس نیست بکس از تابعان من پس هر جمیع مردان را جمع نمود و فرمود که شیوه
 بهانیت و قیسین و دین من نیست پس این آیات نازل شدند یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم
 ولا تقدروا ان الله لا یحب المحدثین الی اخر الا یتیه خبرت بما بها نوشته میشود و از آن مفصل حال و شرح
 خبر بعد قال اهل التفسیر ذکر النبی صلعم الناس یوما و وصف القیامة ففرق لئلا تناسوا بکوا فاجتمع عشق من اصحابه فی
 بیت عثمان بن مظعون و هو ابو بکر الصدیق و علی بن ابی طالب و عبد الله بن مسعود و عبد الله بن عمر و ابو ذر و العقیق و سائر
 اصحاب اجماع و فی القیامة و سائر الفکار و معقل بن مغرب رض و تشاوروا و اتفقوا علی ان یتوجهوا الی بیسلس السور
 و یصلحوا الی الدهر و یقولوا البیل فلا یناموا علی الفرائض ولا یناموا الی الهم و الودک ولا یقربوا للسنن الطیب بسجوا فی الارض فلنفر
 ذل الرسول الله صلعم فاتوا دار عثمان بن مظعون فلم یضأ فقال لاهل البیت اخرجوا ما یبلغ عن زوجک و اصحاب فکره ان تکذب رسول الله

[illegible]

وبہ نستعین

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لَوْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ

واقعة الفتق دافعة البلوغ

بسم الله الرحمن الرحيم

صنف النقاد رحمہ الدین مرشد آبادی بحکم آیت کریمہ لا تبسوا الحق بالباطل علما و دین محمدی سے سوال کرتا ہے کہ عمل تقلیدی کسی حجت شرعیہ میں سے ہے یا نہیں مسئلہ یہ تھا۔ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لَوْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ

جواب عمل تقلیدی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے لیکن عمل بقول اور شخص کے کرنا کہ جبکہ قول باللیل شرعی کے حجت نہ ہو کہ عمل تقلیدی کہی ہو تو تقلید کا تقلید العمل بقول الغیر من غیر حجت متعلق بالعمل والمراد بالکلی حجت من الحجج الاربع کما فی کتب الاصول الحنفیہ وغیرہا کالایخفہ علی الماہر بالاصول پر تقلید کی نوعیت کی حسب مطلق متقدمین کی وضع ہو کہ عمل تقلیدی دلائل اربعہ یعنی کتاب لہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیاس صحیح مجتہد مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ عمل تقلیدی شرعی ہوا نہیں اور جو عمل بظاہر اور اربعہ کے باوجود وہ عمل تقلیدی شرعی نہیں ہو و مردود و باطل ہے شرعاً پس عمل تقلیدی ہی مردود و باطل ہوا ہو کہ نہ کہ بظاہر شرعی ہو تقلید کا بموجب مطلق متقدمین کے ثابت ہوا اور یہ سخت حجت ہے متقدمین پر کالایخفہ علی المقطن المصنف الماہر بالشریعۃ المحمدیۃ قال فخر الدین الرازی فی البکیر هذه الآية دالة على ان ما استدل به الاصول الاربعة اعني الكتاب والسنة والاجماع والقياس مردود و باطل وقال امرأه نقض فی کل واحدہا بتکلیف خاص معین دل ذلک علی اندلہس للمکلف ان یسک بشیء سوء هذا الاصول الاربعة و اذا ثبت هذا فنقول القول بالاستحسان الذي يقول به ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ والقول بالاستصحاب والکتاب بقولہ ما لک رحمہ اللہ نعم انکان المراد بحدیث هذه الامور الاربعة فهي تغییر عبادة ولا فائدة فیہ وانکان معناه هذه الاربعة کان القول بباطل قطعاً دلالة هذه الآية علی بطلانہ کاذکرنا انھما فی التفسیر الکبیر

من تحت آية اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم من غير ان يامر بفساد قال الشوكاني قد ذكرت نفوس الائمة الاربعة الصالحة
 كنفوس ائمة اربعة كمن يصرح بمن منع تقليد من قال الشوكاني قد ذكرت نفوس الائمة الاربعة الصالحة
 بالنهي عن التقليد في الرسالة التي صممتها القول المفيد في حكم التقليد فلا نطول المقام بذكر ذلك ويجوز
 تعلم ان المنع من التقليد ان لم يكن اجاباً فهو مذهب الجهمي ويؤيد هذا حكاية الراجح على عدم جواز تقليد
 الاموات وكذلك على المجتهد بانه انما هي حصة له عند عدم الدليل ولا يحسن لغيره ان يعمل به بالاجماع فلا
 الراجح انما يختصان التقليد من اصله انتهى ما في هداية السائل اوربر مكرس خلاف كمن يتعدى مجرّد تقليد بما هو ثابت
 فريضة اوربر ورجحان كتاب اوربر سنت من ليد به اوربر في تقليد بلا دليل پر اوربر اوربر في خيال خام پر نشان
 اوربر اپنے ہوس اوربر جہانم انراں چنانچہ آیت کریمہ کل حزب بما لديهم فرحون ایسی ہی مسئلہ متعصب شرا اوربر ہے وہ
 ذرا غور اور فکر نہیں کرتا کہ تقلید بلا دلیل اور شرک فیہ درمان حق اور دلیل کی پہلی گرفتہ کہ جسکے تقلید بلا دلیل
 کرتا اور سکوا جاتا ہے اور دوسرا فرقہ مقابل فرقہ اولی کے برعکس ایسے سمجھتا ہے پس اگر یہ تقلید بلا دلیل
 نقشہ منقح الے الحق و مطلوب ہو تو رجب ہو پر ہوشی اور متین شے کا حق اور ضرر اب پر کیونکہ پر نفس اپنے مسئلہ کا جواب
 دے کر گونا گونہ کہتا ہے اور یہ امر البیضاء ہے باطل بلا ریب ہے شرعاً اور عقلاً ولا یجوز الا العاقلون اور یہی سبب
 اور بک فی جاہا اپنے کلام پر کہ میں تقلید بلا دلیل کو کیا حکم کرتا فرقہ ثانی تقلید بلا دلیل شاعت اور حق والو الوشاء الرحمن واعبدناہم
 ما لهم بن الذین علم انہم الذین ہو انہم اتیناہم کتابا من قبلہ فہم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا آباءنا
 علی امة وانا علی اثارہم مہتدون وكذلك ما ارسلنا من قبلك فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوا انا وجدنا
 آباءنا علی امة وانا علی اثارہم مقتدون قال اولو جئناکم باھک ما وجدتم علیہ اباؤکم قالوا انا بما ارسلنا
 بہ کافرون فانقمنا منہم الی اخر الا یہ والمعنی انہم وجدوا ذلک الباطل فی کتاب منزل قبل القرآن حتی
 جائز لہم ان یعولوا علیہ وان یتمسکوا بہ والمقصود منہ ذکرہ فی معرض الانکار ولما ثبت انہ لم یدل علیہ
 لا دلیل عقلی ولا دلیل نقلی وجب ان یکون القول بہ باطلا شرعاً بل قالوا انا وجدنا آباءنا
 علی امة وانا علی اثارہم مہتدون والمقصود انہ یقال ما بین انہ لا دلیل لہم علی حقہ ذلک القول
 البتہ باین انہ لیس لہم حامل بجلہم علیہ الا التقليد المحض خبر باین ان تمسک الجہال بطریقتہ التقليد
 امر کان حاصل من قد یصل الیہ فقال وكذلك ما ارسلنا من قبلك فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوا
 انا وجدنا آباءنا علی امة وانا علی اثارہم مقتدون وفي الاية مسائل المسئلة الاول قال صاحب
 الکشاف قرئ علی امة بالکسر وکلتاھا من الام وهو المقصد فالامة الطریقتہ التي تقوم ای تقصد
 بالرجل للرجل الیہ والامة الحالہ التي یکون علیہا الام وهو القاصد المسئلة الثانية لولم ینک فی

كتاب الله الاية الآيات لكنت في ابطال القول بالتقليد وذلك لانه تعالى بين ان هؤلاء الكفار لم يتسكروا في اثبات ما ذهبوا اليه لا بطريق عقل ولا بدليل نقله ثمة بين انهم ذهبوا اليه بمجرد تقليد الاباء والاسلاف وانها ذكر تعالى هذا المعنى في معرض الذم والتعجب وذلك يدل على ان القول بالتقليد باطل وما يدل عليه ايضا من حيث العقل ان التقليد امر مشترك فيه بين المبطل وبين الحق وذلك لانه كما حصل لهذا الطائفة قوم من المقلدة فذلك حصل للصناديق اقوام من المقلدة فلو كان التقليد طريقا الى الحق لوجب كون الشيء ونقيضه حقا ومعلوم ان ذلك باطل انتهى ما في التفسير الكبير بلفظه ادبر وجعل دليل بطلان تقليد يهود كقول هرير بن قنينة عريب منع تقليد يهودا ورجل يفتنه هو شرب او سكا طرف نقي او سكي كى (يعني هرير بن قنينة) منع تقليد يهود كقول ابراهيم بن محمد بن اسحق بن عيسى قوله باطل كى تو دوجب هو اس قول كى بطلان تقليد كا واذا قال ابراهيم الاسبية وقوله انتي براء مما تعبدون الا الذي فطرني فانه سيهديني الى اخر الآية اعلم انه تعالى لما بين في الآية المتقدمه انه ليس لاولئك الكفار داع يدعونهم الى تلك الاقوال الباطلة الا التقليد الاباء والاسلاف ثم بين انه طريق باطل ومنهج فاسد وان الرجوع الى الدليل أولى من الاعتماد على التقليد اردف بهذه الآية والمقصود منها ذكر وجه اخريدل على فساد القول بالتقليد وتقريره من وجهين الاول انه تعالى حكى عن ابيهم عليه السلام انه تبارأ عن دين ابائه بناء على الدليل فقول ابا ان يكون تقليد الاباء في الاديان محرما واجازا فان كان محرمًا فقد بطل القول بالتقليد وان كان جائزا فمعلوم ان اشرف اباء العرب هو ابراهيم وذلك لانهم ليس لهم فخر ولا شرف الا بانهم من اولاده وافكان كذلك فتقليد هذا الاب الذى هو اشرف دين الاباء أولى من تقليد سائر الاباء واذا ثبت ان تقليد أولى من تقليد غيره فقوله انه ترك دين الاباء وحكم بان اتباع الدليل أولى من متابعة الاباء واذا كان كذلك وجب تقليد فى ترك تقليد الاباء وجب تقليد فى ترجيح الدليل على التقليد واذا ثبت هذا فنقول فقد ظهر ان القول بوجود التقليد يوجب المنع من التقليد وما افترضه الى نفيه كان باطلا فوجب ان يكون القول بالتقليد باطلا فهو طريق دقيق فى ابطال التقليد انتهى ما فى التفسير الكبير ومن سورة ص عجبا ان جاءهم منذر منهم وقال الكافرون هذا ساحر كذاب اجعل الالهة الها واحدا ان هذا الشئ عجاب وانطلق الملا مناهم ان امشوا واصبروا على الهتك ان هذا الشئ يراد ما سمعنا بهذا فى الملأ الاخرة ان هذا الاحتمال فى الآية اقوى منشأ التعجب من وجهين

الاول حيوان النعم ما كانوا من اصحاب النظر والاستدلال بل كانت اوجاههم تابعة للحسوس فاما وجوب
 في الشاهدان الفاعل الواحد لا يتصور عمله بحفظ الخلق العظيم قاسرا الغائب على الشاهد فقالوا
 لابد في حفظ هذا العالم الكثير من الهمة كثيرة يتكفل كل واحد منهم بحفظ نوع اخر فالوجه الثاني
 ان اسلافهم لكثرتهم وقوة عقولهم كانوا مطبقين على الشرك فقالوا من العجب ان يكون اولئك
 الاقوام على كثرة قوة عقولهم كانوا جاهلين مبطلين وهذا الانسان الواحد يكون محققا
 صادقا واقول لعمرى لو سلمنا اجراء حكم الشاهد على الغائب من غير دليل وجبة لك انت المشبهة
 الاولى لازمة ولما توافقنا على فسادها علمنا ان اجراء حكم الشاهد على الغائب فاسد قطعاً
 واذا بطلت هذه القاعدة فقد بطل اصل كلام المشبهة في الذات وكلام المشبهة في الافعال
 اما المشبهة في الذات فهم انهم يقولون لما كان في كل مرجح في الشاهد يحجب ان يكون جسماً ومختصاً
 بجزء الغائب ان يكون كذلك واما المشبهة في الافعال فهم المعتزلة الذين يقولون الامر
 الفلاني قبيح من اوجب ان يكون قبيحاً من الله فثبت بما ذكرنا ان صحيح كلام هؤلاء المشبهة
 في الذات وفي الافعال لزم القطع بصحة شبهة هؤلاء المشركين وحيث توافقنا على فسادها
 علمنا ان عدة كلام المجسمة وكلام المعتزلة باطل فاسد واما المشبهة الثانية فلم يرد لو كان
 التقليد حقاً لكانت هذه الشبهة لازمة وحيث كانت فاسدة علمنا ان التقليد باطل انتهى ما
 في الكبير بلفظه من عبيد بن قول امام مازي ماف وخرج هراركر نقيد بلا ويل ميمر اود حق هو مشبهة
 مجسمة كلام معتزلة كاي حق هو ما لا شك قول وشبهة ان دون وفون فزقون كاي بطل هو نقيد بلا ويل كاي بطل هو نقيد
 سورة يس من فراء ماف قالوا اجبتا التفتنا عما وجدنا عليه اباثنا فنكون لكما الكبير ياء في الارض
 وما نحن لكما بمقنين اعلم ان حاصل هذا الكلام انهم قالوا لا نترك الدين الذي نخر عليه
 لاننا وجدنا اباثنا عليه فقل تمسكوا بالتقليد ودفعوا الحجج الظاهرة بحجج الاصرار انتهى ما في
 الكبير مختصراً بقدر الحاجة سورة يس من فراء ماف قالوا يا شعيب اصلونك تامر ان نترك ما يعبد
 اباثنا ونفعل في اموالنا ما نشاء وقد اشاروا فيه الى التمسك بطريقة التقليد لا نفهم
 استبعد وامنه ان يامرهم بترك عبادة ما كان يعبد اباؤهم يعني الطريقة التي اخذناها
 من اباثنا واسلافنا كيف نتركها وذلك تمسك ببعض التقليد انتهى ما في التفسير الكبير
 مختصراً بقدر الحاجة وايضا سورة صفات من تحت ريت فهم على تارهم يهرعون كما امر مازي
 انتهى من المقصود من الآية انزعا على استحقاقهم للوقوع في تلك الشدة ثم كملها بتقليد

در کتاب تفسیر القرآن

فی الدین وترك اتباع الدلیل ولولم یوجد فی القرآن آیه غیر هذه الایة فی ذم التقلید کفنی
انفقی ما فی التفسیر الیکبر بقدر الحاجة اب تحریر بالاسی ما برن شریعت عزابر مخفی زبکے کوجب خدمت
وقباحت تقلید بلا دلیل کے کلام ربانی سے قطعاً ثابت ہوئی تو مسلمان و یدنار تقوسے شمار پر از راہ و جوب محبت و
اعانت خاتن اکبر اور رسول المحرک بنانا کلام ربانی کا اور دلیل و جان تقدیر کن کرنا ہکا در اب ذم تقلید بلا دلیل کے
فرض ہوتا دی وکل ہوا والا سہ شقاق و نفاق کے منویہ کا اور دائرہ کلام بابرنا بریک کر خب طبع برکات و تابداری محبت
والذین امنوا اشد حیا لله وغیرها من الآیات شامہ عدد ۱ اور اطیعوا الله واطیعوا الرسول ورسلا
اور حاکم مطلق اللہ کتاب ہے اور سرگاہ حاکم مطلق نے تقلید بلا دلیل کو باطل اور مذموم فرمایا تو مخلوق محکوم پر فرمان بردار
حاکم مطلق کی فرض ہوگی اور بے حکم حاکم کوئی امر اپنے طرف سے نکالنا اور اوکو نیک کہنا اور او سے چلنا تو نہایت قبیح اور شہ
مستور ہوگا اور شاق و نفرت حاکم کے لازم ہوگی کیونکہ باذن اللہ نہیں ہی اور مؤمن فرما کر و ما ارسلنا من رسول
الا لیطاع باذن الله ای بامر الله لان طاعة الرسول وجبت بامر الله کذا فی المعالم وغیر
من التفاسیر پس قل بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگرچہ وہ بڑا نامی کامی ہو باطل اور موجب ندامت و
رسول کا جو گناہ چھوڑ کر یہی ظہر من شمس ہے اور کور باطن کو یہ سوچیں تو آفتاب عالم تاب کا کیا قصہ پہلے سکا اہل اصول
الحاکم هو الذی صدار الحکم منه ولا حکم الا من الله تعالى کذا فی مسلم الثبوت وھکذا
فی تخریر ابن الھمام اور حکم خطاب ہی اللہ کتاب کا کہ جو مخلوق ہے ساتھ فعل مکلف کی چاہئے مسلم الثبوت وغیرہ کتب
اہل حق میں مذکور ہے اور دلیل یہ قرآن فرستے ان الحکم الا لله وليس لغير الله حکم ووجب لقبول ولا امر
واجب الا للزام بل الحکم والامر والتکلیف لہ تعالى شانہ انفقی ما فی التفسیر الیکبر
مختصا میرا یہ کہ میرے کتب اصول پر چاہئے مذہب ہی سنا و مع ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الہی ہی خارج اور مذموم و قبیح ہے چھوڑ
اور آیت اور تفسیر سے کتابیان شافی و کافی چھوڑ کر اب ہر مسلمان طالب حق کو بہت غور و فکر چاہیے کہ مقلدین متا بلین
صراحتی تقلید یا پیدائش میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ ہی تکایت حال غرق ہوتی چلی آتی ہیں پر یہی مقلدین
زمانہ ماکل نصوص قرآنی میں نظر کر کر عبرت نہیں پکڑتے اور خواہ مخواہ صدق آیت کریمہ لہم قلوب لا یفقهون بہا
کہ ہر مقلدین حدیث کیونکہ تقلید بلا دلیل ایسے بوج و بجر شخص بے اصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے معرفت توحید و در و شرک و کفر و معرفت
رسالت رسول صلعم میں ہجر و تقلید یا غیا صا بقین کے کفران کیا بلکہ او پر اثبات صانع و در و شرک و ثبوت نبوت
رسول مقبول صلعم کے دلائل قاطعہ گونا گوں جا بجا لینے کلام پاک میں قائم کئے اور مقلدین متعصبین کو کہ جو دلائل
عظیمہ ما انزل اللہ پر صراحت نظر و فکر نہیں کرتی ہستی طبع کی الزامات دینی چاہئے اہل قرآن شریف پر مزید و شکار ہے
اعلم اند سبحانہ و تعالیٰ لما اقام الدلائل القاطرة علی اثبات الصانع وابطال القول بالشیر

عقبہ مایدل علی النبوة ولما كانت نبوة محمد صلعم مبنیة علی كون القرآن مجتزا اقام الدلائل
 علی كونه مجتزا فظهر ان سبحانہ كالم یكتف فی معرفة التعجید بالتقلید فكذا فی معرفة
 النبوة لم یكتف بالتقلید انتهى ما فی التفسیر الكبریٰ مختصرا بقدر الحاجة من تحت قول
 تعالى ان كنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا الی اخر الاية قد جرت علی بعض المفسرین زادوا ان كان
 فقیہ کافی ہے اور فقہ نور الدلائل میں کچھ ضروری نہیں کیونکہ میں متقدم ہوں اور متقدم کو دلیل سی کی کام سہولت اور اس کا مردود اور اس
 پہلے مردبین میں فقہ دلائل کی ضرورت نہیں بقدر استدلال و ضرورت کی تکلف مومن اسد الاولیاء الاخر پر خیر صحت تفسیر کی ہے کہ یہ وہاں
 میں تحت آیت کریمہ تلك آیات اللہ نتلوها علیك بالحق فبای حلیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون
 کے کچھ ہے فقہ قال تعالى فبای حلیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون یعنی ان من ینتفع بهذا
 الایات فلا شیء بعد یجوز ان ینتفع به و بطل قول من یزعم ان التقلید كاف و بیان
 انه یجب علی المكلف التامل فی دلائل دین اللہ تعالى انتهى ما فی التفسیر الكبریٰ و ایدام
 مدبر الیہ سے منقول ہے کہ انہرینچ اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر تم کو دلیل ملے ہے تو دلیل شرعی کتاب و سنت سے تم
 ظاہر ہو تو اس پر عمل کرو اور میرے قول و بلا دلیل کو چھوڑ دو بخانجہ در مختار و مختار و غیرہ سے وہم ہوتا ہے
 قال لا صحابہ ان توجه لک دلیل فقو لو ابدا انتهى ما فی الدلائل المختار مختصرا ای ظہر لک فی المسئلہ
 وجه الدلیل علی غیر ما اقول انتهى ما فی الطحاوی اب جو کوئی کہی کہ نبی آیات کتاب کی حق میں نادر ہیں تو
 بر ماہل اور بے وقوف ہی کیونکہ مہتاب عزم لفظ کا ہے نہ خصوص بحال کا معنی اگر کتاب احادیث و کتب اصول فقہ و تہذیب و الامت
 کرام سے جا بجا وضع ہوتا ہے اور اس بارہ میں مسافیر و سائنس دان بہت کچھ لکھا ہے کہ لا یخفی علی الناس انہ یشرعوا القرآن و کتبہ
 لک تفسیر عزیز سی لکھا جاتا ہے چہارم آئمہ درین آیت اشارہ بہت بایضال فقیہ بدو طریق اول ائمہ از متقدمین
 کو ہر کہ تفسیر میکنی نزد تو محقق بہت یا ان اگر محقق بودن اور انیشناسی پس ابو جود حال بیکل بودن اور چرا اور تفسیر
 میکنی و اگر محقق بودن اور انیشناسی پس بکدام دلیل میشناسی اگر تفسیر دیگر میشناسی سخن دران خدا ہدایت و تفسیر
 خداوند و اگر بغیر میشناسی پس از چرا اور معرفت حق صرف میکنی و مدار تفسیر بر خود کو اور امیداری طریق دوم کہ کسی
 کہ تفسیر میکنی اگر ان مسئلہ را وہم بتقدیر نہند بہت پس تو دو اور بار بردیا اور چہ ترجیح مانکہ تفسیر او میکنی و اگر دلیل
 نہند بہت پس تفسیر حق تمام میشود کہ تو ہم ان مسئلہ را بہمان دلیل بدانی و لا محالہ او باشم
 نہ منقاد و چون تو ہم ان مسئلہ را بدلیل دانستی تفسیر ضائع شد انتہی مانے لکن البیریزی
 مسلمانوں تم سن چکے خدمت اور دہائے تفسیر بلا دلیل کے زبان مجید و غیرہ سے تو اب کتاب و سنت پر
 اور مستقیم ہوں و جان ہوا و کہ جنبت نفیم مکان پیشتر اقامہ ابدی کا تھک سرکار عالیجاہ سے عنایت

یا ایها الناس قد جاءكم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً الایة والبرهان هو محمد
صلی و آله و سلم و انما ساء برهاناً لان حرفه اقاۃ البرهان علی تحقیق الحق و ابطال الباطل و النور المبین
هو القرآن و ساء نوراً لانه سبب لوقوع نور الایمان فی القلب انتهى ما فی الکبیر المختصر

تذکرہ

مروج کرنا عرف قاضی یا قوی نے مفتی کے یا حکم کرنا قاضی کا اور پر شہادت شہادان عدل کے یا تبارک الاول و اکابر
شرعی ہے کہ فقہ مصلحی مقلد بن ہنن کہنے کیونکہ فقہ مصلحی یہ ہے کہ گلے میں پٹا ڈال کر ملا دیکر
مفتی کا ہر نبی اور علی اور ہدایت راوے حدیث متعل مروج کی بلیل شرعی ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
فلیبلغ الشاهد الغائب الحدیث اور جو مفتی یا قاضی میں منہلی واقع ہو جیسا وی تو رجوع طرف قرآن
و حدیث کی ضرورت صیحا فرمایا حدیث کے فان تنازعتم فی شئی فردوه الی اللہ و الرسول الی اخر الایة
علینا الا البلاغ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب

انک الحمد علی ما وفقتنی لقریرہن الرسالۃ المسماۃ بواقعة الفتوة دافعة البطلان
من ہجرت خیر البریۃ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الف الف صلوات و تحیۃ ربنا نقبل
انک انت السميع العليم و اغفر لنا و ارحمنا انک علی کل شیء قدير المؤلف العاجز
محمد نذیر حسین عافاہ اللہ فی الدارين

قصید قاضی طلا محمد پشاوری در مدح عمل یا الحدیث

انحید جو تحقیق سخن دگر بگرد	خبر غاشاک شک از عین یقین بگریز	دلچسپ کار خود از حضرت قرآن جو نید
ابو دین خود از قول پیر گیرند	ہر بانی کہ بود سادہ ز قوسج مدب	در کمال ہوا نقش مزور گیرند
بما ذات مضمون این ہر تکلیف قیام	فادست و عبت ہما ہی منکر گیرند	دیدہ از فقہ منزل جو منور سازند
از فقہ محرف کسی بگریزند	بچند گاہ مصیبت دگر خالی یک	ہر چہ درویش خطا حکم پیر گیرند
بک خیال است و مخالف مقصود	اہل دل در حرم دین بت بگریزند	ہر چہ از انبؤ و ستند از قول رسول
کی نام مست کہ ابر بگریزند	بالک سخ کہ ملش عرق دی بگریزند	رتبہ لالہ نعمان نہ برابر بگریزند
کجا اہل را بیند و قیاس	شہسواران ز چنین صید محقر گیرند	سمن مصطفوی دگر صدق مستحق

کافی فی سوره و تفسیر اراکین
کار بنیان قصایر که شود دعا که درش
در احادیثی مرشد در هر گیرند
متن مشهور اما دیت بدین طاعت
از اما دیت نمی راست و گیر گیرند
ناگزیر آمده بر حق طلبان علم حدیث
هر کجا قول رسول آمده است گیرند
منع ورود بران قوم مباح است
سین مصطفوی هر عمل بر گیرند
عدا اراکین شیخ لسانی و ابو داود
آمد و بر سیریم جوهر گیرند

چنانکه هر علم که از باب فلسفه
چون طلاکار و رایکسر و زر گیرند
در مقامیکه سخنها و دوا حکم و عمل
چون که شود آن قند مکر گیرند
سنتی زند نمایند و برین عصر و پس
شبیه تارست بگوشتن منور گیرند
فی عنوان که بر آرد و قیاسات کنند
روح استی از قول مبر گیرند
ترندی گرچه بود قافیه لاری
برود و در صف نقوی هر و در گیرند
ریت و و خایان بود از خائفند

خاک آن کوی با سیر
سه خوتا قوم که اندر دیر
هر که آن غیر حدیث است
علم دین جمله بر سر است
اجر صد بخون شهیدار در
هر کجا حرف قیاس است
کودکانند که ادراک
از سمیعین و موعای عالم
در عزالت زحمه
غیر واک رکبت بخیر
که قدم بر استر است

سوی تحید گزیند با غلام و پس جنت قدس علی رغم ابی تر گیرند

قائده جلیله فی التخریص علی قلم القرآن و السنة و الاکتفاء
والاعراض عما سواها من تضلیلات النونیه لشیخ الاسلام ابن
حذیفه فیه فی النصوص کثیرا ۛ قد أخذوا فی الرأی طول زمان ۛ و اکل جوف القلب با
احد حکمهم یا کثرة العمبان ۛ والله نزل فیها طریق الهدی ۛ لعباده فی احسن
الحجج الله الخلاق معها ۛ یحیار قلنان و رای فلات ۛ فالوحی کاف للذکر
شاف لدا جهالة الانسان ۛ و تفاوت العلماء فی افهامهم ۛ للوحی فوق تفاوت
الجهل داء قاتل و شفاة ۛ امران فی الذکیب متفقان ۛ نص من القرآن
و طبیب ذاک العالم الربان ۛ و العلم اقسام ثلاث مالها ۛ من رابع و الحق ذ
علم باوصاف الاله و فعله ۛ و کذلک الاسماء للرحمان ۛ و الامور للنهی الذ
و خزانة بوم المعاد النان ۛ و الکل فی القرآن و السنن التی ۛ جاءت عن المبعوث

و اهتم
بطبعها الاخ العزیز الناصر للوحیین المولوی ناطف حسین
الید فی الدارین فی المطبع الفاروقی الواقع فی الدار المکرم